بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی مسائل

اور اُن کا حل

مسائل کی پوچھ تاچھ

قَالَ اللّٰهُ تبارَكَ وَتعَالیٰ:

فَسْئَلُوْآ أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

[الأنبيآء: ٧]

ترجمه: پس پوچھ لو جانکار لوگوں سے اگر تم نہ جانتے ہو۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السَّوَالُ.

(رواه أبوداؤد وابن ماجة وأحمد، المقاصد الحسنة ١٣٠،
كشف الخفاء للعجلوني ١/١٩٢)

ترجمه: عاجز (ناواقف) شخص کے لئے اطمینانِ قلب کا ذریعہ (معتبر اور جانکار لوگوں سے مسئلہ کے بارے میں) سوال کر لینا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دینی مسائل

اور اُن کا حل

(اِضافہ شدہ ایڈیشن)

از:

مفتی محمد سلمان منصورپوری

مفتی واستاذ حدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

ناشر

المرکز العلمی للنشر والتحقیق مرادآباد

تقسیم کار

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ دہلی

○ نام کتاب : دینی مسائل اور ان کا حل

○ ترتیب : مفتی محمد سلمان منصور پوری

○ کمپیوٹر کتابت : محمد اسجد قاسمی مظفر نگری

○ ناشر : المرکز العلمی للنشر والتحقیق، لال باغ مراد آباد

09412635154 - 09058602750

○ تقسیم کار : فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ دریا گنج دہلی

011-23289786 - 23289159

○ اشاعتِ اول : ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء

○ اشاعتِ دوم : جمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ مطابق اپریل ۲۰۱۳ء

○ صفحات : ۴۱۶

○ قیمت : 160 / روپئے

ملنے کے پتے:

○ مکتبہ فدائے ملت محلّہ مفتی ٹولہ مراد آباد

○ کتب خانہ یحیوی محلّہ مفتی سہارن پور

○ کتب خانہ نعیمیہ دیو بند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی علی رسولہٖ الکریم، امابعد!

مرادآباد کے معروف ادارے ''جامعہ احسن البنات'' کے ترجمان کے طور پر جب تقریباً پندرہ سال قبل ''ماہنامہ تحفۂ خواتین'' کا اجراءعمل میں آیا تو مکرمی جناب محمد اختر صاحب شمسی (صدر جامعہ) نے خواہش ظاہر کی کہ احقر اس رسالہ میں دینی مسائل کے جوابات لکھنے کی ذمہ داری قبول کرلے۔ احقر نے باوجود دیگر مصروفیات کے یہ سوچ کر ہامی بھرلی کہ یہ رسالہ جس طبقہ تک پہنچے گا وہ دینی رہنمائی کا حد سے زیادہ محتاج ہے، اوراس کی شدید ضرورت ہے کہ صحیح دینی مسائل سے اس رسالہ کے قارئین کوآ گاہ کیا جائے اور بالخصوص جو غلط عقائد ومسائل خواہ مخواہ زبان زد ہوگئے ہیں ان کی تردید کی جائے۔

چنانچہ بفضلہٖ تعالیٰ یہ سلسلہ شروع ہوا اور حلقۂ قارئین میں اسے خاصی پذیرائی حاصل ہوئی، اوراس کے ذریعہ نہ صرف صحیح رہنمائی ملی؛ بلکہ نت نئے مسائل پوچھنے کا جذبہ اور حوصلہ بھی پیدا ہوا۔ اور رفتہ رفتہ بہت سے ضروری مسائل کے جوابات شائع ہوگئے۔ تاہم احقر کی نظر میں یہ مسائل ایسے نہیں ہیں کہ اُنہیں ایک دومرتبہ پڑھ کر بھلا دیا جائے؛ بلکہ ان کا استحضار مسلسل رکھنا ضروری ہے؛ کیوں کہ ان مسائل کی ضرورت ہر وقت اور بار بار پیش آتی رہتی ہے، اس لئے احقر نے مناسب سمجھا کہ سردست جتنے مسائل آ چکے ہیں ان کا مختصر مجموعہ شائع کردیا جائے؛ تاکہ ان کا نفع مستقل اوردائمی ہو۔

ان مسائل میں خاص طور پر حوالہ جات اور عربی عبارات نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے؛ تاکہ بوقتِ ضرورت اہل علم قارئین کومراجعت میں سہولت ہو۔

حوالوں کی مراجعت میں طلبۂ افتاء مدرسہ شاہی (سال ۱۴۳۳-۱۴۳۴ھ) نے گراں قدر تعاون کیا، جس پر وہ سب شکریہ کے مستحق ہیں۔ **فجزاهم الله تعالىٰ أحسن الجزاء۔**

نیز احقر بالخصوص محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی زید مجدہم مفتی ومحدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کا بہت مشکور ہے کہ موصوف نے اکثر مسائل پر گہری نظر ڈالی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر سے نوازیں، آمین۔

اس کتاب کی کمپیوٹر کتابت اور تزئین وتہذیب میں عزیزم مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری سلمہ نے بہت تن دہی کے ساتھ محنت کی، اللہ تعالیٰ موصوف کی محنت کو بھی قبول فرمائیں۔

اخیر میں گذارش ہے کہ اگر مطالعہ کے دوران کوئی فروگذاشت نظر آئے تو مرتب کو مطلع فرمائیں؛ تاکہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبولیت سے سرفراز فرمائیں، آمین۔

والله الموفق والمعين

احقر محمد سلمان منصورپوری غفرلہ
خادم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد
یکم رجمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ
مطابق ۱۲/اپریل ۲۰۱۳ء بروز جمعہ

❑❖❑

نوٹ:- قبل ازیں یہ مسائل ایک رسالہ کی شکل میں ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئے تھے، اب اضافہ کے ساتھ شائع کئے جارہے ہیں۔ (مرتب)

دعائیہ کلمات:

مخدوم مکرم، والد ماجد، امیر الہند

حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب منصورپوری دامت برکاتہم

استاذ حدیث دار العلوم دیوبند وصدر جمعیۃ علماء ہند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

مقامِ صد شکر ہے کہ عزیزم مفتی محمد سلمان منصورپوری سلمہ مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کو اللہ تعالیٰ نے فقہ وافتاء کے مشغلہ میں مسلسل لگے رہنے کی توفیق بخشی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اور آں عزیز کے جلیل القدر اساتذہ بالخصوص فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی نوراللہ مرقدہٗ مفتی اعظم دار العلوم دیوبند کی دعاؤں اور مشفقانہ توجہات وعنایات کا ثمرہ ہے۔

آں عزیز دار الافتاء مدرسہ شاہی مرادآباد میں فتویٰ نویسی کے ساتھ ساتھ جامعہ ''احسن البنات'' مرادآباد سے شائع ہونے والے دینی واصلاحی رسالے ماہنامہ ''تحفۂ خواتین'' میں بھی گذشتہ تقریباً ۱۵؍ سال سے ''دینی مسائل اوران کا حل'' کے عنوان سے قارئین کی طرف سے پوچھے گئے مسائل کے جوابات لکھتے رہے ہیں، انہی شائع شدہ مفید مسائل کا یہ مختصر مجموعہ اس وقت شائع کیا جارہا ہے؛ تاکہ ان سے استفادہ کا دائرہ مزید وسیع ہوسکے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں، اورعزیزم سلمہ کو اس طرح کی مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔ والسلام

احقر محمد عثمان عفی عنہ

خادم تدریس دار العلوم دیوبند

۲۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ

مطابق ۱۱؍ اپریل ۲۰۱۳ء بروز جمعرات

اظہارِ مسرت اور دعاء:

از: نمونۂ سلف حضرت اقدس مولانا مفتی محمد انعام اللہ صاحب شاہجہاں پوری دامت برکاتہم (خلیفہ حضرت محی السنہؒ)

مفتی واستاذ حدیث جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

حامداً ومصلیاً ومسلماً:

برادرِ محترم جناب مولانا مفتی محمد سلمان صاحب زید علمہ منصور پوری استاذ حدیث وافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد کی کتاب ''دینی مسائل اوران کا حل'' مختلف مقامات سے سماعت کی گئی اور بہت خوشی ہوئی کہ کہ مؤلف موصوف نے ضروری جدید سوالات کے جواب بھی بحسن وخوبی انجام دئے۔

حق تعالیٰ شانہ بہت بہت جزائے جزیل عطا فرمائے اور عام لوگوں کو فائدہ حاصل کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے، آمین۔

أملأہ:

احقر محمد انعام اللہ غفرلہ

جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد

۱۴۳۴/۵/۲۷ھ

تقــریـظ:

مکرم ومحترم حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی زید مجدہم

مفتی ومحدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

الحمد للّٰہ الذی یوتی الحکمة من یشاء، ومن یوتی الحکمة فقد أوتی خیراً کثیراً. والصلوة والسلام علی نور الھدایة والیقین. اما بعد

احقر نے زیر نظر کتاب ''دینی مسائل اوران کا حل'' کو اہتمام سے دیکھا ہے، جگہ جگہ مشورہ بھی دیا ہے، اس کے مسائل رسالہ ''تحفہ خواتین'' میں کئی سال سے دینی مسائل کے عنوان سے آتے رہے، اس میں بکثرت پیش آنے والے ضروری مسائل جمع ہوگئے، خاص طور پر خواتین سے متعلق کافی مسائل اکھٹے ہوگئے، اور دور حاضر میں نئے نئے پیش آنے والے حوادثات سے متعلق مشکل مسائل کا حل بھی شاندار انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

اللہ پاک سے امید ہے کہ امت کو اس کتاب سے فائدہ پہنچے گا اور مؤلف موصوف کے لئے یہ کتاب ذخیرہ آخرت بنے گی، انشاءاللہ تعالیٰ۔

والسلام
شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ
جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد
یکم رجمادی الثانیہ ۱۴۳۴ھ

تقریظ:

مکرم ومحترم حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب قاسمی زید مجدہم
مفتی واستاذ حدیث دارالعلوم جامع الہدیٰ مرادآباد

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، أما بعد:

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں ہے، اللہ رب العزت نے انہیں بڑی خوبیوں سے نوازا ہے، تقریر وتحریر دونوں میں ملکہ ہے، ان کی علمی آگہی وفقہی بصیرت پر ان کی تصنیفات نے اہل علم حضرات سے خراجِ تحسین حاصل کیا ہے۔ بندہ کو ان کے سہل نگاری اسلوب نے زیادہ متأثر کیا ہے، اسی وجہ سے بندہ اپنے بعض صاحب ذوق حضرات کو موصوف کی کتابوں کے مطالعہ کی تلقین کرتا رہتا ہے۔

زیرِنظر کتاب ''دینی مسائل اوران کا حل'' جس کے جستہ جستہ مقامات کا بندہ نے مطالعہ کیا ہے، اس کے زیادہ تر مسائل ماہنامہ رسالہ ''تحفۂ خواتین'' کی زینت بنے ہیں؛ لیکن اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے مسائل رسائل میں چھپ کر چُھپ جاتے ہیں، اوران سے پھر علمی استفادہ مشکل ہوجاتا ہے، مفتی صاحب نے اپنی اس قیمتی علمی کاوش کو اور اضافہ کے ساتھ محفوظ فرمادیا اوران مسائل کو حوالجات سے مزین فرماکر اہل علم حضرات کے لئے مفید تر بنادیا ہے۔

بندہ دست بدعا ہے کہ اللہ رب العزت مفتی صاحب کی عمر میں برکت عطا فرمائے، اور آپ کی اس علمی کاوش اوردیگر تصانیف کو قبول فرماکر اس کا نفع عام وتام فرمائے، آمین۔ فقط

عبدالرؤف غفرلہ
مفتی دارالعلوم جامع الہدیٰ مرادآباد
۲۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ
مطابق ۱۰؍ اپریل ۲۰۱۳ء بروز بدھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن ترتیب

ایمانیات

طہارت کے مسائل

حیض ونفاس کے مسائل

نماز سے متعلق مسائل

اذان واقامت

فرائض وواجبات

امامت و جماعت

سجدۂ سہو

آداب و مستحبات

قضاء عمری

جمعہ و عیدین

نماز تراویح

سنن ونوافل

عورتوں کی نماز

نماز مسافر

سجدۂ تلاوت

متفرق مسائلِ نماز

میت کے احکام

روزہ سے متعلق مسائل

زکوۃ کے متعلق مسائل

حج سے متعلق مسائل

نکاح سے متعلق مسائل

رسوماتِ نکاح

مہر سے متعلق مسائل

طلاق اور عدت کے مسائل

بدعات وغیرہ سے متعلق مسائل

جائز وناجائز اعمال

مسائلِ زیب و زینت

پردہ کے مسائل

موبائل سے متعلق مسائل

متفرق معلومات

اِیمانیات

اہل سنت والجماعت کا مصداق؟

سوال: کیا اہل سنت والجماعت میں مسالک اربعہ احناف، شوافع، مالکیہ، حنابلہ سب داخل ہیں، یا صرف ان میں ہمارے علماءِ دیوبند ہی داخل ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اہل سنت والجماعت کا لقب صرف علماءِ دیوبند ہی میں منحصر نہیں ہے؛ بلکہ ائمہ اربعہ (احناف، شوافع، مالکیہ اور حنابلہ) اور ان کے متبعین سب نظریاتی طور پر اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں، یا بالفاظِ دیگر یہ کہا جائے کہ وہ تمام مسالک جو قرآن وسنت اور اجماع کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معیارِ حق مانتے ہیں اور حسبِ صراحتِ حدیث ’’**ما أنا علیہ وأصحابي**‘‘ کی شرط پر مضبوطی سے قائم ہیں اور فکری وعملی بدعات سے دور اور بیزار ہیں، ایسے سب لوگ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کا مصداق قرار پاتے ہیں۔ علماءِ دیوبند بھی انہی میں شامل ہیں۔

إن بني إسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفترق أمتي علی ثلاث وسبعین ملة، کلهم في النار إلا ملة واحدة، قالوا من هي یا رسول اللّٰہ؟ قال: ما أنا علیه وأصحابي. (رواہ الترمذي، مشکوٰۃ شریف ۳۰، ترمذي شریف ۹۲/۲) **قال في المرقاة: المراد هم المهتدون المتمسکون بسنتي وسنة الخلفاء الراشدین من بعدي فلا شك ولا ریب أنهم هم أهل السنة والجماعة، وقیل: التقدیر أهلها من کان علی ما أنا علیه وأصحابي من الاعتقاد والقول والفعل، فإن ذٰلك یعرف بالإجماع فما أجمع علیه علماء الإسلام فهو حق وما عداہ باطل.** (مرقاة المفاتیح أشرفیه دیوبند

٢٤٨/١) **عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله لا يجمع أمتي على ضلالة، ويد الله على الجماعة، وعنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتبعوا السواد الأعظم.** (مشكوٰة المصابيح ٣٠، المستدرك للحاكم ٢١١/١) **في المرقاة: يعبر به الجماعة الكثيرة والمراد ما عليه أكثر المسلمين، قيل وهٰذا في أصول الاعتقاد كأركان الإسلام، وأما الفروع كبطلان الوضوء بالمس مثلاً فلا حاجة فيه إلى الإجماع؛ بل يجوز اتباع كل واحدٍ من المجتهدين كالأئمة الأربعة وما وقع من الخلاف بين الماتريدية والأشعرية فهي ترجع إلى الفروع في الحقيقة فإنها ظنيات الخ.** (مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح ٢٤٩/١-٢٥٠)

خط رسول الله صلى الله عليه وسلم خطاً ثم قال: هٰذا سبيل الله، ثم خط خطوطاً عن يمينه وعن شماله، وقال: هٰذه سبل عل كل سبيل منها شيطان يدعو إليه وقرأ: ﴿وأن هٰذا صراطي مستقيماً﴾ أقول: الفرقة الناجية هم الآخذون في العقيدة والعمل جميعاً بما ظهر من الكتاب والسنة وجرى عليه جمهور الصحابة والتابعين، وإن اختلفوا فيما بينهم فيما لم يشتهر فيه نص ولا ظهر من الصحابة اتفاق عليه استدلالاً فيهم ببعض ما هناك أو تفسيراً لمجمله. (حجة الله البالغة ٤٧٦/١) **إن هٰذه المذاهب الأربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الأمة أو من يعتد به منها على جواز تقليدها إلى يومنا هٰذا الخ.** (حجة الله البالغة ٤٣١/١-٤٣٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روح کی حقیقت

سوال: روح کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟ نیز اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو کیا اس کی روح کسی کے اوپر آ سکتی ہے؟ جب کہ اس کا انتقال ایمان کی حالت میں ہوا ہو؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: روح دراصل ایک سربستہ راز ہے، اس کے بارے میں بغیر کسی واضح شرعی دلیل کے کوئی حتمی اور یقینی بات نہیں کہی جا سکتی، خود قرآنِ کریم میں اس کے متعلق سوال کے

جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿قل الروح من أمر ربي وما أوتيتم من العلم إلا قليلاً﴾ (اے پیغمبر! آپ فرما دیجئے کہ میرے رب کے امر میں سے ایک ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم عطا کیا گیا ہے) البتہ یہ بات طے ہے کہ موت سے پہلے یا موت کے بعد کسی انسان کی روح دوسرے انسان پر نہیں آ سکتی، اس بارے میں جو باتیں عوام میں مشہور ہیں وہ سب غلط اور بے دلیل ہیں، موت کے بعد ارواح کے ٹھکانے متعین ہیں، ان جگہوں سے باہر آ کر کسی دوسرے انسان سے ان کے تعلق کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اور عالم برزخ کے حالات کا ہم پوری طرح ادراک کرنے سے قاصر ہیں، ایسی چیزوں پر اجمالاً ایمان لانا چاہئے اور بحث ومباحثہ نہیں کرنا چاہئے۔

﴿ويسئلونك عن الروح، قل الروح من أمر ربي وما أوتيتم من العلم إلا قليلاً. [الإسراء: ٨٥]﴾ أي من جنس ما استأثر الله تعالىٰ بعلمه من الأسرار الخفية التي لا تكاد تدركها عيون عقول البشر. (روح المعاني ٢٢١/٩) وقال أهل النظر منهم: إنما سألوه عن كيفية الروح ومسلكه في بدن الإنسان وكيف امتزاجه بالجسم واتصال الحياة به، وهٰذا شيء لا يعلمه إلا الله تعالىٰ. (قرطبي ٣٢٤/١٠، رحمة الله الواسعة شرح حجة الله البالغة ٢٤١/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روح کیا ہے؟

سوال: روح کی حقیقت کیا ہے؟ اس موضوع پر علماء دین کیا کہتے ہیں، روح فنا ہوتی ہے یا نہیں؟ کیا روح کا تعلق مرنے کے بعد بھی بدن سے رہتا ہے، جب کہ روح پرواز ہو کر مولیٰ کی تحویل میں ہو جاتی ہے، حالاں کہ روح ربِ قدیر کی بارگاہ میں جمع ہو جاتی ہے اور بدن سڑ گل کر مٹی ہو جاتا ہے، حقیقت کے ساتھ وضاحت وتفصیل مطلوب ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: روح کی حقیقت تک ہماری ناقص عقلیں اور محدود علم رسائی حاصل نہیں کرسکتا، اس لئے اس کے بارے میں چون وچرا کرنے کا ہمیں حق واختیار نہیں، اور اس پر بلا تفصیل ایمان لانا لازم ہے۔

﴿یسئلونك عن الروح، قل الروح من أمر ربی، وما اوتیتم من العلم إلا قلیلا. [بني إسرائیل: ۲۱]﴾ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روح لوٹ کر آنے کا عقیدہ غلط ہے

سوال: جب کسی شخص کا انتقال ہوجاتا ہے تو کیا مرنے کے بعد اس کی روح کا گھر میں آنا کسی حدیث سے ثابت ہے؟ کہتے ہیں کہ چالیس دن تک اس کی روح گھر میں آتی ہے۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کسی شخص کے انتقال کے بعد اس کی روح کا اس کے گھر میں آنے کا عقیدہ قطعاً غلط اور بے اصل ہے، شریعت میں اس کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے؛ بلکہ اس کے خلاف پر دلیلیں پائی جاتی ہیں، اور روح کا مستقر (مقام) عالم برزخ میں علیین یا سجین ہے، وہ وہاں سے باہر نہیں آسکتیں۔

﴿ومن وراء هم برزخ إلى یوم یبعثون﴾ وفي الروح: هذا تعلیق لرجعتهم إلى الدنیا بالمحال کتعلیق دخولهم الجنة. (روح المعاني زکریا ۹٦/۱۰، المؤمنون، أشرف الجواب ۱۱۹، فتاوی محمودیه ڈابهیل ٦۰۱/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرنے کے بعد میت کو عذاب کیسے دیا جاتا ہے؟

سوال: روح کی حقیقت کیا ہے؟ قبر میں مردے کو بدن کے ختم ہونے کے بعد عذاب کس کو دیا جاتا ہے اس کی کیا کیفیت ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: روح کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، اور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر میں عذاب اور راحت برحق ہے، اور اسی عذاب وراحت کا تعلق کسی نہ کسی درجہ میں انسان کے بدن سے ہوتا ہے؛ لیکن ہماری عقلیں اس کی کیفیت سمجھنے سے قاصر ہیں، یہ ایسی چیز ہے جس پر سمجھے بغیر ایمان لانا ضروری ہے۔

﴿ویسئلونك عن الروح قل الروح من أمر ربي ومآ أوتیتم من العلم إلا قلیلا. [بنی اسرائیل: ۳۱]﴾ واختلف فیه أنه بالروح أو بالبدن أو بهما وهو الأصح

منهما إلا أنا نؤمن بصحة ولا نشتغل بكيفيته. (شرح فقه اكبر: ١٢٤، شرح الصدور للسيوطي ٢٤٧، اللہ سے شرم کیجئے ۲۹۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

برزخی زندگی کا مدار قبر پر نہیں ہے

سوال: کیا میت سے سوال وجواب سزا یا ثواب گڑھے (جس میں مردے دفن کرتے ہیں) میں ہوتا ہے یا عالم برزخ میں روح سے ہوتا ہے؟ اگر اسی گڑھے میں ہوتا ہے تو جو مردے دفن نہیں کئے جاتے ان سے کہاں ہوتا ہے؟ اللہ رب العزت کی قدرت سے تو کوئی چیز بعید ومحال نہیں، مگر اس بارے میں اللہ رب العالمین کی عادت وضابطہ کیا ہے؟ اور جن روایتوں میں قبر کا لفظ آیا ہے ان میں قبر سے یہی گڑھا جس میں مردے دفن ہوتے ہیں، مراد ہے یا برزخ مراد ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ انسان کی وفات سے لے کر قیامت قائم ہونے تک کا زمانہ عالم برزخ ہے اور برزخی زندگی کا انحصار صرف قبر ہی پر نہیں ہے؛ بلکہ موت کے بعد جسم انسانی کے اجزاء جہاں بھی پائے جائیں، خواہ وہ مٹی کا گڑھا ہو یا سمندر کا پانی ہو یا جانوروں کا پیٹ ہو، یہ سب اس کے لئے قبر کے درجہ میں ہیں اور یہی برزخی زندگی کہلاتی ہے، موت کے بعد اسی عالم برزخ میں روحِ انسانی اپنے بدن یا جزوِ بدن کی طرف متوجہ ہوتی ہے؛ تاکہ وہ منکر نکیر کے سوالات کا جواب دے سکے، اور پھر اس روح کا کم از کم اس قدر تعلق اپنے کسی جزوِ بدن سے ضرور باقی رہتا ہے کہ وہ اس کی بنا پر قبر کی راحت وعذاب کو محسوس کر سکے؛ تاہم یہ ایسی چیز ہے جو انسانی آنکھوں سے نظر نہیں آسکتی، اور نہ انسان کے بنائے ہوئے کسی آلہ سے اس راحت وعذاب کو محسوس کیا جاسکتا ہے، اس پر بلا کسی تفصیل کے مخبر صادق کے خبر دینے پر ایمان لانا لازم ہے۔

البرزخ: ما بين كل شيئين والصحاح الحاجز بين الشيئين، والبرزخ: ما بين الدنيا والآخرة قبل الحشر ومن وقت الموت إلى البعث، فمن مات فقد دخل البرزخ. وقال الفراء: البرزخ من يوم يموت إلى يوم يبعث. (لسان العرب ۹۰۸/۳)

﴿**ومن ورائهم برزخ إلى يوم يبعثون.** [المؤمنون: ١٠٠]﴾ **قال هو ما بين الموت**

والبعث. (تذکرہ للقرطبي ۱۵۸) أخرج ابن أبی حاتم عن مجاهد قال: البرزخ الحاجز ما بين الدنيا والآخرة. أخرج ابن أبی شيبة وهنّاد وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وأبو نعيم في الحلية عن مجاهد في قوله: ﴿ومن ورائهم برزخ إلى يوم يبعثون﴾ قال هو ما بين الموت إلى البعث. وأخرج عبد بن حميد عن الربيع قال: البرزخ القبور. وأخرج عبد بن حميد عن قتادة: ﴿ومن ورائهم برزخ﴾ قال: أهل القبور في برزخ ما بين الدنيا والآخرة. (الدر المنثور بيروت ۲۹/۵) والجواب أنه يجوز أن يخلق الله تعالیٰ في جميع الأجزاء أو في بعضها نوعاً من الحياة قدر ما يدرك ألم العذاب أو لذة التنعيم، وهٰذا لا يستلزم إعادة الروح إلى بدنه ولا أن يتحرك أو يضطرب أو يرى أثر العذاب عليه حتى أن الغريق في الماء والماكول في بطون الحيوانات والمصلوب في الهواء يعذب، وإن لم نطّلع عليه - إلى قوله - ودليل الكل أنها أمور ممكنة أخبر بها الصادق ونطق بها الكتاب والسنة فتكون ثابتة. (شرح العقائد النسفية ۱۰۰-۱۰۱) واعلم أن عذاب القبر هو عذاب البرزخ، فكل من مات وهو مستحق للعذاب ناله نصيبه قبر أو لم يقبر أكلته السباع أو احترق حتى صار رماداً أو نسف في الهواء أو صلب أو غرق في البحر وصل إلى روحه وبدنه من العذاب ما يصل إلى القبور. (شرح عقيدة الطحاوی ۴۵۱ بحوالہ: آپ کے مسائل اوران کاحل ۴۲۲/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرنے کے بعد انسان کی روح کہاں رہتی ہے؟

سوال: کیا مرنے کے بعد انسان کی روح قبر میں رہتی ہے یا برزخ میں رہتی ہے، جنت وجہنم میں رہتی ہے یا علیین وسجین میں رہتی ہے؟ واضح فرمائیں۔ اور قبر جس میں مردے دفن کرتے ہیں اس کو برزخ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو پھر ہم اور آپ جو پانی زمین سے نکلا ہوا پیتے ہیں وہ برزخی پانی ہے، اور اسے دوسرے عالم کا پانی کہنا درست ہے یا نہیں؟ زمین کے اندر کا حصہ اسی دنیوی عالم

میں شامل ہے یا دوسرے عالم میں؟ بیان فرمائیں۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: قرآنِ کریم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نیک ارواح کا ٹھکانا ''علیین'' میں ہے اور بدکاروں کی ارواح کا ٹھکانا ''سجین'' میں ہے؛ البتہ علیین اور سجین میں رہتے ہوئے ارواح کا کچھ نہ کچھ تعلق اپنے اجزاء جسمانی سے باقی رہتا ہے، چاہے یہ اجزاء دنیا میں کسی بھی شکل میں موجود ہوں، اس کے لئے قبر کے گڑھے کی کوئی تخصیص نہیں، اور جس جگہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے اسے قبر کہتے ہیں، اور قبر کے حالات کا تعلق عالم برزخ سے ہے، اور عالم برزخ کسی جگہ کے ساتھ خاص نہیں ہے؛ بلکہ یہ موت اور قیامت کے درمیان پیش آنے والے حالات کا عنوان ہے۔ سوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سائل برزخ کو قبر کی جگہ تک محدود سمجھ رہا ہے، تو یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ برزخی زندگی ہمارے لئے پردۂ خفاء میں ہے جس کی اصل کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، اور زمین سے جو پانی نکلتا ہے اس کا عالم برزخ سے کوئی تعلق نہیں، وہ تو اسی دنیا سے نکلنے والا پانی ہے، زمین کے اندر کا حصہ بھی عالم دنیوی ہی میں شامل ہے، اس پر عالم برزخ کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔

إن ابن عباس رضي اللّٰه عنه سأل كعب الأحبار عن قوله: ﴿إن كتٰب الفجار لفي سجين. [مطففين: ٧] **﴾ قال إن روح الفاجر يصعد بها إلى السماء فتأبى السماء أن تقبلها فيهبط بها إلى الأرض فتأبى الأرض أن تقبلها فيدخل بها تحت سبع أرضين حتى ينتهي إلى السماء فتنفتح لها أبواب السماء، وتلقاه الملائكة بالبشرىٰ حتى ينتهي بها إلى العرش وتعرج الملائكة الخ.** (الدر المنثور ٦/٥٣٨)

أخرج عبد بن حميد عن الربيع قال: البرزخ القبور، وأخرج عبد بن حميد عن قتادة: ﴿ومن ورآئهم برزخ﴾ قال العلماء: عذاب القبر هو عذاب البرزخ، أضيف إلى القبر؛ لأنه الغالب وإلا فكل ميت...... قبر أو لم يقبر ولو صلب أو غرق في البحر الخ. (شرح الصدور ١٦٤، بحواله: عقائد اهل سنت والجماعة ١٦٤) **﴿وأنزلنا من السماء مآءً فأسكنّٰه في الأرض.** [المؤمنون: ١٨] **﴾ هٰذا الذى ذكر اللّٰه سبحانه**

وتعالىٰ، وأخبر بأنه استوعه فى الأرض وجعله فيها مختزنا لسقي الناس يجدونه عند الحاجة إليه وهو ماء الأنهار والعيون وما يستخرج من الآبار. (تفسير قرطبي ١١٢/٦، مستفاد: عقائد أهل سنت والجماعة ١٦٤-١٦٧، فتاوىٰ محموديه ٦٠١/١-٦٠٢، احسن الفتاوىٰ ١٩٤/٤، فتاوىٰ عثمانى ٧٦/١-٧٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عقیدۂ حیات النبی ﷺ

سوال: (۱) کیا اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ اور فیصلہ ہے یا اس بارے میں ان کے مابین اختلاف ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اسی قبر مبارک میں (جس میں دفن ہیں) اعادۂ روح کے ساتھ دنیوی حیات کی طرح زندہ ہیں اور اپنے جسد عنصری کے ساتھ عادۃً دیکھتے ہیں، سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں؟ حالاں کہ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبات اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک اعلیٰ علیین میں ہے۔

(۲) اگر کوئی عالم یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں دنیوی حیات کی طرح زندہ نہیں ہیں؛ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات برزخی حیات اور جسم مبارک روضۂ اطہر میں قبر کے اندر محفوظ ہے؛ البتہ روحِ پاک کا جسم مبارک سے ایک قسم کا تعلق رہتا ہے، جس کی حقیقت وکیفیت اللہ رب العزت ہی کو معلوم ہے، تو یہ عالم دین اہل سنت والجماعت سے خارج ہوجائے گا یا اس میں داخل ہے؟ اور ایسے عالم دین کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اہل سنت والجماعت کا یہ واضح عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں اعلیٰ ترین درجہ کی حیات کے ساتھ تشریف فرما ہیں، یہ حیاتِ برزخی ایسی قوی ہے کہ اس کے اثرات دنیوی حیات تک رونما ہوتے ہیں، مثلاً:

الف:- انبیاء علیہم السلام کی وفات کے بعد ان کی وراثت جاری نہیں ہوتی۔

ب:- انبیاء علیہم السلام کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ان کی ازواجِ مطہرات کو نہ تو عدت گزارنے کا حکم ہے اور نہ ہی ان کا کسی سے نکاح حلال ہوتا ہے۔

ج:- انبیاء علیہم السلام کے اجسادِ مبارکہ بعینہٖ قبر میں محفوظ رہتے ہیں اور ان کا روح سے ایسا خاص تعلق ہوتا ہے کہ وہ اپنی قبر پر حاضر ہوکر سلام کرنے والوں کا جواب مرحمت فرماتے ہیں؛ البتہ یہ زندگی دنیوی حیات سے بایں معنی جداگانہ ہے کہ وفات کے بعد احکامِ شرعیہ پر عمل کرنے کا مکلّف انہیں قرار نہیں دیا جاتا؛ لیکن اگر وہ چاہیں تو اپنی مرضی سے عبادات انجام دے سکتے ہیں۔

اور سوال نامہ میں جن عالم صاحب کا عقیدہ نمبر دو پر ذکر کیا گیا ہے وہ عقیدہ صحیح ہے، اہل سنت والجماعت کی رائے یہی ہے، اس طرح کا عقیدہ رکھنے والا شخص اہل سنت والجماعت سے خارج نہیں ہے، اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا بلاشبہ درست ہے۔

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون. (مسند أبو يعلىٰ ٣/٢١٦) **صح خبر الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون.** (مرقاة المفاتيح ٢/٢٦١) **لا شك في حياته صلى اللّٰه عليه وسلم بعد وفاته، وكذا سائر الأنبياء عليهم السلام أحياء في قبورهم حياةً أكمل من حياة الشهداء التي أخبر اللّٰه بها في كتابه العزيز.** (وفاء الوفاء ٢/٤٠٥) **وأما أدلة حياة الأنبياء فمقتضاها حياة الأبدان حالة الدنيا مع الاستغناء عن الغذاء.** (وفاء الوفاء ٢/٤٠٧) **قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: مررت على موسىٰ وهو يصلي في قبره.** (مسلم شريف ٢/٢٦٨) **وصلوتهم في أوقات مختلفةٍ وفي أماكن مختلفة لا يرده العقل وقد ثبت به النقل فدل ذٰلك على حياتهم.** (فتح الباري ١/٣٣٠) **وكما أن موسىٰ يصلي في قبره وكما صلى الأنبياء خلف النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ليلة المعراج ببيت المقدس وتسبيح أهل الجنة والملائكة الخ، وهم يفعلون ذٰلك بحسب ما يسره اللّٰه لهم ويصدره لهم ليس هو من باب التكليف الذي يمتحن به العباد.** (فتاوىٰ ابن تيميه ١/٣٥٤) **عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: لا نورث ما تركنا فهو صدقة.** (شمائل ترمذي ٢٨) **إن المنع هنا لانتفاع الشرط وهو إما عدم وجود الوارث بصفة الوارثية كما اقتضاه الحديث،**

وإما عدم موت الوارث بناءً على أن الأنبياء أحياء في قبورهم كما ورد في الحديث. (رسائل ابن عابدين ۲۰۲/۲، بحواله: اهل سنت والجماعة ۱۶۹-۱۷۰) ﴿**ولا أن تنكحوا أزواجه من بعده أبداً.** [الأحزاب: ۵۳]﴾ **لا عدة على أزواجه؛ لأنه حي فتزوجه باقية.** (شرح زرقانی علی المواهب ۳۳۴/۵) **لا عدة عليهن لأنه صلى الله عليه وسلم حي في قبره. وكذا سائر الأنبياء.** (مرقاة المفاتيح ۲۵۶/۱۱) **عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن لله ملائكة سياحين في الأرض يبلغوني من أمتي السلام.** (نسائي شريف ۱۸۹/۱) **قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن من أفضل أيامكن يوم الجمعة – إلى قوله – وكيف تعرض صلوتنا وقد أرمت، فقال: إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء.** (نسائي شريف ۲۰۴/۱، مستفاد: عقائد اهل سنت والجماعة ۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷، فتاوىٰ محموديه ۵۲۷/۱-۵۳۷، ۶۰۱-۶۰۲، احسن الفتاوىٰ ۱۹۴/۴، فتاوىٰ عثمانی ۷۶/۱-۷۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

برزخی زندگی؟

سوال: انسان جب مرجاتا ہے تو اس کی موت اور انبیاء کی موت میں کیا فرق ہوتا ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قبرستان میں جاؤ سلام کرو مردے تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں، تو کیا ان کی بھی قبر میں زندگی ہے؟ اس زندگی کی کیفیت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عام انسان کی بعد الموت کی زندگی میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: برزخی زندگی کے مراتب مختلف ہیں، جن میں سب سے کم درجہ کی زندگی عام مُردوں کو حاصل ہے، اور سب سے اعلی درجہ کی زندگی انبیاء کرام کو حاصل ہے، حتی کہ اس زندگی کا اثر دنیوی زندگی میں بھی اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ان کی ازواجِ مطہرات سے نکاح کسی کے لئے حلال نہیں۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی، نیز پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص

روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح میری طرف لوٹا دیتے ہیں، اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں، اور انبیاء سے کم درجہ کی زندگی شہداء کو حاصل ہے، ان کی ارواح کو ہرے پرندوں کے پپوٹوں میں رکھ دیا جاتا ہے اور وہ جنت میں سیر کرتے ہیں، اس کے علاوہ عالم برزخ کے احوال ہم دنیا میں رہ کر نہیں جان سکتے۔

قال: إن اللّٰه حرم على الأرض أن تاكل أجساد الأنبياء فنبي اللّٰه حيٌّ يرزق. وفي المرقاة: فلا فرق له في الحالين الخ. (مرقاة المفاتيح ۲٤۱/۳) **وفي الجملة: رد الروح على الميت فى البرزخ، ورد السلام على ما يسلم عليه لا يستلزم الحياة إلى قوله وإن كان نوع حياة برزخية.** (تسكين الصدور ۲۰٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عالم برزخ

سوال: جنت اور جہنم کا فیصلہ بعد قیامت ہوگا اور جنت میں داخلہ بعد حساب ہوگا پھر اس کی کیا حقیقت ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ یا شخص کی خواب میں زیارت کی، تو جنت میں سیر کر رہے تھے، یا پوچھا کہ تمہارے اوپر کیا گزری؟ تو کہتے ہیں اللہ نے کرم کیا اور جنت میں پہنچا دیا، نیز شہداء کی روحیں دن بھر جنت میں سیر کرتی ہیں، اور شام کو عرش کے نیچے بسیرا کر کے صبح پھر جنت میں چلی جاتی ہیں، اس کی مکمل وضاحت فرمائیں، نوازش ہوگی۔

نوٹ:- یہ فیصلہ قبل حساب وقیامت کیسا؟ حقیقت کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: جنت اور جہنم میں روح اور جسم کے ساتھ حقیقی داخلہ تو قیامت میں فیصلہ کے بعد ہی ہوگا؛ لیکن عالم برزخ میں جنت اور جہنم کے اثرات خواہ راحت کی شکل میں ہوں یا عذاب کی، ظاہر ہو سکتے ہیں، اور شہداء کی ارواح کا جنت میں جانا آنا بھی اسی برزخی حالت میں ہے اور خوابوں میں جو احوال دکھائے جاتے ہیں یا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج میں جن احوال کا مشاہدہ فرمایا، ان کا تعلق بھی عالم برزخ سے ہے۔

إن المنظور إليه هي أرواحهم فلعلها مثلت له، صلى اللّٰه عليه وسلم فى الدنيا كما مثلت له ليلة الإسراء. (فتح الملهم أشرفي ۳۳۰/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ کے دن وفات پانے والوں کے لئے فضیلت

سوال: کیا یہ بات صحیح ہے کہ جمعہ کے دن یا اس کی رات میں مرنے والوں کو قبر کا عذاب اور سوال وجواب نہیں ہوتا؟ اور کیا قیامت تک ان سے عذاب ہٹا رہتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: متعدد طرق سے یہ حدیث مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص جمعہ کے دن یا اس کی رات میں انتقال کر جائے وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھا جاتا ہے'' اور قبر کے فتنہ میں بظاہر سوال وجواب اور عذاب دونوں شامل ہیں، یعنی ایسا شخص دونوں باتوں سے بچا رہتا ہے، اب یہ صورت قیامت تک یونہی برقرار رہے گی یا بعد میں کسی وقت عذاب ممکن ہے؟ اس بارے میں علماء کی آراء مختلف ہیں۔ حکیم ترمذیؒ نے نوادر الاصول میں لکھا ہے کہ تکوینی طور پر کسی شخص کی موت کا جمعہ کے دن یا رات کے موافق ہو جانا اس کی سعادت مندی کی دلیل ہے، اور یہ سعادت صرف اسی کو حاصل ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے فتنۂ قبر سے محفوظ رکھا جانا منظور ہوتا ہے، جس کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ تا قیامت اس سے محفوظ رہے۔ بالخصوص اس وجہ سے بھی کہ بعض روایات میں جمعہ کے دن وفات پانے والے کو درجہ شہادت کا مستحق بھی قرار دیا گیا ہے۔ اور شہید کا عذابِ قبر سے محفوظ رہنا طے شدہ امر ہے، اس کے برخلاف ملا علی قاریؒ نے شرح فقہِ اکبر میں اس موضوع پر کلام کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ: ''اس مسئلہ کا تعلق چونکہ عقائد سے ہے؛ لہٰذا اس کے بارے میں جب تک کوئی مضبوط روایت یا نص قطعی نہ ہو کوئی قطعی بات نہیں کہی جا سکتی''۔

تاہم علماء کے اس اختلاف کے باوجود اگر کوئی شخص جمعہ کے دن وفات سے متعلق فضیلت کی حدیث کو عمومی معنی میں رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھے تو اس میں کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا۔

عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: ما من مسلم یموت یوم الجمعة أو لیلة الجمعة إلا وقاه اللّٰہ فتنة القبر. (ترمذی ۱/۲۰۵) **عن ابن شهاب موقوفا: أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: من**

مـات ليـلة الـجـمـعة أو يوم الجمعة برئ من فتنة القبر و كتب شهيداً. (مصنف عبد الرزاق ٣/٢٦٩، كشف الخفاء للعجلوني ٢/٢٥١)

قـال الحكيم الترمذي في نوادر الأصول: ومن مات يوم الجمعة فقد انكشف لـه الغطاء عما له عند اللّٰه؛ لأن يوم الجمعة لا تسجر فيه جهنم وتغلق أبوابها ولا يعمل سلـطـان الـنـار فيـه ما يعمل سائر الأيام فإذا قبض اللّٰه عبداً من عبيده فوافق قبضه يوم الـجـمعة كان ذلك دليلا لسعادته وحسن مآبه وإنه لايقبض في هذا اليوم إلا من كتب لـه السـعادة عنده فلذلك يقيه فتنة القبر. (نوادر الأصول ٢/٣٨٧، شرح الصدور للسيوطى ٢٠٩، مرقـاة الـمفاتيح للملا على قارى ٢/٢٤٢) **وقـال الـمـلا عـلي قاريؒ: فلا يخفى أن المعتبر في الـعـقـائـد هـو الأدلة الـيـقـيـنية وأحـاديث الأحاد لو ثبت إنما تكون ظنية، نعم ثبت في الـجـمـلة أن مـن مات يوم الجمعة أو ليلة الجمعة يرفع العذاب عنه إلا أن لا يعود إليه إلى يوم القيامة فلا أعرف له أصلا الخ.** (شرح فقه أكبر للملا علي قارى ١٧٣) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کیا رمضان میں وفات پانے والے سے قبر میں سوال نہیں ہوتا؟

سوال : ایک ضروری بات یہ معلوم کرنی ہے کہ میں نے یہ بات سنی ہے کہ جولوگ رمضان شریف میں مرجاتے ہیں ان سے قبر میں حساب یعنی سوال و جواب نہیں ہوتا ہے، تو کیا یہ بات صحیح ہے کہ جولوگ رمضان شریف میں انتقال کر جائیں تو اللہ کے حکم سے قبر میں نکیرین ان سے سوال نہیں کرتے ہیں؟ تو کیا یہ سوال ہمیشہ کے لئے معاف ہوجاتا ہے یا پھر بعد رمضان کے سوال وجواب ہوتا ہے، صحیح کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق : حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ضعیف روایت سے اتنا تو ثابت ہے کہ رمضان کے مہینے میں مرنے والوں سے عذاب قبر ہٹا لیا جاتا ہے؛ لیکن یہ عذاب قیامت تک ہٹا ہی رہتا ہے، اس بارے میں کوئی صریح روایت نظر سے نہیں گزری، اوراس کے متعلق عقل وقیاس سے کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہی جاسکتی، باقی رحمتِ خداوندی سے کوئی بات بعید بھی نہیں۔

قـال ابـن رجـب: روي بـإسـنـاد ضعيف عن أنس بن مالك أن عذاب القبر

يـرفـع عن الموتى في شهر رمضان. (شرح الصدور للسيوطي ٢٠٤) **فـكـذلك في القبر يـرفـع عنهم العذاب يوم الجمعة و كل رمضان بحرمته ففيه بحث لأنه يحتاج إلى نقل صحيح أو دليل صريح.** (شرح فقه أكبر ١٧٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

گھر میں نحوست کا عقیدہ

سوال: ایک شخص نے ایک گھر میں سکونت اختیار کی، جہاں وہ بہت سی بیماریوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہوگیا، جس کی وجہ سے وہ اور اس کے گھر والے اس گھر کو منحوس سمجھنے لگے، تو کیا اس وجہ سے اس گھر کو چھوڑنا جائز ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: انسان پر جتنی بھی مصیبتیں اور پریشانیاں آتی ہیں وہ اللہ کی مشیت اور تقدیر کی وجہ سے آتی ہیں، اس میں کسی چیز کا براہِ راست دخل نہیں ہوتا ہے؛ لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا کہ اس گھر کی وجہ سے ہمارے اوپر پریشانیاں اور مصیبتیں آرہی ہیں، قطعاً غلط ہے؛ تاہم اگر کسی کو کسی گھر میں رہنا پسند نہ ہو تو وہاں سے منتقل ہونا اس کے لئے جائز ہے۔

وقيـل هـذا إرشـاد مـنـه صـلى الله عليه وسلم لأمته فمن كان له دار يكره سكناها، أو إمراة يكره صحبتها، أو فرس لا تعجبه بأن يفارق بالإنتقال عن الدار، وتـطـليـق المرأة، وبيع الفرس، فلا يكون هذا من باب الطيرة المنهي عنها. (مرقاة المـفاتيح شرح مشكوة المصابيح أشرفی ١٩١/٦) **قـال الخطابي: هذه الأشياء الثلاثة ليس لهـا بـأنـفسها وطباعها فعلٌ وتاثيرٌ وإنما ذٰلك كله بمشيئته وقضائه.** (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح ١٩١/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جنت کا بازار کیسا ہوگا؟

سوال: ایک ضروری اہم بات یہ معلوم کرنی ہے کہ کیا جنتیوں کے لئے جنت میں جمعہ کے دن بازار لگا کرے گا، اور جنتی اس بازار سے خرید وفروخت کریں گے؟ مگر بھلا وہاں خرید وفروخت کرنے کی کیا ضرورت پیش آئے گی؟ جب کہ کتابوں کے ذریعہ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جنتی جنت

میں جس چیز کی بھی خواہش کریں گے وہ چیز فوراً ان کے سامنے آجائیں گی، وغیرہ وغیرہ۔ تو پھر بازار کی کیا ضرورت؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جنت کے بازار میں خرید وفروخت نہیں ہوگی؛ بلکہ وہاں حسین وجمیل صورتیں رکھی ہوئی ہوں گی۔ کوئی آدمی اگر ان صورتوں میں سے کوئی صورت پسند کر کے اپنی صورت اس جیسی بنانے کی خواہش کرے گا، تو اس کی منشاء کے مطابق اس کی صورت بدل دی جائے گی، نیز اس بازار میں اہلِ جنت کو دیدارِ خداوندی بھی نصیب ہوگا، اور اہلِ جنت آپس میں ملاقات بھی کریں گے۔

عن عليّ رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن في الجنة لسوقاً ما فيها شرىً ولا بيعٌ إلا الصور من الرجال والنساء فإذا اشتهى الرجل صورةٌ دخل فيها. (ترمذی شریف ۸۱/۲-۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہر کام اللہ کی طرف سے ہونے کا مطلب

سوال: یہ بات اپنی جگہ متعین ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ ہی طرف سے ہوتا ہے، تو کیا ہر وہ بُرا کام جیسے چوری، زنا، بے ایمانی اور ٹی وی وغیرہ کا دیکھنا اور دیگر گناہ کے کام کی سزا بندے کو کیوں ملے گی؟ کیا بُرا کام بھی اللہ کے حکم سے ہوتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ہر کام اللہ کی طرف سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ازل سے اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات ہے کہ کون شخص کب کیا کرے گا؟ اور جو بھی عمل وجود میں آئے گا وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ قوت واستعداد کے ذریعہ ہی ہوگا، یہ تکوینی نظام ہے، جو عام انسانوں کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ انسان تو صرف اس بات کا مکلّف ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو قدرت واختیار واعمال کرنے نہ کرنے کی آزادی دی گئی ہے، اس کو صرف صحیح مصرف میں استعمال کرے، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں اور کتابوں کے ذریعہ بندوں کو بتادیا ہے کہ وہ فلاں عمل سے خوش ہے اور فلاں سے ناراض ہے۔ اب بندہ اگر رضا والے اعمال کرے گا تو جزا کا مستحق ہوگا اور ناراضگی والے اعمال کرے گا تو سزا کا مستحق ہوگا، محض کسی عمل کی قدرت دے دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ

تبارک وتعالیٰ اس عمل سے راضی بھی ہو۔

وهي أی أفعال العباد كلها بإرادته تعالیٰ ومشيته قد سبق أنهما عندنا عبارة عن معنی واحد، وحكمه لا يبعد أن يكون ذلك أی الحكم إشارة إلى خطاب التكوين، وهو قوله تعالیٰ: كن فإن جماعة من الأئمة ذهبوا إلى أن إيجاد الأشياء بقولهٖ تعالیٰ: كن. الخ. (النبراس ۱۷۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کافروں کو دنیا میں تکلیف کیوں نہیں؟

سوال: کافر اگر مال دار ہے یا بہت آسودہ حال ہے، تو اس کا جواب علماء یہ دیتے ہیں کہ اس کو اس کی ہر بھلائی اور خیر کا حصہ دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ دے دیتا ہے؛ کیوں کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں ہے؛ لیکن جو کافر غریب اور پریشان حال ہیں یا بیمار ہیں، انہوں نے تمام تکالیف دنیا میں اٹھائیں، اب آخرت میں بھی وہ تکالیف اٹھائیں گے، تو بوجہِ کفر اس بارے میں مغالطے کئی بار لوگ سامنے لاتے ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اصل بات یہ ہے کہ اس طرح کے معاملات میں بندہ کو چوں چرا کرنے کا حق نہیں، اللہ تعالیٰ اپنے فیصلہ اور عمل میں خود مختار ہے، اور اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق وہ جس کے ساتھ جس طرح کا چاہے معاملہ کرسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے متعلق ہمارا آپس میں بحث ومباحثہ کرنا محض بے فائدہ، بے کار اور لغو ہے، اس لئے ہر مسلمان کو ایسی جھک بازی سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اگر کسی کے سامنے ایسا سوال اٹھایا جائے تو یہ کہہ کر بحث پر بند لگا دینا چاہئے کہ ہماری ناقص عقلیں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کی تہہ تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ تاہم آپ نے جو سوال اٹھایا ہے، اس کے متعلق خود قرآنِ کریم میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ سب ہی لوگ کافر ہو جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ سب ہی کفار پر بلا امتیاز دنیوی نعمتوں کے دہانے کھول دیتا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ کفار کو نعمتوں سے محروم کرنا اس حکمت کی بنا پر ہے کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ خود نفسِ کفر موجبِ نعمت ہے؛ بلکہ یہ یقین کرلیا جائے کہ دینوی آسائش سے محرومی کا مدار قدرتی فیصلوں پر ہے نہ کہ ایمان وکفر پر۔

﴿لايسئل عما يفعل وهم يسئلون. (الأنبياء: ٢٣) ولولا أن يكون الناس أمة واحدة لجعلنا لمن يكفر بالرحمن لبيوتهم سقفاً من فضة ومعارج عليها يظهرون. [الزخرف: ٣٣]﴾ وفي روح المعاني: والكراهة المذكورة هي وجه الحكمة في ترك تنعيم كل كافر وبسط (الرزق) عليه. (روح المعاني زكريا ١٢١/١٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مذہب پر پوری طرح عمل لازم ہے

سوال: کیا مذہب ایک حد تک رہنے کا نام ہے؟ اس کو اپنی زندگی میں اتارنا بے وقوفی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اسلام کی نظر میں مذہب زندگی کے لئے لازم وملزوم ہے، اور انسان کے لئے لازم ہے کہ پیدائش سے لے کر موت تک اس کا ہر عمل شریعتِ محمدی کے مطابق ہو۔ معاشرت، سیاست، تجارت الغرض ہر موڑ پر شرعی رہنمائی کی پاس داری لازم ہے، اور جو شخص مذہب کو زندگی میں اتارنے کو بے وقوفی کہتا ہے وہ خود بے وقوفی میں مبتلا ہے، اور قرآنِ پاک کی ہدایت کے برخلاف نظریہ رکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ، إِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْن. [البقرة: ٢٠٨]﴾ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو؛ کیوں کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ نیز ایک دوسری آیت میں تمام اہل ایمان کو اللہ کے رنگ میں رنگنے کا حکم دیا گیا ہے، اور اس رنگ کو سب سے بہترین رنگ قرار دیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ کا رنگ یہی شریعتِ محمدی ہے جس کے اثرات ہر مؤمن کی نقل وحرکت سے عیاں (ظاہر) ہونے چاہئے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ، وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً، وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ. [البقرة: ١٣٨] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

❑❖❑

طہارت کے مسائل

مچھر، کھٹمل کا خون

سوال: گرمی کے موسم میں مچھر، جوں، کھٹمل کی کثرت ہو جاتی ہے اور یہ چیزیں ہاتھ پیروں سے دب جاتی ہیں جس کی وجہ سے ان کا خون کپڑے پر لگ جاتا ہے تو کیا اس خون سے کپڑا ناپاک ہو جائے گا یا نہیں؟ اور اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مچھر، کھٹمل کے خون سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا، اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

ویجوز دفع الحدث بما ذکر و إن مات فیه أي الماء ولو قلیلا غیر دموی کزنبور وعقرب وبق. (درمختار بیروت ۲۹٤/۱، زکریا ۳۲۹/۱، کراچی ۱۸۳/۱، (مستفاد: کتاب المسائل ۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا بچہ کا پیشاب پاک ہے؟

سوال: ایک ضروری اور اہم مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب تک بچہ کھانا نہ شروع کرے اس وقت تک اگر بچہ کپڑے پر پیشاب کر دے تو کپڑا ناپاک نہیں ہوتا اور کھانے لگے تو پھر نہیں، پیشاب اگر کپڑے پر کر دے تو وہ کپڑا ناپاک ہوگا، کیا ایسا ہے؟ کیا دودھ پیتے وقت کا بچہ کا پیشاب ناپاک نہیں ہوتا؟ اور جب کھانا کھانے لگے تو پھر ناپاک گردانا جائے گا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بچہ یا بچی چھوٹے ہوں یا بڑے، دودھ پیتے ہوں یا کھانا کھانے لگے ہوں، سب کا پیشاب ناپاک ہے، سب کو اچھی طرح پاک کرنا چاہئے، یہ کہنا کہ چھوٹے بچہ کا

پیشاب ناپاک نہیں ہے، غلط ہے۔

وكذلك بول الصغير والصغيرة أكلا أو لا. (عالمگیری ٤٦/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ڈرائی کلین میں دھلائی

سوال : آج کے ترقی پذیر اور مسابقتی دور میں چونکہ ہر شخص مصروف ہوتا جارہا ہے نیز زمانہ کی نئی ایجادات اور سہولیات سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اسی سہولیات میں سے ایک ڈرائی کلین کے ذریعہ دھلائی ہے ڈرائی کلین مشین میں ہر طرح کے پاک ناپاک کپڑے ایک ساتھ پٹرول سے دھوئے جاتے ہیں تو اس طرح دھلے ہوئے کپڑے پاک ہوجاتے ہیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: ڈرائی کلین میں جو پاک کپڑے دھلوائے جائیں وہ پاک رہتے ہیں اور جو ناپاک کپڑے دھلوائے جاتے ہیں وہ ناپاک ہی رہتے ہیں، اس لیے جن کپڑوں میں ناپاکی لگی ہو ان کو گھر میں پاک کر کے ڈرائی کلین میں دینا چاہیے۔ (کتاب المسائل ٢٣، احسن الفتاوی ٢/٨٣)

اليقين لا يرتفع إلا بيقين. (الاشباه والنظائر ١٠٦، كتاب المسائل ٢٢، احسن الفتاویٰ ٨٣/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ڈرائی کلین کا حکم

سوال: حضرت مفتی صاحب پہلے کسی شمارہ میں ناچیز نے ڈرائی کلین کے ذریعہ کپڑوں کی دُھلائی کے بارے میں سوال کیا تھا کہ مشین میں پاک وناپاک دونوں طرح کے کپڑے ایک ساتھ دھوئے جاتے ہیں، تو آیا وہ پاک ہیں یا ناپاک؟ اس سوال پر حضرت کی جانب سے جواب یہ دیا گیا کہ ڈرائی کلین میں جو پاک کپڑے دھلوائے جائیں وہ پاک رہتے ہیں اور جو ناپاک کپڑے دھلوائے جائیں وہ ناپاک رہتے ہیں۔

جواب کچھ سمجھ سے بالاتر ہے، قرینِ قیاس تو یہ ہے کہ یا تو وہ سبھی پاک ہوجائیں گے یا سبھی ناپاک رہیں گے؟ براہ کرم تفصیل سے دوبارہ وضاحت فرمادیں، نوازش ہوگی۔

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق : اصل میں اس مسئلہ کا مدار ایک شرعی اصول پر ہے، وہ اصول یہ ہے کہ

الیقین لایزول بالشك (یقین، شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوتا) مثلاً کسی چیز کے بارے میں ہمیں پاک ہونے کا یقین ہو تو محض شک کی وجہ سے وہ چیز ناپاک نہیں کہلائے گی۔ اسی طرح جس چیز کے بارے میں ناپاک ہونے کا یقین ہو تو محض شک کی وجہ سے اسے پاک نہیں کہیں گے۔ اب ڈرائی کلین کا معاملہ یہ ہے کہ اس میں ڈالے جانے والے کپڑوں کی پاکی ناپاکی کا محض شک ہے؛ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ سب پاک کپڑے اس میں ڈالے گئے ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس میں کچھ کپڑے ناپاک بھی شامل ہوگئے ہوں، اس کے برخلاف ہم جو کپڑا ڈرائی کلین کے لیے دے رہے ہیں اس کی پاکی یا ناپاکی کا ہمیں پورا یقین ہے؛ لہٰذا ڈرائی کلین میں دھلنے کی وجہ سے یہ یقینی حکم زائل نہیں ہوگا۔ اور جو پاک کپڑا ہم نے دیا ہے وہ پاک سمجھا جائے گا اور جو ناپاک کپڑا دیا ہے وہ ناپاک ہی رہے گا۔ امید ہے کہ اس وضاحت سے آپ کو اطمینان ہو جائے گا۔

ما ثبت بیقین لا یرتفع إلا بیقین. (الاشباہ والنظائر ۱۰۶، احسن الفتاویٰ ۸۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر کپڑے میں نجاست لگ جائے؟

سوال: اگر کسی کپڑے میں منی لگ جائے تو صرف وہ حصہ دھو لینے سے جہاں منی لگی ہوئی ہے کپڑا پاک ہو جائے گا؟ اور پھر اس کپڑے میں نماز ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ ایک صاحب نے بتایا ہے کہ حالتِ جنابت میں جو کپڑے بدن سے لگے ہوئے ہونگے سب کی تبدیلی لازمی ہے، تو کیا اس صاحب کی بات درست ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: صرف جس حصہ میں منی لگی ہے اس حصہ کو دھونے سے کپڑا پاک ہو جائے گا اور اس میں نماز درست ہو جائے گی، یہ بات غلط ہے کہ حالتِ جنابت میں پہنا ہوا پورا کپڑا ناپاک ہوتا ہے؛ البتہ اگر نجاست لگنے کا یقین ہو اور نجاست کی جگہ متعین کرنے میں دشواری ہو رہی ہو تو پھر پورا کپڑا دھونا ضروری ہوگا؛ تاکہ کوئی شبہ نہ رہے۔

وکذا یطهر محل نجاسة مرئیة بعد جفاف کدم بقلعها أي بزوال عینها وأثرها. (شامي زکریا ۵۳۵/۱-۵۳۶) **ولو أن ثوبا أصابته النجاسة وهي کثیرة فجفت**

وذهب أثرها وخفي مكانها غسل جميع الثوب. (بدائع الصنائع زكريا ۱/۲۳۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ناپاک مہندی لگالی تو پاکی کیسے ہو؟

سوال: مٹی کے تیل میں چھپکلی گرگئی تھی تو ہم نے وہ تیل مہندی میں ملالیا، اور پھر وہ مہندی ہاتھوں میں رچالی تو کیا اب مہندی کے رنگ کو ہاتھوں سے ختم کئے بغیر نماز پڑھی جائے، تو کیا نماز ہوجائے گی؟ بالتفصیل جواب سے نوازیئے، بڑی عنایت ہوگی۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسئولہ صورت میں جب اصل مہندی ہاتھ سے چھڑالی جائے اور ہاتھ کو اچھی طرح پاک کرلیا جائے تو نماز پڑھنا درست ہوجائے گا، مہندی کا رنگ مٹانا ضروری نہیں ہے۔

ویطهر متنجس بنجاسة مرئية بزوال عينها ولو بمرة على الصحيح ولا يضر بقاء أثر كلون أوريح. (طحطاوی علی المراقی ۱۶۰، نور الإیضاح ۵۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اعضاءِ وضو سے ٹپکنے والا پانی ناپاک نہیں

سوال: وضو کے بعد اعضاء سے ٹپکنے والا پانی کیا نجس ہوتا ہے؟ اس پانی کے کپڑوں پر ٹپکنے سے کیا کپڑے نجس ہوجاتے ہیں، یا اس پانی کے مسجد میں گرنے سے انسان گنہگار ہوتا ہے؟ جو بھی ہو وضاحت فرمائیں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: وضو کے بعد اعضاءِ وضو سے ٹپکنے والا پانی نجس نہیں ہے، یہ پانی اگر کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا ابھی نجس نہیں ہوتا۔

ما يصيب منديل المتوضي وثيابه عفوٌ اتفاقا وإن كثر. (شامی زکریا ۱/۳۵۲)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وضو کے بعد تولیہ کا استعمال کرنا

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وضو کرکے چہرہ کو پوچھنا نہیں چاہئے؛ کیوں کہ وضو کے بعد چہرہ سے جتنا پانی جائے نماز پر گرتا ہے اتنے ہی گناہ معاف ہوتے ہیں، کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: وضوکرنے کے بعدتولیہ یارومال وغیرہ سے چہرہ پوچھنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے، اورایسا کرنا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اس لئے اس سے منع نہیں کیا جائے گا؛ تاہم یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ اگرکوئی شخص گرمی کے موسم میں ٹھنڈک کی غرض سے وضو کے بعدتولیہ استعمال نہ کرے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔اور یہ کہنا کہ وضو کے بعد چہرہ سے جتنا پانی جائے نماز پر گرے گا اتنے ہی گناہ معاف ہوں گے، یہ بے دلیل بات ہے، گناہوں کی معافی اس پانی سے ہوجاتی ہے، جودھونے کے بعدنالی وغیرہ میں چلا جاتا ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: كانت لرسول الله صلى الله عليه وسلم خرقة ينشف بها بعد الوضوء. (ترمذي شريف ۱۸/۱) **ومن الآداب – إلى قوله – والتمسح بمنديل (تحته في الشامية) روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه كان يفعله، ومنهم من كره ذٰلك.** (شامی زکریا ۲۵۷/۱) **عن سلمان الفارسي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ فقلب جبة صوفٍ كانت عليه فمسح بها وجهه.** (ابن ماجة ۳٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دودھ پلانا ناقضِ وضونہیں

سوال: بچہ کودودھ پلانے سے کیا وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: بچہ کودودھ پلانے سے وضونہیں ٹوٹتا۔

الخارج في بدن الإنسان على نوعين: طاهر كالعرق والنخامة واللبن والدمع والريق ونجس وذاك كل ما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل. (بزازية على الهندية ۲۱/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا اونٹ کا گوشت کھانا ناقضِ وضو ہے؟

سوال: کیا اونٹ کے گوشت کا استعمال ناقضِ وضو ہے، یعنی وضو کی حالت میں اگرکسی نے اونٹ کا گوشت کھایا تو کیا اس کا وضوٹوٹ گیا اب وہ پھر سے نماز کے لیے وضوکرے گا؟ صورت مسئلہ کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اونٹ کے گوشت کے استعمال سے وضو نہیں ٹوٹتا، ایسے شخص پر نماز پڑھنے کے لئے وضو کرنا لازم نہیں ہے؛ البتہ نماز سے پہلے منہ کو اچھی طرح کلی کر کے صاف کر لینا بہتر ہے۔

فإنهم لايرون الوضوء بأكل لحوم الإبل ولابمسها. (بذل المجهود لكهنؤ ٩٥/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا نامحرم پر نظر پڑنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: اگر کوئی گھر سے باوضو ہو کر باہر نکلے اور پھر جہاں گیا ہے وہاں نماز کا ٹائم ہو جائے تو کیا اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے؛ کیوں کہ یہ کہا جاتا ہے کہ لوگوں پر نظر پڑنے سے وضو میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے، یعنی غیر محرم پر تو پھر نماز بھی کراہت کے ساتھ ہوگی؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: نامحرم پر نظر پڑنے سے وضو نہیں ٹوٹتا؛ لیکن قصداً نامحرم کو دیکھنا گناہ کی بات ہے، اگر قصداً دیکھا ہے تو وضو کرنا مستحب ہوگا۔

والقسم الثالث وضوء مندوب ...... بعد كلام غيبة وكذب ونميمة وبعد كل خطيئة. (طحطاوي على المراقي ٨٤، هندية ٩/١) **سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم ما الحدث؟ فقال: ما يخرج من السبيلين.** (نصب الراية للزيلعي ٨٣/١) **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل ولا المرأة إلى عورة المرأة الخ.** (مسلم شريف ١٥٤/١) **وكذلك نظر الرجل إلى عورة المرأة والمرأة إلى عورة الرجل حرام بالإجماع.** (نووى على مسلم ١٥٤/١، تحفة الأحوذي ٨١/٨) **وقد ذكر الاستحسان فيما إذا كان الناظر إلى الرجل الأجنبي هي المرأة وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل، قال فليجتنب بجهده.**

(تاتارخانية زكريا ٩٠/١٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وضو میں کلی کا طریقہ

سوال: کسی صاحب نے مجھ سے بتایا کہ وضو میں جب پہلی مرتبہ کلی کریں گے تو داہنی طرف کے

دانتوں کوملیں گے اور کلمۂ شہادت پڑھیں گے، اور دوسری کلی میں بائیں طرف کے دانتوں کو انگلی سے ملیں گے، اور کلمۂ شہادت پڑھیں گے، اور تیسری کلی میں وہی کام کریں گے جو پہلی کلی میں کیا تھا، تو کیا مذکورہ صفت کے ساتھ وضو میں کلی کرنے کا ثبوت ملتا ہے؟ جواب اثبات میں ہے تو دلیل سے نوازیں، اور اگر جواب نفی میں ہے تو بتایئے کہ وضو میں کلی کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: کلی کرتے وقت دانت ملنے کی ابتداء دائیں طرف سے کرنا مستحب ہے؛ لیکن سوال میں جو لکھا گیا ہے کہ پہلی کلی میں صرف دائیں طرف انگلی پھیری جائے اور دوسری میں صرف بائیں طرف اور کلی کرتے وقت کلمۂ شہادت پڑھا جائے یہ التزام بلا دلیل ہے، بہتر ہے کہ کلی کرتے وقت مسواک کا اہتمام کیا جائے اور مسواک کی ابتداء دائیں طرف سے کریں، پھر بائیں جانب اور اگر مسواک نہ ملے تو اس کی جگہ انگلی استعمال کریں۔ اسی طرح تین مرتبہ کلی کریں اور حلق وغیرہ اچھی طرح صاف کریں۔

إن المفاد من الأحاديث الابتداء من جهة اليمين ويستحب أن يدلك الأسنان ظاهرها وباطنها وأطرافها والحنك وهو باطن وأعلى الفم من داخل والأسفل من طرف مقدم اللحيين وعند فقده يعالج بالإ صبع. (طحطاوی علی المراقی ٦٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز میں پیشاب کا قطرہ نکل آنا

سوال: میں نماز امام صاحب کی اقتداء میں پڑھ رہا تھا کہ پیشاب کا قطرہ نکل گیا اور اس طرح کی شکایت مجھے کچھ زیادہ ہی رہتی ہے، کبھی سنتوں کے پڑھنے کے دوران نکل آتا ہے۔ آپ بتائیں کیا ہر بار آنے پر مجھے وضو کرنا ضروری ہوگا؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اتفاق سے اگر پیشاب کا قطرہ نکل جائے اور سلس البول کی بیماری نہ ہو تو جب بھی قطرہ نکلنے کا یقین ہو وضو ٹوٹ جائے گا، اور قطرہ سے ملوث جگہ اور کپڑے کو پاک کرنا لازم ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۴۹، بہشتی زیور ۱/۵۴)

إن استوعب عذره تمام وقت صلوٰة معروضة بأن لايحل في جميع وقتها زمناً يتوضأ ويصلي فيه خالياً عن الحدث. (شامي زكريا ٥٠٤/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ناخن پالش

سوال: ناخن پالش کا استعمال کیسا ہے؟ عام طور پر یہ بات اس طرح سننے میں آتی ہے کہ اس کے لگانے سے نہ غسل ہوتا ہے اور نہ وضو کیا یہ صحیح ہے؟ شریعت میں اگر استعمال درست نہیں تو کیا ایام مخصوصہ میں اس کے لگانے کی اجازت ہے، جن ایام میں نماز وغیرہ کے لیے وضو اور غسل کی ضرورت نہیں پڑتی کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ناخن پالش لگے رہنے کی صورت میں وضو اور غسل صحیح نہیں ہوسکتا، لہٰذا اس کے بجائے زینت کے لیے مہندی کا استعمال کیا جائے جو مانع غسل ووضو نہیں ہے، بہتر یہ ہے کہ ناپاکی کے ایام میں بھی ناخن پالش سے احتراز کریں اس لیے کہ پالش لگا کر اس کو چھڑانا بھی ایک کارے دارد ہے، اگر ذرا سا حصہ بھی چھٹنے سے رہ گیا تو وضو اور غسل صحیح نہ ہوگا، اس لیے ایسے فیشن سے دور ہی رہنا اچھا ہے جو طہارت کو مشکوک بنادے۔

إن صلبا منع وهو الأصح (درمختار) لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج. (شامی زکریا ٢٨٩/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لپی ہوئی مہندی پر مسح

سوال: نماز کے سلسلے میں ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ سر پر مہندی لگی ہوئی ہے ابھی وہ پوری طرح سوکھی نہیں ہے اور نماز کا وقت ہو چکا ہے تو کیا مہندی کو سر سے الگ کئے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا یہ ضروری ہے کہ سر کو جب تک دھوئیں نہیں تو نماز نہیں ہوگی؟ صحیح صورت مسئلہ کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر مہندی اس طرح لپی گئی کہ بالوں کا ایک چوتھائی حصہ بھی اوپر سے کھلا ہوا نہیں رہا اور مہندی اتنی سوکھ گئی ہو کہ اوپر کی تری کا اثر بالوں تک نہ پہنچ پائے تو ایسی لپی

ہوئی سوکھی مہندی کے اوپر سے مسح کرنا درست نہیں، پہلے مہندی کو چھڑائیں اس کے بعد مسح کریں۔ (مستفاد: کتاب المسائل ۱۴۱)

ولا يمنع الطهارة وَ نيم و حناء ولو جرمه، بهٖ يفتى (الدر المختار) صرح بهٖ في المنية عن الذخيرة في مسألة الحناء والطين والدرن معللا بالضرورة. قال في شرحها: ولأن الماء ينفذه لتخللهٖ وعدم لزوجتهٖ وصلابتهٖ، والمعتبر في جميع ذٰلك نفوذ الماء ووصوله إلى البدن. (شامی زکریا ۲۸۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بالوں اور ناخون پر رنگ سے نماز کا حکم

سوال: آج کل بالوں میں کلر اور ڈائی کرائی جاتی ہے اس سے نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اور ناخن پر پالش لگانے سے نماز ہو جائے گی کہ نہیں؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: بالوں یا ناخونوں پر ایسا رنگ لگانے سے جو اندر تک پانی پہنچانے سے مانع نہ ہو، مثلاً مہندی اور خضاب وغیرہ، تو اس سے وضو یا نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی؛ لیکن اگر ایسی پالش ناخونوں پر لگائی جائے جن کی باقاعدہ پرت جم جاتی ہے، تو اس کے لگانے سے وضو درست نہیں ہوگا؛ کیوں کہ اندر تک پانی نہیں پہنچا، اور جب وضو درست نہیں ہوگا تو نماز بھی صحیح نہ ہوگی۔

سئل أبو القاسم عن وافر الظفر الذي يبقى في أظفاره الدرن أو الذي يعمل عمل الطين أو المرأة التي صبغت إصبعيها بالحناء أو الصرام إلى قوله يجز يهم وضوء هم. (هنديه ۴/۱) أو لزق بأصل ظفره طين يابس أو رطب لم يجز. (هنديه ۴/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسح کی مدت کب سے شروع ہوتی ہے؟

سوال: اگر کسی انسان نے مغرب کی فرض نماز ادا کرنے کے واسطے وضو کیا پھر خفین (جرابیں چمڑے کی) پہن لئے، پھر اسی وضو سے نماز عشاء ادا فرمائی، تو اب مسح کی مدت کہاں سے شروع ہوگی، بعد مغرب سے یا بعد عشاء سے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: خفین پہننے کے بعد جب پہلی مرتبہ وضوٹوٹے اسی وقت سے مسح کے مدت کی ابتداء ہوتی ہے، مسئولہ صورت میں چوں کہ مغرب سے عشاء کے درمیان وضونہیں ٹوٹا؛ لہٰذا عشاء کے بعد جس وقت وضوٹوٹا ہواسی وقت سے مدتِ مسح کی ابتداء سمجھی جائے گی۔

وابتداء المدة من وقت الحدث أی لا من وقت المسح الأول كما هو رواية عن أحد، ولا من وقت اللبس كما حكى عن الحسن البصري. (شامی زکریا ۱/٤٥٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حالتِ جماع میں قرآنی آیت والا لاکٹ پہننا

سوال: میں حالتِ جنابت میں تھی اور میرے گلے میں ایک لاکٹ تھی، جس پر آیۃ الکرسی لکھی ہوئی تھی اور دورانِ جماع لاکٹ کا بدن سے مس ہوتا رہا۔ سوال اب یہ پوچھنا ہے کہ کیا ایسی حالت میں قرآنی آیات یا دعائیہ کلمات والی لاکٹ پہننا جائز ہے؟ اور فراغت کے بعد اس کو چھونا (یعنی لاکٹ) کو کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جنابت کی حالت میں قرآنِ کریم کو چھونا جائز نہیں ہے؛ لہٰذا جنابت کی حالت میں ایسا لاکٹ پہننا جائز نہ ہوگا جس پر قرآنی آیات لکھی ہوں، اور دعائیہ کلمات میں بھی زیادہ تر آیاتِ قرآنی اور احادیث ہوتی ہیں، اس لئے بحالتِ جنابت دعائیہ کلمات والے لاکٹ کو پہننا بھی مکروہ ہوگا۔ نیز جماع سے فراغت کے بعد غسلِ جنابت سے پہلے مذکورہ لاکٹ کی زنجیر کو تو چھو سکتے ہیں، جس پر کوئی چیز لکھی ہوئی نہیں ہوتی؛ البتہ ایسے لاکٹ کو چھونا جائز نہ ہوگا۔

ويحرم به أي بالأكبر وبالأصغر مس مصحف أي ما فيه آية كدرهم وجدار. (شامی زکریا ۱/۳۱۵) **لايحرم في غير المصحف إلا بالمكتوب أي موضوع الكتاب.** (شامی زکریا ۱/۳۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حالتِ جنابت کا پسینہ

سوال: حالتِ جنابت میں جو پسینہ آتا ہے اس کے بارے میں سنا گیا ہے کہ وہ ناپاک ہے، میں

ایک دیہاتی خاتون ہوں، کسی نے بتایا کہ ایسا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا ناپاک ہوجائے گا اور دھونا ضروری ہوگا؟ میں تشویش میں ہوں اس لئے آپ واضح فرمادیں تو نوازش ہوگی۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ہمبستری کے دوران جو پسینہ نکلتا ہے اگر وہ پسینہ کپڑے میں لگ جائے تو محض پسینے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا؛ اس لئے کہ انسان کا پسینہ بہر حال پاک ہے، جب کہ اس کے ساتھ کوئی ظاہری نجاست شامل نہ ہو۔

فسؤر آدمي مطلقاً ولو جنباً ...... طاهرٌ ...... وحكم عرقٍ كسورہٖ. (شامي زکریا ۱/۳۸۱-۳۸۹، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵/۱۱۳، ایضاح المسائل ۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

منی کا نکلنا کب موجبِ غسل ہے؟

سوال: اگر آپس میں عورتیں یا مرد مذاق کررہے ہوں یعنی ایسی گفتگو کررہے ہوں جو عموماً شہوت کو بھڑکادیتی ہے، پوچھنا یہ ہے کہ اس حالت میں منی کا خروج ہوجائے تو کیا غسل واجب ہوجائے گا؟ یا بغیر شہوت کے کسی کو چھونے سے منی نکل آئے، اس طرح کہ منی کے خروج کا پتہ بھی نہ چلے، تو کیا اس صورت میں غسل واجب ہوگا؟ یا صرف وضو کرلینا کافی ہوگا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اس حالت میں عام طور پر مذی کا خروج ہوتا ہے جو موجبِ غسل نہیں؛ ہاں البتہ منی کا خروج اگر شہوت کی وجہ سے ہوا ہے تو غسل واجب ہوگا، اور اگر خروج کے وقت شہوت نہیں تھی تو غسل واجب نہیں ہوگا، صرف وضو کرلینا کافی ہوگا۔

والمعاني الموجبة للغسل إنزال المني على وجه الدفق والشهوة. (هداية أشرفية ۱/۳۱) **ينفصل المني لا عن شهوة ويخرج لا عن شهوة بأن ضرب على ظهره ضربا قويا أوحمل حملاً ثقيلاً فلا غسل فيه عندنا.** (بدائع الصنائع زکریا ۱/۱٤۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غسل میں مسح کیوں نہیں؟

سوال: وضو میں مسح فرض ہے، غسل میں سر کا مسح فرض کیوں نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: غسل میں چوں کہ پانی مکمل طور پر سر پر بہایا جاتا ہے، اس لئے مسح کی ضرورت نہیں، مسح کا حکم تو وہاں ہوتا ہے جہاں پانی بہانے سے رخصت ہو۔

ولنا قوله تعالیٰ: ﴿وإن كنتم جنباً فاطهروا﴾ أمر بالإطهار وهو تطهير جميع البدن إلا ما تعذر إيصال الماء إليه. (هداية اشرفي ديوبند ۲۹/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تیمّم کن حالات میں جائز ہے؟

سوال: تیمّم کن حالات میں جائز ہے؟ آج کل تھوڑی سی کمزوری اور بیماری پر تیمّم کا رواج نوجوان مردوں وعورتوں میں پڑ گیا ہے، اس پر روشنی ڈال دیجئے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: تیمّم کی اجازت صرف اس وقت ہوتی ہے جب کہ پانی دستیاب نہ ہو یا دستیاب تو ہو؛ لیکن اگر ایسا شدید عذر ہو کہ پانی کے استعمال سے جان یا اعضاء کے تلف (بے کار) ہونے یا مرض کے بڑھ جانے کا خطرہ ہو، بریں بنا معمولی بیماری اور تھوڑی سی کمزوری کی بنا پر تیمّم کرنا کسی بھی مرد وعورت کے لئے جائز اور معتبر نہیں ہے۔

من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلا أو لمرض يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم ولو بتحرك أو برد يهلك الجنب أو يمرضه. (شامي زكريا ۳۹۵/۱-۳۹۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حیض ونفاس کے مسائل:

ایام حیض میں ہری مہندی لگانا

سوال: ایک ضروری بات یہ معلوم کرنی ہے کہ ایام حیض (ماہواری) کے دنوں میں ہری مہندی لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں ان ایام میں مہندی لگانے سے مہندی کی بے ادبی ہوتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟ یا یہ کہ مہندی ہر حالت میں لگا سکتے ہیں کیا حکم ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: ایام حیض میں ہری مہندی لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس میں

کوئی بے ادبی لازم نہیں آتی حیض کی نجاست ظاہری نہیں؛ بلکہ باطنی اور حکمی ہے، ظاہری بدن بلا وجہ ناپاک قرار نہیں دیا جا سکتا۔

جنب اختضب واختضبت إمرأته بذلك الخضاب، قال أبو يوسف: لابأس به. (عالمگیری ۳۵۹/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ماہواری کے ختم پر انتظار؟

سوال: کچھ عورتوں کی ماہواری اگر صبح کو ختم ہوگئی تب بھی وہ شام یا رات کو غسل کرتی ہیں، اور کہتی ہیں کہ ہم ابھی انتظار کر رہے ہیں کیا انتظار درست ہے؟ اور ان ایام میں ان کی نماز قضا نہیں ہوتی۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جب خون عادت کے موافق بند ہو جائے تو نماز کے وقت کے اندر اندر غسل کر کے نماز شروع کر دیں، صبح سے شام تک انتظار نہ کرے ورنہ گنہگار ہوگی، اور پاکی کے وقت میں گزری ہوئی نمازوں کی قضا بھی لازم ہوگی۔

أنه يستحب لها تاخيره إلى آخر الوقت المستحب دون المكروه. (شامی کراچی ۲۹۴/۱، زکریا ۴۹۰/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عادت سے پہلے خون بند ہو گیا

سوال: میری عادت پانچ دن خون آنے کی تھی، مگر اتفاق سے اس ماہ چار ہی دن خون آ کر بند ہو گیا تو کیا میرے اوپر اب نماز فرض ہوگئی اور جماع حلال ہو جائے گا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر پانچ دن خون آنے کی عادت تھی اور اتفاق سے کسی مہینے میں چار ہی دن خون آ کر بند ہو گیا، تو ایسی صورت میں خون بند ہونے کے بعد نماز کے آخری وقت میں غسل کر کے نماز پڑھنا اور اگر رمضان کا مہینہ ہو تو روزہ رکھنا احتیاطاً فرض ہے؛ لیکن پانچ دن مکمل ہونے سے پہلے ہمبستری جائز نہیں۔

فإن لدون عادتها لم يحل أي الوطي وإن اغتسلت لأن العود في العادة

غالب وتغتسل وتصلي أي في آخر وقت المستحب، وتاخيره إليه واجب هنا.

(شامي زكريا ۱/ ۴۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حالتِ حیض میں جماع پر جبر

سوال: حالتِ حیض میں جماع کرنا یقیناً شریعت میں حرام ہے، مگر میرے شوہر کچھ زیادہ ہی بدکردار اور بداخلاق ہیں، ایک دوروز تو برداشت کرلیتے ہیں، مگر تیسرے دن وہ قابو سے باہر ہوجاتے ہیں، لاکھوں سمجھانے کے بعد وہ نہیں مانتے، تو میں ایسی صورت میں کیا کروں؟ زیادہ روکنے پر کئی مرتبہ طلاق کی دھمکی بھی دے چکے ہیں، عاجز آکر آپ سے مسئلہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میں کیا کروں؟ اور شریعت میں مجھے اس کا گناہ تو نہیں ملے گا اور ایسے مردوں کی سزا شریعت میں کیا ہوگی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: حالتِ حیض میں جماع کرنا بنصِ قرآنی (قرآنی آیات) حرام، گناہِ کبیرہ اور انتہائی گھناؤنا فعل ہے، آپ کے شوہر پر اس بدترین فعل پر سچے دل سے توبہ واستغفار لازم ہے، اگر وہ آپ کو مجبور کرے تو آپ کے گناہ کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔

ووطؤها في الفرج عالماً بالحرمة عامداً مختاراً كبيرةٌ لا جاهلاً ولا ناسياً ولا مكرهاً فليس عليه إلا التوبة والاستغفار. (البحر الرائق ۱/ ۱۹۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایام ناپاکی میں درسِ تفسیر میں شرکت

سوال: طالبات درس تفسیر ایام مخصوصہ میں سن سکتی ہیں، یا نہیں؟ اس سلسلے میں مسئلہ کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سن سکتی ہیں، جبکہ درس کی مجلس مسجد میں منعقد نہ ہو۔

عن أم عطية قالت: أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نخرجهن في الفطر والأضحىٰ العواتق والحيض وذوات الخدور. فأما الحيض فيعتزلن الصلاة ويشهدن الخير ودعوة المسلمين الخ. (مسلم شريف ۱/ ۲۹۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایامِ مخصوصہ میں دینی کتابوں کا بستہ پکڑنا

سوال: بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ قرآن یا حدیث وتفسیر کی کتابیں لے کر طالبہ یا معلّمات اپنے

کمرے سے درس گاہ جارہی ہوتی ہیں، یا اپنے گھر سے مدرسہ جارہی ہوتی ہیں اور راستہ میں اچانک ایام مخصوصہ کے عارضہ سے دو چار ہوجاتی ہیں، قرآن پاک یا کتابیں بستہ میں ہوتی ہیں تو کیا کریں؟ کبھی کبھی رکشہ میں بیٹھے بیٹھے اچانک جھٹکوں میں ایسا ہوجاتا ہے اور بستہ گود میں، ٹانگوں میں رکھا ہوتا ہے اب ہاتھ میں بھی بستہ نہیں سنبھالا جاسکتا، تو کیا کریں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: جس بستہ کے اندر قرآن پاک رکھا ہو اس کو اوپر سے پکڑنا عورت کے لئے ایام مخصوصہ میں درست ہے؛ اس لئے کہ یہ بستہ خارجی غلاف کے حکم میں ہے؛ لہٰذا اگر مدرسہ آنے جانے کے دوران مذکورہ صورت پیش آجائے تو بستہ سنبھالے رہے، اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

وقراءة قرآن بقصده ومسه ولو مكتوبا بالفارسية في الأصح إلا بغلافه المنفصل (الدر المختار) كالجراب والخريطة دون المتصل كالجلد المشرز هو الصحيح، وعليه الفتوى، لأن الجلد تبع له، وقدمنا أن الخريطة الكيس. (شامی زکریا ۱/۴۸۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ناپاکی کے دنوں میں حدیث وتفسیر کی عبارت پڑھنا

سوال: طالبات جو حدیث وتفسیر کی کتابیں پڑھتی ہیں، ایام مخصوصہ میں وہ ان کتابوں کو ہاتھ لگائے بغیر عبارت پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ناپاکی کے ایام میں مذکورہ طالبات حدیث وتفسیر کی کتابوں کی عبارت (قرآنی آیات کے علاوہ بغیر ہاتھ لگائے) پڑھ سکتی ہیں؛ البتہ ان کتابوں کو اس حالت میں ہاتھ لگانا مطلقاً مکروہ ہوگا؛ کیوں کہ ان کتابوں میں بکثرت قرآنِ کریم کی آیات تحریر ہوتی ہیں۔

لاتقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن إذا قصدت القراءة. (رسائل ابن عابدین ۱/۱۱۱) **يكره مس كتب التفسير والفقه لأنها لا تخلو عن آيات القرآن.**

(شامی زکریا ۱/۳۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حالتِ حیض میں حدیث وفقہ کا درس دینا

سوال: خواتین کے دینی مدارس میں جو معلّمات حدیث، تفسیر اور فقہ کی کتب پڑھاتی ہیں، ایام مخصوصہ میں درس وتدریس بند کردیں، یا پڑھاتی رہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: ایام مخصوصہ میں حدیث وفقہ کے درس کی گنجائش ہے؛ لیکن دو باتوں کا خیال رکھیں اول یہ کہ قرآن کی آیت کی تلاوت نہ کریں، دوسرے یہ کہ کتبِ دینیہ کے اس حصہ کو ہاتھ نہ لگائیں، جہاں کوئی قرآنی آیت لکھی ہو۔

وكذا كتب التفسير لا يجوز مس موضع القرآن منها، وله أن يمس غيره.

(رسائل ابن عابدین ۱۱۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حیض کی حالت میں معلّمہ قرآن کیسے پڑھائے؟

سوال: میں ایک معلّمہ ہوں، بچیوں کو پڑھاتی ہوں؛ لیکن دورانِ حیض جب کہ قرآن کی آیت کو پڑھنا درست نہیں ہے تو میں کیا کروں؟ بچیوں کو کیسے پڑھاؤں؟ جو بھی راستہ ہو از راہ کرم بتائیں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بچوں کو پڑھاتے وقت آیت کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے پڑھائیں، بشرطیکہ وہ ٹکڑا چھوٹی سے چھوٹی آیت یعنی چھ حروف کے برابر نہ ہو۔

لأنه جوّز للحائض المعلمة تعليمه كلمة كلمة. (شامی زکریا ۳۱۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن کی معلّمہ کو حالتِ حیض میں سبق دینے کا حکم

سوال: قرآن کی معلّمہ حالتِ حیض میں بچوں کو سبق دے سکتی ہے یا نہیں؟ اگر دے سکتی ہے تو کس طرح دینے کا حکم ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر قرآنِ کریم پڑھانے والی معلّمہ (استانی) کے لئے حالتِ حیض میں بچیوں کو پڑھانا ناگزیر ہو تو وہ پوری آیت ایک ساتھ نہ کہلوائے؛ بلکہ ایک ایک کلمہ الگ الگ کرکے پڑھائے، مثلاً: ﴿قُلْ، هُوَ، اللّٰهُ، أَحَدَ﴾ یعنی ہر کلمہ کے درمیان فصل کرے، رواں نہ پڑھائے۔

والمعلمة إذا حاضت ومثلها الجنب كما في البحر عن الخلاصة تقطع بين كل كلمتين، هٰذا قول الكرخي. وفي الخلاصة: والنصاب وهو الصحيح. (منهل الواردين ۱۱۲/۱) **ولا يكره التهجي بالقرآن حرفاً حرفاً أو كلمة مع القطع.**

(منهل الواردين، كتاب المسائل ۲۰۹/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

استحاضہ کسے کہتے ہیں؟

سوال : استحاضہ کسے کہتے ہیں؟ کس حال میں عورت کو مستحاضہ مانا جائے گا؟ کیا ہر عورت مستحاضہ ہوتی ہے یا بعض؟ اور عورت استحاضہ کا غسل کیسے کرے گی؟ اس کے غسل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو عادت کے خلاف بیماری کی وجہ سے آتا ہے، اور ہر عورت کو اس سے سابقہ نہیں پڑتا؛ بلکہ نسوانی مرض والی عورت ہی اس تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے، اس کے احکامات بہت تفصیلی ہیں اس لئے جو صورت پیش آئے اس کو بیان کر کے حکم معلوم کریں۔

والمستحاضة من يسيل دمها ولا يرقأ في غير أيام معلومة، لا من عرق الحيض؛ بل من عرق يقال له العاذل. (الموسوعة الفقهية ۱۹۷/۳، طحطاوی علی مراقي الفلاح ۷٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لیکوریا کا حکم

سوال : آج کل خواتین کی خاصی تعداد لیکوریا کے مرض میں مبتلا ہیں، تو کیا اس مرض میں نکلنے والے سفید مادہ سے کپڑا ناپاک ہو جائے گا اور وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ نیز کیا ایسی عورت کو ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا پڑے گا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : لیکوریا ناپاک مادہ ہے وہ اگر کپڑے پر لگے تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا اور اس کے کبھی کبھی نکلنے سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے؛ لیکن اگر کوئی عورت اتنی زیادہ اس مرض میں مبتلا ہو کہ مسلسل لیکوریا جاری رہتا ہو تو وہ معذور کے حکم میں ہوگی اس کے احکامات الگ ہیں۔

وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه الخ أو استحاضة أن

استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خالياً عن الحدث ولو حكماً ولو مرةً، وفي حق الزوال يشترط استيعاب الإنقطاع تمام الوقت وحكمه الوضؤ لكل فرض. (تنوير الأبصار مع الدر المختار بيروت ۱/۴۳۷-۴۳۸، زكريا ۱/۵۰۴-۵۰۵، كتاب المسائل ۱/۲۲۰، فتاویٰ محموديه ۱۶/۶۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لیکوریا کی مریضہ کیا کرے؟

سوال: ایک عورت کو لیکوریا آتا ہے، کیا اس کے مسلسل آنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا شریعت میں ایسے شخص کے لئے کچھ چھوٹ ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: لیکوریا اگر کبھی کبھار آ جائے تو اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور جس جگہ کپڑے پر وہ لگ جائے اسے ناپاک قرار دیا جاتا ہے؛ لیکن اگر کسی عورت کو یہ مرض اس شدت کے ساتھ ہو کہ کسی نماز کا پورا وقت اس پر ایسے گزر جائے کہ وہ پاکی کے ساتھ فرض بھی ادا نہ کر سکے، تو اس عورت کو معذور قرار دیا جائے گا، اور لیکوریا نکلنے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا، بشرطیکہ آئندہ ہر نماز کے وقت میں کم از کم ایک مرتبہ لیکوریا کا سلسلہ جاری رہے۔

وصاحب عذر ومن به سلسل بول لا يمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أوانفلات ريح أو استحاضة إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لايجد في جميع وقتها زمناً يتوضأ ويصلى فيه خالياً عن الحدث إلىٰ قوله، وحكمه الوضوء لكل فرض. (درمختار مع الشامي زكريا ۱/۵۰۴، مستفاد: فتاویٰ عثماني ۱/۳۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا نفاس والی عورت کو ۴۰؍دن تک انتظار کرنا ضروری ہے؟

سوال: بچہ آپریشن سے پیدا ہونے کی وجہ سے پندرہ دن سے پہلے ہی خون بند ہو جاتا ہے، تو کیا عورت کو تب بھی نماز کے لئے چالیس یوم کا انتظار کرنا چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ایسی عورت کو چالیس دن انتظار کی ضرورت نہیں؛ بلکہ جب خون بند ہوجائے تو غسل کر کے فوراً نماز شروع کردے، ورنہ گنہگار ہوگی۔

عن أنس رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم وقَّت للنفساء أربعين يوماً ألا أن ترى الطهر قبل ذٰلك. (سنن ابن ماجه ۱/۴۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نفاس کے بارے میں ایک غلط فہمی

سوال: عورتوں میں ایک رواج ہے کہ نفاس والی عورت کی نمازیں، تلاوتِ قرآن اور دیگر اذکار وتسبیحات خواہ مخواہ چالیس دن تک چھڑائے رکھتی ہیں۔ اگر خون پانچ دن میں بند ہوگیا یا دس دن میں بند ہوگیا تب بھی چالیس دن تک نہ اس کو نماز پڑھنے دیتی ہیں، اور نہ ہی رمضان میں روزہ رکھنے دیتی ہیں، تو کیا یہ شریعت کے رو سے صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سے کم میں خون بند نہیں ہوسکتا؛ لہٰذا صورتِ مسؤلہ میں جب بھی نفاس کا خون بند ہوجائے عورت کو پاکی حاصل کر کے نماز وغیرہ شروع کرنا لازم ہے، چالیس دن کا انتظار کرنا جائز نہیں ہے۔

وإن انقطع الدم قبل الأربعين ودخل وقت صلاة تنتظر إلىٰ اٰخر الوقت ثم تغتسل في بقية الوقت وتصلي. (فتاویٰ تاتارخانیة زکریا ۱/۵۳۸ رقم: ۱۴۶۳)

آپریشن سے بچہ کی ولادت پر نفاس کا حکم

سوال: میں ایک عورت ہوں، میرے بچے کی ولادت آپریشن سے ہوئی ہے، مگر خون بچہ دانی سے بہہ کر پیشاب کے راستہ سے نہیں بہا ہے، تو کیا میں نفاس والی عورت کہلاؤں گی؟ اور نفاس والی کے لئے جو احکام ہیں کیا وہ میرے اوپر بھی عائد ہوں گے اور غسل میرے لئے ضروری ہوگا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک آپریشن سے ولادت کی شکل میں اگر عورت کے رحم سے خون نکلا ہو تو اگر چہ وہ پیشاب کے راستہ سے نہ بہا ہو پھر بھی وہ عورت نفاس والی قرار

پائے گی، اور جب تک خون جاری رہے گا اس پر نفاس کے احکامات جاری کئے جائیں گے۔

والنفاس لغة ولادة المرأة وشرعاً دم فلو لم تره هل تكون نفساء؟ المعتمد نعم ويخرج من رحم، فلو ولدته من سرتها إن سال الدم من الرحم فنفساء. (درمختار مع الشامي زكريا ٤٩٦/١) **قال الرافعي: وأما عند الإمام الذي يجعله نفس الولادة فينبغي أن تكون نفساء عنده مطلقاً.** (تقريرات رافعي ٣٩/١)

نماز سے متعلق مسائل

□ اوقاتِ نماز:

نماز کے ممنوع اوقات

سوال: ادائیگی نماز کے سلسلہ میں ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ ''اوقات ممنوعہ'' کون کون ہیں، یعنی کن کن وقتوں میں نماز پڑھنا منع ہے؟ کیا دن میں بارہ بجے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ زوال کا وقت کون کون سا کہلاتا ہے؟ جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں گے، کرم ہوگا۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: تین اوقات میں نماز پڑھنا منع ہے: (۱) صبح کو سورج نکلتے وقت تقریباً بیس منٹ تک (۲) دوپہر میں زوال کے وقت (۳) شام کو سورج ڈوبتے وقت۔ یہ اوقات چونکہ موسم کے اعتبار سے گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں اس لیے جس دن کے اوقات سے متعلق تحقیق مقصود ہو اس کو نماز کی دائمی جنتری میں تاریخ وار دیکھ لیا جائے۔ (محمودیہ میرٹھ ۸۴/۹)

ثلاث ساعات لاتجوز فيها المكتوبة ولا صلاة الجنازة ولا سجدة التلاوة إذا طلعت الشمس حتى ترتفع و عند الانتصاف إلى أن تزول و عند إحرارها إلى أن تغيب إلا عصر يومه ذٰلك فإنه يجوز أداؤه عند الغروب هكذا في فتاوى قاضي خان. (عالمگیری ۵۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فجر کی نماز کے دوران سورج نکل آنا

سوال: نماز کے بارے میں ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ اگر کوئی فجر کی نماز آخر وقت میں پڑھے اور دوسری رکعت میں وہ مصلی ہے کہ محلے کی مسجدوں میں سے ایک مسجد سے سورج کے

طلوع ہونے کا اعلان ہوتا ہے، اس مصلی نے اپنی نماز پوری کی اس کے بعد دوسری مسجد سے سورج کے نکلنے کا اعلان ہوتا ہے، تو کیا اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ کیا اس نماز کو لوٹانی پڑے گی؟ سورج نکلنے کا اعلان دو مسجد میں ایک ساتھ نہیں؛ بلکہ ایک میں اعلان پہلے ہوا، پھر دوسری میں کچھ دیر کے بعد ہوا تو اعتبار کس کا ہوگا، پہلی کا یا دوسری کا؟ تو اس طرح اعادۂ صلوٰۃ ہوگی یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: فجر کی نماز کے دوران اگر سورج نکل گیا تو نماز باطل ہوگئی اس نماز کو لوٹانا ضروری ہے اور اعلان کونسا درست ہے اور کونسا نہیں؟ اس کا فیصلہ دائمی نقشہ اوقات نماز دیکھ کر کیا جائے گا۔

قال أبو حنيفة تبطل صلاة الصبح بطلوع الشمس لأنه دخل وقت النهي عن الصلاة. (مرقاة المفاتيح ٤٠٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طلوعِ آفتاب کے وقت عبادت کیوں منع ہے؟

سوال: فجر کی نماز کے بعد ۲۰ / منٹ تک کوئی بھی نماز منع کیوں ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: سورج نکلنے کے وقت چوں کہ عموماً شیطان کی عبادت کی جاتی ہے، اس لئے اس وقت نماز پڑھنے سے منع کیا گیا؛ تاکہ مشابہت سے بچا جائے، اور سورج فوراً پورا نکل نہیں آتا؛ بلکہ اس کے مکمل طلوع ہونے میں کچھ وقت لگتا ہے اس لئے احتیاطاً بیس منٹ کی بات کہی جاتی ہے۔

عن عمرو بن عبسة قال: قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة فقدمت المدينة فد خلت عليه، فقلت: أخبرني عن الصلوٰة؟ فقال صلِّ صلوٰة الصبح ثم اقصر عن الصلوٰة حين تطلع الشمس حتى ترتفع فإنها تطلع بين قرني الشيطان وحنيئذ يسجد لها الكفار ثم صل. (مشكوٰة شريف ٩٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فجر کی نماز کے وقت قضاء عمری پڑھنا

سوال: فجر کی اذان کے بعد ہم قضاء عمری پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بہت سے لوگ ایسا کہتے ہیں کہ قضاء عمری اس وقت نہیں پڑھ سکتے؛ بلکہ فجر کی اذان سے پہلے بھی نہیں پڑھ سکتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: فجر کی اذان سے پہلے یا اس کے بعد طلوع آفتاب تک قضاء عمری پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اس وقت صرف نوافل پڑھنا منع ہے۔

ینعقد فیه جمیع الصلوات التي ذکرناها من غیر کراهة إلا النفل الواجب لغیره فإنه ینعقد مع الکراهة فیجب القطع والقضاء في وقغ غیر مکروه. (شامی زکریا ۲/ ۳٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عشاء، تہجد اور نماز چاشت کے اوقات

سوال: نمازِ عشاء کا وقت کس وقت ختم ہوتا ہے؟ اور نماز تہجد کا وقت کب شروع ہوتا ہے، اور نماز چاشت کا وقت کب تک رہتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عشاء کا وقت صبح صادق کے وقت ختم ہوتا ہے، اور نماز تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد شروع ہوجاتا ہے؛ لیکن اس کا افضل وقت رات کا آخری تہائی حصہ ہے اور نماز چاشت کا وقت زوال تک باقی رہتا ہے۔

ووقت العشاء والوتر منه إلیٰ الصبح. (درمختار مع الشامي زکریا ۲/ ۱۸) **وهذه یفید أن هذا السنة تحصل بالتنفل بعد صلاة العشاء قبل النوم.** (شامی زکریا ۲/ ٤٦۷، البحر الرائق ۲/ ۵۳) **وندب أربع فصاعداً فی الضحیٰ علیٰ الصحیح من بعد الطلوع إلیٰ الزوال.** (درمختار مع الشامي زکریا ۲/ ٤٦۵، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ۹/ ٦۳، فتاویٰ شیخ الاسلام ٤۲، مکتوباتِ شیخ الاسلام ۱/ ۱۸۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فجر سے پہلے عشاء کی قضاء نماز

سوال: اگر کسی کی عشاء کی نماز قضا ہوگئی اور اس کی آنکھ فجر کی اذان پر کھلی تو عشاء کی قضاء نماز فجر کی نماز سے پہلے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مذکورہ شخص فجر کی نماز سے پہلے عشاء کی قضاء نماز پڑھ سکتا ہے۔

تسعة أوقات یکره فیها النوافل وما في معناها لا الفرائض، فیجوز فیها

قضاء الفائتة، وصلوة الجنازة وسجدة التلاوة منها ما بعد طلوع الفجر قبل صلوة الفجر. (هندیہ کوئٹہ ۱/ ۵۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

☐ اذان واقامت:

اکیلے نماز پڑھنے والے کا اذان واقامت کہنا

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک شخص ایسا ہے کہ جب بھی وہ نماز پڑھتا ہے پہلے اذان دیتا ہے پھر تکبیر کہتا ہے، جب کہ اس سے پہلے گاؤں میں اذان ہو چکی ہے اور تمام مسجدوں میں نماز بھی ہو چکی ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ شخص اس طرح جو نماز پڑھ رہا ہے یہ درست طریقہ ہے؟ خیال رہے کہ اذان وتکبیر اسی وقت دیتا ہے جب کہ وہ گھر نماز پڑھتا ہے، اس کے لئے مسجد کی اذان کافی ہے کہ نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: ایسے شخص کے لئے قریبی مسجد کی اذان کافی ہے، پھر بھی اگر وہ اذان واقامت کہہ کر نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے، مگر اذان اتنی زور سے نہ دے کہ لوگوں میں انتشار پھیل جائے۔

والمؤذن في بيته يرفع دون ذٰلك فوق ما يسمع نفسه. (شامی زکریا ۲/ ۵۸، عالمگیری ۱/ ۵۴، البحر الرائق ۱/ ۴۶۰، تبیین الحقائق ۱/ ۲۵۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حی علی الصلوٰۃ کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الخ کیوں؟

سوال: اذان میں **حی علی الصلوٰة** پر **لاحول ولا قوة إلا باللّٰه** کیوں پڑھتے ہیں؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اذان میں حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں **لا حول ولا قوة إلا باللّٰه** پڑھنا اس وجہ سے ہے کہ دل میں احساس پیدا کیا جائے کہ مؤذن کی صدا کی تعمیل اللہ کی خاص توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے، آدمی کا محض ارادہ کسی بھی عمل کو وجود میں نہیں لا سکتا جب تک کہ اللہ کی نصرت شامل حال نہ ہو۔

إذا قال المؤذن: ”حی علی الصلوة“ قال (المجيب): لاحول ولا قوة إلا بالله: أي لاحيلة في الخلاص عن موانع الطاعة ولاحركة على أدائها إلا بتوفيقه تعالیٰ. قال الطيبي: إن الرجل إذا دعاء بحيعلتين كأنه قيل له أقبل بوجهك وترا شرك على الهدي عاجلاً والفلاح آجلاً فاجات بأن هذا أمر عظيم وخطب جسيم وهي الأمانة المعروضة على السمٰوات والأرض ولم يحملنها فكيف أحملها مع ضعفي وتشتت أحوالي ولكن إذا وفقني الله بحوله وقوته لعلى أقوم بها. (مرقاة المفاتيح أشرفي ۲/۱٦۱-۱٦۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

☐ فرائض وواجبات:

عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنا

سوال: میری ٹانگوں میں تکلیف رہتی ہے، میں نماز کی نیت تو کھڑے ہوکر باندھ لیتی ہوں؛ لیکن پوری نماز بیٹھ کر ادا کرتی ہوں، کیا میں اس طرح نماز پڑھ سکتی ہوں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر قدرت ہو تو پوری نماز کھڑے ہوکر پڑھنی چاہئے؛ لیکن اگر مکمل نماز کھڑے ہوکر پڑھنے کی طاقت نہ ہو، تو تکبیرِ تحریمہ کھڑے ہوکر نیت باندھنے کے بعد بیٹھ کر بھی نماز پوری کی جاسکتی ہے، شرعاً اس کی گنجائش ہے۔

أو كان قادراً على القيام ببعض القراء ة دون تمامها يؤمر بأن يكبر قائما ويقرأ قدر ما يقدر عليه قائماً ثم يقعد إذا عجز. قال شمس الأئمة الحلواني: هو المذهب الصحيح. (عالمگیری ۱/ ۱۳٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا

سوال: میرے پیروں میں اور کمر میں درد اور تکلیف رہتی ہے، ڈاکٹر کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اور جھکنے کو منع کرتے ہیں، اس جملہ کے بعد ایک عام رواج بنتا جارہا ہے کہ لوگ اور عورتوں

نے کرسی پر اور اس کے علاوہ بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیا ہے۔ نیز اگر بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو کیا نماز ادا ہو جائے گی؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کوئی شخص سجدہ کرنے سے معذور ہے تو وہ زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے؛ لیکن بلا عذر بیٹھ کر فرض نماز پڑھنا جائز نہیں، اس سے نماز درست نہ ہوگی۔

وإن عجز عن القيام والركوع والسجود وقدر على القعود يصلي قائما بإيماءٍ. وكذا لو عجز عن الركوع والسجود وقدر على القيام فالمستحب أن يصلي قاعداً بإيماء. (هنديه ١/١٣٦) **ومنها القيام وهو فرض فى الصلاة للقادر عليه فى الفرض.** (البحر الرائق ١/٢٩٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہونے والا کتنی تکبیر کہے؟

سوال: اگر امام رکوع میں چلا گیا دوسرا مقتدی نماز میں شریک ہونے کے لئے صف میں کھڑا ہوا؛ لیکن ابھی شریک نہیں ہوا، تو اب وہ پہلے نیت کرے گا اور تکبیر کہے گا، اس کے بعد دوبارہ رکوع میں جانے کے لئے تکبیر کہنی پڑے گی یا اس نیت والی تکبیر سے رکوع میں چلا جائے گا، اور نیت باندھنے کے بعد کچھ وقفہ کے بعد رکوع میں جائے گا یا فوراً؟ جو بھی درست ہو جواب سے نوازیں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جو شخص امام کو حالت رکوع میں پائے وہ اگر ایک تکبیر قیام کی حالت میں کہہ کر بھی رکوع میں چلا جائے تو درست ہے، اس کے لئے دو تکبیر کہنا ضروری نہیں ہے۔

ولايشترط تكبيرتان للإحرام والركوع الذي فى الفتح ومدرك الإمام في الركوع لايحتاج إلى تكبيرتين. (حاشية الطحطاوي على المراقي ٤٥٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا

سوال: بعض حضرات نوافل بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور بعض کھڑے ہو کر، جو کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ بیٹھ کر نوافل پڑھنے سے ثواب آدھا ہو جاتا ہے، حالاں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نفل نماز ادا فرمائی ہے، اگر کوئی شخص بیٹھ کر سنت سمجھتا ہے تو اس کو سنت کا ثواب ملنا چاہئے؛

کیوں کہ اعمال میں تو نیت کا اعتبار ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: بلاعذر نوافل بیٹھ کر پڑھنے سے ثواب آدھا ملتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر پڑھنے کے باوجود ثواب مکمل ملتا تھا، اس لئے اِس معاملہ میں افضل یہی ہے کہ جو شخص کھڑے ہونے پر قادر ہو وہ کھڑے ہوکر ہی نفل ادا کرے۔

أجر غير النبي صلى الله عليه وسلم على النصف إلا بعذر، أما النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فمن خصائصه أن نافلته قاعداً مع القدرة على القيام كنافلته قائماً. (شامی زکریا ٤٨٤/٢) **عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه قال: حدثت أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: صلاة الرجل قاعداً نصف الصلاة، قال: فأتيته فوجدته يصلي جالساً فوضعت يدي علىٰ رأسه، فقال: ما لك يا عبد اللّٰه بن عمرو؟ قلت: حدثت يا رسول اللّٰه! أنك قلت صلاة الرجل قاعداً علىٰ نصف الصلاة وأنت تصلي قاعداً؟ قال: أجل ولكني لست كأحد منكم.** (مسلم شريف ٢٥٣/١، نسائي شريف ١٨٨/١، أبوداؤد شريف ١٣٧/١، إمداد الفتاوىٰ ٤٦٠/١-٤٦١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فجر کی نماز بلا عذر چھوڑ دینا

سوال: جو شخص رات کو جاگتا رہتا ہے، اور نماز فجر وقت ختم ہونے کے بعد پڑھتا ہے، تو اس کی نماز قبول ہوجاتی ہے یا نہیں؟ دیگر نمازیں جنہیں وہ وقت پر ادا کرتا ہے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: رات بھر بیدار رہنا اور فجر کی نماز قضا کر کے پڑھنا انتہائی محرومی اور بدنصیبی کی بات ہے، بلا کسی شرعی عذر کے نماز کو وقت سے مؤخر کردینا قطعاً ناجائز ہے، ایسے شخص پر لازم ہے کہ وہ توبہ اور استغفار کرے، اور اپنے معمولات درست کرنے کی کوشش کرے، اور جو دیگر نمازیں وہ اپنے وقت پر پڑھتا ہے ان کی قبولیت میں بظاہر کوئی رکاوٹ نہیں۔

إذ التاخير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج. (درمختار مع الشامي زكريا ٥١٨/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس شخص کو کوئی سورت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟

سوال: ایک انسان کو سورتیں یاد نہیں، کافی محنت کرنے کے بعد بھی سورت اسے یاد نہیں ہوتی ہے، اور وہ کوشش میں لگا ہوا ہے؛ لیکن وہ نماز پڑھتا ہے، اس میں امام کے پیچھے صرف کھڑا رہتا ہے، رکوع اور سجدے پورے کرلیتا ہے؛ لیکن جب اکیلے پڑھے گا، تو اس کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مذکورہ شخص کو چاہئے کہ وہ کم از کم سورۂ فاتحہ اور کوئی چھوٹی سے چھوٹی سورت یاد کرنے کی لگاتار کوشش کرتا رہے اور جس قدر بھی یاد ہوا تنا نماز میں پڑھتا رہے، تو اس کی نماز اسی طرح درست ہوجائے گی؛ لیکن اگر یاد کرنے کی کوشش چھوڑ دی تو بقدرِ فرض قراءت نہ ہونے کی شکل میں نماز فاسد ہوجائے گی، اس لئے اس کے اوپر کوشش کرتے رہنا لازم ہے۔

ولا تصح صلاته إذا أمكنه الاقتداء بمن يحسنه أوترك جهده أو وجد قدر الفرض مما لا لثغ فيه. وفي الشامي: وعلى ما إذا ترك جهده لما علمت من أنه ما دام في التصحيح ولم يقدر عليه فصلاته جائزة، وإن ترك جهده فصلاته فاسدة.

(شامی زکریا ۳۲۸/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا حکم

سوال: لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا حکم کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جدید تحقیقات سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ امام کی عین آواز ہی بلند ہوکر لوگوں تک پہنچتی ہے؛ لہٰذا نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ بلاضرورت استعمال کرنا مناسب نہیں ہے؛ کیوں کہ ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا مطلقاً خلافِ اولیٰ ہے۔

بأن الإمام إذا جهر فوق الحاجة فقد أساء، والإسائة دون الكراهة ولا توجب الإفساد. (شامی کراچی ۵۸۹/۱، آلاتِ جدیدہ ۵۹، فتاویٰ عثمانی ۵۵٤/۱، امداد الفتاویٰ ۸٤۰/۱-۸٤۷، جواہر الفقہ ۹۹/۵-۱۰۲، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۱۶۳/۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ٹی شرٹ اور جنس پہن کر نماز پڑھنا

سوال: ٹی شرٹ، جنس پہن کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کسی ہوئی جنس اور ٹی شرٹ پہن کر نماز پڑھنے سے گو کہ نماز بکراہت درست ہو جاتی ہے؛ لیکن ہمارے عرف میں یہ لباس صالحین کے لباس کے خلاف سمجھا جاتا ہے، اس لئے نماز یا خارجِ نماز میں ایسے لباس کا پہننا ناپسندیدہ ہے۔

وعادم ساتر ولا يضر التصاقه وتشكله (درمختار) وفي الشامي: أي بالإلية مثلاً ...... وعبارة شرح المنية: أما لو كان غليظاً لا يرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار بشكل العضو مرئيا فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر. (شامي كراچي ۱/ ٤١٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ریل میں بھیڑ کی وجہ سے سجدہ کا موقع نہ ہو

سوال: اگر کسی شخص کو ریل میں بھیڑ کی وجہ سے سجدہ کا موقع نہ ہو تو کیا کرے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کوئی شخص ٹرین میں سخت بھیڑ کی وجہ سے سجدہ پر قادر نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اگر وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو اشارہ سے نماز پڑھ لے اور پھر بعد میں اسے دہرائے۔

راكب السفينة إذا لم يجد موضعاً للسجود للزحمة الخ، يصلي بالإيماء إذا خاف فوت الوقت. (شامي زكريا ٢/ ٤٩٠، كتاب المسائل ١/ ٥٢٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کمر کی تکلیف میں اشارہ سے سجدہ کرنا

سوال: اگر کسی کے کمر میں تکلیف اور درد ہو تو وہ نماز میں سجدہ کبھی تو اشارہ سے کرتی ہو اور کبھی پورا سجدہ سر زمین پر ٹیک کر؛ لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ میں نماز پڑھ رہی ہوتی ہوں اور میری کمر میں تکلیف ہوتی ہے، اگر نماز کی پہلی رکعت میں سجدہ اشارہ سے کرلیا، بعد میں دوسری رکعت میں تکلیف کم محسوس ہوئی تو پورا سجدہ کرلیا، پھر تیسری رکعت میں درد ہوا پھر اشارہ سے سجدہ کرلیا اور

چوتھی میں پورا کرلیا تو اب بدرجۂ مجبوری اور عذر کے ایسا کیا تو نماز ہو جائے گی؟ یا اب ایسا کرنے میں کوئی حرج ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سجدہ چونکہ فرض ہے اس لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ با قاعدہ سجدہ کے ساتھ نماز پڑھی جائے اور اشارہ پر اکتفاء نہ کیا جائے؛ البتہ اگر سجدہ میں جانے کی بالکل استطاعت (طاقت) نہ رہے یا سجدہ کی وجہ سے نا قابلِ تحمل تکلیف کا اندیشہ ہو تو سجدہ کے بجائے اشارہ سے نماز پڑھ سکتے ہیں؛ لیکن صورتِ مسئولہ میں اگر پہلی رکعت میں اشارہ سے سجدہ کرلیا اور دوسری رکعت میں با قاعدہ سجدہ کرلیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور از سرِ نو سجدے کے ساتھ نماز پڑھنی ہوگی؛ البتہ اگر پہلی رکعت میں سجدہ کیا تھا اور دوسری رکعت میں تکلیف بڑھ جانے کی وجہ سے اشارہ سے سجدہ کیا تو نماز درست ہو جائے گی۔

ولو كان قد أدىٰ بعضها مؤمياً فقدر علىٰ الركوع والسجود ولو قاعداً لا يبني لما فيه من بناء القوي علىٰ الضعيف. (طحطاوی علیٰ المراقي أشرفي ٤٣٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وتر کی نیت کیسے کرے؟

سوال: عشاء کی نماز کے سلسلے میں ایک بات یہ معلوم کرنی ہے کہ کیا وتر کی نماز عشاء میں داخل ہے یا نہیں؟ کیا وتر کی نماز کی نیت میں وقت عشاء نام لیا جائے گا یا نہیں؟ اس کی تفصیل کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: وتر کی نماز کا وقت وہی ہے جو عشاء کا ہے؛ لیکن وتر کی نیت کرتے وقت عشاء کا نام لینا ضروری نہیں ہے صرف یہ نیت کرنا کافی ہے کہ میں نماز وتر واجب ادا کر رہا ہوں۔

وينوي الوتر لا الوتر الواجب (الأشباه) قال المحشي: لم لا ينوى الوتر الواجب من اعتقد وجوبه تقليداً لأبي حنيفة الخ. (الحموی علی الأشباه ٦٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وتر میں دعائے قنوت بھول گیا تو کیا کرے؟

سوال: وتر کی نماز میں تیسری رکعت میں اگر کوئی تکبیر کہتے ہوئے بجائے ہاتھ اٹھا کر باندھنے کے

رکوع میں چلا جائے ،یعنی تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھا کر باندھے، پھر دعائے قنوت پڑھے ایسا نہیں ہوا؛ بلکہ رکوع میں چلے گئے، رکوع میں تسبیح بھی پڑھ لی، اب یاد آیا کہ مجھے تو تکبیر کے بعد دعائے قنوت پڑھنی چاہئے تھی؛ لیکن میں تو رکوع میں ہوں، ایسی صورت میں وہ مصلی کیا کرے؟ رکوع سے اُٹھ کر سجدے میں جائے یا پھر پیچھے لوٹ کر دعائے قنوت پڑھے کیا کرے؟ یا یہ کہ اعادۂ صلوٰۃ (نماز کو لوٹانا) کرے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اس صورت میں مسئلہ یہی ہے کہ وہ شخص رکوع میں جانے کے بعد قنوت پڑھنے کے لیے دوبارہ قیام کی طرف نہ لوٹے ؛ بلکہ حسبِ ترتیبِ افعال نماز ادا کر کے اخیر میں سجدۂ سہو کرے؛ لیکن اگر وہ ناواقف ہونے کی وجہ سے قیام کی طرف لوٹ آیا اور دعاء قنوت پڑھ کر پھر دوبارہ رکوع کرلیا تو بھی اس کی نماز درست ہوجائے گی، تاہم اخیر میں بہرحال سجدۂ سہو کرنا ضروری ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲۹۷/۳، ۱۴۸/۸، طحطاوی علی المراقی ۲۱۱)

ولو نسيه أي القنوت ثم تذكره في الركوع لايقنت فيه لفوات محلهٖ ولايعود إلى القيام لأن فيه رفض الفرض للواجب فإن عاد إليه وقنت ولم يعد الركوع لم تفسد صلاته لكون ركوعه بعد قراء ة تامة وسجد للسهو قنت أولا لزوال محله. (شامی زکریا ۲/ ٤٤٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عشاء کے ساتھ وتر کی قضاء

سوال: قضاء کی ادائیگی کے سلسلہ میں ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے، جیسا کہ کسی کی فرض نماز قضاء ہوگئی اور ساتھ ہی اس کی نماز واجب بھی قضا ہوگئی، جیسا کہ عشاء کی نماز کے ساتھ وتر کی نماز، تو کیا فرض کے ساتھ ساتھ اسے وتر بھی ادا کرنا ضروری ہے؟ یا کہ صرف فرض ہی قضاء کرے گا؟ اس کی کیا صورت ہے، کس طرح وہ ادا کرے گا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کسی شخص کی عشاء اور وتر چھوٹ گئی تو اس پر فرض اور وتر دونوں کی قضاء ضروری ہے؛ البتہ سنن ونوافل کی قضاء نہیں ہے۔

وعن الحسن البصري أنه قال (أجمع المسلمون على أن الوتر حق

واجب) وكذا حكى الطحاوي فيه إجماع السلف ومثلهما لا يكذب ولأنه إذا فات عن وقته يقضي عندهما. (بدائع الصنائع ١/٦٠٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

□ امامت وجماعت:

بلا عذر جماعت کی نماز چھوڑنا

سوال: بعض لوگ بغیر کسی مجبوری کے گھر میں نماز پڑھتے ہیں، ایسے لوگوں کے بارے میں نماز کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کی نماز ہوجاتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بلاکسی عذر شرعی کے مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھر پر نماز پڑھنے کا معمول بنالینا گناہ ہے، ایسے شخص کی نماز ناقص ہوتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت سے بلاعذر پیچھے رہنے والوں کی سخت مذمت فرمائی ہے، اور اسے منافقین کا عمل قرار دیا ہے۔

عن عبد لله بن مسعود رضي الله تعالیٰ عنه قال: ولقد رأيتنا وما يتخلف عنها إلا منافق بين النفاق. (أبوداؤد شريف ١/٨١) وقد روي عن غير واحد من أصحاب النبي صلى الله تعالیٰ عليه وسلم أنهم قالوا: من سمع النداء فلم يجب فلا صلوة له. (ترمذي شريف ١/٥٢) الجماعة سنة مؤكدة للرجال، قال الزاهدي: أرادوا بالتاكيد الوجوب وقيل واجبة وعليه العامة. وفي الشامي قال في شرح المنية: والأحكام تدل على الوجوب من أن تاركها بلا عذر يعزر ويرد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه.

(شامی زکریا ٢/٢٩٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غلط خواں امام کی وجہ سے دوسری مسجد میں جماعت پڑھنا

سوال: زید کے گھر کے پڑوس میں مسجد ہے وہ اس میں نماز پڑھتا تھا؛ لیکن اب امام دوسرے ایسے آئے ہیں جو نماز میں قرآن غلط پڑھتے ہیں، جس سے زید کو گمان ہوتا ہے کہ نماز ہی نہیں ہوئی، تو اب زید دوسری مسجد میں نماز پڑھنے جاتا ہے، بسااوقات وقت کی قلت سے گھر میں نماز پڑھ لیتا

ہے،تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: جوامام نہایت غلط قرآن پڑھتا ہو کہ نماز کے خراب ہونے کا خطرہ ہوتو ایسے امام کی اقتدا چھوڑ کر دوسری مسجد میں جا کر نماز باجماعت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور پوری کوشش کرنی چاہئے کہ کوئی نماز جماعت سے نہ چھوٹے؛ تاہم اگر کوشش کے باوجود کبھی کبھار کوئی جماعت چھوٹ جائے،تو انشاء اللہ مؤاخذہ (پکڑ) نہ ہوگا۔ (امدادالاحکام۲/۱۲۸)

إذا كان إمامه لحّانا لا بأس بأن يترك مسجده ويطوف. (هنديه ۱/۱۱۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

داڑھی منڈانے والے شخص کی امامت اوراذان

سوال: جوشخص داڑھی منڈواتا ہو یا داڑھی کٹواتا ہو،تو کیا اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟

اسی طرح جوشخص داڑھی منڈواتا ہواگر وہ اذان دے،تو کیا ان کا اذان دینا درست ہوگا؟ ایسا شخص اگراذان دیدے تو کیا اذان دوبارہ کہی جائے گی؟ امید کہ خلاصۂ جواب سے نوازکرممنون فرمائیں گے،مشکور ہوں گا۔

الجواب وَبـاللّٰہِ التَّوْفِیْق: داڑھی منڈانے یا کٹانے والے کوامام بنانا مکروہِ تحریمی ہے؛ تاہم اس کی پڑھائی ہوئی نماز واجب الاعادہ نہیں ہے۔

ويكره إمامة عبد وإعرابي وفاسق. (تنوير الأبصار على الشامي ۲/۲۹۸)

اسی طرح داڑھی نہ رکھنے والے کا اذان دینا بھی مکروہ ہے؛ لیکن اگراذان دیدے تو اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ويـكره أذان جنب وإقامته ...... وإقامة محدث لا أذانه إمراة وفاسق. (تنوير الأبصار ۲/۶۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدعتی کی امامت

سوال: کیا کسی بدعتی کے پیچھے نماز ادا ہو جاتی ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: بدعتی شخص کوامام بنانا مکروہ تحریمی ہے، اگر مجبوری میں اس کے پیچھے نماز پڑھنی پڑ جائے تو بکراہت ادا ہو جاتی ہے۔

یکرہ إمامة عبد وفاسق ومبتدع، وفی الشامي: ویکرہ الاقتداء بهم تنزیها فإن أمکن الصلاة خلف غیرهم فهو أفضل. (شامي زکریا ۲۹۸/۲) **وسیأتي ما یفید أن إمامة الفاسق مکروهة تحریماً.** (طحطاوي علی المراقي ۳۰۲) **المبتدع الذي لا یکفر ببدعته کالفاسق؛ بل أولیٰ.** (الفقه الإسلامي وأدلته ۱۷۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بے ریش امام

سوال: کیا امام بنانا ایسے شخص کو درست ہے جس کے ابھی داڑھی نکلی نہ ہو، مثلاً ۱۵-۱۶/سالہ لڑکے کا جو کہ حافظ قرآن ہے، درست قرآن پڑھتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جو لڑکا پندرہ سال کا ہو گیا ہو اس کو تراویح میں امام بنانا درست ہے؛ لیکن اگر باریش امام موجود ہو تو اس کی امامت زیادہ بہتر ہے۔

وکذا تکرہ خلف أمرد الظاهر أنها تنزیهة أیضاً، والظاهر أیضاً کما قال الرحمتي: أن المراد به الصبیح الوجه لأنه محل الفتنة. (شامی زکریا ۳۰۱/۲) **بلوغ الغلام بالاحتلام والأحبال والإنزال ولجاریة بالاحتلام والحیض والحبل فإن لم یوجد فیها شيء فحتی یتم لکل منهما خمس عشرہ سنةً به یفتیٰ. وفی الشامي: ومفاده أنه لا اعتبار لبنات العانة ولا اللحیة.** (شامی زکریا ۲۲۵/۹-۲۲۶، مستفاد: فتاویٰ رحیمیه کراچی ۱۸۵/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مدرسہ کے مدرس کا مسجد میں امامت کرنا

سوال: ایک ضروری مسئلہ امام صاحب کے بارے میں یہ معلوم کرنا ہے کہ اگر امام مدرسہ سے تنخواہ پا رہے ہیں اور وہ امام صاحب مدرسہ سے دوسرے محلّہ میں نماز پڑھانے جاتے ہیں، محلّہ والے مسجد فنڈ سے ان کو کوئی تنخواہ نہیں دیتے، جو کچھ بھی ملتا ہے صرف مدرسہ سے ہی ملتا ہے، تو ایسے امام کے

پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ وہ امام صاحب مسجد کے فنڈ سے اپنی تنخواہ طلب کرتے ہیں، تو کیا مسجد سے ان کو رقم دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مدرسہ کا مدرس مسجد کا امام بن سکتا ہے، اور اس کے لئے مسجد سے امامت کی تنخواہ لینا بھی درست ہے؛ تاہم اس امامت کی وجہ سے مدرسہ کے نظام میں کوئی خلل نہ آنا چاہئے۔

وبعض مشايخنا استحسنوا الاستيجار على تعليم القرآن اليوم، وفي حاشيته: وقال: خبز الذي في زماننا يجوز للإمام والمؤذن والمعلم أخذ الأجرة.

(هدایه ۳/۳۰۳، فتاویٰ محمودیه ۱٤/۲۲۱) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

محلّہ کی مسجد میں اہلِ محلّہ کا جماعتِ ثانیہ کرنا

سوال: محلّہ کی مسجد میں جماعتِ ثانیہ کیا حکم ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: محلّہ کی مسجد میں اہلِ محلّہ کے لئے جماعتِ ثانیہ سخت مکروہ ہے؛ کیوں کہ اس سے تقلیلِ جماعت لازم آتی ہے۔

ويكره تكرار الجماعة في مسجد محلة بأذان وإقامة. (شامی زکریا ۲/۲۹۲، البحر الرائق ۱/۳٤٦، هندية ۱/۸۳، منحة الخالق ۱/۳٤٥) **وفي الحديث: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان خرج ليصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى.** (مسند أحمد ٥/۲٥٤-۲٥۹، ابن ماجة رقم: ۳۱۲، البيهقي ۱/٦۹، مستدرك للحاكم ٤/۳۳٤، مجمع الزوائد ۲/٤٥) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

بازار یا راستہ کی مسجد میں جماعتِ ثانیہ

سوال: بازار یا اسٹیشن کی مسجد میں جماعتِ ثانیہ کا جواز مطلق ہے یا اس میں کچھ شرائط ہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: بازار یا اسٹیشنوں کی مسجد میں اگر باقاعدہ امام اور نمازی مقرر نہ ہوں تو وہاں تکرار جماعت مطلقاً جائز ہے، اور اگر باقاعدہ امام اور نمازی مقرر ہوں تو اس کے آس پاس رہنے والوں کے لئے جماعتِ ثانیہ مطلقاً مکروہ ہے؛ لیکن جو مسافر وہاں آتے جاتے ہیں، ان کے

لئے تکرارِ جماعت مکروہ نہیں ہے۔

ولو كرر أهله بدونها أو كان مسجد طريق جاز إجماعاً كما في مسجد ليس له إمام ولا مؤذن ويصلي الناس فيه فوجاً فوجاً. (شامی زکریا ۲/۲۸۸)

ويكره تكرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محله لا في منسجد طريق أو مسجد لا إمام له ولا مؤذن. (شامی زکریا ۲/۲۸۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تنگی کی وجہ سے تکرارِ جماعت

سوال: بڑے شہروں میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایک مسجد میں متعدد بار جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ واضح فرمائیں۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: بڑے شہروں میں بہتر تو یہی ہے کہ مسجد کے علاوہ کسی قریبی ہال یا میدان میں جمع ہوکر دوسری جماعت کا اہتمام کیا جائے؛ تاکہ ایک مسجد میں تکرارِ جماعت کا محظور لازم نہ آئے؛ لیکن اگر دوسری جگہ جماعت کرنے کا انتظام ممکن نہ ہو، تو ایک ہی مسجد میں دوسرے امام کی اقتداء میں مابقیہ لوگ جمع ہوکر نماز ادا کر سکتے ہیں؛ کیوں کہ یہاں تکرارِ جماعت کی علت تقلیل جماعت نہیں پائی جارہی ہے۔

المستفاد: وإذا علموا أنها لا تفوتهم الجماعة فيتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه بخلاف المساجد التي على قوارع الطريق؛ لأنها ليست لها أهل معروفون فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرىٰ، لا يؤدي إلى تقليل الجماعة. (بدائع الصنائع ۱/۳۷۹) **لأن تكرار الجماعة يؤدي إلى تقليل الجماعة؛ لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة.** (بدائع الصنائع ۱/۳۸۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جماعتِ ثانیہ کے لئے اذان وتکبیر؟

سوال: دوسری مرتبہ جو جماعت کی جارہی ہے اس کے لئے اذان وتکبیر کہی جائے گی یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: دوسری مرتبہ جو جماعت ادا کی جارہی ہے اس کے لئے اذان واقامت نہیں کہی جائے گی۔

وإن صلی فیه أهله بأذان وإقامة أو بعض أهله یکره لغیر أهله وللباقین وأهله أن یعید الأذان والإقامة. (بدائع الصنائع ۳۷۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسافرین کا مسجد میں جماعتِ ثانیہ کرنا

سوال: اگر چند مسافر لوگ کسی شہر میں پہنچے اور محلّہ کی مسجد میں جماعت ہوچکی ہوتو ان حضرات کا اس مسجد کی شرعی حدود کے اندر باجماعت نماز پڑھنا درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر مسافر حضرات محلّہ کی مسجد میں تداعی اور اذان کے بغیر باجماعت نماز پڑھ لیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ان کے لئے مسجد کی حدود میں رہ کر جماعت ادا کرنے کی گنجائش ہے۔

وروي عن محمد أنه یکره إذا کانت الثانیة علی سبیل التداعي والاجتماع. (بدائع الصنائع ۳۷۹/۱) **وکره ترکهما أي الأذان والإقامة معاً لمسافر ولو منفرداً، وکذا ترکها لا ترکه لحضور الرفقة بخلاف مصل ولو بجماعة، وعن أبي حنیفة: لو اکتفوا بأذان الناس أجزأهم وقد أساؤوا، فرق بین الواحد والجماعة في هٰذه الروایة.** (شامی زکریا ۶۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تیز بارش کی بنا پر مسجد میں تکرارِ جماعت

سوال: بارش کی شدت کی وجہ سے مسجد میں تکرار جمعہ کی گنجائش ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کوئی اور جگہ دستیاب نہ ہو تو بارش کی شدت کی وجہ سے ایک ہی مسجد میں تکرارِ جماعت کی گنجائش ہے۔

لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فیستعجلون فتکثر الجماعة.

(بدائع الصنائع ۱/ ۳۸۰) واختلف في كون الأمطار والثلوج والأوحال والبرد الشديد عذراً. وعن أبي حنيفة: إن اشتد التأذي يعذر، قال الحسن: أفادت هٰذه الرواية أن الجمعة والجماعة في ذٰلك سواء، ليس على ما ظنه البعض أن ذٰلك عذر في الجماعة؛ لأنها سنة لا في الجمعة؛ لأنها من أكد الفرائض. (شامی زکریا ۲/ ۲۹۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسافر امام نے مقیم مقتدیوں کو پوری نماز پڑھادی؟

سوال: مسافر امام نے بھولے سے چار رکعت نماز پڑھادی تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر مسافر امام چار رکعت نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے مقیم مقتدیوں کی فرض نماز ادا نہ ہوگی؛ البتہ امام نے اگر قعدۂ اولیٰ کرلیا ہے تو خود اس کی اور مسافر مقتدیوں کی نماز اخیر میں سجدۂ سہو کرنے سے درست ہوجائے گی، اور اگر سجدۂ سہو کئے بغیر سلام پھیر دیا ہے تو نماز واجب الاعادہ ہوگی، اور وقت کے اندر اندر اعادہ کی زیادہ تاکید ہے، اور وقت نکلنے کے بعد اتنی تاکید نہیں۔

فإن صلى أربعاً وقعد في الثانية قدر التشهد أجزأته والأخريان نافلةً، ويصير مسيئاً لتاخير السلام. وإن لم يقعد في الثانية قدرها بطلت، كذا في الهداية. (هندية ۱/ ۱۳۹، كتاب المسائل ۱/ ۵۲۶) فلو أتم المقيمون صلاتهم معه فسدت؛ لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل. (شامی زکریا ۲/ ۶۱۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

☐ سجدۂ سہو:

چار کے بجائے چھ رکعت پڑھ لیں

سوال: اگر ہم نے چار رکعت نماز فرض کی نیت سے سے شروع کی، بھولے سے پانچ رکعت پڑھ لی، پھر ہم نے اس میں ایک رکعت کا اضافہ کر کے چھ رکعت پڑھ لی، تو کیا ہماری چار رکعت فرض ادا ہوگئی یا سب نفل ہوگئی؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: صورتِ مسؤلہ میں اگر قعدہ کرکے کھڑا ہوا اور پھر چھ رکعت پر سلام پھیرا، اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلیا تو چار رکعت فرض اور دو نفل ہوگئیں، اور اگر چوتھی رکعت پر قعدہ کے بغیر چھ رکعت پڑھی ہیں تو فرض نماز باطل ہوگئی اور یہ سب نفل ہوگئی، فرض دوبارہ پڑھیں۔

وإن سها عن الأخيرة عاد ما لم يقيد بالسجدة وسجد للسهو، وإن قيد تحول فرضه نفلا وضم سادسة إن شاء. (شرح وقاية ١٨٥/١) **وإن قعد الأخير ثم قام عاد وسلم من غير إعادة التشهد فإن سجد لم يبطل فرضه وضم إليها أخرى لتصير الزائدتان له نافلة وسجد للسهو.** (نور الإيضاح على الطحطاوی زکریا ٤٧٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رکعت کی تعداد میں شک ہوجائے تو کیا کرے؟

سوال: فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں ہم بھول جائیں کہ ہم نے کونسی رکعت پڑھی ہے، تیسری یا چوتھی اس کے لئے سجدۂ سہو کرلیتے ہیں، تو کیا پھر بھی فرض کو دہرانا ضروری ہوگا؛ کیوں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فرض کو دہرانا ضروری ہے، سنت کو نہیں، صحیح کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اگر بار بار بھولنے کی شکل پیش آتی ہے تو غالب ظن اور یقین پر عمل کرتے ہوئے کم سے کم رکعت پر بنا کرنی چاہئے، اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلینا چاہئے، اور جب سجدۂ سہو کرلیا تو اب نماز کو دہرانے کی ضرورت نہیں، چاہے نماز فرض ہو یا سنت، اس معاملہ میں سنت اور فرض میں کوئی فرق نہیں ہے؛ البتہ اگر کسی شخص کو پہلی مرتبہ یا کبھی کبھار ایسا شک ہوتا ہے تو اسے چاہئے کہ نیت توڑکر از سرنو نماز پڑھے؛ تاکہ کوئی شک وشبہ نہ رہے۔

وإن كثر الشك تحرى وعمل بغالب ظنه ...... فإن لم يغلب له ظن أخذ بالأقل لقوله عليه السلام: إذا سها أحدكم في صلاته فلم يدر واحدة صلى أو ثنتين فليبن على واحدة فإن لم يدر ثنتين صلى أو ثلاثاً فليبن على سنتين فإن لم يدر ثلاثاً صلى أو أربعاً فليبن على ثلاث ويسجد سجدتين قبل أن يسلم. وقعد وتشهد بعد كل ركعةٍ ظنها آخر صلاته الخ. (حاشية الطحطاوي على المراقی ٤٧٧)

وذكر في الفتاوىٰ الخاقانية: فقال رجل: صلى ولم يدر ثلاثاً صلى أم أربعاً، قال: إن كان ذلك أول ما سهى استقبل. (حلبی كبير ٤٧٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تشہد کے بجائے سورۂ فاتحہ پڑھ دینا

سوال: ایک شخص نے نماز شروع کردی، نماز چار رکعت والی تھی، قعدۂ اولیٰ میں اس نے تشہد کے بجائے سورۂ فاتحہ شروع کردی، تو اب کس مقدار تک پڑھ گیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا یا درمیان میں یاد آنے کے بعد اگر وہ تشہد شروع کرکے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو کیا نماز درست ہوگی؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: تین مرتبہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہنے کے بقدر سورۂ فاتحہ تشہد سے پہلے پڑھ لے تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، اور تین مرتبہ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کے ۴۲ر حروف ہوتے ہیں، جو سورۂ فاتحہ میں ''دین'' کی (ی) تک مکمل ہوجاتے ہیں؛ لہٰذا ''یوم الدین'' کی ''ی'' تک سورۂ فاتحہ پڑھنے کی صورت میں سجدۂ سہو واجب ہوگا، نیز اگر کوئی ۴۲ر حروف کے بقدر سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد تشہد پڑھ کر تیسری اور چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے، تو ایسی صورت میں اخیر میں سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۴/ ۳۶، فتاویٰ عثمانی ۱/ ۴۹۲)

وإذا قرأ الفاتحة ثم التشهد كان عليه السهو إلىٰ قوله وإذا بدأ في موضع التشهد بالقراءة ثم تشهد فعليه السهو. (هنديه ١/ ١٢٧) **ولم يبينوا قدر الركن، وعلى قياس ما تقدم أن يعتبر الركن مع سنته وهو قدر مقدار بثلاث تسبيحات.**

(حاشية الطحطاوي جديد ٤٧٤، قديم ٢٥٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دعاء قنوت میں بھول

سوال: ایک شخص نے وتر کی نماز شروع کی جب دعاء قنوت پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا، تو دعاء قنوت میں متشابہ لگ گیا، یعنی وہ دعاء قنوت پڑھتے پڑھتے کہیں اور پہنچ گیا؛ لیکن باحوش ہوکر اس نے دوبارہ دعاء قنوت صحیح پڑھ لی، تو کیا اب سجدۂ سہو کی ضرورت پڑے گی یا بغیر سجدۂ سہو کے نماز ادا ہو جائے گی؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: مسؤلہ صورت میں چوں کہ اس نے دعاء قنوت کو صحیح صحیح پڑھ لیا ہے اس لئے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئی اور سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔

وذكر في الظهيرية: أنه لو ترك لا رواية فيه، وقيل يجب السجود اعتباراً بتكبيرات العيد، وقيل لا اه، وينبغي ترجيح عدم الوجوب لأنه الأصل ولا دليل عليه بخلاف تكبيرات العيد. (شامي زكريا ١٦٣/٢، احسن الفتاویٰ کراچی ٤٥٠/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دعاء قنوت کی جگہ دوسری دعاء پڑھنا

سوال: ایک انسان نے وتر کی نماز شروع کی نماز کی، دو رکعتیں پوری کرنے کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا، سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد دعاء قنوت کے بجائے اس نے آیت الکرسی یا کوئی اور چیز شروع کردی، ابھی کچھ ہی پڑھا تھا کہ فوراً یاد آ گیا کہ اس نے دعاء قنوت پڑھ لی، تو اب اس صورت میں نماز ادا ہوگئی یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: وتر میں دعاء قنوت کی جگہ دوسری دعاء بھی پڑھی جاسکتی ہے، اس لئے اگر آیۃ الکرسی یا اور کوئی دعاء پڑھ لی تو نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔

وقراءة قنوت الوتر وهو مطلق الدعاء، قال الشامي: أى القنوت الواجب يحصل بأي دعاء كان في النهر، وأما خصوص، اللّٰهم إنا نستعينك فسنة فقط، حتى لو أتى بغيره جاز إجماعاً. (شامی زكريا ١٦٣/٢، أحسن الفتاوٰی ٤٥/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سجدۂ سہو میں سہو؟

سوال: اگر سجدۂ سہو میں سہو ہو جائے یعنی یہ یاد نہ رہے کہ میں نے دو سجدے کئے ہیں یا نہیں، یا تشہد پڑھی ہے یا نہیں، تو پھر کیا کرنا ہوگا؟ نماز ہوگی یا نہیں، یا دوبارہ سے نماز کا اعادہ کرنا ہوگا، یا پھر سہو کی وجہ سے دوبارہ سجدۂ سہو کرنا ہوگا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے مطمئن کریں۔

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اگر سجدۂ سہو میں سہو ہو جائے اور غالب گمان یہی ہو کہ سجدۂ سہو نہیں کیا

ہے تو سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے، اور اگر کسی ایک جانب گمان غالب نہ ہونے پائے تو بہتر ہے کہ نماز کا اعادہ کرے۔

وإن شك في صلاته عمل بغالب ظنه إن كان له ظن للحرج أي في تكليفه بالعمل اليقين. (شامي زكريا ٢/٥٦١) **أخبره عدل بأنه ما صلى أربعاً وشك في صدقه وكذبه أعاد احتياطاً، وظاهر قوله أعاد احتياطا الوجوب.** (شامي زكريا ٢/٥٦٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

□ آداب ومستحبات:

نماز میں مقتدی کی ثنا چھوٹ گئی

سوال: نماز کے بارے میں ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ ایک شخص جماعت کھڑی ہونے کے بعد اس وقت نماز میں شامل ہوا جب کہ امام صاحب قرأت شروع کر چکے تھے، یعنی سورۂ فاتحہ امام صاحب نے شروع کر دی تھی، تو قرأت شروع ہونے کے بعد جو شخص نماز میں شامل ہوا تو اسے اب ثنا پڑھنے کا موقع نہیں ہے، قرأت کا سننا ضروری ہے اور پہلی ہی رکعت میں وہ نماز میں دوران قرأت شامل ہوا ہے، تو ایسا شخص اب ثنا کب پڑھے گا؟ یا ایسی صورت میں اب ثنا نہیں پڑھے گا، اس کی شکل کیا ہوگی؟ یہ مسئلہ جہری نماز کے بارے میں ہے۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر امام نے قرأت شروع کر دی ہو خواہ نماز جہری ہو یا سری، تو مقتدی فوراً ثناء نہ پڑھے؛ بلکہ اس وقت خاموش رہے، پھر رکوع میں جانے سے پہلے اگر اتنی جلدی ثناء پڑھ سکتا ہو کہ اس کا رکوع نہ چھوٹنے پائے تو اس وقت ثناء پڑھ کر رکوع میں چلا جائے، اور اگر ثناء پڑھنے کا بالکل موقع نہ ملا تو بھی نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آئے گی۔

ثم اعلم أن الثناء يأتي به كل مصل فالمقتدي يأتي به مالم يشرع الإمام في القراءة مطلقاً، سواء كان مسبوقاً أو مدركاً في حالة الجهر أو السر.

(طحطاوی علی المراقي دار الكتاب ٢٥٩) **وقيل يثني به في سكتاته وهو أولى مما ههنا.**

(طحطاوی علی المراقي قديم ١٥٤، شامي زكريا ١٩٠/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز میں اعوذ باللہ اور بسم اللہ آواز سے پڑھنا

سوال : نماز کے بارے میں ایک ضروری مسئلہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کسی امام صاحب کو میں نے مغرب کی نماز میں الحمد شریف سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ زور سے پڑھتے سنا، کیا جہری نماز میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ تعوذ تسمیہ زور سے پڑھنا درست ہے؟ ہمارا حنفی مسئلہ کیا ہے؟ حنفیہ کے نزدیک یہ درست ہے یا کسی اور امام کے نزدیک؟ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ صحیح مسئلہ کیا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق : اعوذ باللہ زور سے پڑھنا کسی امام کے نزدیک ثابت نہیں، اسے آہستہ ہی پڑھا جائے گا اور حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ بھی آہستہ ہی پڑھی جائے گی؛ البتہ امام شافعیؒ بسم اللہ کے جہراً پڑھنے کے قائل ہیں، متعدد احادیث سے حنفیہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔

عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يسر بسم الله الرحمٰن الرحيم وأبوبكر وعمر رضى الله عنهما. (المعجم الكبير ٢٠٠/١ حديث: ٧٣٩) **إن أصحابنا استحبوا قرأتها سراً قبل الفاتحة وأكثرهم أوجبوها وبذلك تجتمع الآثار الواردة في الباب، والله تعالىٰ اعلم بالصواب.** (احكام القرآن ٥/١، شامي زكريا ١٩٠/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امام کو آتا دیکھ کر مقتدی کھڑے ہو جائیں

سوال : ایک مسئلہ امام صاحب کے متعلق یہ ہے کہ بوقت نماز انہیں مصلے پر کس طرح جانا چاہئے؟ ٹھیک وقت پر حجرہ سے نکلیں اور صفوں میں بیٹھے مصلی حضرات کے کندھوں کے بیچ سے پھلانگتے ہوئے آگے مصلیٰ پر پہنچیں، جس سے مصلی کو ذہنی تکلیف ہو؟ اس کی کیا شکل ہے؟ شرعاً امام کو مصلیٰ پر کس طرح جانا چاہئے؟ صحیح صورت کیا ہے؟

الجواب وَبـاللّٰـہِ التَّوْفِیْق: اگر امام پہلے سے موجود ہو تو تکبیر شروع ہوتے ہی سارے مقتدی

کھڑے ہوکر صفیں سیدھی کریں، اور اگر پیچھے سے آ رہا ہو تو بہتر یہ ہے کہ امام جس صف پر پہنچتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے، اس طرح جب مصلی (مقتدی) امام کو دیکھ کر کھڑے ہو جائیں گے تو گردن پھلانگنے کی نوبت بھی نہیں آئے گی، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا معمول بھی یہی تھا۔ (مستفاد فتاویٰ رحیمیہ ۲۰۸/۸)

فأما إذا كان الإمام خارج المسجد فإن دخل المسجد من قبل الصفوف فكلما جاوز صفا قال ذلك الصف وإليه مال شمس الائمة الحلواني والسرخسي وشيخ الاسلام خواهرزاده. (عالمگیری ۵۷/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز میں پیروں کے درمیان کتنا فاصلہ ہو؟

سوال: میں ایک پابندِ صوم وصلوٰۃ خاتون ہوں؛ لیکن میرے دل میں ایک شبہ رہتا ہے، وہ یہ کہ جب میں نماز کے لئے کھڑی ہوتی ہوں تو دونوں پیروں کے درمیان کتنا فاصلہ رکھوں؟ اس کے متعلق سوچتی ہوں، کبھی ایک بالشت کبھی چار انگل اور کبھی بالکل ملا کر دونوں پیر رکھتی ہوں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ صحیح مقدار اور مسئلہ بتا کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کوئی عذر نہ ہو تو حالتِ قیام میں دونوں پیروں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا بہتر ہے۔ (امداد الاحکام ۸۰/۲) اور عورتیں ستر کے خیال سے دونوں پیر ملا کر بھی رکھ سکتی ہیں۔

وينبغي أن يكون بينهما مقدار أربع أصابع اليد لأنه أقرب إلى الخشوع.

(شامی زکریا ۱۳۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے نگاہ کہاں رکھیں؟

سوال: ایک خاتون بیماری کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرتی ہیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ نگاہ کہاں رکھیں پیروں پر یا سامنے؟ جو بھی صحیح مسئلہ ہو اس کو بیان فرمائیں۔

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں نگاہ گود پر رکھیں۔

وفي حالة القعدة إلىٰ حجره. (بدائع الصنائع ۱/۵۰۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز میں رکعات کی تعداد میں شک ہو جانا؟

سوال: ایک انسان نماز پڑھ رہا تھا درمیان میں اس کا ذہن ادھر ادھر ہو گیا، اور یہ بھول گیا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں، اسی طرح اس کو یہ بھی شک ہو گیا کہ التحیات پڑھی یا نہیں پڑھی؟ تو اب اس شک کی بناء پر نماز ہو گی یا نہیں؟ یا سجدۂ سہو سے نماز ادا ہو جائے گی؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اگر کسی شخص کو زندگی میں پہلی مرتبہ یا کبھی کبھار ایسی شک کی کیفیت پیش آئے تو اسے چاہئے کہ وہ سلام پھیر کر از سر نو نماز پڑھے۔ اور اگر یہ شک کی کیفیت اسے بار بار پیش آتی رہتی ہو تو جس جانب غالب گمان ہو اس پر عمل کرے۔ اور اگر ایک جانب گمان غالب نہ ہو سکے تو جن دو باتوں میں شک ہو ان میں سے کم پر بنا کرے۔ مثلاً یہ شک ہو کہ دو رکعت ہوئی ہیں یا ایک، تو ایک رکعت سمجھ کر آگے نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر التحیات پڑھنے یا نہ پڑھنے میں شک ہو تو اسے دوبارہ پڑھ لے۔

وإذا شك في صلوته من لم يكن ذلك أي الشك عادة له إلى قوله كم صلى استانف وإن كثر شكه عمل بغالب ظنه إن كان له ظن للحرج وإلا أخذ بالأقل لتيقنه. (درمختار) أي وإن لم يغلب على ظنه شيء فلو شك أنها أولى الظهر أو ثانيه يجعلها الأولى. (شامی زکریا ۲/۵۶۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

❑ قضاء عمری:

قضاء عمری

سوال: نماز کے سلسلہ میں ایک ضروری مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ بچپن یعنی بلوغت کے بعد محض

سستی اور بے توجہی کی وجہ سے اکثر نمازیں قضا ہو جاتی ہیں؛ لیکن بعد کو اس چھوٹی ہوئی نماز کا بہت زیادہ احساس ہوتا ہے اور اللہ کے حضور ندامت بہت زیادہ ہوتی ہے، بہر حال بعد کو اس چھوٹی ہوئی نماز کا کیا کریں، کیسے اس کی ادائیگی ہو؟ کیونکہ بہت زیادہ قضا ہو جانے کے بعد یاد بھی نہیں رہتا کہ کتنی نمازیں چھوٹی ہیں؟ تو اس صورت میں اس کی ادائیگی کیسے کریں؟ اگر قضا کی ادائیگی کے بجائے ان نمازوں کا فدیہ دینا چاہیں تو کیا دے سکتی ہوں؟ تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ فدیہ کتنا دیا جائے گا؟ اور کن لوگوں کو دیا جا سکتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: جتنے دن کی نمازیں قضا ہونے کا گمان غالب ہو ان کا اندازہ لگا کر نمازیں قضا کرنی ضروری ہیں، ادائیگی میں سہولت کے لئے فقہا نے لکھا ہے کہ ہر نماز کے وقت دن اور تاریخ کی تعیین ضروری نہیں ہے؛ بلکہ صرف یہ نیت کر لینا کافی ہے کہ مثلاً میں قضا ہونے والی ظہر میں سے سب سے پہلی یا آخری قضا شدہ نماز ادا کر رہا ہوں، زندگی میں نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کی کوئی شکل نہیں؛ بلکہ حتی الامکان قضا لازم ہے، اگر موت کا وقت آجائے اور قضا نمازیں ذمہ میں باقی رہ جائیں تو اس وقت نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کرنی لازم ہے، جس کو وارثین اس کے مال میں سے وفات کے بعد ادا کریں گے، ہر روز چھ نمازوں (پنج وقتہ اور وتر) کے حساب سے فدیہ ادا کیا جائے گا، ایک فدیہ کی مقدار ایک صدقۂ فطر (ایک کلو ۵۷۵ر گرام گیہوں یا اس کی بازاری قیمت) ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ۳۳۲/۴، ۳۵۴/۴، فتاویٰ محمودیہ ۴۲۱/۱۶)

كذا يخرج لصلاة كل وقت من فرض اليوم والليلة حتى الوتر إلى قوله والصحيح أنه لكل صلاة فدية هي نصف صاع من بر الخ (طحطاوی علی مراقی الفلاح ۲۳۸) **إذا مات الرجل وعليه صلوات فائتة فاوصٰى بأن تعطى كفارة صلواته يعطى لكل صلٰوة نصف صاع من بر و للوتر نصف صاع ولصوم يوم نصف صاع من ثلث ماله.** (عالمگیری ۱۲۵/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قضاءِ عمری کا آسان طریقہ

سوال: میری نمازیں قضا ہو گئیں ہیں؛ لیکن تعداد ہم کو پتہ نہیں ہے کہ کتنی نمازیں فوت ہوئیں ہیں،

تواب ان کی ادائیگی کی کیا صورت ہے؟ کیا ہر نماز کے ساتھ ایک نماز ادا کرنی ہوگی یا پھر ایک نماز کے ساتھ کئی نمازیں پڑھ سکتا ہوں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: قضاء شدہ نمازوں کا اندازہ لگالیا جائے، اور غالب گمان جتنی نمازوں کی قضاء کا ہو وہ نمازیں ادا کرلی جائیں، ایک وقت میں متعدد فوت شدہ نمازیں بھی ادا کی جاسکتی ہیں، بشرطیکہ وہ مکروہ وقت نہ ہو، اور جب نمازوں کی تعداد زیادہ ہو تو ادائیگی کی آسان شکل یہ ہے کہ ہر قضاء شدہ نماز ادا کرتے وقت یہ نیت کرلے کہ قضاء ہونے والی مثلاً فجر کی نماز میں سے پہلی یا آخری نماز ادا کررہا ہوں، اس صورت میں تاریخ وغیرہ کی نیت کی ضرورت نہ ہوگی۔

ولو نوی أول ظهر عليه أو آخر ظهر عليه جاز وهذا هو المخلص لمن لم يعرف الأوقات الفائتة أو اشتبهت عليه أو أراد التسهيل على نفسه. (الأشباه النظائر ٦٠، شامی زکریا ٢/ ٥٢٦، فتاویٰ دارالعلوم ٤/ ٣٣٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نفل نماز قضاء عمری کے قائم مقام نہیں ہوسکتی

سوال: رمضان شریف میں ۲۷/ ویں شب کو بارہ رکعت نفل نماز قضاء عمری پڑھی جاتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: رمضان شریف کے ۲۷/ ویں شب میں بارہ رکعات نفل قضا عمری پڑھنے کا کہیں سے ثبوت نہیں ہے، فرائض کی ادائیگی بہر حال لازم اور ضروری ہے۔ نوافل پڑھنے سے فرض نمازوں کی تلافی ہرگز نہیں ہوسکتی، مذکورہ نوافل سے قضاء عمری کا عقیدہ رکھنا محض من گھڑت اور جہالت ہے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۱۷/ ۴۴۵، فتاویٰ رحیمیہ ۲/ ۴۲۸)

وفي الحجة والاشتغال بالفوائت أولى وأهم من النوافل إلا السنن المعروفة وصلاة الضحى وصلاة التسبيح والصلوات التي رويت في الاخبار فيها سور معدودة وأذكار معهودة فتلك بنية النفل وغيرها بنية القضاء. (عالمگیری ١/ ١٢٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

☐ جمعہ وعیدین:

جمعہ کی نماز سے قبل مسجد میں فجر کی قضا

سوال: ایک مسئلہ جمعہ کی نماز کے سلسلے میں یہ معلوم کرنا ہے کہ اگر جمعہ کے دن کسی کی فجر کی نماز قضاء ہوگئی ہو اور وہ جمعہ سے قبل کسی بھی وقت ادا نہیں کرسکا، حتی کہ امام صاحب خطبے کے لئے کھڑے ہوگئے، اب ایسا شخص مسجد پہنچا تو وہ کیا کرے؟ خطبہ سنے یا قضا نماز ادا کرے؟ اور اگر جمعہ کی نماز سے پہلے فجر کی قضاء ادا نہ کرسکا تو کیا ایسے شخص کی جمعہ کی نماز ادا نہ ہوگی؟ اس سلسلہ میں صحیح مسئلہ کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کوئی شخص نماز کا اتنا پابند ہو کہ بلوغ کے بعد سے اس کے ذمہ میں کوئی نماز قضا نہ رہ گئی ہو جس کو فقہ میں صاحبِ ترتیب کہا جاتا ہے، تو ایسے شخص کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر اس کی کوئی نماز قضاء ہوجائے تو اگلی نماز اس وقت تک درست نہ ہوگی جب تک پہلی نماز کی ادائیگی نہ کرلے؛ لہٰذا جمعہ کے دن اگر ایسے شخص کی فجر چھوٹ جائے اور اسے یہ بات یاد ہو تو اسے جمعہ سے پہلے پہلے بہر حال فجر کی نماز ادا کرلینی ضروری ہے ورنہ اس کی جمعہ کی نماز درست نہ ہوگی؛ لیکن اگر کوئی شخص صاحبِ ترتیب نہ ہو یعنی اس کے ذمہ میں پہلے سے متعدد قضاء نمازیں واجب ہوں تو ایسے شخص کے لئے فجر چھوٹنے کے بعد جمعہ سے قبل فجر کی قضا لازم نہیں ہے؛ بلکہ جمعہ کے بعد بھی وہ قضا کرسکتا ہے اور اس کا جمعہ بہر صورت درست ہوجائے گا، اور صاحبِ ترتیب شخص کے لئے بھی بہتر یہ ہے کہ وہ مسجد میں مجمع کے درمیان میں خطبہ کے دوران قضاء نہ کرے؛ بلکہ اگر خطبہ شروع ہو چکا ہو تو مسجد کے باہر قضاء پڑھ کر مسجد میں آئے؛ تاکہ لوگوں کو چہ میگوئیوں کا موقع نہ ملے۔

الترتيب بين الفروض الخمسة والوتر أداء و قضاء لازم ودخل فيه الجمعة فإن الترتيب بينها وبين سائر الصلوات لازم، فلو تذكر أنه لم يصل الفجر يصليها ولو كان الإمام يخطب. (شامی زکریا ۲/۵۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ کی اقامت کے دوران نفل نماز

سوال: جمعہ کی نماز میں جب جماعت کھڑی ہو جاتی ہے تو کچھ لوگ امام صاحب کے قرأت شروع کرنے کے بعد صفوں میں کھڑے ہو کر بیچ بیچ میں اپنی نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں، بعض تو دو رکعت پڑھ کر جلدی سے سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں، اور بعض چار رکعت جلدی جلدی پڑھ کر سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں، پتہ نہیں یہ حضرات اس وقت کونسی نماز پڑھتے ہیں، مگر سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب امام قرأت شروع کر دے تو کیا اس وقت کسی بھی قسم کی نماز پڑھنا درست ہے؟ چاہے قضا ہو یا ادا؟ یا اس وقت امام کی قرأت سننا ضروری ہے؟ یہ علت عام طور پر خصوصاً کم علم، کم فہم لوگوں میں پائی جاتی ہے؟ اس لئے صحیح کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جمعہ کی نماز شروع ہونے کے بعد صفوں کے بیچ میں اپنی الگ الگ نمازیں پڑھنا درست نہیں ہے، جب امام نماز شروع کر دے تو جماعت ہی میں شامل ہو کر نماز پڑھنی چاہئے، اس وقت کسی بھی نماز قضاء یا اداء فرض یا نفل کی الگ سے ادائیگی کا کوئی موقع نہیں ہے، جماعت کے درمیان اس طرح نمازیں پڑھنا محض جہالت اور قابلِ ترک ہے۔

وإذا خرج الإمام فلاصلوٰۃ ولا كلام إلى تمامها. (شامی ۳/۳٤) **وأخرج ابن أبي شيبة في مصنفه: عن علي وابن عباس وابن عمر رضي الله عنهم كانوا يكرهون الصلاة والكلام بعد خروج الإمام، والحاصل أن قول الصحابي حجة يجب تقليده عندنا إذا لم ينفه شيئ اٰخر من السنة.** (شامی زکریا ۳/۳٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ میں ایک مسجد میں امامت دوسری میں اذان

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جمعہ کے دن ایک مسجد میں نماز جمعہ پڑھانے کے بعد دوسری مسجد میں آتا ہے اور وہاں اذان کے فرائض انجام دینے کے بعد مقتدی کی حیثیت سے نماز جمعہ میں بھی شریک ہوتا ہے اور یہ عمل مسلسل جاری ہے،

وضاحت کے لئے یہ بھی عرض ہے کہ شخص مذکور یہ عمل اپنی امامت اور مؤذنی کو باقی رکھنے کے لئے کرتے ہیں، پہلی مسجد میں وہ امام ہیں اور دوسری مسجد میں مؤذن ہیں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : ایک مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھانے کے بعد مذکورہ شخص کا دوسری مسجد میں جاکر جمعہ کی اذان دینا شرعاً مکروہ ہے، اِسے یہ عمل ترک کردینا چاہئے اور اپنے کسی نائب کو اذان پر مامور کردینا چاہئے۔

يكره له أن يؤذن في مسجدين (درمختار) لأنه إذا صلى فى المسجد الأول يكون متنفلاً بالأذان فى المسجد الثاني، والتنفل بالأذان غير مشروع؛ ولأن الأذان للمكتوبة وهو في المسجد الثاني يصليي النافلة فلا ينبغي أن يدعو الناس إلى المكتوبة وهو لايساعدهم فيها. (شامی زکریا ٢/ ٧١) **والكراهة مقيدة بما إذا صلى في الأول.** (تقریراتِ رافعی علی الشامي ٢/ ٤٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عید کی نماز میں رکوع میں شامل ہونے والا زائد تکبیر کب کہے؟

سوال : عیدین کی نماز میں ایک شخص اس وقت شامل ہوا جب کہ امام صاحب پہلی رکعت کی قرأت سے فارغ ہوکر رکوع کی حالت میں تھے، اس صورت میں اسے دونوں رکعتیں تو مل گئیں، مگر پہلی رکعت کی زائد تین تکبیریں اس کی رہ گئیں، اب وہ کیا کرے؟ رکوع کی حالت میں بھی اسے تکبیروں کو پڑھنے کا موقع نہ ملا، پہلی رکعت میں یعنی رکوع کی حالت میں ایسا شخص شامل ہوا صرف ایک بار تسبیح پڑھ سکا تھا کہ امام صاحب رکوع سے کھڑے ہوکر سجدے میں چلے گئے، وہ بھی ساتھ سجدے میں گئے اور بقیہ نماز امام کے ساتھ پوری پڑھی، اب پہلی رکعت کی تکبیر انہیں پڑھنے کا موقع ملا نہیں، بقیہ نماز کے کس حصہ میں چھٹی ہوئی زائد تکبیروں کو وہ پڑھے گا؟ کب پڑھے گا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر امام صاحب تکبیرات زوائد کہہ چکے ہیں اس کے بعد کوئی مقتدی شرکت کرے، تو وہ تکبیر اس طرح ادا کرے کہ جب امام رکوع میں جانے لگے تو کھڑے کھڑے بغیر ہاتھ اٹھائے تین مرتبہ تکبیر کہہ لے پھر رکوع میں چلا جائے؛ لیکن اگر امام کے رکوع سے سر اٹھانے کا

خطرہ ہوتو رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیر کہہ لے اور اگر رکوع میں بھی نہ کہہ سکے تو اس مقتدی سے تکبیرات ساقط اور معاف ہوجاتی ہیں۔ (مستفاد ایضاح المسائل ۳۴، احسن الفتاویٰ ۱۱۶/۴)

ولو أدرك المؤتم الإمام في القيام بعد ما كبر كبر في الحال برأي نفسه لأنه مسبوق ولو سبق بركعة يقرأ ثم يكبر لئلا يتوالى التكبير فلو لم يكبر حتى ركع الإمام قبل أن يكبر المؤتم لا يكبر في القيام ولكن يركع ويكبر في الركوع على الصحيح؛ لان للركوع حكم القيام. (الدر المختار مع الشامي زكريا ٣/٥٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نمازعید کے مسبوق کا حکم

سوال: ایک شخص کی عیدین کی نماز پہلی رکعت چھوٹ گئی، یا دونوں رکعتیں چھوٹ گئیں، قعدہ و (التحیات) میں وہ نماز میں شامل ہوا، تو اس صورت میں امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی نماز پوری کرے گا، یا پھر جس قدر اسے نماز ملی ہے اسی پر اکتفاء کرے گا اور اگر نماز پوری کرے گا تو کس طرح؟ چھ زائد تکبیروں کے ساتھ یا بغیر تکبیروں کے، عام نمازوں کی طرح اسے پوری کرے گا؟ اس سلسلہ میں کیا مسئلہ ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر نماز عید میں ایک رکعت چھٹی ہے تو یہ مسبوق کھڑے ہوکر ثناء، فاتحہ اور سورت پڑھے، اس کے بعد زائد تکبیریں کہہ کر رکوع میں چلا جائے، اور اگر دونوں رکعتیں چھوٹ گئیں ہیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد بالکل اسی ترتیب سے نماز اور تکبیریں پڑھے جیسے امام نے پڑھی ہیں۔ (مستفاد محمودیہ ۲۷/۲ وغیرہ)

وإذا كان مسبوقاً يكبر فيما فاته بقول أبي حنيفة وإذا سبق بركعة يبتدئ في قضائها بالقرأة ثم يكبر لأنه لو بدأ بالتكبير والى بين التكبيرات ولم يقل به أحد من الصحابة فيوافق رأى الإمام على بن أبي طالب فكان أولى وهو مخصص لقولهم المسبوق يقضي أوّل صلاته في حق الأذكار. (طحطاوى على مراقى الفلاح قديم ٢٩١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عید کی تکبیریں تین سے زائد کہہ دیں

سوال: عید کی نماز میں امام صاحب نے بجائے تین تکبیروں کے پہلی یا دوسری رکعت میں زائد تکبیریں یعنی چار تکبیریں کہہ دیں اور نماز پوری فرمائی، تو کیا اس سے نماز میں کوئی خرابی لازم آئے گی یا نہیں؟ کیا زائد تکبیروں کے کہنے سے سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟ کیا ایسی غلطی اگر نماز میں امام صاحب سے پہلی یا دوسری رکعت میں ہوجاتی ہے یعنی تکبیروں کا زائد پڑھا جانا وغیرہ تو نماز اس صورت میں ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: عیدین میں چونکہ عموماً مجمع کثیر ہوتا ہے اور سجدہ سہو میں انتشار کا اندیشہ ہے؛ لہٰذا نماز عید میں اگر کوئی موجبِ سجدۂ سہو عمل پایا جائے پھر بھی سجدۂ سہو ادا کئے بغیر نماز درست ہوجاتی ہے؛ لہٰذا اگرچہ تین کے بجائے چار تکبیریں کہنا صحیح نہیں تھا مگر نماز بہرحال درست ہوگئی، خواہ زائد تکبیریں پہلی رکعت میں ہوں یا دوسری میں۔ (مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۲۱۵/۵، امداد الفتاویٰ ۳۶۴/۱، احسن الفتاویٰ ۱۱۶/۴)

والسهو في صلاة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوّع سواء المختار عند المتأخرين عدمه في الأوليين لدفع الفتنة كما في جمعة البحر وأقره المصنّف وبه جزم في الدرر. (الدر المختار مع الشامي زكريا ٥٦٠/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں کے لئے تکبیرِ تشریق کا حکم

سوال: تکبیرِ تشریق کے سلسلہ میں ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ تکبیرِ تشریق کس تاریخ اور کس نماز سے پڑھنی ضروری ہے؟ کیا تکبیرِ تشریق مرد وعورت دونوں کو پڑھنی ضروری ہے؟ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ یہ تو صرف مردوں ہی کو پڑھنا واجب ہے، ہم عورتیں ہیں ہم پر واجب نہیں، کیا یہ صحیح ہے؟ کیا عورتوں کو بھی مردوں کی ہی طرح ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیرِ تشریق پڑھنی چاہئے، یا آہستہ آواز سے؟ گزارش ہے کہ صحیح طریقہ کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مفتی بہ قول کے مطابق نویں ذی الحجہ کی فجر سے لے کر تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیرِ تشریق پڑھنا مرد وعورت سب پر واجب ہے؛ البتہ مرد بلند آواز سے پڑھیں گے اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔

ووجوبه علی إمام ...... أو امرأة بالتبعية لكن المرأة تخافت. (درمختار زکریا ۳/ ٦٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عید کے دن اشراق کی نماز

سوال: عید کے دن یا بقرعید کے دن صبح نماز پڑھنے کے بارے میں ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا عید یا بقرعید کے دن صبح کی نماز یعنی فجر کے پڑھنے کے بعد کوئی نفل نماز مثلاً اشراق کی نماز وغیرہ صلوٰۃ عیدین سے پہلے پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ میں نے یہ سنا ہے کہ کوئی نفل نماز صلوٰۃِ عیدین سے قبل ادا نہیں کر سکتے، کیا یہ صحیح ہے؟ اگر کسی کا معمول ہے ہمیشہ روزانہ اشراق کی نماز پڑھتے ہیں ایسا شخص کیا کرے؟ ایسے لوگوں کے لئے شرعاً کوئی گنجائش ہے؟ کیا عورتیں بھی عیدین کے دن صلوٰۃ عیدین سے قبل کوئی نفلی نماز ادا نہیں کرسکتیں، یا عورتوں کا مسئلہ الگ ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عید یا بقرعید کے دن اشراق کی نماز پڑھنا مرد وعورت سب کے لئے مطلقاً منع ہے؛ لہٰذا کوئی عورت اگرچہ نماز اشراق کی پابند ہو پھر بھی عید کی نماز سے پہلے گھر میں بھی اشراق کی نماز نہ پڑھے؛ البتہ عید کی نماز کے بعد چاہے تو پڑھ سکتی ہے۔

حتى إن المرأة إذا أرادت صلوة الضحى يوم العيد تصليها بعد ما يصلي الإمام في الجبانة. (شامی ۳/ ٥٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عید سے پہلے فجر کی قضا

سوال: عیدین کے ہی دن کے بارے میں ایک اور مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا ایسا شخص جس کی فجر کی نماز عید یا بقرعید کے دن کی قضا ہوگئی، کسی وجہ سے وہ وقت پر ادا نہ کرسکا، تو ایسا شخص کیا کرے؟ سورج نکلنے کے بعد وہ شخص فجر کی نماز سنت وفرض صلوٰۃِ عیدین سے قبل ادا کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر فجر کی نماز چھوٹ جائے تو اسے عید سے پہلے پڑھنا بلاشبہ درست ہے؛ البتہ مجمع عام میں نہ پڑھے؛ تاکہ لوگوں کو اشتباہ نہ ہو، اور نہ ہی اپنی کوتاہی کا اعلان ہو۔ (مستفاد درمختار ۳؍۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عید سے پہلے عیدگاہ میں فجر کی نماز پڑھنا

سوال: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اگر یوم العید میں یا یوم جمعہ میں فجر کی نماز ادا نہیں کی ہے، تو اس شخص کی نماز عید یا نماز جمعہ ادا نہیں ہوگی، یہ خیال کس حد تک صحیح ہے یا یہ خیال ہی غلط ہے، جو بھی صحیح ہو اس کو واضح فرمائیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عید کی نماز کا فجر کی نماز سے کوئی تعلق نہیں، اس لئے عید کی نماز سے قبل عیدگاہ میں فجر کی قضاء نماز اہتمام سے پڑھنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کے بغیر عید کی نماز قبول نہ ہوگی محض جہالت ہے۔ بالفرض اگر اس دن کسی شخص کی فجر کی نماز قضا ہوگئی ہو تو اسے چاہئے کہ مجمع عام میں پڑھنے کے بجائے گھر میں ادا کر کے جائے؛ تاکہ اپنی کوتاہی مخلوق کے سامنے نہ آسکے۔ (تحفۂ رمضان: ۱۶۲)

نوٹ:- آج کل بعض جگہ عیدگاہوں میں عید کی نماز سے قبل بڑی تعداد میں لوگ نماز پڑھتے نظر آتے ہیں، اور پوچھنے پر کہتے ہیں کہ ہم فجر کی قضا نماز پڑھ رہے ہیں، تو یہ صورتِ حال قطعاً نامناسب ہے؛ اس لئے کہ حدیث میں نماز عید سے قبل نوافل کی ممانعت آئی ہے اور فرائض کی قضا اگرچہ جائز ہے؛ لیکن اس قضا کا برسرعام اظہار گویا کہ اپنے گناہ کا برملا اعلان ہے، جو بڑی جسارت کی بات ہے، اس لئے اس طریقہ کو بند کرنا لازم ہے۔ اولاً تو فجر کی نماز قضا نہیں کرنی چاہئے اور اگر کسی وجہ سے قضا ہو جائے تو اس کو گھر میں ادا کر کے عیدگاہ جانا چاہئے۔ (مرتب)

عیدین میں سجدۂ سہو کا ترک کرنا

سوال: ہمارے یہاں عید الفطر کی نماز کے دوران ایسا ہوا کہ امام صاحب نے ایک تکبیرِ زائدہ کم کہہ دی اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا؛ بلکہ سلام پھیر دیا، لوگوں نے یاد دہانی کرائی، مگر وہ یہ کہہ کر خاموش

ہوگئے کہ نماز ہوگئی، دوبارہ نماز لوٹانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، زیادہ اصرار پر یہ مسئلہ بتا بیٹھے کہ عیدین کی نماز میں سجدہ سہو کا حکم نہیں ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ حوالہ کے ساتھ یہ بتائیں کہ کیا نماز ہوگئی؟ کیا عیدین میں سجدہ سہو نہیں ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسئولہ صورت میں امام صاحب نے جو عمل کیا اور جو مسئلہ بتایا وہ درست ہے، فقہ کی کتابوں میں صراحت کی گئی ہے کہ جمعہ وعیدین میں اگر کوئی موجبِ سجدۂ سہو صورت پیش آجائے تو سجدۂ سہو کئے بغیر بھی نماز درست ہوجاتی ہے؛ کیوں کہ بڑے مجمع میں سجدۂ سہو سے لوگوں کی نمازیں مزید خراب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ (تحفۂ رمضان ۱۶۵)

والسهو في صلوٰة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء، والمختار عند المتاخرين عدمه في الأولیين لدفع الفتنة. (شامي زكريا ٥٦٠/٢، امداد المفتيين ٤٠٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عیدین کی رات میں عبادت

سوال: شبِ عیدین میں کوئی مخصوص عبادت ضروری ہے یا مسنون اعمال کرلینا کافی ہے، اس طرح عید کی صبح میٹھی چیز استعمال کرنا اور بقرعید میں نماز عید سے قبل کچھ نہ کھانا اس کی کیا وجہ ہے؟ اگر معمولِ نبی ﷺ ہے، تو صراحت فرمائیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عیدین کی رات میں کوئی خاص عبادت متعین نہیں، بس جس عبادت میں بشاشت ہو اس میں مشغول رہنا چاہئے، خواہ تلاوت ہو یا نوافل ہوں یا تسبیحات ہوں۔ اور خصوصیت کے ساتھ اس رات میں گناہوں اور واہی تباہی باتوں سے احتراز کرنا چاہئے، اور عید الفطر میں نماز عید سے پہلے کھجور یا کوئی میٹھی چیز کھانا مستحب ہے اور نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ جب کہ بقرعید میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے۔

وندب يوم الفطر أكله حلوا وتراً ولو قرويا قبل خروجه إلى صلاتها، وفي الشامي: ولعله يشير إلى أن ذٰلك ليس من سنن الصلاة؛ بل من سنن اليوم؛ لأن في الأكل مبادرة إلى قبول ضيافة الحق سبحانه وإلى امتثال أمره بالإفطار بعد

امتثال أمره بالصيام. (شامی زکریا ۳/۴۷-۴۸) ويندب تأخير أكله عنها، وفي الشامي: أي يندب الإمساك عما يفطر الصائم من صبحه إلى أن يصلي، فإن الأخبار عن الصحابة تواترت في منع الصبيان عن الأكل والأطفال عن الرضاع غداة الأضحى. (شامي زكريا ۳/۶۰، البحر الرائق کراچی ۲/۱۶۳، تحفۂ رمضان ۱۶۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

□ نماز تراویح:

تراویح کی رکعات بیس ہیں

سوال: تراویح کی نماز کتنی رکعات ہیں؟ ہمارے یہاں تو بیس رکعتیں پڑھی جاتی ہیں، مگر بہت سے حضرات صرف آٹھ رکعتوں کے قائل ہیں اور آٹھ ہی رکعات پڑھتے ہیں، صحیح کیا ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق : تراویح کی بیس رکعات ہونے پر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو چکا ہے جو اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ بیس رکعات تراویح پڑھنا ہرگز خلاف سنت نہیں ہے۔ نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں بیس رکعات تراویح ادا فرماتے تھے؛ لہٰذا تراویح میں بیس ہی رکعت پڑھنا سنت ہے، جو لوگ صرف آٹھ رکعات پر اکتفا کرتے ہیں وہ سنت اور اجماع کے تارک ہیں۔

عن يحى بن سعيد أن عمر بن الخطاب أمر رجلاً يصلي بهم عشرين ركعة، حدثنا وكيع عن نافع بن عمر قال: كان ابن أبي مليكة يصلي بنا في رمضان عشرين ركعة. (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۳۹۳، شامی زکریا ۲/۴۹۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يصلي في رمضان عشرين ركعة والوتر. (مصنف ابن ابی شيبة جديد ۲/۳۹۴ رقم: ۷۷۷٤، المعجم الكبير للطبراني ۱۱/۳۱۱ رقم: ۱۲۱۰۲) عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما كان النبي

صلى الله عليه وسلم يصلي في شهر رمضان في غير جماعة بعشرين ركعة والوتر. (السنن الكبرىٰ للبيهقي ٦٠/٤ رقم: ٤٧٢٠ قديم ٤٩٦/٢، مؤطاامام مالك ٤٠، مصنف ابن شيبه ٣٩٣/٢، فتاوىٰ شيخ الاسلام ابن تيميه ١٢٠/٣٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تراویح میں غیر شرعی داڑھی والے کی امامت

سوال : ایسے حفاظ کے پیچھے تراویح کا پڑھنا کیسا ہے جو کہ پورے سال غیر شرعی زندگی گذارتے ہیں؟ یعنی داڑھی وغیرہ کٹواتے اور پتلون شرٹ وغیرہ پہنتے ہیں، اور رمضان شریف کے آنے سے قبل داڑھی چھوڑ دیتے ہیں اور لباس تبدیل کر کے کرتہ پائجامہ میں آجاتے ہیں؟ کیا ایسے حفاظ کے پیچھے تراویح کی نماز پڑھنا اور قرآن پاک کا سننا درست ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق : ایسے بے غیرت سرسری اور وقتی داڑھی رکھنے والے حفاظ کو تراویح میں امام بنانا مکروہِ تحریمی ہے، جو شخص اپنی غیر شرعی زندگی سے قرآنِ مقدس کی توہین کا مرتکب ہو وہ ہرگز اس لائق نہیں ہے کہ اسے امامت تراویح کا اعزاز عطا کیا جائے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۲۸۸/۳، امداد الاحکام ۱۳۰/۲)

ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق. (تنوير الأبصار زكريا ٢٩٨/٢)

كره إمامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعاً فلا يعظم بتقديمه للامامة. (طحطاوى على مراقى الفلاح ١٦٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اجرت اور نذرانہ طے کر کے تراویح پڑھانا

سوال: وہ حفاظ کرام جو کہ پیسے طے کر کے قرآن پاک رمضان شریف میں تراویح میں سناتے ہیں، ایسے حفاظ سے قرآنِ پاک سننا کیسا ہے؟ اجرت طے کر کے قرآن پاک کا سنانا درست ہے؟ ختم قرآن پر پیسے لینا جائز ہے؟ کیا اس کی کوئی گنجائش نکلتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق : حفاظ کرام کے لئے محض قرآن سنانے پر طے کر کے یا بغیر طے کئے

معروف طریقہ پر اجرت یا نذرانہ لینا جائز نہیں ہے، اور اس سلسلہ میں جو حیلے لکھے جاتے ہیں وہ اکثر ناقابل قبول ہیں، بہتر یہ ہے کہ صرف ایسے حفاظ سے قرآن سنا جائے جو اخلاص کے ساتھ بغیر کسی لالچ کے قرآن سنائیں، اگر ایسے حافظ نہ ملیں تو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے تراویح پڑھ لی جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۴/۴۲۲، فتاویٰ محمودیہ ۱۴/۳۲، شامی زکریا ۲/۴۹۸، البحر الرائق ۸/۱۹، رسائل ابن عابدین ۱/۱۵۸، فتاویٰ عالمگیری ۶/۳۹۰)

فالحاصل أن ما شاع في زماننا من قراءة الأجزاء بالأجرة لايجوز لأن فيه الأمر بالقراءة وإعطاء الثواب للآمر والقراءة لأجل المال فإذا لم يكن ثواب للقارى لعدم النية الصحيحة فأين يصل الثواب إلى المستأجر ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد في هٰذا الزمان بل جعلوا القرآن العظيم مكسبا ووسيلة إلى جمع الدنيا إنا لله وإنا إليه راجعون. (شامی زکریا ۹/۷۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تراویح کی دعا اجتماعی طور پر بالجہر پڑھنا

سوال: ہمارے یہاں کا معمول ہے کہ تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد امام صاحب زور سے مشہور دعا: ''سبحان ذی الملك'' الخ پڑھتے ہیں اور مقتدی حضرات بھی زور سے پڑھتے ہیں؛ لیکن گزشتہ رمضان میں میں نے ایک جگہ عجیب حال دیکھا کہ ہر چار رکعت پر لوگ دعا ضرور پڑھتے ہیں، مگر ہلکی آواز سے میں تذبذب میں ہوں کہ زور سے پڑھنا درست ہے یا آہستہ سے؟ آخر میں آپ سے رجوع کر رہا ہوں آپ بتائیں کہ کس طرح پڑھنی چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: تراویح کی دعا آہستہ ہی پڑھنی چاہئے، اس دعا کو اجتماعی طور پر آواز سے پڑھنا سلف سے ثابت نہیں ہے اور قابل ترک ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۷/۳۵۰، کفایت المفتی ۳/۳۵۰، ۳/۳۶۲)

وقد قالوا: إنهم مخيرون في حالة الجلوس إن شاؤا سبحوا وإن شاؤوا قرأوا القرآن وإن شاؤا صلوا أربع ركعات فرادىٰ وإن شاؤا قعدوا ساكتين. (البحر الرائق كراچی ۲/۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

□ سنن ونوافل:

نماز کسوف، نماز خسوف

سوال: سورج گرہن یا چاند گرہن میں شرعی اعتبار سے کیا کیا عمل کرنا چاہئے؟ ایک مسلم مرد کو اس سلسلہ سے کیا کیا کرنا چاہئے؟ اور خواتین حضرات کو اپنے گھروں میں کیا عمل کرنا چاہئے کہ جس سے ثواب کے مستحق ہوں اور گناہوں سے بچیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: سورج گرہن کے موقع پر ''صلوۃ الکسوف'' پڑھنا اور چاند گرہن کے وقت ''صلوۃ الخسوف'' پڑھنا مرد وعورت سب کے لئے مسنون ہے، مرد حضرات نماز کسوف باجماعت پڑھیں اور عورتیں اپنے اپنے گھروں میں تنہا تنہا پڑھیں۔ اور جب تک یہ کیفیت باقی رہے، استغفار، ذکر اذکار اور درود شریف کا اہتمام رکھیں، اور نماز خسوف مرد وعورت سب کے لئے تنہا تنہا پڑھنا مسنون ہے۔

يصلي بالناس من يملك إقامة الجمعة ركعتين كالنفل بلا أذان وإقامة وجهر وخطبة ويطيل فيها الركوع والسجود والقراء ة والأدعية والأذكار الذي هو من خصائص النافلة ثم يدعو بعدها جالساً مستقبل القبلة أو قائماً مستقبل الناس والقوم يؤمنون حتى تنجلي الشمس كلها، وإن لم يحضر الإمام صلى الناس فرادىٰ تحرزاً عن الفتنة كالخسوف. (شامی زکریا ۶۷/۳-۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز استسقاء سے پہلے روزہ رکھنا

سوال: نماز استسقاء سے پہلے یا نماز استسقاء کے تینوں ایام میں روزوں کا رکھنا نیز نماز استسقاء سے قبل صدقہ تجدید توبہ اس کا ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: نماز استسقاء سے قبل تین دن روزہ رکھنے کو فقہاء نے مستحب لکھا ہے اور استسقاء کی نماز کے لئے نکلنے سے پہلے صدقہ اور توبہ واستغفار مستحب ہے؛ تاکہ مقبولیت کی امید زیادہ ہو۔ (کفایت المفتی ۲۷۷/۳، مصنف عبدالرزاق ۸۷۵/۳، الدر المختار علی ہامش رد المحتار زکریا ۲۷/۳، وکذا فی اعلاء السنن ۱۵۸/۸)

وفي السغناقي إذا غارت الأنهار وانقطعت الأمطار يستحب للإمام أن يأمر الناس أوّلاً بصوم ثلاثة أيام ويأمر بالصدقة والخروج من المظالم والتوبة من المعاصي ثم يخرج بهم الرابعة. (فتاویٰ تاتاخانية ۲/ ۱۲۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سنتوں کے پڑھنے کا طریقہ

سوال: نماز کے سلسلہ میں ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ پڑھنے کا طریقہ الگ الگ ہے؟ کیا سنت مؤکدہ کی چاروں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت ملائیں گے؟ اور سنت غیر مؤکدہ کی چاروں رکعتوں میں سے سورۂ فاتحہ کے بعد صرف شروع کی دو رکعتوں میں سورت ملائیں گے اور آخیر کی دو میں نہیں؟ کیا ایسا ہی ہے؟ کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے یہی ثابت ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سنت مؤکدہ وغیر مؤکدہ کے پڑھنے کا طریقہ ایک ہی ہے، اور ان کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت ملانا واجب ہے، جن صاحب نے یہ کہا کہ ''سنتِ غیر مؤکدہ کی صرف دو رکعتوں میں سورت ملائی جائے گی، ان کی بات صحیح نہیں ہے، یہ حکم صرف فرض نماز میں ہے۔

وضم سورة فى الأوليين من الفرض وجميع النفل. (تنویر الأبصار مع الدر ۲/ ۱۴۹-۱۵۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تحیۃ المسجد کے قائم مقام نمازیں

سوال: اگر کوئی شخص مسجد میں آتے ہی فوراً کوئی نماز پڑھنے لگے تو کیا اس نماز کے علاوہ اس شخص کو تحیۃ المسجد کا بھی ثواب ملے گا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کوئی شخص مسجد میں آتے ہی فوراً کوئی نماز مثلاً فرض، سنت یا نفل پڑھنے لگتا ہے، تو اس کو اس نماز کے علاوہ تحیۃ المسجد کا بھی ثواب ملتا ہے، اور بہتر ہے کہ دل میں با قاعدہ تحیۃ المسجد کی نیت بھی کرلے۔

قال فی النهر: وينوب عنها كل صلاة صلاها عند الدخول فرضاً كانت أو سنة. (شامی زکریا ۲/ ٤٥٩، أحسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ٤٨١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تحیۃ المسجد بیٹھنے سے ساقط نہیں

سوال: کیا تحیۃ المسجد بیٹھنے سے ساقط (ختم) نہیں ہوتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بیٹھنے سے پہلے پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا افضل ہے، مگر بیٹھنے کے بعد بھی پڑھنے سے انشاء اللہ ثواب کی امید ہے۔

ولا تسقط بالجلوس عندنا. (شامی زکریا ۲/ ٤٦٠، أحسن الفتاویٰ زکریا ۳/ ٤٨٢)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز چاشت کی رکعات

سوال: چاشت کی نماز کتنی رکعات تک پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: چاشت کی نماز دو رکعت سے لے کر بارہ رکعات تک ثابت ہیں، اگر کوئی دو ہی پر اکتفاء کرے تب بھی اس کو نماز چاشت کا ثواب ملے گا۔ اور افضل یہ ہے کہ چار یا آٹھ رکعات پڑھی جائیں۔

وفی المنية: أقلها ركعتان وأوسطها ثمان، وهو أفضلها وأكثرها اثنتا عشرة كما فی الذخائر الأشرفية. (درمختار زکریا ۲/ ٤٦٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چاشت میں کون سی سورت پڑھیں

سوال: نماز چاشت میں کون سی سورت پڑھنا مستحب ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کسی کو سورۃ الشمس اور سورۃ الضحیٰ یاد ہو تو نماز چاشت میں ان دونوں سورتوں کو پڑھنا بہتر ہے، ورنہ اختیار ہے جو بھی سورت یاد ہو پڑھ لیا کرے، انشاء اللہ ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

ويقرأ فيها سورة الضحىٰ أو سورة الشمس وسورة الضحىٰ، وظاهره الاقتصار عليهما ولو صلاها أكثر من ركعتين. (شامی زکریا ۲/ ٤٦٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ

سوال: صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ تمام نمازوں کی طرح ہے یا اس سے جداگانہ ہے؟ اور رکعات کتنی ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کے دو طریقے روایات میں منقول ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) پہلی رکعت میں حسبِ معمول سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے ۱۵/ مرتبہ ''**سبحان اللّٰه والحمد للّٰه ولا إله إلا اللّٰه واللّٰه أكبر**'' پڑھیں، اس کے بعد رکوع میں مقررہ تسبیح (سبحان ربي العظيم) پڑھنے کے بعد مذکورہ کلمات ۱۰/ مرتبہ، پھر جلسہ میں ۱۰/ مرتبہ، پھر دوسرے سجدے میں ۱۰/ مرتبہ، پھر سجدہ سے اٹھ کر قیام میں جانے سے پہلے جلسۂ استراحت میں ۱۰/ مرتبہ، پھر دوسرے سجدے سے اٹھ کر بیٹھے پھر ۱۰/ مرتبہ مذکورہ کلمات پڑھیں، اس طرح ایک رکعت میں ۷۵/ مرتبہ وہ کلمات پڑھے جائیں، اور چار رکعت میں ۳۰۰ کا عدد پورا ہوجائے گا، یہ طریقہ مشہور روایات سے ثابت ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ سے منقول ہے اس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں ثناء پڑھنے کے بعد سورۂ فاتحہ سے پہلے ۱۵/ مرتبہ مذکورہ کلمات کہے جائیں گے، اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورت ملائی جائے گی اور بعد ازاں رکوع میں جانے سے قبل ۱۰/ مرتبہ وہی کلمات کہے جائیں، اس طرح قیام کی حالت میں تسبیحات کی مقدار ۲۵ ہوجائے گی، پھر وہی ترتیب رہے گی جو پہلے طریقہ میں گذری؛ البتہ دوسرے سجدے سے اٹھ کر تسبیحات پڑھنے کی ضرورت نہ رہے گی؛ کیوں کہ اس کے بغیر بھی ایک رکعت میں ۷۵/ مرتبہ تسبیحات پوری ہو رہی ہیں۔ (ترمذی شریف مع العرف الشذی ۱/ ۱۰۹)

اس دوسرے طریقہ میں چوں کہ جلسہ استراحت کی ضرورت نہیں رہتی، اس لئے بعض فقہا احناف نے اس طریقہ کو راجح قرار دینے کی کوشش فرمائی ہے؛ لیکن معتدل رائے یہ ہے کہ صلوٰۃ التسبیح ایک مخصوص نماز ہے، اس لئے اس کا ثبوت جس ترتیب پر ہے اسی پر اسے برقرار رکھنا چاہئے۔ اور حسبِ موقع ترجیح دئے بغیر کبھی پہلے طریقے اور کبھی دوسرے طریقے کے مطابق اس نماز کو پڑھ لینا چاہئے۔

قال العلامة الشامي: قلت لعله اختارها فى القنية لهٰذا؛ لكن علمت أن ثبوت حديثها يثبتها وإن كان فيها ذلك، فالذي ينبغي فعل هٰذه مرة وهٰذه مرة.

(شامی زکریا ۲/ ٤٧١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز کے دوران تسبیح کو شمار کیسے کریں؟

سوال: نماز میں تسبیح کے سلسلہ سے ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کسی ایسی چیز کا پڑھنا جو کہ شمار کرنے کی ہیں یعنی انگلیوں پر گننے کی ہیں، تو کیا ہم نفل نماز کی حالت میں ان کلموں کو تسبیح پر شمار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یا انگلیوں پر گن سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: نماز کے دوران تسبیح پر یا انگلیوں کو حرکت دے کے شمار کرنا مکروہ ہے، اگر ضروری ہو تو انگلیوں کو اپنے حال پر رکھتے ہوئے ایک ایک کو دبا کر دل دل میں شمار کیا جا سکتا ہے، اس میں کوئی کراہت نہیں۔

أما الغمز برؤس الأصابع أو الحفظ بالقلب فهو غير مكروه اتفاقاً. (شامي زکریا ۲/ ٤٢١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صلوٰۃ التسبیح میں سنتِ جمعہ کی نیت کرنا

سوال: جمعہ سے قبل صلوٰۃ التسبیح کے ساتھ سنت جمعہ کی نیت معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سنت کی ادائیگی کے لئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے؛ لہٰذا اگر صلوٰۃ التسبیح کے ساتھ سنت جمعہ کی نیت کر لی جائے تو سنت ادا ہو جائے گی۔

كما إذا نوى بركعتي الفجر التحية والسنة أجزأت عنهما. (الأشباه والنظائر) لأن التحية والسنة قربتان إحداهما وهي التحية تحصل بلا قصد فلا يمنع حصولها قصد غيرها. (شرح الحموي على الأشباه زكريا ١٤٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

◻ عورتوں کی نماز:

عورتوں کی عیدین کی جماعت میں شرکت

سوال: ہندوستان کے بعض صوبوں میں عورتوں میں عیدین کی نماز ادا کرنے کا رواج عام ہے، کیا عورتوں کو بھی عیدین کی نماز ادا کرنا واجب ہے؟ عورتیں اگر عیدین کی نماز ادا کریں تو انہیں بھی نماز کا ثواب ملے گا؟ کیا عورتوں کے لئے عیدین کی نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورتوں کے لئے عیدین کی نماز ضروری نہیں ہے اور ان کے لئے باقاعدہ ترغیب دے کر انہیں نماز میں شرکت کا اہتمام کرانا اس پرفتن دور میں فتنہ سے خالی نہیں؛ کیونکہ اگر تمام پردہ والی اور بے پردہ عورتیں ہزاروں کی تعداد میں عیدگاہ کے لئے نکل پڑیں گی تو عید کی نماز، نماز نہ رہے گی؛ بلکہ محض ایک میلہ اور تماشہ کی صورت بن جائے گی اور مردوں اور عورتوں کے اختلاط (میل جول) سے بچنا ممکن نہ رہے گا؛ لہٰذا اس دور میں عورتوں کو عیدین کی نماز پڑھنے کی ترغیب دینا کوئی عاقبت اندیشی کا کام نہیں ہے، یہ الگ بات ہے کہ کوئی عورت اگر کسی ''محفوظ جگہ'' مثلاً حرمین شریفین میں مردوں کی جماعت میں شریک ہوکر عید کی نماز پڑھ لے تو اس کی نماز درست ہوجاتی ہے۔

وهذا أی حضورهن غير مستحب في زماننا لظهور الفساد. (مرقاة شرح مشكوٰة ٢٤٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں کا جماعت کی نماز میں شریک ہونا

سوال: عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا مرد امام کے پیچھے عورتوں کا نماز پڑھنا جائز ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مرد امام کے پیچھے عورتوں کو نماز پڑھنا اگرچہ جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ

وہ اپنے گھر میں تنہا نماز پڑھیں۔

ویکرہ حضورھن الجماعة ولو لجمعة وعید و وعظ مطلقاً ولو عجوزاً لیلاً علی المذھب المفتی به لفساد الزمان. (الدر المختار مع الشامی زکریا ۲/۳۰۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کا امام بن کر عورتوں کو نماز پڑھانا

سوال : عورتوں کی جماعت کے سلسلے میں کیا حکم ہے، ایک عورت امام بن کہ چند عورتوں کو نفلی نماز باجماعت پڑھا سکتی ہے یا نہیں؟ دوسری شکل اگر تعلیماً کوئی عورت نفلی نماز کی امام بن کر جماعت سے نماز پڑھائے تو یہ کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورت کا امام بن کر عورتوں کو نماز پڑھانا بہر صورت مکروہ ہے چاہے عبادت کے طور پر ہو یا تعلیم کے طور پر، دونوں صورتوں میں حکم میں کوئی فرق نہیں ہے۔

ویکرہ تحریماً جماعة النساء ولو في التراویح في غیر صلاة جنازة لأنھا لم تشرع مکررة. (الدرالمختار مع الشامی زکریا ۲/۳۰۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حافظِ قرآن عورت کا لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھانا

سوال: حافظ قرآن عورت بآواز بلند لاؤڈ اسپیکر سے تراویح کی نماز عورتوں کو پڑھا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق :عورت کے لئے اس طرح جماعت سے نماز پڑھنا اور پڑھانا مکروہ اور ممنوع ہے۔

ویکرہ تحریماً جماعة النساء ولو في التراویح في غیر صلاة جنازہ لأنھا لم تشرع مکررة. (الدر المختار مع الشامی ۲/۳۰۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق

سوال : بعض عورتیں سجدہ مردوں کی ہی طرح کرتی ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ مردوں اور عورتوں کی نماز

بالکل یکساں ہی ہے،کوئی فرق کرنا بے دلیل ہے اگر کوئی فرق ہےتو دلائل تحریر فرمائیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورتوں کے لئے افضل یہ ہے کہ سجدہ اس طرح کریں کہ رانیں پیٹ سے لگی رہیں؛ تاکہ زیادہ سے زیادہ ستر کا لحاظ ہوسکے، ان کے لئے مردوں کی طرح سجدہ کرنا خلافِ اولیٰ ہے،اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت وارد ہے،جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:''جب عورت سجدہ کرےتو اپنے پیٹ کو دونوں رانوں سے اس طرح ملالے جو اس کے لئے حد درجہ ستر کا باعث ہو''۔ یہ روایت مسند احمد ۲۳۴/۳، کنز العمال ۲۲۳/۸ مصنف ابن ابی شیبہ ۲۷۰/۱، نیل الاوطار ۱۵۹/۲ وغیرہ میں موجود ہے۔

علاوہ ازیں درج ذیل اعمال میں بھی نماز میں عورت کے لئے مرد سے الگ حکم ہے: (۱) عورت تکبیر تحریمہ میں صرف سینہ تک ہاتھ اٹھائے گی۔ (مسند احمد ۱۷۵/۳ وغیرہ) (۲) عورت ہاتھ سینہ پر باندھے گی۔ (مسند احمد وغیرہ) (۳) عورت قعدہ میں دونوں پیر ایک طرف نکال کر بیٹھے گی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۷۰/۱) (۴) عورت کے لئے نماز میں پورا سر ڈھانکنا اور چہرے، قدم اور ہتھیلی کے علاوہ پورا بدن چھپانا لازم ہے۔(ترمذی شریف ۸۶/۱ وغیرہ)

عن عمران بن حصين إذا جلست المرء ة في الصلاة وضعت فخذها علىٰ فخذها الأخرىٰ فإذا سجدت ألصقت بطنها علىٰ فخذيها كأستر مايكون فإن اللّٰه تعالىٰ ينظر إليها يقول يا ملائكتي أشهدكم أني قد غفرت لها. (مسند أحمد ٣٣٤/٣)

عن الحكم بن عمير الثمالي: ياوائل بن حر إذا صليت فاجعل يدك حذاء أذنيك والمرء ة تجعل يدها حذاء ثدييها. (مسند احمد ١٧٥/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں کا مکان کی چھت پر نماز پڑھنا

سوال: اکثر سردی کے موسم میں کچھ عورتیں مکان کی چھتوں پر نماز پڑھتی ہیں اور یہ کہتی ہیں کہ ہمیں دُھوپ اچھی لگتی ہے،اس لئے ہم چھتوں پر نماز پڑھتے ہیں، میں بھی کبھی کبھی چھت پر نماز پڑھ لیتی ہوں، کیا ایسی صورت میں نماز درست ہوجاتی ہے؟ عورتوں کی افضل نماز کہاں ہوتی ہے، گھروں

کے اندر یا کھلی چھت پر؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کھلی چھت پر (جب کہ اس کے اِردگرد پردہ کی دیواریں ہوں) دھوپ کی وجہ سے نماز پڑھنا درست ہے، اور عورتوں کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ پردہ والی جگہ میں نماز پڑھا کریں۔

صلوٰة المرأة في بيتها أفضل من صلوتها في حجرتها وصلوتها في مخدعها أفضل من صلوتها في بيتها. (مشکوٰة شریف ۹۶/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں کا نماز جنازہ پڑھنا

سوال: کیا نماز جنازہ عورتوں کو پڑھنا درست ہے؟ کیا عورتیں مردوں کے ساتھ مل کر اپنی صف الگ بنا کر مرد امام کے ساتھ نماز جنازہ ادا کرسکتی ہیں؟ مکہ شریف میں اگر عورتیں نماز جنازہ پڑھیں تو یہ کیسا ہے، درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جب کہ نماز جنازہ پڑھنے والے دیگر مرد موجود ہوں تو عورتوں پر نماز جنازہ پڑھنا لازم نہیں ہے؛ لیکن اگر کسی محفوظ مقام جیسے حرمین شریفین میں وہ اپنی الگ صف بنا کر نماز جنازہ میں شریک ہوجائیں تو اس کی اجازت ہے، ایسی صورت میں انہیں بھی وہی دعائیں پڑھنی ہوں گی جو مرد پڑھتے ہیں۔

واعلم أن جماعتهن لاتكره في صلاة الجنازة لأنها فريضة الخ. (شامی زکریا ۳۰۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کھلے ہوئے مقامات پر عورت کیسے نماز پڑھے؟

سوال: اسٹیشن یا بس اسٹینڈ یا کوئی ایسی جگہ جہاں پر بے پردگی ہورہی ہے، اور آڑ کی کوئی جگہ بھی دستیاب نہیں ہے، تو وہاں پر عورت کو نماز کس طرح ادا کرنی چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: صورتِ مسئولہ میں عورت کو چاہئے کہ برقع پہنے پہنے پردے کے

ساتھ نماز پڑھ لے۔

والرابع ستر عورته وللحرة جميع بدنها خلا الوجه أو الكفين والقدمين على المعتمد. (درمختار مع الشامي ۷۵/۲-۷۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

◻ نماز مسافر:

قصر نمازیں

سوال : جن نمازوں میں قصر ہے وہ کون کون سی ہیں؟ مغرب میں تین رکعت فرض ہیں کیا اس میں قصر ہوگا؟ اور فجر میں صرف دو رکعت فرض ہے، فجر میں کس طرح قصر کیا جائے گا؟ اور قصر کسے کہتے ہیں کیا ہر آدمی کے لئے نماز میں قصر جائز ہے یا اس میں کوئی قید ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق : جو شخص اپنے وطن سے تقریباً ساڑھے ۸۲ رکلومیٹر سفر کے ارادے سے نکلے تو اس کے لئے دورانِ سفر (جب تک بھی وہ مسافر رہے) چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر کرنا یعنی چار کے بجائے دو رکعت پڑھنا لازم ہے۔ فجر مغرب اور وتر میں سفر کے دوران بھی قصر کا حکم نہیں ہے، ان کا حکم سفر اور اقامت دونوں حالتوں میں یکساں ہے۔

من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ولياليها بالسير الوسط من الاستراحات المعتادة صلى الفرض الرباعى ركعتين، قال الشامي: واحترز بالفرض عن السنن والوتر و بالرباعي عن الفجر والمغرب. (الدر المختار مع الشامی زکریا ۵۹۹/۲-۶۰۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دورانِ سفر سنتوں کا حکم

سوال : جن نمازوں میں قصر جائز ہے کیا اس کی سنتیں ونوافل معاف ہیں، بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ جب فرض نماز میں قصر ہے تو سنتیں یا نوافل پڑھنے کی ضرورت نہیں کیا یہ صحیح ہے؟ یا یہ کہ فرض نمازوں میں قصر کرلیں، باقی تمام سنتیں ونوافل پوری پڑھیں، کیا شکل ہے؟ صحیح صورت کیا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسافر کی دو حالتیں ہیں ایک تو یہ کہ عملی طور پر وہ سفر میں ہے، مثلاً ٹرین چل رہی ہے یا گاڑی سے سفر کر رہا ہے یا قافلہ کے ساتھ جا رہا ہے، اس بے اطمینانی کی حالت میں سنتیں اور نوافل چھوڑنے کی مطلقاً اجازت ہے، اس وقت صرف فرض اور واجب پر اکتفا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، دوسرے یہ کہ مسافر تو ہے مگر بے اطمینانی میں نہیں ہے اور نہ کوئی آگے سفر کی جلدی ہے، مثلاً کسی جگہ پندرہ دن سے کم کا قیام ہے تو اس اطمینان والی حالت میں افضل ہے کہ سنتیں ادا کرلی جائیں اور محض سستی کی وجہ سے انہیں نہ چھوڑا جائے، بالخصوص سننِ مؤکدہ کا اہتمام رکھا جائے اور سفر میں سنتوں کے اندر کوئی قصر نہیں ہے، یعنی یہ نہیں کہ سفر کی وجہ سے ۴ر رکعت والی سنتیں ۲ر رکعت رہ جائیں بلکہ وہ بہر حال پوری ہی پڑھی جائیں گی۔

ولاقصر في السنن و بعضهم جوزوا للمسافرين ترك السنن، والمختار أنه لاياتي بها في حال الخوف ويأتي بها في حال القرار والأمن. (عالمگیری ۱۳۹/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سجدۂ تلاوت:

سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ

سوال: قرآنِ کریم کی تلاوت کے دوران جو سجدے والی آیت پڑھی جاتی ہے تو سجدہ کرنا ضروری ہے، مگر سجدہ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ کس طرح سجدہ کریں گے؟ نماز کی طرح نیت باندھ کر کریں گے؟ یا صرف کھڑے یا بیٹھے سجدہ میں چلے جائیں گے؟ اور فوراً ہی آیت سجدہ پڑھتے ہی سجدہ کرنا ضروری ہے؟ یا بعد میں بھی کرنے کی گنجائش ہے، اس سلسلہ میں صحیح صورتِ حال کیا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے لئے نماز کی طرح نیت باندھنا اور ثنا پڑھنا وغیرہ کچھ ضروری نہیں؛ بلکہ تکبیر کہتے ہوئے سیدھے سجدہ میں چلا جائے اور سجدے کی تسبیحات پڑھ کر سجدے سے تکبیر کہتے ہوئے سر اٹھالیں، یہ عمل کھڑے یا بیٹھے دونوں حالتوں میں جائز ہے؛ البتہ کھڑے ہوکر سجدہ میں جانا اور پھر سجدہ سے واپس اُٹھ کر قیام کرنا افضل ہے۔ نیز آیتِ سجدہ پڑھنے

کے بعد فوراً سجدۂ تلاوت لازم نہیں بعد میں بھی ادا کرنے کی گنجائش ہے؛ البتہ بہتر یہی ہے کہ جلد ازجلد اس کی ادائیگی کرلیں؛ تاکہ بعد میں غفلت نہ ہوجائے۔ (بہشتی زیور ۴۲/۲، ایضاح المسائل ۴۰، طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح ۲۶۰-۲۶۱، فتاویٰ تاتارخانیہ ۷۷/۱)

وهي سجدة بين تكبيرتين مسنونتين وبين قيامين مستحبين أي قيام قبل السجود ليكون خروراً وهو السقوط من القيام وقيام بعد رفع رأسه بلا رفع يد وتشهد وسلام وفيها تسبيح السجود. (شامی زکریا ۵۸۰/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عصر کی نماز کے بعد اور زوال کے وقت سجدۂ تلاوت

سوال: سجدۂ تلاوت کو بعد نماز عصر کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اسی طرح زوال کے وقت سجدۂ تلاوت ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: عصر کی نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کرنا جائز اور درست ہے؛ لیکن زوال کے وقت سجدۂ تلاوت جائز نہیں ہے۔

ثلاث ساعات لاتجوز فيها المكتوبة و لاصلاة الجنازة ولاسجدة التلاوة إذا طلعت الشمس حتى ترتفع وعند الانتصاب إلى أن تزول الخ. ويجوز فيها الفائتة وسجدة التلاوة الخ ومن مابعد العصر قبل التغير الخ. (هنديه ۵۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چودہ سجدے ایک ساتھ کرنے کا حکم

سوال: قرآن مجید میں حنفیہ کے یہاں ۱۴؍ سجدے ہیں تو تلاوت کے دوران جو سجدے والی آیت پڑھی جاتی ہیں تو پورے قرآن کی تلاوت کے بعد ختم پر سبھی سجدے ایک ساتھ کرسکتے ہیں؟ یا نہیں؟ اس کا صحیح حکم کیا ہے۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اولیٰ وافضل یہ ہے کہ جب آیتِ سجدہ تلاوت کرے تو اسی وقت سجدہ کرلے؛ لیکن اگر کوئی شخص پورے چودہ سجدے ایک ساتھ کرنا چاہے تو بھی جائز ہے۔

ويكفيه أن يسجد عدد ما عليه بلا تعيين ويكون مؤديا. (شامی زکریا ۵۸۳/۲)

في الكافي: قيل من قرأ آية السجدة كلها في مجلس وسجد لكل منها كفاه الله ما أهمه وظاهره أنه يقرؤها ولاءً ثم يسجد. (شامي مع در مختار زكريا ۵۹۶/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ریڈیو اور ٹی وی سے آیتِ سجدہ سننا

سوال: ریڈیو یا ٹی وی پر آیتِ سجدہ سنی تو سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ریڈیو اور ٹی وی پر اگر براہِ راست تلاوت نشر ہورہی ہو تو آیتِ سجدہ کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، اور اگر ٹیپ شدہ پروگرام نشر ہورہا ہے، تو اکثر علماء کے نزدیک سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے؛ لیکن پھر بھی احتیاط یہی ہے کہ سجدہ کرلیا جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ عثمانی ۶۰۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر مقتدی امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے تو بھی اس کی نماز درست ہوجائے گی

سوال: امام نے آیتِ سجدہ پڑھ کر نماز کا رکوع کیا اور رکوع ہی میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی، اب مقتدیوں میں تین طرح کے لوگ تھے:

(۱) وہ لوگ جنہیں یہ معلوم تھا کہ امام نے آیتِ سجدہ پڑھی ہے اور انہوں نے بھی رکوع کے ساتھ سجدہ کی نیت کرلی۔

(۲) کچھ لوگ وہ تھے جنہیں یہ تو معلوم تھا کہ امام نے آیتِ سجدہ پڑھی ہے؛ لیکن انہوں نے رکوع کے ساتھ سجدہ کی نیت نہیں کی۔

(۳) اور کچھ حضرات ایسے تھے جنہیں پتہ ہی نہیں چلا کہ امام نے آیتِ سجدہ پڑھی، جس کی بنا پر انہوں نے سجدۂ تلاوت کی نیت ہی نہیں کی۔

تو سوال یہ ہے کہ مسئولہ تینوں صورتوں میں مقتدیوں کی نماز ہوئی یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: (۱) پہلی صورت میں جن مقتدیوں نے امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی ہے، ان کی نماز بلاشبہ درست ہوگئی۔

فإذا ركع إمامه فوراً يلزمه أن ينويها فيه احتياطاً لاحتمال أن الإمام نواها فيه. (شامی زکریا ۵۸۸/۲)

(۲) دوسری صورت میں جن لوگوں نے آیتِ سجدہ کا علم ہونے کے باوجود امام کے ساتھ رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی ہے، ان کے لئے احوط یہ ہے کہ وہ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے الگ سے سجدۂ تلاوت ادا کرلیں؛ لیکن اگر انہوں نے سجدۂ تلاوت ادا نہیں کیا تو ان کی نماز درست ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں اگرچہ بعض جزئیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ **ويسجد إذا سلم الإمام ويعيد القعدة ولو تركها فسدت صلاته كما في القنية.** (شامی زکریا ۵۸۷/۲)

لیکن تحقیقی قول یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوگی، اس کی دو وجوہات ہیں، اول یہ کہ کافی میں لکھا ہے کہ امام کا رکوع میں سجدہ کی نیت کرنا مقتدیوں کی طرف سے بھی کافی ہے اور اسی قول کو علامہ شامیؒ نے اصح کہا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ اگر امام کی نیت کو کافی نہ مانا جائے پھر بھی زیادہ سے زیادہ یہ لازم آتا ہے کہ مقتدی کا سجدۂ تلاوت ترک ہوجائے اور نماز میں سجدۂ تلاوت کا ترک موجبِ فساد نہیں؛ لہٰذا خلاصہ یہ نکلا کہ مسئولہ صورت میں مذکورہ مقتدیوں کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔

وينبغي حمله على الجهرية. (الدر المختار ۵۸۷/۲) **وقال الرافعي: هل إعادتها بعد السلام شرط حتى لا يسوغ تقديمها أو هو لبيان غاية تاخيرها حتى لو قدّمها صح؛ لأنه بمنزلة اللاحق يراجع الخ، الظاهر الثاني.** (تقریراتِ رافعی ۱۰۶/۲) **وفي الشامي: هٰذا وفي القهستاني واختلفوا في أن نية الإمام كافية كما في الكافي، فلو لم ينو المقتدي لا ينوب على رأي الخ. ثم قال بحثاً: والأولىٰ أنه يحمل على القول بأن نية الإمام لا تنوب عن نية المؤتم، والمتبادر من كلام القهستاني السابق أنه خلاف الأصح، حيث قال على رأي فتأمل.** (شامی زکریا ۵۸۷/۲-۵۸۸، فتاویٰ عثمانی ۴۹۷/۲)

(۳) جن مقتدیوں کو آیتِ سجدہ کا علم ہی نہیں ہوا، وہ اس بارے میں معذور ہیں، اور امام کا رکوع میں سجدہ کی نیت کرنا ان کی طرف سے یقیناً کافی ہوجائے گا، چناں چہ خود فقہاء نے لکھا ہے کہ سری نمازوں میں اگر امام رکوع میں سجدہ کی نیت کرلے تو مقتدیوں کی طرف سے بھی سجدہ خود بخود ادا ہوجاتا ہے۔

وينبغي حمله على الجهرية، البحث لصاحب النهر ولعل وجهه أنه ذكر في التاترخانية أنه لو تلاها في السرّية فالأولىٰ أن يركع بها؛ لأن لا يلتبس الأمر على القوم، ولو في الجهرية فالسجود أولىٰ الخ، فإنه يفيد أن نية الإمام كافية لعدم علمهم بما قرأه الإمام سراً الخ، أما في السرية فهو معذور وتكفيه نية إمامه إذ لا علم له بتلاوة إمامه. (شامی زکریا ۵۸۷/۲-۵۸۸)

تاہم امام کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ رکوع کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کرے؛ بلکہ یا تو مستقل سجدہ کرے یا آیتِ سجدہ پڑھنے کے فوراً بعد جب نماز کا سجدہ آئے تو اسی کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کرلے، پس ایسی صورت میں بالاتفاق امام ومقتدی سب کا سجدہ ادا ہوجائے گا، چاہے سجدۂ تلاوت کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

والظاهر أن المقصود بهٰذا الاستدراك التنبيه على أنه ينبغي للإمام أن لا ينويها في الركوع؛ لأنه إذا لم ينوها فيه ونواها في السجود أو لم ينوها أصلاً لا شيء على المؤتم؛ لأن السجود هو الأصل فيها. (شامی زکریا ۵۸۸/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

□ متفرق مسائلِ نماز

نماز پر تعاون کا ثواب

سوال: ایک انسان ایک پرائیویٹ نوکری کرتا ہے نوکری اور ڈیوٹی کا ٹائم ۱۰؍بج کر ۳۰؍منٹ سے شروع ہوکر ۵؍بج کر ۳۰؍منٹ پر ختم ہے، درمیان میں نماز ظہر اور نماز عصر ادا کرتا ہے؛ لیکن اس نے شرط یہ لگائی ہے کہ اگر نماز کا ٹائم نہیں ملے گا تو بندہ نوکری نہیں کرے گا، اب اس کو ٹائم دے دیا گیا،

تو کیااس نماز کا ثواب صرف اس نماز پڑھنے والے کو ہی ملے گا یااس میں اس کا مالک بھی شریک ہوگا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: نماز پڑھنے والے کونماز کا ثواب ملے گا، اور نماز پڑھنے کا موقع دینے والے کونماز پر تعاون کا ثواب ملے گا۔ انشاء اللہ وتعالیٰ۔ قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وتعاونوا علی البر والتقوی﴾ [المائدۃ:۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز میں دل نہیں لگتا؟

سوال: اگر کسی کا دل نماز واذ کار وغیرہ میں نہ لگے تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟ ایک شخص بہت صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے اور خوفِ خدا بھی اس کے دل میں ہے، اب اس کی یہ کیفیت ختم ہوگئی ہے، تو اس کو کیا عمل کرنا چاہئے؟ کوئی وظیفہ بتلا دیجئے، یا کوئی مخصوص عمل یا کوئی خاص حل؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: آدمی کی کیفیت ہر وقت یکساں نہیں رہتی، کبھی شوق غالب رہتا ہے اور کبھی انقباض کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ اس لئے جب عبادات کا شوق غالب ہو تو زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرے اور جب انقباض اور سستی کی کیفیت ہو تو جی لگا کر استغفار کیا کرے، اور اپنے گناہوں کو یاد کرکے ان سے توبہ کرے، اور ہمت سے کام لے کر اپنے کسی بھی معمول کو ترک نہ ہونے دے، تو انشاء اللہ جلد ہی یہ کیفیت ختم ہوجائے گی۔

عن الأغر المزني وكانت له صحبة أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إنه ليغان على قلبي وأني لأستغفر اللّٰه فى اليوم مائة مرة. (مسلم شریف ۳۴٦/۲، أبو داؤد شريف ۲۱۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

منقش جانماز پر نماز پڑھنا

سوال: زید کے والد ایک مسجد میں منصبِ امامت پر فائز ہیں، زید نے اکثر دیکھا ہے کہ وہ ایسے مصلیٰ پر پیر رکھتے ہیں جس پر مسجدِ نبوی اور گنبدِ خضراء کے نقوش ہیں، نیز بعض مصلوں پر خانہ کعبہ کے نقوش ہوتے ہیں اور وقتاً فوقتاً لوگ اس پر پیر رکھ دیتے ہیں، کیا ایسا کرنا گناہ نہیں ہے؟ اس قسم کے مصلوں پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جب کہ احتیاط مشکل ہو۔

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: جس مصلیٰ پر مسجدِ نبوی یا خانۂ کعبہ کی تصاویر ہوں، ان پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور بے خیالی میں اگر پیر ان تصاویر پر پڑ جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں، جیسا کہ خانۂ کعبہ کے اندر جا کر نماز پڑھنا جائز ہے، جب کہ کعبہ میں ہی پیر رکھا ہوا ہوتا ہے۔

وأما صورة غير ذي روح فلا خلاف في عدم كراهة الصلاة عليها أو إليها. (كبيري ۳۰۹، فتاویٰ محموديه جديد ٦٧٠/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نمازی کے آگے سے گزرنا

سوال: کیا نماز پڑھنے والے شخص کے آگے سے گزرنا گناہ ہے؟ نیز اگر کوئی شخص گزر رہا ہو تو کیا ہم اس کو دورانِ نماز ہاتھ وغیرہ سے روک سکتے ہیں؟ کیا یہ عمل درست ہے؟

الجواب وَبـاللّٰـهِ التَّوْفِيْق: نمازی کے آگے قریب سے گزرنا گناہ ہے، اگر کوئی شخص گزرنے کا ارادہ کرے تو نمازی اسے ہاتھ وغیرہ سے روک سکتا ہے۔

ولايفسدها وإن كره مرور مار فى الصحراء أو في مسجد كبير بموضع سجوده، وإن أثم المار في ذٰلك. ويدفعه بتسبيح أو إشارة أي باليد أو الرأس أو العين. (شامی زکریا ۳۹۷/۲-۴۰۳)

غیرِ رمضان میں وتر میں جہر کیوں نہیں؟

سوال: ۱۱/ماہ تک نماز وتر خاموش ہو کر تنہا اور ایک ماہ نماز باجماعت قرأت کے ساتھ ایسا کیوں؟

الجواب وَبـاللّٰـهِ التَّوْفِيْق: چوں کہ رمضان میں تراویح کی نماز باجماعت پڑھی جاتی ہے، اس لئے اس کے ساتھ ملا کر وتر کو بھی باجماعت پڑھ لیتے ہیں، اور رمضان کے علاوہ میں تراویح کا حکم نہیں اس لئے وتر تنہا پڑھی جاتی ہے۔

والذي يظهر أن جماعة الوتر تبع للتراويح وإن كان الوتر نفسه أصلاً في ذاته؛ لأن سنة الجماعة في الوتر إنما عرفت بالأثر تابعة للتراويح. (شامی زکریا ۵۰۰/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میت کے احکام

کیا حائضہ میت کو دومرتبہ غسل دیا جائے گا؟

سوال: اگرکسی عورت کا انتقال ایامِ مخصوصہ میں ہوا ہو، تو کیا اس عورت کو دومرتبہ غسل دینا پڑے گا؟ کیا شرعی طور پر ایسا کوئی حکم ہے؟ بعض لوگوں کا ایسا کہنا ہے کہ دومرتبہ غسل دینا ضروری ہے، جب ہی وہ پاک مانی جائے گی، کیا یہ صحیح ہے؟ ازراہ کرم تسلی بخش جواب سے نوازکر ممنون فرمائیں، کرم ہوگا۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: جس عورت کا انتقال ناپاکی کے زمانہ میں ہوجائے اس کو ایک ہی مرتبہ غسل دینا کافی ہے، باقاعدہ دومرتبہ غسل دینے کی بات بے اصل ہے؛ البتہ ایسی عورت کو غسل دیتے وقت منہ میں اور ناک تک پانی پہنچانے کا اہتمام لازم ہے؛ تاکہ مکمل طور پر پاکی حاصل ہوسکے۔

أما لو كان جنباً أو حائضاً أو نفساء. (مفتحة الخالق على البحر الرائق ١٧١/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کفن کا کپڑا کیسا ہو؟

سوال: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی تھی کہ مجھے پرانی چادر میں کفن دینا، دوسرے یہ حکم ہے کہ مردے کو کفن اچھا دیا کرو، اب کفن اچھا ہو یا برا؟ اس کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب وَبـالـلّٰہِ التَّوْفِیْق: حسبِ وسعت اچھا کفن دینا احادیث سے ثابت ہے؛ لیکن اگر کپڑا پاک ہوتو پرانے کپڑے کو کفن میں استعمال کرنا بھی درست ہے، نیز اگر وسعت نہ ہوتو جیسا کفن

دستیاب ہو اسی کو استعمال کرلیا جائے گا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت یا تو تواضع کی بنا پر تھی یا اس بنا پر تھی کہ ان کے پاس اس وقت بہترین کفن کی وسعت نہ ہوگی، اور محض تفاخر یا ریا اور دکھاوے کے لئے مہنگے کپڑوں میں کفن دینا ممنوع ہے۔

إذا كفن أحدكم أخاه فليحسن كفنه –إلى قوله – وما يؤثره المبذرون من الثياب الرفيعة منهى عنه. (مرقاة المفاتيح ٣٤/٤) **ومما يؤيده أنه ما وصى أن تجعل تلك الثياب أكفانا له مع أن كثيرًا من العلماء، قالوا إن الملبوس أولىٰ، قال ابن حجر: وهو المعتمد من مذهبنا لأن ماله للبلى، ويؤيد ما صح عن أبي بكر رضي اللّٰه تعالىٰ عنه أنه اختار الخلق، وقال الحي: أولىٰ بالجديد من الميت ثم علل ذلك بأن الكفن إنما هو لدم الميت وصديده، والظاهر أن هذا تواضع منه وأنه أشار ابى جواز كفن الخلق، أيضاً.** (مرقاة المفاتيح ٣٨/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا مردے کو ہاتھ لگانے سے ہاتھ ناپاک ہوجاتا ہے

سوال: بعض جگہوں پر یہ رواج ہے جو مردے کو ہاتھ لگاتے ہیں یا چھوتے ہیں تو وہ ناپاک ہوجاتے ہیں، اور جو لوگ میت کو غسل دیتے ہیں ان کو غسل کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: مردے کو ہاتھ لگانے یا چھونے سے ہاتھ ناپاک نہیں ہوتا؛ البتہ میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرلینا بہتر ہے۔

ويندب الغسل من غسل الميت. (فتح القدير بيروت ١١٢/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میت کی پیشانی پر کافور سے بسم اللہ لکھنا

سوال: بعض جگہوں پر رواج ہے کہ میت کی پیشانی پر کافور سے بسم اللہ لکھتے ہیں، منع کرنے پر مانتے نہیں ہیں، تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے یا غلط؟ جواب سے نوازیں۔

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: میت کی پیشانی پر کافور وغیرہ سے بسم اللہ لکھنا کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے، اس لئے اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔ (مستفاد: عزیز الفتاویٰ ۹۹، احسن الفتاویٰ ۳۵۱/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حائضہ عورت کا میت کو غسل دینا

سوال: کیا کسی میت (عورت) کو حیض والی عورت غسل دے سکتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: حیض والی عورت کا میت عورت کو غسل دینا مکروہ ہے؛ لیکن اگر غسل دے دیا تو وہ کافی ہو جائے گا۔

ولو کان الغاسل جنبًا أو حائضا جاز ویکرہ. (ھندیہ کوئٹہ ۱۵۹/۱، شامی زکریا ۹۵/۳، کتاب المسائل ۵٤۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نمازِ جنازہ میں سہواً تیسری تکبیر کے بعد سلام پھیر دینا

سوال: جنازہ کی نماز میں تین تکبیروں کے بعد سہواً سلام پھیر دیا، پھر یاد دلانے پر چوتھی تکبیر کہی، تو نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جنازہ کی نماز میں اگر چار تکبیر سے پہلے سلام پھیر دیں تو اگر کوئی منافی نماز عمل پائے جانے سے قبل یاد آ جائے یا یاد دلا دیا جائے تو دوبارہ چھوٹی ہوئی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے، اور اگر منافی نماز عمل پیش آنے کے بعد یاد آئے تو اب از سر نو نماز پڑھی جائے گی۔

ولو سلم بعد الثلاث ناسیاً کبّر الرابعة وسلم. (الفتاویٰ التاتارخانیة قدیم ۱۵۹/۲، ھندیة ۱٦٥/۱، طحطاوي ٥۸۷) **إذا سلم علی ظن أنه أتم التکبیر ثم علم أنه لم یتم فإنه یبني.** (البحر الرائق ۱۸٤/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تدفین میں تاخیر

سوال: ہمارے یہاں ایک شخص کا انتقال ہوا تمام رشتہ دار آ گئے اور میت کو جنازہ کے لئے میدان میں لے گئے، مگر نماز شروع نہیں ہو رہی تھی، اسی دوران معلوم ہوا کہ ان کا لڑکا سعودی عرب سے آ رہا ہے، کچھ ہی دیر میں آ جائے گا، ٹال مٹول کرتے کرتے ایک گھنٹہ سے اوپر گذر گیا، تب ان کا لڑکا حاضر ہوا، اس بیچ نہ جانے کتنی مرتبہ میت کا چہرہ محرم غیر محرم تمام قسم کے لوگوں نے دیکھا، تو

پوچھنا یہ ہے کہ کیا مردہ کو رکھ کر کسی کا انتظار کرنا گناہ نہیں ہے؟ کیا سبھوں کو میت کا چہرہ دکھانا درست ہے؟ اس طرح کرنا شریعت میں کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سنت یہ ہے کہ جنازہ کی تدفین میں جلدی کی جائے، خواہ مخواہ غیر ضروری تاخیر کرنا اور میت کی رونمائی کے لئے بھیڑ لگانا خلافِ سنت اور قابلِ ترک عمل (چھوڑنے کے لائق) ہے۔

إن طلحة بن البراء رضي الله عنه مرض فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده، فقال: إني لأرى طلحة إلا قد حدث فيه الموت فأذنوني به وعجلوا فإنه لا ينبغي بحيفة مسلم إن تجسس بين ظهراني أهله. (رواه أبوداؤد ٢/٤٥٠، باب تعجيل الجنازة، شامي زكريا ٣/٨٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تدفین کے بعد دعا

سوال: میت کے دفن کے بعد اس کی مغفرت کی دعاء مانگتے ہیں مگر ہاتھ قبر کی مٹی سے سنے ہوتے ہیں، کیا اس طرح بارگاہِ الٰہی میں دعاء کر سکتے ہیں؟ نیز دعاء مانگ سکتے ہیں یا نہیں؛ کیوں کہ کافروں سے سنا گیا ہے کہ یہ لوگ بھی مردے کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں ایسے حالات میں کیا کرنا چاہئے، خلاصۂ طلب وضاحت مطلوب ہے۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: تدفین کے بعد قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگنا جائز ہے مگر ضروری نہیں ہے، بغیر ہاتھ اٹھائے بھی مانگ سکتے ہیں اور جہاں ایسا اندیشہ ہو کہ لوگوں کے عقائد خراب ہوں گے وہاں نہ اٹھانا بہتر ہے۔

وفي حديث ابن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في قبر عبد الله ذي النجادين، الحديث. وفيه: فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعًا يديه أخرجه أبو عوانه في صحيحه. (فتح الباري بيروت ١١/١٤٤، فتاوىٰ محمودية جديد ٩/١٥١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پوسٹ مارٹم کا حکم

سوال: آج کل لوگ گولی مار کر قتل کردئے جاتے ہیں، ان کی لاش کا اسپتال میں پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے، جس سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ جسم پر کتنی گولیاں ماری گئیں، اور کہاں کہاں ماری گئیں؟ پوسٹ مارٹم کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ لاش کو برہنہ کرکے میز پر ڈال دیتے ہیں، پھر ڈاکٹر آکر اس کا معائنہ کرتا ہے، عورت اور مرد دونوں کا پوسٹ مارٹم اسی طرح ہوتا ہے، کیا شریعت میں یہ پوسٹ مارٹم جائز ہے؟ جب کہ لاش کے وارث منع کرتے ہیں کہ ہم پوسٹ مارٹم نہیں کرائیں گے، ایک تو ظلم کہ فائرنگ کرکے قتل کیا اور پھر ظلم قتل کے بعد پوسٹ مارٹم کے ذریعہ کیا جاتا ہے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اسلام کی نظر میں انسان کا جسم ہر حالت میں قابل تکریم ہے، خواہ زندگی میں ہو یا زندگی کے بعد، بریں بنا انسان کی لاش کا پوسٹ مارٹم اصولی طور پر اسلامی شریعت کی نظر میں ناجائز ہے، اس لئے وارثین کو چاہئے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو حادثاتی اموات میں اپنے مرحوم عزیز کی لاش کو پوسٹ مارٹم سے بچانے کی کوشش کریں؛ البتہ اگر کوئی قانونی مجبوری یا مصلحت ہو مثلاً قتل کی وجہ مشتبہ ہو اور تحقیق کے لئے پوسٹ مارٹم ناگزیر ہو یا سرکاری انتظامیہ پوسٹ مارٹم کرنے پر بضد ہو اور وارثین کی بات نہ مانے، تو ایسی صورت میں میت کے وارثین سے کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا۔ (کفایت المفتی مبوب ۴/۲۰۱، کتاب المسائل ۱/۵۶۱)

عن علي رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تبرز فخذك ولا تنظر إلى فخذ حي ولا ميت. (أبوداؤد شريف ۲/ ٤٤٨) **والآدمي محترم بعد موته على ما كان عليه في حياته.** (فتح القدير ٦/ ٤٢٦) **لا يجوز بيع شعر الآدمي والانتفاع به ولا شيء من أجزائه؛ لأن الآدمي مكرم غير منبذل فلا يجوز أن يكون شيئاً من أجزائه مهاناً متبذلاً.** (مجمع الأنهر ۳/ ۸۵) **الانتفاع بأجزاء الآدمي لم يجز، قيل للنجاسة وقيل للكراهة هو الصحيح.** (هندية ٥/ ٣٥٤، شامی زكريا ٧/ ١٤٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انتقال کے بعد شوہر کا بیوی کو دیکھنا

سوال: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ شوہر بیوی میں سے کوئی ایک انتقال کر جائے تو کیا ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے؟ یعنی اگر بیوی کا انتقال ہو گیا تو کیا شوہر اس میت کا چہرہ دیکھ نہیں سکتا؟ اور اگر شوہر کا انتقال ہو جائے تو بیوی شوہر کا چہرہ دیکھ سکتی ہے یا نہیں؟ بعض جگہ ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد ایک دوسرے کے لئے دونوں اجنبی ہو جاتے ہیں، اس لئے نہیں دیکھ سکتے، کیا یہ صحیح ہے یا اور کوئی شکل ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر شوہر کا انتقال ہو جائے تو بیوی کے لئے اس کو دیکھنا، اس کو ہاتھ لگانا اور غسل دینا سب جائز ہے؛ اس لئے کہ ابھی عدت وفات تک حکم نکاح باقی ہے؛ لیکن اگر بیوی کا انتقال ہو جائے تو انتقال ہوتے ہی شوہر اجنبی مرد کے حکم میں آ جاتا ہے اس کے لئے بیوی کو ہاتھ لگانا یا غسل دینا صحیح نہیں؛ تاہم چہرہ دیکھنے کی اس کو گنجائش دی گئی ہے؛ کیونکہ بظاہر یہاں فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے۔

ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر إليها على الأصح. (الدر المختار زکریا ۳/ ۹۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اسلام میں سب سے پہلی شہادت

سوال: اسلام میں پہلی شہادت کسے نصیب ہوئی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اسلام میں سب سے پہلی شہادت حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حاصل ہوئی، جو حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ تھیں، ابوجہل لعین نے آپ کو شہید کیا تھا۔ (الاصابہ ۸/ ۱۶۷)

وروي أنّ أبا جهل طعنها في قبلها بحربة في يديه فقتلها فهي أوّل شهيد في الإسلام، وكان قتلها قبل الجهرة. (أسد الغابہ ۶/ ۱۵۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شہید کی قسمیں اور ان کے احکام

سوال: شہید کسے کہتے ہیں؟ پیٹ کی تکلیف میں اگر کوئی شخص مرجائے تو کیا اس کو شہید کہا جائے گا؟ اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مرجائے یا ہوائی جہاز کے حادثہ میں مرجائے، تو ایسے شخص کو بھی شہید کہا جاسکتا ہے؟ اور کن کن صورتوں میں مرنے سے انسان شہید کہلاتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: حقیقی شہید جس پر دنیا میں شہید کے احکامات (مثلاً بلا غسل وکفن تدفین وغیرہ) جاری ہوتے ہیں وہ ہے جو محض رضائے خداوندی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرتے ہوئے شہید ہوجائے، یا اسے ظالموں (مثلاً کرایہ کے قاتلوں، چوروں یا ڈاکوؤں وغیرہ) نے کسی جگہ ظلماً قتل کردیا ہو، اور اسے جائے واردات سے مردہ یا بے ہوشی کی حالت میں اٹھایا گیا ہو اور وہ ہوش میں آئے بغیر وفات پاگیا ہو، ان کے علاوہ بقیہ حادثاتی اموات یا پیٹ کی بیماری میں شہید ہونے والے صرف اخروی اعتبار سے شہید ہیں، دنیا میں ان پر شہید کے احکامات جاری نہ ہوں گے۔

وقيّد بالقتل لأنه لو مات حتف أنفهٖ أو ابترد أو حرّق أو غرق أو هدم لم يكن شهيداً في حكم الدنيا وإن كان شهيد الآخرة ...... المراد بشهيد الآخرة من قتل مظلوماً أو قاتل لإعلاء كلمة الله تعالىٰ حتى قتل. (شامي زكريا ١٥٩/٣-١٦٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شہید کی تعریف اور اس کے حالات

سوال: ایک ضروری مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ شہید کسے کہتے ہیں؟ شہادت کا درجہ کیا ہے؟ کیا شہید کل قیامت میں اپنے خون اور خون آلود کپڑوں کے ساتھ ہی اللہ کے حضور حاضر ہوں گے؟ کیا یہ صحیح ہے کہ شہداء مرتے نہیں زندہ رہتے ہیں؟ تو اس حیات سے کون سی حیات مراد ہے؟ اسی طرح یہ بات بھی ہے کہ انہیں اللہ رزق دیتا ہے، اس رزق سے کیا مراد ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شہید اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی جان اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے نچھاور کردے یا جسے ظلماً ظالموں نے قتل کردیا ہو۔ شہید حقیقی کا مرتبہ بہت بلند ہے، نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے فرمایا کہ: ’’شہید کے خون کا پہلا قطرہ گرنے سے پہلے ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے‘‘۔ یہ بھی صحیح ہے کہ شہداء اپنے خون سمیت میدانِ محشر میں حاضر ہوں گے؛ لیکن اس خون سے مشک کی خوشبو آ رہی ہوگی، شہداء کو عالم برزخ میں خصوصی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ شہیدوں کی روحوں کو ہرے پرندوں کے پپوٹوں میں رکھ دیا جاتا ہے اور یہ پرندے جنت میں جہاں چاہتے ہیں چرتے ہیں، اور پھر اُن قندیلوں پر بسیرا کرتے ہیں جو عرش کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں، شہداء کو رزق دیئے جانے والی آیات کی تفسیر میں مفسرین نے یہی حدیث نقل فرمائی ہے۔

جعل الله أرواحهم في أجواف طير خضر ترد أنهار الجنة وتأكل من ثمارها وتاوى إلى قناديل من ذهب معلقة في ظل العرش. (روح المعانی ۱۸۴/۳، تفسیر قرطبی ۱۷۲/٤، صفوة التفاسير ٢٤٤/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نامعلوم قاتلوں نے مارڈالا تو مقتول کو غسل دیا جائے گا یا نہیں؟

سوال: ایک شخص کوڈاکوؤں نے پتھر اور لوہے کے بانٹ وغیرہ سے مارا، مارنے کے بعد پولیس آ گئی تو وہ نیم مردہ تھا، کچھ سانس باقی تھی، اس نے نہ کچھ کھایا پیا اور نہ ہی کوئی علاج ہو سکا اور نہ ہی ہوش تھا اور انتقال کر گیا، تو یہ شخص شہید ہوگا یا نہیں؟ اور اگر شہید ہوگا تو کیا احکامات جاری ہونگے؟

نوٹ:- پانچ چھ کیلومیٹر کے بعد علاج کے لئے لے جاتے ہوئے انتقال ہو گیا۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مذکورہ شخص کو چونکہ نامعلوم قاتلوں نے ظلماً قتل کیا ہے اور بے ہوشی کی حالت میں اسے جائے واردات سے اٹھایا گیا ہے، اس لئے اس پر شہید حقیقی کے احکامات جاری ہونگے، یعنی اسے غسل اور کفن کے بغیر صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کر دیا جائے گا؛ کیونکہ فقہ کی رو سے جس مقتول پر شہید کا اطلاق کیا جاتا ہے اس کا دنیوی حکم یہ ہے کہ اسے غسل وکفن کے بغیر دفن کیا جائے، اور شہید قرار دینے کے لئے دو اہم شرطیں ہیں: اول یہ کہ اسے ظلماً قتل کیا گیا ہو، اور دوسرے یہ کہ اس قتل کی وجہ سے دیت یا قسامت واجب نہ ہوتی ہو؛ کیونکہ دیت وقسامت ایک طرح بعد القتل انتفاع وارتثاث کی صورت ہے، جس کی بنا پر اس سے شہید کے دنیوی احکامات موقوف ہو

جاتے ہیں۔اور درمختار وغیرہ کی عبارت: ویغسل من وجد قتیلاً في مصر الخ. وغیرہ سے اشتباہ نہیں ہونا چاہئے؛ اس لئے کہ وہ مطلق نہیں ہیں؛ بلکہ اس میں غسل کے حکم کے ساتھ یہ قید لگی ہوئی ہے کہ اس میں دیت یا قسامت واجب ہو۔ اس قید سے یہ معلوم ہوگیا کہ جہاں دیت کے بجائے قصاص واجب ہو خواہ قاتل کا علم ہو یا نہ ہو تو اس مقتول پر شہید حقیقی کا حکم جاری ہوگا، اور مسئولہ مسئلہ میں یہی صورت پیش آئی ہے کہ نا معلوم قاتلوں نے ظلماً قتل کیا ہے، اور یہ قتل موجبِ دیت نہیں؛ بلکہ موجبِ قصاص ہے؛ لہٰذا مقتول شہید کو بلا غسل وکفن صرف نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے گا۔عبارات درج ذیل ہیں:

ولو نزل علیه اللصوص لیلا في المصر فقتل بسلاح أو غیره، أو قتله قطاع الطریق خارج المصر بسلاح أو غیره فهو شهید؛ لأن القتیل لم یخلف في هذه المواضع بدلا هو مال. (بدائع الصنائع زکریا ٦٦/٢) **فإن وجب کان شهیداً کمن قتله اللصوص لیلاً في المصر فإنه لا قسامة ولا دیة فیه للعلم بأن قاتله اللصوص.** (درمختار ١٦٢/٣، ومثله في الشامي، البحر الرائق ١٩٩/٢) **وأما حکم الشهادة في الدنیا الخ. أحدهما أنه لا یغسل عنه عامة العلماء.** (بدائع الصنائع زکریا ٧١/٢) **أو نقل من المعرکة وهو یعقل. (درمختار) فلو لم یعقل لایغسل وإن زاد علی یوم ولیلة.**

(شامی زکریا ١٦٣/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کفن کا کپڑا زمزم میں بھگونا

سوال : کفن کی بقدر کپڑا خرید کر کچھ لوگ زمزم شریف میں ڈبو کر لاتے ہیں اور وصیت کر دیتے ہیں کہ اسی میں مجھے کفن دیا جائے، ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: زمزم سے بھگوئے ہوئے کپڑے کو کفن میں استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۳۶۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آیت الکرسی لکھی ہوئی چادر میت پر ڈالنا

سوال : بہت سے لوگ آیت الکرسی لکھی ہوئی چادر لاتے ہیں اور اس کو میت کی مسہری پر ڈال کر قبرستان لے جاتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق : آیت الکرسی اور کلمۂ شہادت لکھی ہوئی چادر میت پر ڈالنا ادب واحترام کے خلاف ہے، اس لئے اس سے احتراز (بچنا) ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۲۰۱)

وقدّمنا قبيل المياه عن الفتح أنه تكره كتابة القرآن وأسماء اللّٰه تعالىٰ على الدراهم والمحاريب والجدران وما يفرش وما ذاك إلا لاحترامه وخشية وطئه ونحوه مما فيه إهانة فالمنع هنا بالأولى. (شامی زکریا ۳/۱٤٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روزہ سے متعلق مسائل

روزہ کی حکمت

سوال: روزہ کیوں فرض کیا گیا ہے؟ روزہ رکھنے کی حکمت اور اس کا مقصد کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: قرآنِ کریم میں روزہ کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ روزہ دار میں تقویٰ و پرہیزگاری کی صفت پیدا ہو اور احادیثِ شریفہ میں ہے کہ روزہ جہنم سے ڈھال اور بچاؤ کا ذریعہ ہے، روزہ قوت روحانی میں اضافہ کا سبب ہے اور روزہ سے قوتِ شہوانیہ وبہیمیہ کمزور ہوتی ہے جو شریعت میں مطلوب ہے۔

﴿یأیها الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون. [البقرة: ۱۸۳]﴾ عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ إن ربکم یقول: کل حسنة بعشرة أمثالها إلى سبع مأة ضعف. والصوم لي وأنا أجزي به، والصوم جنة من النار الخ. (ترمذی شریف ۱/۱۵۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روزہ کی نیت کب کی جائے؟

سوال: کیا روزہ رکھنے کے لئے فجر سے پہلے نیت کرنا ضروری ہے، یا بعد میں بھی کی جا سکتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: فرض اور نفلی روزہ کے لئے نصف النہار (آدھے دن) تک نیت کر لینے کی اجازت ہے؛ البتہ قضاء و واجب روزوں کے لئے صبح صادق سے پہلے روزہ کی نیت کرنا ضروری ہے۔

أما القسم الذي لایشترط فیه تعین النیة ولا تبییتها فهو أداء رمضان،

والنذر المعين زمانه، والنفل نية من الليل إلى ما قبل نصف النهار. (نور الإيضاح مع المراقي ٦٤١) **وأما القسم الثاني: وهو ما يشترط تعين النية وتبييتها فهو قضاء رمضان وقضاء ما أفسده من نفل وصوم الكفارات بأنواعها، والنذر المطلق.** (نور الإيضاح مع المراقی أشرفي ٦٤٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

معمولی عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز نہیں

سوال: اگر کوئی شخص معمولی عذر کا سہارا لیتے ہوئے یوں کہے کہ مجھے تو عذر ہے اس لیے میں روزے نہیں رکھتا، تو ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے؟ کیا معمولی عذر کی وجہ سے بھی روزے کو مؤخر کیا جا سکتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: معمولی عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز نہیں، بلکہ شرعی اور واقعی عذر ہی سے روزہ چھوڑنے کی رخصت دی جا سکتی ہے، لہٰذا جو لوگ معمولی بہانہ سے روزہ چھوڑ دیتے ہیں وہ سخت گنہگار ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص رمضان کا ایک روزہ بلا عذر چھوڑ دے تو پھر اس کے ثواب کی تلافی پوری عمر روزہ رکھنے سے نہیں ہو سکتی''۔

عن أبي هريرةؓ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من افطر يوماً من رمضان في غير رخصة رخصها الله لم يقض عنه و ان صام الدهر كله. (السنن الكبرى للبيهقي ٢٢٨/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جھوٹ موٹ مریض بننا

سوال: روزہ رکھنے کے سلسلے سے لوگوں میں حیلہ بہانہ کے تحت یہ بات دیکھی گئی ہے کہ وہ چاند دیکھنے سے قبل ہی فرضی بیمار ہو جاتے ہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر کو دکھا کر اپنی دوا بھی تشخیص کرالاتے ہیں اور گھر پر اپنے بستر کے برابر میں ہی ٹیبل پر تمام دوائیوں کو سجا کر رکھ لیتے ہیں (دکھاوے کے طور پر) اور ہیئت بھی مریض کی بنا لیتے ہیں، کیا ایسے مریض کے لیے شرعاً اجازت ہے کہ وہ روزہ کو مؤخر کرتے ہوئے رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: فرضی اور جعلی بیمار بننے سے روزہ کی فرضیت کا حکم ساقط نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ اصل حال سے پوری طرح واقف ہے، اس طرح کی مصنوعی ہیئت سے اسے فریب نہیں دیا جاسکتا، رمضان کے فرض روزہ کا بلا عذر چھوڑنا اتنا سخت گناہ ہے کہ پوری عمر روزہ رکھنے سے بھی اس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من افطر يوماً من رمضان من غير رخصة على مرض لم يقض عنه صوم الدهر كله و ان صامه. (ترمذی شریف ۱/۵۴-۱۵۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حالتِ حیض میں چھوڑے ہوئے روزوں کی قضا لازم ہے

سوال : خواتین حضرات میں بعض کو مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے روزوں کے معاملے میں بہت ہی غلطیاں ہوجاتی ہیں، جیسے ایک خاتون رمضان شریف میں چھوٹے ہوئے روزے کبھی نہ رکھے، وہ یہی سمجھتی رہی کہ جس طرح حیض کے دنوں کی نمازیں معاف ہیں تو روزے بھی معاف ہوں گے اور اس نے چھوٹے ہوئے روزے کبھی رکھے ہی نہیں اور اب یوں کہے کہ میں نے چھوٹے ہوئے روزے کبھی رکھے ہی نہیں تو اب کیا کروں گی رکھ کر، تو کیا ایسی عورت کا یہ کہنا درست ہے؟ اسے کیا کرنا چاہیے؟ زندگی کے پچھلے ایام کے روزے جو کہ چھوٹے ہوئے ان سے رہ گئے ہیں وہ رکھے یا نہیں؟ اور موجودہ وقت میں بھی چھوٹے ہوئے روزوں کی ادائیگی کرے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: حالت حیض میں روزہ رکھنا جائز نہیں، بلکہ بعد میں اس کی قضا لازم ہے، نماز کی طرح اس کی معافی نہیں ہے لہٰذا جس خاتون نے حالت حیض میں چھوڑے گئے روزوں کی قضا نہیں کی اس پر فرض ہے کہ وہ تمام قضا شدہ روزوں کا اندازہ لگا کر ان کی قضا کرے، شریعت میں یہ کوئی عذر نہیں ہے کہ ”میں نے تو کبھی چھوٹے ہوئے روزے رکھے ہی نہیں اب رکھ کر کیا کروں گی“ کسی فرض کام کے نہ کرنے سے اس کی فرضیت ساقط نہیں ہوجاتی ہے۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۲/۷، کتاب المسائل ۱/۷)

والحيض يسقط عن الحائض الصلاة و يحرم عليها الصوم وتقضى الصوم

ولاتقضى الصلوات لقول عائشةؓ كانت احدانا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا طهرت من حيضها تقضى الصيام ولاتقضى الصلوات. (هداية ٦٤/١-٦٣، البحر الرائق ١٩٤/١، تاتارخانيه ٣٧٢/٢) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

روزہ نہ رکھنے میں کیا غیر مسلم ڈاکٹر کی رائے معتبر ہے؟

سوال: روزہ کے سلسلے سے ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ ایک ''غیر مسلم ڈاکٹر'' کسی سے یہ کہے کہ میں آپ کے مرض کا علاج کررہا ہوں، آپ رمضان کے روزے نہ رکھیں تو کیا اس غیر مسلم ڈاکٹر کے کہنے سے ''جو کہ اسلام کے قوانین سے ناآشنا ہوں اور روزے کی اہمیت کو نہ سمجھتے ہوں'' اس مریض کو روزہ رکھنا چاہیے یا نہیں؟ اس سلسلے سے شرعی احکام کیا ہیں؟ وہ مریض کیا کرے؟ ڈاکٹر کا کہنا مانے یا یہ کہ شریعت کے احکام کے مطابق عمل کرے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: غیر مسلم ڈاکٹر کے کہنے کے ساتھ ساتھ مریض کو خود اپنی حالت کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے اگر وہ محسوس کرتا ہے کہ روزہ رکھنے سے اس کو نقصان ہوگا یا بیماری لمبی ہونے کا غالب گمان ہے تو ایسی صورت میں شرعاً اس کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، لیکن بعد میں اس کی قضاء لازم ہوگی۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۱۹/۳)

أو مريض خاف الزيادة لمرضه. (در مختار زكريا ٤٠٣/٣، تاتارخانيه ٣٨٣/٢، الموسوعة الفقهيه ٤٥/٢٨، طحطاوي أشرفى ٦٨٤) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

روزہ میں کام کی زیادتی کا عذر

سوال: ایک اہم مسئلہ روزے کے سلسلے میں یہ معلوم کرنا ہے کہ اگر کوئی مزدور دن بھر کام کرے اور وہ اسی بہانے سے یہ کہے کہ میں روزہ اس لئے نہیں رکھتا کہ میں دن بھر کام کرتا ہوں تو کیا مزدور کو دن بھر کام کرنے کی وجہ سے روزے نہ رکھنے کی شریعت میں گنجائش ہے؟ اور اگر وہ یہ کہے کہ مجھ سے تو روزہ رکھ کر کام نہیں ہوتا، تو اس کا کیا حکم ہے؟ وہ کیا کرے؟ اس صورت میں روزے کو اہمیت دے یا کام کو؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق : دن بھر کام کا ہونا شرعاً کوئی عذر نہیں ہے، اس بہانہ سے مزدوروں کا روزہ چھوڑنا جائز نہیں، روزہ رکھنا ضروری ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه **رفعه من أفطر يوماً في رمضان من غير عذر ولا مرض لم يقضه صيام الدهر.** (بخاری شریف ۲۵۹/۱) **عن أبي هريرة** رضي الله عنه **أن رسول الله** ﷺ **قال: من أفطر يوماً من رمضان في غير رخصة رخصها الله عزوجل له لم يقض عنه وإن صام الدهر كله.** (السنن الكبرى للبيهقي ٢٢٨/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قضا شدہ روزوں کی ادائیگی

سوال : شرعی عذر کی وجہ سے روزے چھوٹ جاتے ہیں۔ بعد کو وہ سستی اور کاہلی کی وجہ سے رکھے نہیں جاتے تو ایسے روزوں کا کیا کریں؟ کیا ان چھوٹے ہوئے روزوں کا فدیہ دے سکتے ہیں؟ تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ کن لوگوں کو دیا جا سکتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق : جو روزے چھوٹ گئے ہیں ان کی قضاء بہر حال لازم ہے۔ جب تک ان کے ادا کرنے کی طاقت ہو ان کا فدیہ کافی نہیں، فدیہ صرف ایسے شخص کی طرف سے دینا درست ہوسکتا ہے جو عمر کے ایسے آخری مرحلے میں پہنچ گیا ہو کہ اس میں روزے کی طاقت آنے کی کوئی امید باقی نہ رہی ہو۔

فمن شهد منكم الشهر فليصمه، ومن كان مريضاً أو على سفر فعدة من أيام أخر. (البقرة: ١٨٥) **أن تصوموا خيراً لكم.** (البقرة: ١٨٤) **وقضوا لزوما ما قدروا بلا فدية (درمختار) إنما يلزمه الفداء إذامات بعد قدرته على القضاء وقوته على الموت.** (شامي زكريا ٤٠٥/٣-٤٠٧، فتاویٰ عالمگیر ١٠٧/١)

فان برئ المريض او قدم المسافر و ادرك من الوقت بقدر مافاته فيلزمه قضاء جميع ما ادرك فان لم يصم حتى ادركه الموت فعليه ان يوصيه بفدية.

(عالمگیری ٢٠٧/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خاوند کی اجازت نہ دینے اور چھوٹے بچہ کو دودھ پلانے کا عذر

سوال: بعض خواتین اپنے خاوند کا حیلہ کر کے یہ کہتی ہیں کہ ان کی طرف سے اجازت ہی نہیں ہے وہ ہمیں روزہ رکھنے نہیں دیتے ہیں، اس لئے میں نہیں رکھتی، تو کیا فرض روزوں کے رکھنے میں شوہر کی اجازت ضروری ہے؟ اور بعض اپنے چھوٹے بچوں کا بہانہ لے کر روزہ نہیں رکھتیں ہیں کہ میرے بچے دودھ پیتے ہیں اس لئے میں نہیں رکھتی، تو کیا دودھ پلانے والی مائیں اپنے بچوں کے لئے روزہ نہ رکھیں، ایسی اجازت ہے؟ اگر اجازت ہے تو اس سلسلہ میں بچوں کی عمر کی کیا کوئی قید ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: خلافِ شریعت حکم میں خاوند کی تابع داری جائز نہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لاطاعة لمخلوق فی معصية الله عزوجل. (مسند احمد بن حنبل ۱۳۱/۱) یعنی خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت درست نہیں؛ البتہ روزہ رکھنے سے اگر دودھ پیتے بچہ کو نقصان ہوتا ہے اور بچہ اوپر کا دودھ بھی نہیں پیتا تو اس کی خاطر روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے۔

أو حامل أو مرضع خافت بغلبة الظن على نفسها أو ولدها. (درمختار)

وفي الشامي: والإرضاع واجب عليها ديانة ...... ومثلها الأم إذا تعينت بأن لم يأخذ ثدي غيرها الخ. (درمختار مع الشامی زکریا ۴۰۳/۳)

عن عمران ابن حصين رضؓ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاطاعة لمخلوق فی معصية الله. (مسند امام احمد بن حنبل ۶۷/۵ حدیث نمبر: ۲۰۹۲۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دودھ پلانے والی عورت کے لئے رخصت

سوال: اگر کسی عورت کے چھوٹا بچہ ہے، یعنی رمضان شریف سے کچھ دن قبل ہی اس بچے کی پیدائش ہوئی ہے اور اسے دودھ پلانے کا مسئلہ ہے تو کیا ایسی عورت بچے کی وجہ سے روزہ نہ رکھے اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟ اس حال میں کہ اگر وہ عورت روزہ رکھتی ہے تو بچے کے دودھ میں کمی واقع ہوتی ہے، اس صورت میں وہ کیا کرے؟ کیا روزہ رکھنے کی شکل میں شوہر کے اجازت کی بھی ضرورت ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: دودھ پلانے والی عورت کو روزہ نہ رکھنے کی گنجائش ہے اور اس کے لئے شوہر سے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں، بعد میں جب موقع ملے تو چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا لازم ہوگی۔ (فتاویٰ دار العلوم ۶/۴۶۴، بہشتی زیور ۳/۱۸، فتاویٰ شامی زکریا ۱۵۹/۱)

وقضوا لزوماً أي من تقدم حتى الحامل والمرضع. (شامی زکریا ۴۰۵/۳) **إذا خافت الحامل أو المرضع على أنفسهما أو على ولدهما جاز الفطر وعليهما القضاء.** (تاتارخانیه زکریا ۴۰٤/۳ رقم: ٤٦٩٩، عالمگیری ۲۰۷/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حائضہ عورت پاکی کے بعد روزہ کب سے رکھے گی؟

سوال: ایک عورت اگر حیض سے رات کو پاک ہوئی اسے پورے دس دن اور دس رات حیض آیا ہے، تو اگر اتنی ذراسی رات باقی ہو کہ جس میں وہ ایک بار کم از کم اللہ اکبر کہہ سکتی ہو تو کیا وہ صبح کا روزہ رکھ سکتی ہے، مگر اس کے بعد اتنا وقت نہیں بچا کہ وہ ایک بار بھی اللہ اکبر کہہ سکے تو اس صورت میں وہ صبح کا روزہ رکھ سکتی ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ دن کے کسی حصے میں پاک ہوئی تو وہ اب کیا کرے اس کا کچھ کھانا پینا درست ہوگا یا نہیں؟ یا شام تک بغیر کھائے پیئے رہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: اس مسئلہ میں قدرے تفصیل ہے، اگر دس دن رات پورے ہونے کے بعد ایسے وقت میں حیض کا انقطاع ہوا کہ وہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اگرچہ غسل کا موقع نہ ہو تو بھی اگلے دن اس پر روزہ رکھنا لازم ہے، بلا عذر قضاء کرنا جائز نہیں، اور اگر دس دن سے کم میں حیض کا انقطاع ہوا ہے تو اب اگر صبح صادق سے اتنا پہلے خون بند ہوا کہ وہ جلدی سے غسل کر کے اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو اس پر اگلے دن کا روزہ رکھنا لازم ہوگا اور اگر غسل کرنے کے بقدر وقت نہ ہو تو اس کا اگلے دن کا روزہ معتبر نہیں ہوگا بعد میں قضا کرنی ہوگی اور جو عورت دن کے کسی حصہ میں پاک ہو اس کے لیے شام تک کھانا پینا درست نہیں ہے بلکہ روزہ داروں کی مشابہت اختیار کرنی ضروری ہے، تاہم رمضان کے بعد اس دن کی قضاء لازم ہوگی۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۴/۴۰۷، بہشتی زیور ۲/۶۱، کتاب المسائل ۱/۱۴۷)

ومجرد الانقطاع تخرج من الحيض والنفاس فإذا ادركت بعده قدر

التحريمة تحقق طهرها فيه وان لم تغتسل فيلزمها القضاء. (رسائل ابن عابدين ۹۱/۱، شامی زکریا ۳۸۵/۳، طحطاوی علی المراقی ۳۷۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رمضان میں غیر روزہ دار مسافر شرعی کا بیوی سے قرب

سوال: مسافر شرعی ہونے کی وجہ سے سفر میں روزہ نہیں رکھا تو رمضان شریف میں دن میں بیوی سے قرب جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اگر میاں بیوی دونوں مسافر شرعی اور غیر روزے دار ہوں تو قرب جائز ہے، اس لیے کہ جب روزہ نہیں تو روزے کی پابندی بھی نہیں، پھر بھی رمضان کے احترام میں دن میں یہ عمل نہ کریں تو اولیٰ ہے۔

لمسافر سفراً شرعياً اى مقدراً في الشرع لقصر الصلاة ونحوه وهو ثلاثة ايام ولياليها الخ الفطر. (شامی زکریا ۴۰۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روزہ کی حالت میں قصداً انزال

سوال : روزے کی حالت میں اگر کسی نے جان بوجھ کر انزال کیا اور اسے اس میں لذت بھی آئی تو کیا ایسی صورت میں اس کا روزہ ٹوٹ گیا یا رہا؟ اگر ٹوٹ گیا تو اس صورت میں اس کی قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم آئے گا یا نہیں؟ صحیح صورت مسئلہ کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق : مذکورہ عمل انتہائی سخت گناہ ہے اور اس کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

وإذا عالج ذكره بيده حتىٰ أمنى عامة مشائخنا استحسنوا وافتوا بالفساد وهو المختار، وفي الفتاوى الخلاصة: ولا كفارة عليه ولا يحل هٰذا الفعل خارج رمضان أيضاً. (تاتارخانیہ ۳۷۰/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جنابت کی حالت میں روزہ کی ابتداء

سوال : رمضان کی رات میں اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے مباشرت کی اور اسی حال میں وہ سو گیا،

پھر سحری سے فارغ ہوا اور سوگیا، سوچا کہ اُٹھ کر غسل کرلوں گا، مگر سویا تو اس حال میں اٹھا کہ سورج طلوع ہو چکا تھا اور گھنٹے دو گھنٹے بھی گذر چکے تھے، پھر اس کے بعد اس نے غسل کیا تو کیا ایسی صورت میں ایسے شخص کا روزہ ہوگیا یا نہیں؟ شریعت کے مطابق روزے کی رات میں کوئی شخص بیوی سے ملے تو اسے غسل وغیرہ سے کب فارغ ہونا چاہیے؟ میاں، بیوی ہر دونوں کو کس وقت تک پاک صاف ہوجانا چاہیے کہ روزے میں خلل نہ ہو؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: حالت جنابت سے روزہ شروع کرنا اگرچہ صحیح ہوجاتا ہے لیکن سورج نکلنے کے بعد تک ناپاک رہ کر نماز کو قضا کردینا نہایت سخت گناہ ہے، اس لیے جنبی مرد وعورت کو صبح صادق سے پہلے ہی غسل کرکے پاک ہوجانا چاہیے اور ناپاک رہ کر نحوست مول نہیں لینی چاہیے۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۳/۷۰)

أو أصبح جنباً وإن بقی کل الیوم. (درمختار زکریا ۳/۳۷۲، عالمگیری ۱/۲۰۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محتلم شخص غسل جنابت کب کرے؟

سوال: روزے کی حالت میں یا رات میں سوتے ہوئے رمضان شریف میں کسی کو احتلام ہوگیا تو وہ اب کیا کرے؟ اسی وقت رات ہی میں غسل کرے یا یہ کہ صبح بھی غسل کرسکتا ہے؟ شریعت میں اس کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ اور اس کے اندر کہاں تک گنجائش ہے جس میں روزے پر اثر نہ پڑے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: محتلم شخص کو بھی جلد از جلد پاکی حاصل کرلینی چاہیے تاہم اگر صبح صادق کے بعد غسل کیا پھر بھی اس کا روزہ درست ہوجائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۲۱۸)

أو أصبح جنباً وإن بقی کل الیوم. (درمختار زکریا ۳/۳۷۲، عالمگیری ۱/۲۰۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت

سوال: آج کل تمام تر سہولیات میسر ہونے کے باوجود بھی لوگ روزے چھوڑتے ہیں پہلے زمانے

میں تو لوگ پیدل سفر کیا کرتے تھے، تو سفر کے دوران بہت ساری پریشانیاں اور مشقتوں کا سامنا ہوتا تھا جس سے سفر میں روزے کا رکھنا مشکل کام ہوتا تھا مگر موجودہ دور میں تو گھنٹوں کا سفر منٹوں میں ہورہا ہے اور ہفتوں کا سفر ایک دن میں ہورہا ہے، تو کیا ایسے تیز طرار سواری پر سفر کے باوجود بھی روزے کا مؤخر کرنا صحیح ہے؟ کیا تمام سہولیات کے ساتھ سفر میں روزے نہ رکھنے کی گنجائش ہے؟ کیا ایسا مسافر بھی روزے کو چھوڑ سکتا ہے؟ کیا اس صورت میں کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا؟ اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: شریعت نے سہولت پر نہیں بلکہ سفر پر روزہ نہ رکھنے کی رخصت کا مدار رکھا ہے لہٰذا جب بھی شرعی سفر (تقریباً ساڑھے ۸۲ رکلومیٹر) پایا جائے گا تو روزہ نہ رکھنے کی رخصت حاصل ہوجائے گی، لیکن پھر بھی بہتر، افضل اور عزیمت یہی ہے کہ اگر کوئی خاص مشقت نہ ہو تو دورانِ سفر روزوں کو قضاء نہ کیا جائے، اس لیے کہ بعد میں چھوٹے ہوئے روزوں کی ادائیگی بہت مشکل ہوتی ہے۔ (بہشتی زیور ۳/۱۹)

ويندب للمسافر الصوم لآية: ﴿وَاَنْ تَصُوْمُوا خيرٌ لكُمْ﴾ والخير بمعنى البرّ لا أفعل التفضل إن لم يجره فان شق عليه أو على رفيقه فالفطر أفضل لموافقته الجماعة. (در مختار زكريا ۳/۴۰۵، مجمع الانهر ۱/۲۴۹ قديم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روزہ کی حالت میں لپ اسٹک اور مہندی

سوال: روزے کی حالت میں عورتیں ہونٹوں پر لپ اسٹک لگاسکتی ہیں یا نہیں؟ اسی طرح روزہ کی حالت میں سر پر مہندی لگاسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: روزے کی حالت میں لپ اسٹک لگانا مکروہ ہے اس لیے کہ اس کے منہ کے اندر جانے کا قوی احتمال ہے البتہ روزے کے دوران سر پر مہندی لگانے میں کوئی حرج نہیں۔

(مستفاد: ایضاح المسائل ۸۷، احسن الفتاویٰ ۴/۴۲۴)

ويكره للصائم أن يذوق شيئاً بلسانه. (تاتارخانية زكريا ۳/۳۹۵) **ويكره مضغ العلك للصائم.** (تاتارخانيه زكريا ۳/۳۹۷، شامی زكريا ۳/۳۹۵، عالمگيری ۱/۱۹۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روزہ کی حالت میں لپ اِسٹک کیوں منع ہے؟

سوال: میں ایک خاتون ہوں اور لبوں پر لپ اسٹک (سرخی) لگاتی ہوں اور یہ معمول رمضان المبارک میں بھی رہتا ہے؛ لیکن ایک دینی معلومات رکھنے والی خاتون کہتی ہیں کہ لپ اسٹک سے روزہ خراب ہوجاتا ہے، روزے کی قضاء لازم آئے گی، میں تشویش میں ہوں کہ کیا کروں؟ آپ از راہِ کرم مفصل مسئلہ اور لپ اسٹک کا کیا حکم ہے؟ واضح فرمائیں۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: روزہ کی حالت میں لپ اسٹک لگانا مکروہ ہے؛ اس لئے کہ اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ لپ اسٹک پگھل کر تھوک کے ساتھ حلق میں چلی جائے، اگر وہ حلق میں چلی جائے گی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (مستفاد: تحفۂ رمضان ۴۷)

وكره له ذوق شيء وكذا مضغه. (وفي الشامية) الظاهر أن الكراهة في هذه الأشياء تنزيهة. (شامي زكريا ۳/۳۹۵، تاتارخانية زكريا ۳/۳۹۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روزہ میں بیوی سے بوس وکنار

سوال: روزہ کی حالت میں بیوی سے بوس وکنار کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: روزہ کی حالت میں بیوی سے بوس وکنار سے روزہ نہیں ٹوٹتا؛ لیکن یہ عمل مکروہ ہے اس لئے اجتناب لازم ہے۔

ولاباس بالقبلة إذا أمن على نفسه من الجماع والإنزال ويكره إن لم يأمن. (عالمگیری ۱/۲۰۰، هدایه ۱/۲۱۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روزہ کی حالت میں بواسیری مسوں کو تر کرنا

سوال: میں بواسیر کا مریض ہوں، مجھے بواسیر کے مسوں کو پانی سے تر کرکے اوپر چڑھانا ہوتا ہے یا مسوں پر دوا لگانا ہوتا ہے، تو کیا مسوں پر پانی چڑھانا اور لگانا درست ہے؟ اس سے روزہ فاسد تو نہیں ہوگا؟ اور اگر ہوگا تو قضا لازم ہوگی یا کفارہ؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بہتر تو یہی ہے کہ مسوں کو خشک کر کے اوپر چڑھایا جائے؛ لیکن اگر تر کرنا یا دوا لگانا ناگزیر ہو اور مسے دو تین انگل کے اندر اندر ہوں، تو ان کو تر کر کے چڑھانے سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ (مستفاد: امداد الاحکام ۱۲۹/۳)

قال في الفتح: والحد الذي يتعلق بالوصول إليه الفساد قدر المحقنة.

(شامی زکریا ۳/۳۶۹)

قضاء روزوں کی ترتیب

سوال: خواتین رمضان کے روزے ایام حیض میں نہ رکھ سکیں اور پورا سال گزر گیا، پھر رمضان آ گیا، اس سال بھی ایسا ہی ہوا، تو اب پہلے پچھلے سال کے روزے قضاء کرے یا اس سال کے، اس کے اندر کوئی ترتیب ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ان روزوں میں کوئی ترتیب نہیں، بس کوشش کریں کہ اس سال یا پچھلے سال کا کوئی روزہ قضاء نہ رہے۔

وقضوا لزوماً ماقدروا بلافدية وبلا ولاءٍ أي موالاة بمعنى المتابعة لإطلاق قوله تعالىٰ: فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرْ. (شامی زکریا ۳/۴۰۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عذر کی وجہ سے روزہ توڑنا

سوال: اگر کوئی شخص روزہ دار ہو اور مرنے کے قریب ہو جائے تو کیا اس کے منہ میں پانی یا دودھ وغیرہ ڈال سکتے ہیں یا اس کی تکلیف دیکھتے رہیں، اور اس کو روزے کی حالت میں رہنے دیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شدید مرض یا بھوک یا پیاس کی شدت سے جان کا خطرہ ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں ایسے شخص کو پانی پلانا یا کھانا کھلانا درست ہے؛ لیکن بعد میں روزے کی قضاء کرنی ہوگی۔

وأما الجوع والعطش الشديد الذي يخاف منه الهلاك فمبيح مطلقا بمنزلة المرض الذي يخاف منه الهلاك بسبب الصوم. (بدائع الصنائع زکریا ۲/۲۵۲، فتاویٰ تاتارخانیة زکریا ۳/۴۰۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رمضان کا روزہ قصداً توڑ دینے کا کفارہ

سوال: اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ہمبستری کرلے تو اس کا کیا حکم ہے؟ کیا روزہ ٹوٹ جائے گا؟ اور وہ کون سی چیزیں ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: رمضان میں روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر ہمبستری کرنے یا کھا پی کر روزہ توڑ دینے سے قضا وکفارہ دونوں لازم ہے، اور کفارہ یہ ہے کہ ایک روزہ کے بدلہ دو مہینے لگاتار روزے رکھنا اور روزہ مزید قضا کیا جائے گا۔

أو أکل أو شرب غزاءً أو دواء عمداً قضی و کفر وإن جامع المکلف اٰدمیا مشتهیً في رمضان أداء في أحد السبیلین عمداً أنزل أولا قضی و کفر. (شامی زکریا ۳۸۶/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مریض بعد میں روزہ کی قضا کرے

سوال: ایسا مریض جس کو روزہ رکھنے کی طاقت اور قدرت نہیں ہے، تو اس سے روزے معاف ہو جائیں گے یا صحت کے بعد قضا ضروری ہے؟ اور اگر صحت یاب نہ ہوسکا اور اس کا انتقال ہو گیا تو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب وَبـاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جس مریض کو سردست روزہ رکھنے کی قدرت نہ ہو وہ مرض کی حالت میں روزہ چھوڑ سکتا ہے؛ لیکن جب طاقت وقوت لوٹ آئے تو چھوڑے ہوئے روزہ کی قضا لازم ہے، اور اگر اسی حالتِ مرض میں انتقال ہو جائے تو فدیہ کی وصیت کرنا لازم نہیں۔

﴿فمن کان منکم مریضاً أو علی سفر فعدة من أیام اٰخر. [البقرة: ۱۸۵]**﴾ أو مریض خاف الزیادة لمرضه الفطر یوم العذر. وقضوا لزوماً ما قدروا بلا فدیة وبلا ولاء. فإن ماتوا فیه ذلك العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة.** (شامی زکریا ۴۰۳/۳- ۴۰۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روزہ کا فدیہ

سوال: اگر کوئی انسان رمضان المبارک میں اپنی جسمانی کمزوری اور ناطاقتی کی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھ سکا، اور بعد رمضان بھی اتنی طاقت اور ہمت نہیں کہ روزے رکھ سکے، تو اس کا فدیہ کیا ہوگا؟ ایک روزہ کا فدیہ کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کوئی شخص ایسا لاغر اور نحیف یا بیمار ہو جائے کہ اب زندگی میں اسے روزہ کی طاقت نصیب ہونے کی امید نہ رہی ہو، تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ ہر روزہ کے بدلے ایک صدقۂ فطر (تقریباً پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت) کے بقدر فدیہ ادا کرے۔ اگر فی الوقت روپیہ پاس نہ ہو تو جب وسعت ہو اس وقت فدیہ ادا کر دے ورنہ وصیت کر کے جائے۔

المريض إذا خاف على نفسه التلف أو ذهاب عضو يفطر بالإجماع...... فالشيخ الفاني الذي لا يقدر على الصيام يفطر ويطعم لكل يوم مسكيناً كما يطعم في الكفارة...... ثم إن شاء أعطى الفدية في أول رمضان بمرة وإن شاء أخره إلى آخره ...... ولو فات صوم رمضان بعد المرض ...... حتى مات لا قضاء عليه؛ لكنه إن أوصى بأن يطعم عنه صحت وصيته ...... ويعطم عنه وليه لكل يوم مسكيناً نصف صاع من بر أو صاعاً من تمر أو صاعاً من شعير. (هندية ۱/ ۲۰۷) **فإن برئ المريض أو قدم المسافر وأدرك من الوقت بقدر ما فاته فيلزمه قضاء جميع ما أدرك فإن لم يصح حتى أدركه الموت فعليه أن يوصي بالفدية.** (هندية ۱/ ۲۰۷، شامی ۳/ ۴۰۳-۴۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کافر فقیر کو فدیہ دینا معتبر نہیں

سوال: مجھ پر فدیہ اور کفارہ لازم تھا؛ لیکن میں نے فدیہ ایک کافر پریشان حال فقیر کو دے دیا؛ لیکن بعد میں کسی نے بتایا کہ کفار کو فدیہ دینا درست نہیں ہے، اس لئے آپ سے معلوم کر رہا ہوں کہ میں

نے جو فدیہ دیا ہے اس کی ادائیگی ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو اس کی شکل کیا ہوگی؟ اور فدیہ کس کو دینا چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: فدیہ اور کفارہ مسلمان فقیر کو دینا لازم ہے، اس لئے کافر فقیر کو دینے سے فدیہ ادا نہ ہوگا، اسے دوبارہ ادا کرنا ہوگا اور جو رقم کافر کو دی گئی ہے وہ محض احسان سمجھی جائے گی۔ (امداد الاحکام ۴۸/۳، احسن الفتاویٰ ۴۳۲/۴)

قال في الدر: ومصرفاً وتحته في الشامية: قال الرملي وفي الحاوي: وإن أطعم فقراء أهل الذمه جاز. وقال أبو يوسف: لايجوز، وبه ناخذ، قلت: بل صرّح في كافي الحاكم بأنه لايجوز ولم يذكر فيه خلافًا وبه علم أنه ظاهر الرواية عن الكل. (شامي زكريا ١٤٤/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فدیہ کے عوض میں کمبل

سوال: ابھی رمضان کے مہینہ میں میں نے فدیہ کی ادائیگی کے طور پر ایک کمبل ایک محتاج اور مستحق شخص کو دے دیا، مگر ہمارے گھر والے مجھ پر برس پڑے کہ تو نے یہ کیا کیا؟ کمبل دینے سے فدیہ ادا نہیں ہوتا ہے۔ میں نے کافی سمجھایا کہ مستحق شخص ہے سردی کا موسم آنے والا ہے، فدیہ کے طور پر کمبل ہی دے رہا ہوں، اس کی پریشانی بھی دور ہو جائے گی اور فدیہ کی بھی ادائیگی ہو جائے گی؛ لیکن وہ لوگ سرے سے انکار کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ فدیہ صرف روپئے اور گیہوں کے شکل میں ادا ہوتا ہے، اس کے علاوہ کسی اور چیز سے نہیں، آپ سے درخواست ہے کہ ان چیزوں کی تفصیل بتا دیجئے، جن کو فدیہ کے طور پر دینا جائز ہے، اور میں نے جو کمبل فدیہ کے طور پر دیا ہے، اس سے فدیہ ادا ہوا کہ نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: فدیہ کی قیمت میں کمبل دینا بھی شرعاً درست ہے؛ لیکن روپیہ دینا زیادہ بہتر ہے؛ اس لئے کہ وہ فقیر کے زیادہ کام آنے کی چیز ہے۔

ودفع القيمة أي الدراهم أفضل من دفع العين على المذهب المفتى به.

(مستفاد: شامی زکریا ۳۲۲/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فدیہ کی ادائیگی

سوال : فدیہ کی ادائیگی وقت سے پہلے کر سکتے ہیں یا رمضان کے بعد کریں، فدیہ کی رقم ایک ہی آدمی کو دے دیں یا الگ الگ افراد کو دینا لازم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : جب روزہ قضاء ہو جائے تو عاجز شخص فوراً فدیہ دے سکتا ہے، رمضان ختم ہونا لازم نہیں اور ہر روزہ کا فدیہ الگ الگ فقیر کو دینا لازم نہیں، کئی دن کا فدیہ ایک فقیر کو بھی دے سکتے ہیں۔

وللشيخ الفاني العاجز عن الصوم الفطر ويفدي وجوباً ولو في أوّل أشهر أي يخير بين دفعها في أوله و آخره وبلا تعدد فقير. (درمختار مع الشامی زکریا ۳/۴۱۰)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بڑھاپے میں روزہ یا فدیہ؟

سوال : اگر کسی نے زندگی میں کبھی روزہ رکھا ہی نہیں، یہاں تک کہ وہ عمر کے آخر حصّے کو پہنچ گئے، اب وہ یہ کہیں کہ میں نے تو کبھی روزہ رکھا ہی نہیں اب اس بڑھاپے میں کیا روزہ رکھوں، تو کیا ایسے شخص کا یہ کہنا درست ہوگا؟ کیا زندگی بھر روزہ نہ رکھنے کے باوجود بسبب بڑھاپا ایسے شخص کو رمضان کے روزے نہ رکھنے کی شریعت میں چھوٹ ہو سکتی ہے؟ شریعت کا تقاضا ایسے شخص کے لئے کیا ہے؟۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: محض بڑھاپے کی عمر کو پہنچنے سے روزہ نہ رکھنے کی رخصت نہیں ملتی، بلکہ یہ رخصت صرف اس شخص کے لیے ہے جو عمر کے اس مرحلہ میں پہنچ گیا ہو کہ اب زندگی بھر اس کا روزہ رکھنا متصور نہ ہو، ایسے شخص کے لیے شریعت نے گنجائش دی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھ کر ہر روزے کے بدلہ میں فدیہ ادا کر دے، اور جس شخص نے عمر بھر روزے نہیں رکھے تا آنکہ وہ روزہ رکھنے سے معذور ہو گیا، تو اب اس پر لازم ہے کہ بالغ ہونے کے بعد سے اب تک کا اندازہ لگا کر ہر روزہ کا فدیہ ادا کرے اور ایک فدیہ کی مقدار ایک صدقۂ فطر کے برابر ہے، جس کا وزن ایک کلو ۵۷۵ گرام گیہوں یا اس کی قیمت ہے۔

وللشيخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ويفدی وجوبا قوله العاجز عن الصوم ای عجزاً مستمراً. (شامی زکریا ٤١٠/٣، تاتارخانیہ زکریا ٤٠٨/٣، خانیہ ٢٠٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فدیہ اور صدقۃ الفطر

سوال: فدیہ کسے کہتے ہیں؟ اور یہ کن لوگوں پر واجب ہے، صدقۃ الفطر اور فدیہ میں کیا فرق ہے؟ یا دونوں ایک ہی چیز ہیں؟

الجواب: وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: روزہ کے بارے میں فدیہ کا اطلاق اس صدقہ کی مقدار پر ہوتا ہے جو ایسے دائمی مریض اور عاجز پر لازم ہوتا ہے جو زندگی بھر روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو، جو شخص وقتی مریض ہو اور اسے صحت کی امید ہو تو اس پر فدیہ لازم نہیں، ہاں اگر کوئی شخص اس حالت میں مرجائے کہ اس پر روزے قضاء رہ گئے ہیں تو اس کی طرف سے ہر روزہ کے بدلہ میں ایک فدیہ دیا جائے گا۔ اور صدقۃ الفطر اس صدقہ کو کہا جاتا ہے جو اصلاً عید کے روز صاحب نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے ماتحتوں کی طرف سے لازم ہوتا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ نماز روزہ کا ''فدیہ'' الگ چیز ہے، اور صدقۃ الفطر الگ شئی ہے، البتہ مقدار کے اعتبار سے فدیہ اور ''صدقۃ الفطر'' دونوں برابر ہیں یعنی دونوں کی قیمت برابر لگتی ہے۔ اور ایک صدقۂ فطر کی مقدار ایک کیلو پانچ سو چھتّر گرام گیہوں یا اس کی قیمت ہے۔ (ایضاح المسائل)

من مات و علیه قضاء رمضان فاوصی به اطعم عنه ولیه لکل یوم مسکینا نصف صاع من بُرّ اوصاعاً من تمر او شعیر لانه عجز عن الاداء في آخر عمره فصار کالشیخ الفانی. (هدایه ٢٢٢/١، شامی زکریا ٤٠٩/٣) وصدقة الفطر واجبة علی الحر المسلم اذا کان مالکاً بمقدار النصاب فاضلاً عن مسکنه وثیابه واثاثه و فرسه وسلاحه و عبیده یخرج ذالك عن نفسه ویخرج عن اولاده الصغار وممالکیه. (هدایه ٢٠٨/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شش عید کے روزے

سوال: شش عید کے روزے (شوال کے چھ روزے) اس سلسلہ میں خواتین حضرات میں یہ رسم

رائج ہے کہ اسے عید کے دوسرے دن ہی رکھنا ضروری سمجھتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ اس کے بعد درمیان ماہ سے یا اخیر ماہ میں شوال کے ان روزوں کو ادا کریں تو کیا ہمیں اس کا ثواب نہیں ملے گا؟ اس کے رکھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ کب کس دن سے ان روزوں کو رکھنا چاہئے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: شش عید کے روزے نہ تو عید کے دوسرے دن سے رکھنے ضروری ہیں اور نہ لگا تار رکھنے ضروری ہیں؛ بلکہ پورے شوال کے مہینہ میں جب چاہیں یہ تعداد پوری کرلیں ثواب پورا ملے گا۔

وندب تفريق صوم الست من شوال ولا يكره التتابع على المختار خلاف للثاني. (درمختار مع الشامي زكريا ٤٢٢/٣) **وتستحب الستة متفرقة كل أسبوع يومان.**

(هندية ٢٠١/١، تاتارخانية زكريا ٤١١/٣، فتاویٰ دارالعلوم ٤٩١/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قضاء روزہ رکھیں یا شش عید کے روزے رکھیں

سوال: رمضان المبارک میں حالتِ روزہ میں عورت ایام ماہواری میں روزہ ترک کردیتی ہے بعد رمضان شش عید کے روزے رکھے جاتے ہیں، اب عورت پہلے شش عید کے روزے رکھے یا ماہِ رمضان المبارک کے قضاء روزے رکھے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: شش عید کے روزے نفل ہیں اور ناپاکی کے ایام میں جو روزے چھوٹ جاتے ہیں ان کی قضا کرنا فرض ہے، اس لئے خواتین کو چاہئے کہ وہ نفلی روزے سے زیادہ فرض روزے قضاء کرنے کا اہتمام کیا کریں۔ یعنی اولاً قضاء روزے رکھیں اور بعد میں نفلی روزے رکھیں۔

وتقضي الصوم ولا تقضى الصلوات. (هدايه ٦٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ذی الحجہ کے روزے

سوال: عیدالاضحیٰ کے روزوں کے سلسلہ میں مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ بقرعید کے کتنے روزے رکھے جاتے ہیں، اور کس تاریخ کے روزے رکھنے چاہیں؟ اور اگر کوئی پورے ہی عشرہ کے روزے رکھے تو

یہ کیسا ہے؟ شرعاً کس تاریخ سے کس تاریخ تک رکھنا درست ہے؟ اس سلسلہ میں سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: یکم ذی الحجہ سے ۹؍ذی الحجہ تک روزے رکھنا مستحب ہے، اس کے بعد دسویں سے تیرھویں تاریخ تک روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، اس لئے اگر کوئی شخص ذی الحجہ کے روزے رکھنا چاہے تو اسے ایک سے نو تاریخ تک روزے رکھنے چاہئیں اور ان میں بھی یومِ عرفہ یعنی نویں تاریخ کا روزہ زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من أيام أحب إلى الله أن يتعبد فيها من عشر ذي الحجة يعدل صيام كل يوم منها بصيام سنة وقيام كل ليلة منها بقيام ليلة القدر. (ترمذي شريف ۱۵۸/۱) **والفجر وليال عشر. روي عن ابن عباس أنها العشر الأول من ذي الحجة.** (تفسير مظهري ۲۲۸/۱۰) **عن أبي قتادة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صيام يوم عرفة أني احتسب على الله أن يكفر السنة التي بعده والسنة التي قبله.** (ترمذي شريف ۱۵۷/۱) **وتنزيهاً، وفي الشامي: لكن بقي عليه من المكروه تحريماً أيام التشريق.** (شامي زكريا ۳۳۶/۳-۳۳۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صدقۂ فطر کی ادائیگی کا وقت

سوال: صدقۂ فطر کی ادائیگی کا وقت کیا ہے؟ کیا اسے عید کے دن ادا کرنا چاہئے، یا عید سے پہلے بھی ادا کیا جا سکتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: صدقۂ فطر رمضان میں بھی ادا کیا جا سکتا ہے اور رمضان کے بعد بھی ادا کرنا درست ہے، مگر رمضان سے قبل معتبر نہیں ہے۔

وصح أداؤها إذا قدمه على يوم الفطر أو أخره اعتباراً بالزكاة. (شامي زكريا ۳۲۲/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صدقۂ فطر رمضان میں ادا کرنا

سوال : صدقۂ فطر پیشگی رمضان میں بھی دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ بعض لوگ عید کے دن ہی دینا ضروری سمجھتے ہیں اور بعض عید کے بعد بھی دیتے ہیں، صحیح مسئلہ کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : رمضان میں بھی صدقۂ فطر ادا کرنا درست ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ عید کے دن نماز عید سے قبل ادا کریں بعد میں بھی دے سکتے ہیں۔

والمستحب أن يخرج الناس الفطرة يوم الفطر قبل الخروج إلى المصلى فإن قدموها على يوم الفطر جاز. (هدايه ۲۱۱/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صدقۂ فطر نہ دینے کا نقصان

سوال: ایک شخص نے روزہ رکھا اور رمضان المبارک کے روزے مکمل کر لئے؛ لیکن صدقۂ فطر ادا نہیں کیا۔ مذکورہ صورت میں اس انسان کی نماز عید اور روزہ کی قبولیت میں کوئی نقص پیدا ہو سکتا ہے یا مکمل ہو جائیں گے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: صدقۂ فطر اس غرض سے مشروع کیا گیا ہے کہ روزہ کے دوران آدمی سے جو کوتاہی ہو جاتی ہے اس صدقہ سے اس کی تلافی کی جائے۔ اب جو شخص صدقۂ فطر ادا کرے گا اسے روزہ کا ثواب کامل طور پر ملے گا اور جو شخص وجوب کے باوجود صدقۂ فطر نہیں دے گا تو اولاً وہ روزہ کے کامل ثواب سے محروم رہے گا، دوسرے ایک واجب کے ترک کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ نیز نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کے بموجب صدقۂ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کرنے میں تو ثواب زیادہ ملتا ہے اور عید کے بعد صدقۂ فطر دینے سے اگرچہ وجوب ساقط ہو جاتا ہے؛ لیکن عید سے پہلے دینے کے برابر ثواب نہیں ملتا۔ (مستفاد: ابوداؤد شریف حدیث: ۱۶۰۹) اس لئے صاحبِ نصاب حضرات کو عید سے پہلے ہی صدقۂ فطر نکالنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کئی سال سے صدقۂ فطر نہیں دیا

سوال: ایک مؤمن کا گھر ایسا ہے جن لوگوں نے کئی سالوں سے صدقۂ فطر ادا نہیں کیا؛ لیکن روزے

پابندی کے ساتھ رکھے ہیں، تو ان کے روزے مقبول ہوئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی تلافی کے لئے ان لوگوں کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: صدقۂ فطر سے چوں کہ روزہ کی کوتاہیوں کی تلافی ہو جاتی ہے اس لئے مذکورہ حضرات صدقۂ فطر ادا نہ کرنے کی بنا پر روزہ کے مکمل ثواب سے محروم رہے، اب ان پر لازم ہے کہ گذشتہ سب سالوں کا صدقۂ فطر حساب لگا کر ادا کریں ورنہ عنداللہ مؤاخذہ دار رہیں گے۔

(مستفاد: شامی ۳/۲۸۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

معتکف کا قضائے حاجت کے لئے انتظار میں کھڑے رہنا

سوال: میں حالتِ اعتکاف میں تھا، قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء گیا، مگر وہاں ایک لمبی بھیڑ تھی، میں بھی اس بھیڑ میں شریک رہا؛ لیکن قضائے حاجت سے فراغت کے بعد یہ احساس ہوا کہ معتکف کو تو مسجد سے باہر اس طرح کھڑا رہنا نہیں چاہئے، اب آپ بتائیے کہ جب ضرورت سخت ہو اور بھیڑ ہو تو معتکف کیا کرے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: قضائے حاجت کے لئے انتظار میں کھڑے رہنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا؛ کیوں کہ یہ بھی ضرورت طبعی کے تابع ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۵۰۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

معتکف کا عیادت اور نماز جنازہ کے لئے مسجد سے باہر نکلنا

سوال: میں معتکف تھا میرے چچا کا اتفاق سے انتقال ہوگیا، میں انتقال کی خبر سن کر میت کی زیارت کے لئے آگیا اور پھر تجہیز وتکفین کے بعد ہی واپس معتکف خانہ میں لوٹا، مگر یہ بھی خیال رہے کہ میں انتقال سے قبل بھی ایک دن عیادت کے لئے میت کے پاس پہنچا تھا۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا میت کی تجہیز وتکفین میں شرکت کرنا یا اس کی عیادت کے لئے جانا درست ہے؟ اور میرا اعتکاف ہوا کہ نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: معتکف کے لئے نمازِ جنازہ اور تجہیز وتکفین اور مریض کی عیادت کے لئے بالقصد مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے، اگر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اور اگر اپنی کسی معتبر

ضرورت سے باہر نکلا تھا اور جاتے آتے وقت کسی کی عیادت کر لی یا جنازہ میں شریک ہوگیا وغیرہ، تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوا، آپ جس دن نکلے ہیں اس دن کے اعتکاف کی بعد میں قضا لازم ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲۰۰/۵، احسن الفتاویٰ ۴۹۹/۴)

فإن خرج ساعة بلا عذر معتبرا في عدم الفساد فلو خرج لجنازة محرمة أو زوجته فسد؛ لأنه وإن كان عذرا إلا أنه لم يعتبر في عدم الفساد. (طحطاوي مطبوعه ديوبند ۷۰۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کو دورانِ اعتکاف حیض شروع ہوگیا

سوال: عورت نے دس دن کے اعتکاف کی نیت سے اعتکاف شروع کیا، پھر اسے حیض شروع ہوگیا، تو وہ بعد میں اعتکاف کی قضا کرے گی یا نہیں؟ اور اگر کرے گی تو کتنے دن کی کرے گی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر عورت کو دورانِ اعتکاف حیض شروع ہو جائے تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور بعد میں صرف اس دن کی قضا کرے گی جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے، پورے دس دن کی قضا لازم نہیں ہے۔

فيقضيه ...... غير أنه لو كان شهراً معيناً يقضي قدر ما فسد ...... أو بغير صنعه أصلاً كحيض ...... أما حكمه إذا فات عن وقته المعين فإن فات بعضه قضاه لا غير، ولا يجب الإستقبال. (شامی زکریا ۴۳۷/۳، بدائع الصنائع ۲۸۸/۲) **وإذا فسد الاعتكاف الواجب وجب قضائه فإن كان اعتكاف شهر بعينه ...... يقضي ذلك اليوم ...... سواء أفسده بغير صنعه كالحيض.** (هندية ۲۱۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زکوۃ کے متعلق مسائل

زکوٰۃ کی ادائیگی میں ٹال مٹول گناہ ہے

سوال: ایک صاحبہ کے شوہر سرمایہ دار ہیں، مگر زکوٰۃ نکالنے کے سلسلے سے ان کا مشغلہ یہ ہے کہ ہر سال اُن پر جتنی زکوٰۃ واجب ادا ہوئی اسے ایک کاپی پر نوٹ فرمالیتے ہیں، جیسے امسال دس ہزار کی رقم زکوٰۃ کی ہوئی تو اسے نوٹ فرمالیا، اگلے سال ۱۵/ ہزار کی ہوئی تو اسے نوٹ فرمالیا، پھراس سے اگلے سال مزید رقم ہوئی تو اسے بھی نوٹ فرمالیا، اب ادائیگیٔ زکوٰۃ کے سلسلہ میں ۱۰/ ہزار میں سے ۶/ ہزار نکال دیئے، کبھی ۱۵/ ہزار میں سے ۱۰/ ہزار ادا کردیئے، ۵ ہزار روک لئے، تو کیا اس طرح ان کی ادائیگی زکوٰۃ ہوجائے گی؟ کیا وہ پیسے جو کہ انہوں نے ۱۵/ میں سے ۱۰/ ہزار ادا کئے باقی روک لئے، اور پھر ۱۰ میں سے ۶/ ہزار دیئے ۴/ ہزار روک لئے، یہ پوچھے جانے پر کہ ایسا آپ کیوں کرتے ہیں؟ تو کہتے ہیں کہ ہمیں صحیح آدمی مستحق زکوٰۃ نظر ہی نہیں آتے، تو کیا اس طرح ان کی سالانہ زکوٰۃ کی رقم مکمل ادا مانی جائے گی؟ زکوٰۃ کی ذمہ داری سے وہ سبک دوش ہوسکیں گے؟ یا ان پر وہ ذمہ داری قائم ہی رہے گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں ان کا شمار زکوٰۃ کے نہ دینے والوں میں ہوگا یا دینے والوں میں؟ عرض ہے کہ تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: حساب لگا کر ہر سال کی زکوٰۃ فوراً ادا کرنے کا اہتمام لازم ہے، مستحقین نہ ملنے کے بہانے سے زکوٰۃ کی ادائیگی کو ٹالنے کی اجازت نہیں، اور جب تک واجب الاداء زکوٰۃ کی رقم مکمل ادا نہ ہوگی اس وقت تک مالک سے نصاب کا ذمہ بری نہ ہوگا، اور وہ اپنی ذمہ داری سے سبک دوش نہ ہوسکے گا۔

مالك لنصاب من نقد ولو تبراً ...... أو ما يساوي قيمته من عروض تجارة فارغ عن الدين وعن حاجته الأصلية نام ولو تقديراً، وشرط وجوب أدائها حولان الحول على النصاب الأصلي. وفي حاشيته: وهي واجبة على الفور، وعليه الفتوىٰ فيأثم بتأخيرها بلا عذر، ويزكى بتمام الحول الأصلي سواء استفيد بتجارة وللمزكي الدفع إلى كل الأصناف، وله الاقتصار على واحد مع وجود باقي الاصناف ...... ولو دفع بتحر لمن ظنه مصرفاً فظهر بخلافه أجزأه. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ۷۱۳-۷۲۱) **وتجب على الفور عند تمام الحول حتى يأثم بتأخيره من غير عذر، وفي رواية الرازي على التراخي متى يأثم عند الموت والأول أصح.** (هندية ۱/۱۷۰، فتاویٰ عالمگیری ۱/۱۷۰، وکذا فی الدرالمختار زکریا۳/۱۹۱-۱۹۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رقم تھوڑی تھوڑی جمع ہوئی تو زکوٰۃ کب واجب ہوگی؟

سوال: ہمارے پاس ایک لاکھ کی رقم تھوڑی تھوڑی کر کے جمع ہوئی ہے، مگر ابھی پورا سال نہیں گذرا ہے، تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہوگئی؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر آپ کے پاس پہلے سے بقدر نصاب مال موجود ہے اور پھر درمیان میں ایک لاکھ کی رقم تھوڑی تھوڑی کر کے جمع ہوئی ہے، تو پہلے سے موجود مال پر جب سال پورا ہوگا تو اس ایک لاکھ کی رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی؛ اس لئے کہ ہر جمع شدہ رقم پر سال کا گذرنا شرط نہیں ہے؛ بلکہ نصاب کے بقدر ملکیت کے وقت ہی سے سال کی ابتداء شمار کی جاتی ہے، اور اگر پہلے سے بقدرِ نصاب مال موجود نہ ہو اور یہ ایک لاکھ روپیہ رفتہ رفتہ جمع ہوئے ہوں، تو جس دن بقدرِ نصاب روپئے ملکیت میں آئے ہیں، اسی دن سے سال کی ابتداء ہوگی اور سال پورا ہونے سے پہلے زکوٰۃ کا وجوب نہ ہوگا۔

وشرط كمال النصاب ولو سائمة في طر في الحول في الابتداء

للانعقاد، وفي الانتهاء للوجوب فلا يضر نقصانه بينهما. (در مختار مع الشامي زكريا ٢٣٣/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیمہ میں جمع شدہ رقم پر زکوٰۃ

سوال: ہمارا بیمہ چل رہا ہے دو سال کی قسطیں جمع ہو چکی ہیں، اس میں اپنی اصل رقم کی زکوٰۃ جمع کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یا اصل رقم جمع کرنا ضروری ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: بیمہ کا معاملہ بجائے خود نا جائز ہے، اور اس میں زکوٰۃ کی رقم جمع کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔

لإن القمار من القمر الذي يزداد تارةً وينقص أخرىٰ وسمي القمار قماراً؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلىٰ صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. (شامي زكريا ٥٧٧/٩) **والحاصل أن الربا حرام.** (شامي زكريا ٤٢٤/٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سودی رقم پر زکوٰۃ واجب نہیں

سوال: میں نے بیس ہزار کی رقم پانچ سال کے لئے جمع کی ہے جس میں ۵؍سال کی وہ رقم دوگنی ہو جاتی ہے، اب اس جمع شدہ اصل رقم کی زکوٰۃ ادا کریں گے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اس صورت میں جمع کردہ اصل رقم کی زکوٰۃ سال گزرنے پر ادا کرنی ہوگی، اور سود کی رقم پر زکوٰۃ نہیں ہوگی؛ بلکہ اس رقم کو بینک سے نکال کر غریبوں کو تقسیم کرنا ضروری ہوگا۔

وسببه ملك نصاب حولي نسبة للحول لحولانه عليه تام بالرفع صفة الملك. (شامي زكريا ١٧٥/٣) **لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق.** (شامي زكريا ٥٥٣/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رہائشی مکان پر زکوٰۃ نہیں

سوال: ایک شخص کے پاس رہنے کے لئے اپنا ذاتی مکان ہے اس کے علاوہ کاروبار بھی عمدہ

طریقے سے چل رہا ہے، نیز اپنے رہنے کے ذاتی مکان کے علاوہ ۲/مکان اور ہیں، تو اب ان مکانوں پرزکوٰۃ واجب ہوگی یانہیں؟ جب کہ وہ انسان ان مکان کے ساتھ کافی جائیداد کا مالک ہے۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جومکان رہائش کی غرض سے بنائے گئے ہیں، ان کی مالیت پرزکوٰۃ واجب نہیں ہے؛ البتہ اگر مکانوں کوفروخت کرنے کی نیت ہی سے خریدا گیا ہے، تو ان مکانوں کی قیمت پرزکوٰۃ واجب ہوگی۔

فلازكوٰة على مكاتب ولا في ثياب البدن وأثاث المنزل ودور السكنىٰ ونحوها. (درمختار مع الشامي ۱۸۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رہائشی پلاٹ پرزکوٰۃ کا مسئلہ

سوال: اگرکسی شخص نے ایک پلاٹ بغرض رہائش ایک لاکھ روپئے کا خریدا، اور چند سال بعد رہائش ترک کرکے پانچ لاکھ میں فروخت کردیا، تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ اس مکان پرزکوٰۃ کب سے کب تک واجب ہوگی؟ آیا ترکِ ارادۂ رہائش سے یا شروع سے ہی زکوٰۃ واجب ہوگی؟ زکوٰۃ خریدنے کی قیمت کے حساب سے (ایک لاکھ کی) دی جائے گی یا فروخت کرنے کی قیمت کے حساب سے، یعنی پانچ لاکھ کی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جو پلاٹ بغرضِ رہائش خریدا جائے اس کی قیمت پرزکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، خواہ اس میں رہائش ہو یا نہ ہو؛ البتہ جب اس کوفروخت کردیا جائے تو اس کی قیمت پرحسبِ ضابطہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔

ثم ما نواه للخدمة لا يصير للتجارة وان نواه لها ما لم يبعه بجنس ما فيه الزكاة. (در مختار مع الشامي ۱۹۲/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مستعمل زیورات پرزکوٰۃ

سوال: اگرکسی کے پاس سات تولہ سونا ہے یا کچھ چاندی اورسونا ملاکرانسان صاحبِ نصاب ہوگیا ہے؛ لیکن سونے چاندی کے زیورات مستعمل ہیں، تو کیا اس پرزکوٰۃ واجب ہے؟ یا غیراستعمال شدہ

سونے اور چاندی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: سونے وچاندی کے مستعمل زیورات پر بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

أو حليا ما تتحلى به المرأة من ذهب أو فضة. (شامی زکریا ۲۲۷/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جائیداد اور گھریلو سامان پر زکوٰۃ نہیں

سوال: میں ایک بیوہ عورت ہوں، میرے پاس کسی کی دی ہوئی تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپئے مالیت کی زمین ہے، میرے پاس زیور بھی ہے، بینک بیلنس بھی اور گھر پر کمپیوٹر بھی ہے، جس پر لڑکا کام کرتا ہے، جو آمدنی کا ذریعہ ہے، میرا پیشہ سلائی کرنا ہے، اس سے بھی کچھ آمدنی ہوجاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زکوٰۃ کی مستحق ہوں یا نہیں، یا زکوٰۃ دینے کے لائق ہوں۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: آپ کے جو ذاتی ضرورت کی جائیداد اسی طرح کمپیوٹر اور سلائی مشین ہے، اس کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں؛ لیکن زیور اور بینک بیلنس اگر نصاب کے بقدر ہو، تو اس پر ڈھائی فیصدی کے اعتبار سے زکوٰۃ نکالنی واجب ہے، اور مذکورہ مالیت کی ملکیت رہتے ہوئے آپ کے لئے کسی بھی شخص سے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

ولا في ثياب البدن وأثاث المنزل ودور السكنى ونحوها. (شامی زکریا ۱۸۲/۳) فإن كان له فضل عن ذلك تبلغ قيمته مائتي درهم وحرم عليه أخذ الصدقة. (شامی زکریا ۲۹٦/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سال پورا ہونے سے پہلے مکان خرید لیا

سوال: ایک شخص کے پاس ۱۰/لاکھ روپئے موجود ہیں سال مکمل ہونے سے پہلے اس روپئے سے مکان خرید لیا، حالاں کہ رہائش کے لئے اس کے علاوہ مکان موجود ہے، تو اس شخص پر جس طرح روپئے موجود ہونے کی حالت میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، سال پورا ہونے پر اسی طرح اس مکان کی مالیت کا اندازہ لگا کر زکوٰۃ واجب ہوگی یا کوئی اور شکل ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسئولہ صورت میں چوں کہ دس لاکھ روپیہ میں رہائشی مکان خرید لیا گیا

ہے اور روپیہ کی ادائیگی بھی کردی گئی ہے، تو اب اس رقم پر اور اس سے خریدے گئے مکان کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

لأن حولان الحول علىٰ النصاب شرط لكونه سبباً. (شامی زکریا ۱۷۵/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زیور بیوی کی ملکیت ہے

سوال: زیور بیوی کی ملکیت ہے یا شوہر کی؟ زیور کی زکوٰۃ دونوں میں سے کس پر واجب ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِيْق: میکہ سے ملے ہوئے زیور کی تو عورت یقیناً مالک ہے اس کی زکوٰۃ بہرحال اسی پر واجب ہے اور سسرال سے ملے ہوئے زیور کے بارے میں برادریوں کے اعتبار سے عرف مختلف ہے، جس برادری میں پوری طرح بیوی کو مالک ومختار بنادیا جاتا ہے، ان میں بیوی ہی زکوٰۃ ادا کرے گی اور جہاں عورت کو محض عاریت کے (عارضی) طور پر دیا جاتا ہے مالک نہیں بنایا جاتا وہاں اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی شوہر پر لازم ہوگی۔

سببه أي سبب إفتراضها ملك نصاب حوليّ تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد. (الدر المختار على هامش رد المحتار زكريا ١٧٤/١) **وفي تبر الذهب والفضة وحليهما وأوانيهما الزكوٰة.** (هداية ١٩٥/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیوی کے زیور کی زکوٰۃ کس پر؟

سوال: شوہر اپنی شریکِ حیات کو جو مہر کی رقم ادا کرتا ہے اور وہ اس رقم سے کوئی زیور خریدتی ہے تو کیا اس زیور کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے؟ اور اگر ضروری ہو تو کون دے گا؟ شوہر یا بیوی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِيْق: جو زیور عورت کی ملکیت ہے اس کی زکوٰۃ بھی عورت ہی پر واجب ہے، شوہر پر اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی لازم نہیں؛ لیکن اگر ادا کردے تو اس کی طرف سے ایک احسان ہوگا اور بیوی کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

رجل أمر رجلا بأن يؤدي عنه الزكوة من مال نفسه فأدى المامور لايرجع على الآمر ما لم يشترط الرجوع. (خانيه على الهندية ١/٢٦٢) **ولو تصدق عنه بأمره جاز ويرجع بما دفع عند أبي يوسف وعند محمد لا يرجع إلا بشرط الرجوع.**
(شامی زکریا ۳/۱۸۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا مہر کی زکوٰۃ عورت پر واجب ہے

سوال: مہر جو واجب ہے تو کیا اس کی زکوٰۃ عورت پر واجب ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جب تک مہر کی رقم پر عورت کا قبضہ نہ ہوجائے اس کی زکوٰۃ عورت پر واجب نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳/۸۶)

فتجب ...... عند قبض مائتين مع حولان الحول بعده أي بعد القبض من دين ضعيف وهو بدل غير مال كمهر ودية وبدل كتابة وخلع إلا إذا كان عنده مايضم إلى الدين الضعيف. (الدر المختار على هامش رد المحتار زكريا ٣/٢٣٨-٢٣٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرض کی رقم پر زکوٰۃ کا مسئلہ

سوال: اگر ایک شخص کسی کو کچھ رقم بطور قرض کے دے اور قرض دیتے وقت ادائیگی کی تعیین نہ کی گئی ہو کہ کب اور کس طرح ہوگی؟ تو کیا اس رقم کی بھی زکوٰۃ دی جائے گی اور یہ زکوٰۃ کس شخص پر واجب ہے، قرض لینے والے پر یا قرض دینے والے پر؟ کیوں کہ قرض دینے والے کے پاس اب وہ مال نہیں ہے اور یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ رقم اسے کب واپس ملے گی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اس مسئلہ میں تفصیل یہ ہے کہ اس قرض کی واپسی کی امید ہے یا نہیں؟ اگر قرض کی واپسی کی امید ہے تو جب بھی یہ قرضہ وصول ہوگا سابقہ سالوں کی زکوٰۃ قرض دینے والے پر واجب ہوگی، اور اگر واپسی کی بالکل امید نہیں ہے تو وصول ہونے پر سابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں؛ بلکہ صرف وصول ہونے والے سال کی ہی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

ولو كان الدين على مقر ملئى أو على معسر أو مفلس أو جاحد عليه بينة

فوصل إلى ملكه لزم زكوة ما مضى. (شامی زکریا ۱۸٤/۳) **يقر المديون بالدين وبملائته ولا يقدر الدائن على تخليصه منه فهو بمنزلة العدم.** (شامی زکریا ۲۹۱/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرض کی رقم زکوٰۃ سے کاٹنا

سوال: ایک شخص ہمارے پیسوں کا مقروض ہے اس کی نیت خراب ہوگئی وہ قرض ادا کرنا نہیں چاہتا ہے، مگر عمر کے کسی حصے میں دے بھی سکتا ہے، تو کیا ہم اس رقم کو زکوٰۃ میں کاٹ سکتے ہیں؟ یہ بغیر اس کو بتائے کرلیں یا اس سے کہنا بھی ضروری ہے؟ اگر ہم نے زکوٰۃ میں کاٹ لیا اور اس نے وہ رقم واپس کردی تو کیا پھر اس کو دوسرے کو دیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر وہ شخص مال دار ہے مستحق زکوٰۃ نہیں ہے تو نہ زکوٰۃ اس کو دینا جائز ہے اور نہ قرض کے نام پر کاٹنا درست ہے، اور اگر وہ اس طرح مفلس اور نادار ہوگیا ہے کہ آپ کے قرض کی ادائیگی پر وہ قادر نہیں ہے تو بھی اس کا قرض کاٹ کر زکوٰۃ میں شمار کرنا درست نہیں؛ لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ آپ اسے زکوٰۃ کی رقم کا مالک بنادیں پھر اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کریں۔

ولا تدفع لغني لقولهٖ عليه السلام: لا تحل الصدقة لغني. (هداية ۲۰٦/۱) **أما دين الحي الفقير فيجوز لو بأمرهٖ أي يجوز عن الزكاة على أنه تمليك منه والدائن يقضيه لحكم النيابة عنه ثم يصير قابضاً لنفسهٖ.** (الدرالمختار مع الشامي ۲۹۲/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الگ نکال کر رکھے گئے زکوٰۃ کے پیسوں پر دوبارہ زکوۃ واجب نہیں

سوال: ایک انسان نے زکوۃ کی رقم کے پانچ ہزار روپئے الگ رکھ دئے؛ لیکن جس مصرف خیر میں خرچ کرنے کے لئے نکالے تھے اس میں ابھی کمی ہے، اس لئے اس نے خرچ نہیں کئے، یہاں تک کہ سال پورا ہوگیا، تو کیا اس کی زکوٰۃ ادا ہوگئی؟ نیز کیا اس پانچ ہزار پر زکوٰۃ واجب ہوگی؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: زکوٰۃ کا پیسہ الگ نکال کر رکھ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی؛ بلکہ اس کو مصرف میں خرچ کرنا لازم ہے، اور جو رقم زکوٰۃ کے لئے الگ سے نکال کر رکھی گئی ہے اگر اس پر سال گزر جائے تو دوبارہ اس کی زکوٰۃ نہیں نکالی جائے گی۔

فلو كان له نصاب حال عليه حولان ولم يزكه فيهما لا زكوٰة عليه في الحول الثاني. (شامی زکریا ۱۷۶/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لڑکے کے صاحبِ نصاب ہونے سے باپ مالدار نہ کہلائے گا

سوال: اگر لڑکا صاحبِ نصاب ہو اور اس کا باپ ضرورت مند ہو، بیٹا باپ سے علیحدہ اپنی زندگی عیش سے گذار رہا ہے؛ لیکن باپ ٹکڑوں کا محتاج ہے، تو ایسی صورت میں کیا باپ زکوٰۃ کا مستحق بن سکتا ہے؟ یا بیٹے کے صاحبِ نصاب ہونے کی وجہ سے باپ بھی صاحبِ نصاب کہلائے گا، اور اس پر صاحبِ نصاب کے احکام جاری ہوں گے؟

نوٹ: جب کہ لڑکا اگر اپنے باپ کو کوئی رقم دیتا بھی ہے تب بھی باپ کسی عارضی یعنی اس کی نافرمانی یا غلط روش اختیار کرنے وغیرہ کی وجہ سے وہ رقم واپس کر دیتے ہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسئولہ صورت میں لڑکے کی طرف سے باپ کو زکوٰۃ کی رقم دینا تو جائز نہیں ہے؛ لیکن والدین جب محتاج ہوں تو ان کا سارا نفقہ صاحبِ استطاعت اولاد پر ہوتا ہے، اس لئے مذکورہ لڑکے کو چاہئے کہ وہ اپنے باپ پر خوش دلی سے خرچ کرے اور ان کی سب ضرورتیں پوری کرے، اگر لڑکا ان پر خرچ نہ کرے تو دیگر لوگ زکوٰۃ کی رقم سے ان والدین کی مدد کر سکتے ہیں، بیٹے کے مال دار ہونے سے والدین کو مال دار قرار نہیں دیا جائے گا۔

ولا إلى من بينهما ولاد، وفي الشامية: أي أصله وإن علا كأبويه وأجداده وجداته الخ. (درمختار مع الشامي زكريا ۲۹۳/۳) **وتجب على موسر النفقة لأصوله الفقراء.** (درمختار مع الشامي زكريا ۳۵۰/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زکوٰۃ کی رقم گم ہوگئی

سوال: میں نے پانچ ہزار روپئے ایک معتمد آدمی کو دی اور یہ کہا کہ مستحقین تک پہنچانا آپ کی ذمہ داری ہے، اورانہوں نے بخوشی اس کو قبول بھی کیا، مگر ایک دوروز کے بعد وہ شخص یہ خبر دینے پہنچے کہ آپ کی زکوٰۃ کی عطا کردہ پانچ ہزار روپئے گم ہوگئے، کسی نے چرالیا، میں کافی پریشان ہوں کہ کیا کروں؟ پوچھنا یہ ہے کے کیا میری زکوٰۃ کی ادائیگی ہوگئی یا مجھے پھر سے زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: آپ کی زکوٰۃ ادانہیں ہوئی، دوبارہ ادا کریں۔

إذا دفع الزکوٰۃ إلی الفقیر لایتم الدفع مالم یقضها. (عالمگیری ۱۹۰/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زکوٰۃ کا افضل مصرف کیا ہے؟

سوال: زکوٰۃ مدرسہ کو دینا افضل ہے یا ضرورت مند کو؟ تفصیل سے جواب دیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: زکوٰۃ فقراء اور مساکین کا حق ہے، اور یہ فقراء عام ضرورت مند بھی ہوسکتے ہیں اور مدارس کے طلباء بھی، قرائن اور حالات دیکھتے ہوئے جہاں زکوٰۃ خرچ کرنے کی ضرورت زیادہ ہو اس میں خرچ کرنا زیادہ موجبِ ثواب ہوگا۔ اور یہ واضح رہنا چاہئے کہ مدارس میں خرچ کرنے سے زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ علوم دینیہ کی نشر واشاعت کا ثواب بھی ملتا ہے، اِسی طرح ضرورت مند اگر پڑوسی یا قریبی رشتہ دار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینے سے بھی دوگنا ثوب ملتا ہے، ایک صدقہ کا دوسرے صلہ رحمی کا۔

مصرف الزکاۃ هو فقیر وهو من له أدنی شيء ومسکین من لا شيء له الخ. إن طالب العلم یجوز له أخذ الزکاۃ ولو غنیاً إذا فرغ نفسه لإفادۃ العلم واستفادته لعجزہ عن الکسب. (شامی زکریا ۲۸۳/۳-۲۸۶) **التصدق علی العالم الفقیر أفضل أي من الجاهل الفقیر.** (شامی زکریا ۳۰۴/۳) **وقید بالولاد لجوازہ لبقیة**

الأقارب كالإخوة والأعمام والأخوال الفقراء؛ بل هم أولى لأنه صلة وصدقة.

(شامی زکریا ۲۹۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طلبہٴ مدارس کوزکوٰۃ دینا

سوال: ایک طالب علم بغرض حصول دینی تعلیم اپنے گھر سے باہر پڑھنے چلے گئے حالانکہ وہ مالی اعتبار سے بہتر ہیں اور مال داروں میں ان کا شمار ہے تو ایسے بے نیاز طالب علم کو زکوۃ کی رقم دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ صرف اس بنیاد پر کہ وہ طالب علم ہے، گرچہ اس کا باپ مال دار ہے، کیا سرمایہ داری کا اس میں اعتبار ہوگا یا نہیں؟ یا طالب علم ہونے کی وجہ سے انھیں زکوٰۃ کی رقم لینی صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر طالب علم نابالغ ہے اور اس کے والدین مالدار ہیں تو اس پر زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں۔ (فتاوی دارالعلوم ۶/۲۸۹) اور اگر طالب علم بالغ ہو اور وہ خود صاحب نصاب نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، اگرچہ اس کے والدین مالدار ہوں۔ (مستفاد فتاویٰ دارالعلوم ۶/۲۲۴، ۶/۲۸۰)

لايمنع من تناولها عند الحاجة كإبن السبيل "بحر عن البدائع" وبهذا التعليل يقوى مانسب للواقعات من أن طالب العلم يجوز له أخذ الزكوٰة ولو غنياً إذا فرغ نفسه لإفادة العلم. (الدر المختار على هامش رد المحتار زكريا ۲۸۵/۳) قال الشامي: وهذا الفرع مخالف لإطلاقهم الحرمة في الغني ولم يعتمده أحد. قلت وهو كذلك، والاوجه تقييده بالفقير ويكون طلب العلم مرخصا لجواز سؤاله من الزكوة وغيرها وإن كان قادراً على الكسب (شامی ۲۸٦/۳) ولايجوز دفعها إلى ولد الغني الصغير. (عالمگیری ۱۸۹/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صاحبِ نصاب کوزکوٰۃ لینی جائز نہیں

سوال: ایک صاحب کے پاس پیسے تو نہیں تھے، مگر دوسری چیزیں تھیں جیسے زمین وغیرہ وہ صاحب گاؤں ہی کے رہنے والے ہیں، نقدی شکل میں ان کے پاس تو کچھ تھا نہیں، مگر انھوں نے اپنی زمین فروخت کی اور اس سے انھیں پچاس لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی، تو کیا اب وہ مالک نصاب

ہوئے یا نہیں؟ ایسا شخص اگر یہ کہے کہ میں زکوٰۃ کا مستحق ہوں، وہ پیسے تو زمین کے بیچنے کی وجہ سے میرے پاس جمع ہیں، تو کیا ایسے شخص کو زکوۃ دے سکتے ہیں؟ یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جس شخص نے اپنی زمین فروخت کر کے پچاس لاکھ روپے حاصل کئے ہیں وہ یقیناً صاحب نصاب ہے اس کے لیے زکوٰۃ لینا اور اس کو زکوٰۃ دینا ہرگز جائز نہیں۔

ولا إلى غني يملك قدر نصاب. (الدر المختار على هامش رد المحتار زكريا ۲۹۵/۳)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زکوٰۃ کی رقم سے فیس کی ادائیگی

سوال: میں ایک دینی مدرسہ میں پڑھتی ہوں اور میرے والدین صاحبِ نصاب بھی ہیں، گھریلو حالات الحمدللہ بہتر ہیں اور میں جس مدرسہ میں پڑھتی ہوں، وہاں ایک سو روپے ماہانہ فیس لی جاتی ہے، مگر میرے والد صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں صرف 50/روپے ہی دے سکتا ہوں اور مدرسہ کے ذمہ داران کہہ رہے ہیں کہ فیس پوری دینی ہوگی، نہیں تو 50/روپے زکوٰۃ کے لینے پڑیں گے۔ اب سوال یہ پوچھنا ہے کہ کیا اس طرح زکوٰۃ کا لینا میرے لئے درست ہوگا؟ جب کہ میں ایک اچھے گھر کی ہوں اور پڑھنے کی مجھے کافی خواہش ہے۔ آپ مناسب حل نکال کر ہمیں آگاہ کیجئے، نیز یہ بھی بتائیے کہ زکوٰۃ دینے والے جو مدرسہ کے ذمہ دار ہیں ان کی زکوٰۃ ادا ہوگی کہ نہیں؟ خیال رہے کہ میں عاقلہ، بالغہ ہوں اور صاحبِ نصاب بھی نہیں ہوں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: زکوٰۃ کا پیسہ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہوتا ہے، اس پیسہ کو بلا شدید ضرورت اور استحقاق کے اپنے استعمال میں لانا صحیح نہیں ہے، اس لئے مسئولہ صورت میں جب کہ آپ کے والدین خوش حال ہیں تو انہیں آپ کی پوری فیس ادا کرنی چاہیئے، اگر وہ پوری فیس ادا کرنے پر آمادہ نہ ہوں اور آپ بقدرِ ضرورت تعلیم حاصل کر چکی ہیں، تو آپ کے لئے زکوٰۃ لے کر تعلیم جاری رکھنا ضروری اور فرض نہیں ہے، حتی الامکان زکوٰۃ کی رقم کے استعمال سے بچنا چاہیئے۔

عن عبد المطلب بن ربيعة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن

هـذه الـصدقات إنما هي أوساخ الناس. (مشكوٰة شريف ١٦١) **لا يـجوز دفع الزكوٰة إلى من يملك نصاباً أى مال كان.** (عالمگیری ۱۸۹/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہندوملازم کوزکوٰۃ دینا

سوال: گذارش یہ ہے کہ جب زکوٰۃ بانٹ رہے ہوں اوراپنے یہاں کا ہندوملازم پاس کھڑا ہوتو اس کوزکوٰۃ دے سکتے ہیں یانہیں؟ اورقربانی کا گوشت بھی ہندوکودے سکتے ہیں یانہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: غیرمسلم کوزکوٰۃ نہیں دے سکتے ہیں؛ البتہ قربانی کا گوشت دینا جائز ہے۔

ولا تـدفع الزكوٰة إلى ذمي. (شامي زكريا ٣٠١/٣) **ويهـب مـنها ما شاء للغني والفقير والمسلم والذمى.** (عالمگیری ۳۰۰/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زکوٰۃ کی رقم سے شاگردوں کے کپڑے بنانا

سوال: زکوٰۃ کے روپیوں سے شاگردوں کے کپڑے بناسکتے ہیں، یانہیں؟

الجواب وَبـاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگرشاگردغریب اورمستحق زکوٰۃ ہوں اورسادات کے خاندان سے نہ ہوں توزکوٰۃ کی رقم سے ان کے کپڑے بنانا درست ہے۔

ولـو سأل للكسوة أو لاشتغاله عن الكسب بالجهاد أو طلب العلم جاز لو محتاجاً. (در مختار مع رد المختار ٣٠٦/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زکوٰۃ کے روپیہ سے افطار

سوال: زکوۃ کی رقم سے کسی کوافطار بھیج سکتے ہیں یانہیں، اسی طرح سحری بھی؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: کسی مستحق زکوٰۃ شخص کوزکوٰۃ کی رقم سے افطاراورسحری کی چیزیں بھیجنا جائز ہے؛ لیکن غیرمستحق شخص کوافطارکرانے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، اسی طرح اپنے دسترخوان پر غریبوں کوبطوراباحت افطارکرانے سے بھی زکوٰۃ ادانہ ہوگی۔

فـلـو أطعم يتيماً ناويا الزكاة لايجزيه إلا إذا دفع إليه المطعوم؛ لأنه بالدفع

إليه بنية الزكوٰة يملكه فيصير آكلاً من ملكه. (شامي زكريا ۳/۱۷۱، مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ٦/٢٨٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زکوٰۃ کی رقم سے تحفہ دینا

سوال: زکوٰۃ کی رقم کا تحفہ بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟ تحفہ میں جیسے کپڑا یا کوئی اور سامان کا گفٹ یا یہ دیکھا جائے کہ وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے یا نہیں۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جس کو زکوٰۃ کی رقم سے تحفہ دیا جارہا ہے وہ زکوٰۃ کی رقم کا مستحق ہے یا نہیں؟ اگر وہ مستحق زکوٰۃ ہے تو اس کو زکوٰۃ کی رقم سے تحفہ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوجائے گی ورنہ ادا نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ٦/١٩٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا مدرس زکوٰۃ کا مستحق ہوسکتا ہے؟

سوال: ایک انسان زمانۂ طالب علمی میں زکوٰۃ کا مستحق تھا، اور زکوٰۃ لیتا بھی تھا؛ لیکن جب مدرس بن گیا کوئی معقول آمدنی نہ ہونے کی بنا پر گذر بسر کرنے کے لئے بھی مشکل سے ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، کیا اب بھی یہ زکوٰۃ لے سکتا ہے؟ یا ایک حد تک اپنی ضرورت پوری کرلیتا ہے، تو زکوٰۃ لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: زکوٰۃ لینے کا استحقاق ہر اس شخص کو حاصل ہے جو فقیر اور مسکین ہو؛ لہٰذا جو شخص مدرس بن جانے کے باوجود بھی فقیر ہو اور مالی تنگی میں مبتلا ہو، اس کے لئے زکوٰۃ لینا درست ہے۔

مصرف الزكوٰة هو فقير وهو من له أدنىٰ شيء أى دون نصاب أو قدر نصاب غير تام مستغرق فى الحاجة. (شامی زکریا ۳/۲۸۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بھائی بہن کو زکوٰۃ

سوال: بہن اپنے بھائی کو زکوٰۃ دے سکتی ہے یا نہیں؟ اس طرح بھائی اپنی بہن کو کیا زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ اور کیا بیٹی اپنی ماں کو زکوٰۃ دے سکتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بہن اپنے بھائی کو اور بھائی اپنی بہن کو زکوٰۃ دے سکتا ہے، بشرطیکہ وہ مستحق ہو؛ البتہ اپنی ماں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

وقید بالولاد لجوازہ لبقیۃ الأقارب کالإخوۃ والأعمام والأخوال الفقراء؛ بل ہم أولی لأنہ صلۃ وصدقۃ. (شامی زکریا ۲۹۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زکوٰۃ کی رقم سے رفاہی کام

سوال: زکوٰۃ کی رقم سے کیا کوئی رفاہی کام کیا جاسکتا ہے؟ جیسے کتابیں بٹوا دیں، مسنون دعائیں تقسیم کرادیں، یا تسبیح وغیرہ مسجدوں میں رکھوادیں، تو یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: زکوٰۃ کی صحت کے لئے فقیر کو مالک بنانا لازم ہے اور رفاہی مصارف میں صرف کرنے سے چوں کہ تملیک کی شرط نہیں پائی جاتی، اس لئے زکوٰۃ کی رقم سے رفاہی ضرورتوں کو پورا نہیں کیا جاسکتا؛ البتہ اگر زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں خرید کر غریبوں کو بانٹی جائیں یا زکوٰۃ کی رقم سے خریدی گئی تسبیحیں فقراء کو مالکانہ طور پر دے دی جائیں تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

ویشترط أن یکون الصرف تملیکاً. لایصرف إلی بناء نحو مسجد کبناء القناطر والسقایات وإصلاح الطرقات وکل ما لا تملیک فیہ. (شامی زکریا ۲۹۱/۳، أحسن الفتاوی ۲۹۲/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز کے فدیہ کی رقم غریب کی شادی میں خرچ کرنا

سوال: مرحوم کی نمازوں کے فدیہ کی رقم کسی غریب شخص کی بیٹی کی شادی میں صرف کرنا کیسا ہے؟ اور ہم اس فدیہ کی رقم کن کن لوگوں کو دے سکتے ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کوئی شخص غریب ہو اور سادگی کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہو اور اس کے پاس بقدرِ زکوٰۃ سرمایہ جمع نہ ہو، تو ایسے غریب شخص کو فدیہ کی رقم دینا درست ہے؛ لیکن آج کل غریب لوگ بھی اپنی تقریبات بہت دھوم دھام سے کرتے ہیں اور اپنی غربت کے نام پر

زکوٰۃ فدیہ کی رقومات متعدد جگہوں سے وصول کر لیتے ہیں، اس لئے شادیوں پر فدیہ کی رقم خرچ کرنے سے پہلے اچھی طرح چھان بین کرنا ضروری ہے۔

ومصرف الزكاة هو فقير وهو من له أدنى شيء ومسكين من لا شيء له. وفي الشامية: وهو مصرف أيضا لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة. (شامی زکریا ۲۸۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صدقہ کے گوشت میں سے خود استعمال کرنا

سوال: صدقہ کا گوشت بانٹنے کے بعد تھوڑا بہت استعمال میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ صدقہ کے جانور کی عمر کتنی ہو؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر یہ گوشت صدقۂ نافلہ کا ہے یعنی نذر یا منت یا زکوٰۃ وغیرہ کی رقم کا نہیں ہے، تو اس کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا بھی درست ہے، مگر یہاں یہ واضح رہنا چاہئے کہ آج کل لوگوں نے بالخصوص بیماروں کی شفایابی کے لئے بکرے کے صدقہ کو ضروری سمجھ لیا ہے، حالانکہ اس التزام کی شریعت میں کوئی اصل نہیں؛ بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر اس عقیدہ سے بکرا وغیرہ ذبح کیا جائے کہ یہ مریض کی بیماری کو دور کرنے والا اور اس کی بلا کو ٹالنے کا ذریعہ ہوگا، تو ایسا بکرے مردار کے حکم میں ہے جس کا کھانا امیر غریب کسی کے لئے جائز نہیں، بہرحال صدقہ میں بکرہ کا التزام محض جہالت ہے، بہتر یہ ہے کہ اس جاہلانہ رسم کو ختم کرنے کے لئے بکرے کے بجائے روپئے پیسے وغیرہ کا صدقہ کیا جائے۔ (مستفاد: امدادالفتاویٰ ۳۰۸/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حج سے متعلق مسائل

حرام کمائی سے حج کرنا

سوال: اسمگلنگ، سود، رشوت یا کسی اور حرام ذریعہ سے کمائی ہوئی آمدنی سے کیا حج وعمرہ ادا کیا جاسکتا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: حرام آمدنی سے کیا گیا حج عنداللہ مقبول نہیں ہوتا۔

لایقبل بالنفقة الحرام کما ورد فی الحدیث. (شامی زکریا ۴۵۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غصب کے روپیہ سے حج کرنا؟

سوال: ایک شخص کے ذمہ لوگوں کا قرض ہے یا اس نے ناجائز طریقہ سے لوگوں کے روپئے مار لئے ہیں، جیسے اس نے کہا کہ ہمارے پاس مال لاؤ ہم اتنے میں لیں گے، جب مال آگیا تو اس نے ان کو اس کی آدھی قیمت پکڑا دی اور کہہ دیا کہ لینا ہو تو لو ورنہ جاؤ وغیرہ، تو اب یہ شخص حج کرتا ہے تو ان لوگوں کے پیسے ادا کرنا ضروری ہیں جو اس کے اوپر بطور قرض موجود ہیں یا اس کی ادائیگی کئے بغیر حج ہو جائے گا؟

الجواب وَبــالـلّٰـہِ التَّوْفِیْق: حرام اور مغصوبہ روپیہ سے حج کا فریضہ تو ساقط ہو جائے گا؛ لیکن ثواب سے محرومی رہے گی اس لئے حج ہمیشہ حلال اور پاکیزہ آمدنی سے ہی کرنا چاہئے۔

ویجتهد في تحصیل نفقة حلال فإنه لایقبل بالنفقة الحرام، کما ورد فی الحدیث. مع أنه یسقط الفرض عنه معها ولا تنافی بین سقوطه وعدم قبوله. (شامی زکریا ۴۵۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سرکاری صرفہ سے حج کرنا

سوال: جولوگ سرکاری خزانے سے سرکاری حج وفد میں آکر حج کرتے ہیں (اور یہ سب یا ان میں سے اکثر صاحبِ حیثیت لوگ ہوتے ہیں) کیا یہ حج شرعاً جائز ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سرکاری وفد میں شریک ہوکر سرکاری خرچہ سے حج کرنا درست ہے۔

(مستفاد: انوار مناسک ۱۶۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حج کے لئے زکوٰۃ کی رقم لینا؟

سوال: کیا زکوٰۃ کی رقم سے کسی کو حج کرایا جاسکتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: حج کے لئے زکوٰۃ کی رقم کا سوال کرنا صحیح نہیں ہے؛ لیکن کسی غریب مستحق زکوٰۃ شخص کو زکوٰۃ کی رقم یکجا طور پر اتفاقاً مل جائے تو اس کے لئے اس رقم سے حج کرنا شرعاً درست ہے۔

وإن ملكه فيه أي في الوقت فليس له صرفه إلى غير الحج. (مناسك قاري ٤٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہندوستان سے پیدل سفرِ حج؟

سوال: وسائل اگر دستیاب ہوں، راستہ مامون ہو چند لوگوں کا ساتھ ہو، تو کیا سفرِ حج پر پیدل چل کر جانا شرعی اعتبار سے درست اور جائز ہے؛ کیوں کہ لوگ پہلے پیدل ہی سفر کرتے تھے۔ نیز ہندوستان سے پاؤں چل کر جانا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ہندوستان جیسے دور دراز ممالک سے پیدل حج کو جانا کوئی کارِ ثواب نہیں، اور آج کل حج اسی شخص پر فرض ہوتا ہے جو ہوائی جہاز اور حرمین شریفین میں قیام کے اخراجات (خرچ) اور دورانِ سفر اپنے گھر والوں کے اخراجات ادا کرنے کا متحمل ہو اور جس کے پاس اتنے اسباب نہ ہوں اس پر حج فرض ہی نہیں، اس لئے پیدل جانے کا حکم نہیں دیا جائے گا، اور پہلے دور

میں چوں کہ اور کوئی ذریعہ نہیں تھا اور قافلے پیدل یا جانوروں کی سواری پر چلا کرتے تھے، اس لئے اس وقت حج کی فرضیت کا مدار اس زمانہ کے اسبابِ سفر پر تھا، آج یہ صورتِ حال نہیں ہے۔ نیز پیدل سفر میں آج کے دور میں اخراجات ہوائی سفر سے بھی زیادہ ہونے کا امکان ہے؛ کیوں کہ درمیان میں قیام وطعام اور مختلف ممالک کی سرحدوں سے گزرتے وقت ویزا فیس وغیرہ کی ادائیگی بڑے دشوارکن مراحل ہیں۔ بریں بنا حج کے پیدل سفر کی حوصلہ افزائی ہرگز نہیں کی جاسکتی؛ بلکہ جو اس طرح کا ارادہ کرے اس پر روک ٹوک کرنا لازم ہے، عبادت کو کھیل تماشہ اور ہنسی مذاق کا موضوع نہیں بنانا چاہئے؛ بلکہ اخلاص وللّٰہیت اور خشوع اور خضوع کے ساتھ سنتِ نبوی کی پیروی کرتے ہوئے عبادتیں انجام دینی چاہئیں۔

وهو فرض على مسلم صحيح بصير ذي زاد وراحلة فضلا عما لابد منه وفضلاً عن نفقة عياله إلى حين عوده. (شامي زكريا ٣/٤٥٨-٤٦٢ كفايت المفتي ٤/٣٢٨)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حج سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں

سوال: ایک شخص جوکہ مسلمان ہے مسلم گھرانے میں پیدا ہوا، حاجی بھی ہے؛ لیکن کچھ افعال ایسے ہیں جو قابل اعتراض ہیں، جیسے کسی نے اس شخص سے کہا حاجی جی آیئے نماز پڑھ لیجئے! تو وہ بولے اس سے کیا فائدہ؟ ایک حج کروں گا سب گناہ معاف ہوجائیں گے، ایسے انسان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: حج سے چھوٹی ہوئی نمازیں معاف نہیں ہوتیں؛ بلکہ ان کی قضاء بہرحال ذمہ میں باقی رہتی ہے؛ لہٰذا مذکورہ شخص کا یہ کہنا کہ ایک حج کروں گا سب گناہ معاف ہوجائیں گے یعنی نمازیں ذمہ سے ساقط (ختم) ہوجائیں گی، یہ محض جہالت اور خوش فہمی کی بات ہے، ایسے شخص پر توبہ واستغفار اور چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضاء اور آئندہ پابندی کے ساتھ نمازوں کی ادائیگی لازم ہے ورنہ سخت گنہگار رہوگا۔

قال في البحر: فليس معنى التكفير كما يتوهمه كثير من الناس أن الدين

يسقط عنه، وكذا قضاء الصلاة والصوم والزكوة إذ لم يقل به أحد بذلك. (شامی زکریا ٤/ ٤٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خودحج کرے یا والدین کو کرائے؟

سوال: میرے والدین پر حج بیت اللہ فرض ہے اور وہ حج کرنا بھی چاہتے ہیں؛ لیکن میرا ارادہ ان سے پہلے حج کرنے کا ہے تو کیا میرا حج کرنا ان سے پہلے درست ہے یا ان کو پہلے حج کرائیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: والدین پر جب کہ حج فرض ہے اور ان کے پاس حج کے مصارف بھی موجود ہیں تو پہلی فرصت میں ان کو حج کرانا چاہئے۔ اور اگر آپ کے پاس بھی وسعت ہو تو بہتر ہے کہ آپ بھی ان کے ساتھ حج کو جائیں؛ تاکہ ان کی خدمت کا موقع مل سکے۔

والفورية واجبة لا فرض لظنية دليلها وهو الاحتياط والحج مطلقًا هو الفرض فإذا أخره إلى العام الثاني بلا عذر يأثم لترك الواجب الخ. (غنية الناسك ٩-١٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حالتِ احرام میں پردہ کا طریقہ

سوال: حالتِ احرام میں منہ ڈھانپنا منع ہے، پھر برقع یا پردہ کی کیا صورت کی جائے گی؟ پردہ وہاں کیسے کریں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورت کے لئے احرام کی حالت میں بھی اجنبی مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے، اور اس کی آسان صورت یہ ہے کہ پہلے سر پر کوئی ہیٹ وغیرہ (آگے نکلی ہوئی چیز) لگالیں اور اس کے اوپر سے نقاب ڈالیں؛ تاکہ نقاب کا کپڑا چہرے پر نہ لگے۔ جو عورتیں یہ کہتی ہیں کہ حج میں پردہ نہیں ہے وہ غلطی پر ہیں، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت صحیح سند سے ثابت ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ حج میں احرام کی حالت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں تو جب قافلے کی ٹولیاں ان کے پاس سے گزرتیں تو وہ اپنی چادریں سر سے آگے کر کے چہرے کے سامنے کرلیا کرلیتی تھیں، جب اجنبی لوگ گذر جاتے تو پھر کھول لیتیں۔

روي عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: كان الركبان يمرون بنا ونحن

محرمات مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا حاذونا سدلت إحدانا جلبابها من رأسها على وجهها فإذا جاوزونا كشفناه. (المغنى لابن قدامه ۱۵٤/۳، المغنى فى الحج والعمرة ۱۲۰) قال العسقلاني: وللمرأة أن ترخي على وجهها ثوباً متجافيا عنه بخشبة أو نحوها فإن أصاب الثوبُ وجهها بلا اختيار فرفعته فوراً فلا فدية وإلا وجبت مع الإثم. (أوجز المسالك ۳۲۰/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حالتِ احرام میں بچے کو دودھ پلانا اور صابن کا استعمال

سوال : حالتِ احرام میں عورت اپنے بچے کو دودھ پلاسکتی ہے یا نہیں؟ اور حالتِ احرام میں اگر بچے نے اُلٹی کردی یا پاخانہ پیشاب کردیا تو اس کپڑے کو صابن سے دھونا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ صابن کی خوشبو ہاتھوں کو لگے گی۔

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق : احرام کی حالت میں دودھ پلانے میں کوئی حرج نہیں اور ناپاکی صاف کرنے کے لئے خوشبودار صابن استعمال کرنا حالتِ احرام میں درست نہیں ہے، ایسا صابن استعمال کریں جس میں خوشبو نہ ہو۔

هشام عن محمد لو غسل المحرم يده بأشنان فيه طيب فإن كان إذا نظروا إليه، قالوا: ”هذا أشنان“ ففيه الصدقه وإن قالوا: ”هو طيب“ فعليه الدم. (تاتارخانية زكريا ۵۹۲/۳ رقم: ۵۱۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عمرہ کرنے سے پہلے حیض کی وجہ سے احرام کھول دیا

سوال : ایک عورت عمرہ کو گئی، (ماہواری) حیض کا وقت قریب تھا، انہوں نے حیض نہ آنے کی گولی (Tablet) کھالی؛ تاکہ عمرہ کرنے میں یہ مانع (رکاوٹ) نہ ہوجائے، اس لئے گولی کھا کر وہ مکہ کو روانہ ہوئی، راستہ میں احرام باندھ لیا؛ لیکن وقتِ متعینہ پر اسے حیض شروع ہوگیا، اور ہمیشہ سے اس کی عادت صرف ۶/دن کی رہی، مگر اس بار مکہ میں اس کو مکمل ۱۰/دن سے بھی اوپر حیض آتا رہا، اسی بیچ اس نے بغیر عمرہ کئے ہوئے احرام کھول لیا، اب وہ کیا کرے؟ کیا اس صورت میں اس کو دم

دینا واجب ہوگا؟ اس کے حیض آنے کی متعینہ طے شدہ مت ہمیشہ سے ۶/دن کی ہے، تو کیا ۶/یوم کے علاوہ بقیہ دن جو ۱۰/یوم سے بھی زائد اس کو خون آیا ہے، ایسی عورت مستحاضہ مانی جائے گی یا وہ حائضہ ہی رہے گی؟ کیا شکل ہوگی؟ کیا اس صورت میں ۶/دن بعد وہ نہا دھو کر عمرہ کے ارکان پورے کر سکتی ہے یا نہیں؟ وہ کیا کرے صحیح مسئلہ کیا ہے؟ جب کہ خون ابھی آ ہی رہا ہے، کیا وہ حرم میں جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اس عورت پر عمرہ کئے بغیر احرام کھول لینے اور خلافِ احرام اعمال کر لینے کی وجہ سے ایک دم واجب ہے، اور ایک عمرہ کی قضا بھی لازم ہے۔ (ایضاح المناسک ۱۸۰) اور اس کا خون اگر دس دن سے زائد آیا ہے تو عادت (۶/دن) سے زائد سب ایام پاکی کے مانے جائیں گے، ان زائد ایام کی نمازوں کی قضا لازم ہوگی اور دس دن کے بعد بھی جب خون بند نہیں ہوا تو اب وہ نہا دھو کر عمرہ کر سکتی ہے اور حرم میں جا سکتی ہے، مگر دس دن سے قبل عمرہ نہ کرے؛ کیوں پہلے سے یہ پتہ نہیں کہ خون دس دن کے اندر ہی بند ہو جائے گا یا بعد میں بھی جاری رہے گا اس لئے حتمی طور پر پاک ہونے کے بعد ہی عمرہ کے ارکان ادا کریں۔

وماتراه في مدته المعتادة. (درمختار) قال الشامي: احتراز عما زاد على العادة وجاوز العشرة فإنه ليس بحيض. (شامی زکریا ۱/۴۸۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احرام کی حالت میں کوا مارنے کی اجازت کیوں؟

سوال: حدیث شریف میں احرام کی حالت میں کوے کو مارنے کی اجازت ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کوا چوں کہ شاطر اور موذی قسم کا جانور ہے اور جس زمانہ میں جانوروں پر سفر ہوتا تھا تو کوے اونٹنی وغیرہ کے بدن پر جو زخم ہو جاتے تھے، ان کو نوچ کھانے کے لئے جھپٹتے تھے، اس طرح قافلے والوں کو پریشان کرتے تھے، بریں بنا ان کووں کو مارنے پر کوئی جزا واجب نہیں کی گئی۔

عن عبد اللّٰہ بن عمر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال: خمس من الدواب ليس على المحرم في قتلهن جناح. قالت حفصة: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خمس من الدواب لاحرج على من قتلهن: الغراب والحداء والفارة والعقرب والكلب العقور. (بخاری شریف ۲٤٦/۱ حدیث: ۱۷۹۰-۱۷۹۲) فالغراب ينقر ظهر البعير وينزع عينه إذا كان مسيراً ويختلس أطعمة الناس. (عمدة القاري ۱۸۳/۱۰، مستفاد: أحسن الفتاویٰ ٤٤۷/۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

والدین کے خرچ سے بالغ اولاد کا حج کرنا

سوال: اگر والدین اپنے بیٹے کو حج کرائیں تو کیا اس سے فرض ادا ہو جائے گا؟ جب کہ حج کی شرطوں میں ایک شرط صاحبِ نصاب ہونا بھی ہے اور اولاد صاحبِ نصاب نہیں ہے۔

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اگر والدین اپنے بالغ بیٹے یا بیٹی کو حج کرائیں تو ان کا حج فرض یقیناً ادا ہو جائے گا، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے؛ کیوں کہ جو شخص حج کے دنوں میں حدودِ حرم میں پہنچ جائے تو اس پر خود بخود حج فرض ہو جاتا ہے (بشرطیکہ وہ حج بدل کے طور پر نہ گیا ہو) ایسے شخص کے لئے صاحبِ نصاب ہونا شرط نہیں ہوتا، اب چاہے یہ اپنے ذاتی پیسے سے پہنچے یا کسی دوسرے کے احسان یا ہبہ کے ذریعہ پہنچے، بہر حال اس کا حج درست ہو جاتا ہے۔

الفقير الآفاقي إذا وصل إلى ميقات فهو كالمكي إلى قوله فلما صار كالمكي وجب عليه. (شامي زکریا ٤٥٩/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طواف کے دوران حیض آجائے

سوال: طواف کے دوران جب کہ ایک چکر ہی ہو پایا تھا کہ اچانک ماہواری شروع ہوگئی اور بھیڑ اتنی ہے کہ مطاف سے باہر نکلنا مشکل ہے اور اگر نکل بھی جائیں تو راستہ بھولنے کا ڈر ہے کہ ساتھ کے مرد الگ ہو جائیں گے، تو کیا کریں؟ ایسے موقع پر کیا کرنا چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: ایسی صورت میں اولاً پوری کوشش کی جائے کہ جتنی جلدی ہو سکے مسجد

کی حدود سے نکل جائے اور قیام گاہ کی پہلے سے پہچان رکھے اور بلڈنگ نمبر وغیرہ یاد رکھے؛ تاکہ گم ہونے کا خطرہ نہ ہو، اور اگر بالکل مجبوری ہو تو پھر واجب ہے کہ تیمّم کر کے ایک جگہ بیٹھی رہے اور جب ساتھی مل جائیں تو فوراً باہر آجائے۔

ولو تیمم عند عدم الماء لقراءة قرآن عن ظهر قلب أو من المصحف أو لمسه أو لدخول المسجد أو خروجه إلى ما قال لایجوز أن یصلی بهٖ عند العامة. (شامی زکریا ۱/۴۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ناپاکی کی حالت میں طواف وزیارت

سوال: میں حالت احرام میں تھی کہ عادت کے مطابق دورانِ طواف حیض آنا شروع ہوگیا اور مسئلہ بھی ہے کہ ناپاکی کے ایام میں بیت اللہ کا طواف کرنا حرام ہے، اور حج کی ادائیگی کے لئے طواف کرنا بھی ضروری ہے، اور میں نے طواف کر بھی لیا اب یہ طواف ہوا کہ نہیں؟ اگر ہوا تو پھر اس مسئلہ کا حل کیا ہوگا (ایام ناپاکی میں طواف درست نہیں ہے) اور مجھے کیا کرنا ہوگا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: طوافِ زیارت کے اکثر چکر اگر حیض کی حالت میں ادا کئے ہیں، تو حالتِ حیض میں طواف کرنے کی وجہ سے عورت گنہگار ہوگی، تاہم طواف کا فریضہ ذمہ سے ساقط ہوجائے گا، اور جرمانے میں ایک اونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہوگی، اور اگر حیض سے پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرلیا ہو تو قربانی کا حکم ساقط ہوجائے گا۔

ولو طاف للزیارة جنباً أو حائضاً أو نفساء کله أو أکثره وهو أربعة أشواط فعلیه بدنة إلى قوله فإن أعاده سقطت عنه البدنه. (غنیة الناسك جدید ۲۷۲، انوار مناسك ۳۴۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بے وضو نفلی طواف

سوال: میں سال گذشتہ حج کرنے گیا تھا؛ لیکن کیا کروں مجھے مرضِ ریاح لاحق ہے، طواف کے درمیان جب جب بھی طواف کرتا وضو ضرور کرتا؛ لیکن بار بار ہوا خارج ہونے کی وجہ سے میں

پریشان ہوگیا، اور بنا وضو طواف کر بیٹھا؛ لیکن بعد میں دل میں بے قراری اور بے چینی بڑھ گئی کہ پتہ نہیں طواف ہوا کہ نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر آپ معذورِ شرعی کے درجہ میں نہیں تھے، تو نفلی طواف میں جتنے چکر وضو کے بغیر کئے ہیں ہر چکر کے بدلہ میں ایک صدقۂ فطر کے بقدر صدقہ کرنا واجب ہے۔ اور صدقۂ فطر کی مقدار ایک فقیر کو صبح وشام اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے، اور یہ فدیہ حدودِ حرم کے فقراء پر خرچ کرنا ضروری ہے، اس لئے حساب لگا کر اس کے بقدر رقم کسی حاجی کے بدست مکہ معظّمہ بھیج دیں۔

(مستفاد: ایضاح المناسک ۱۱۱، ندائے شاہی حج وزیارت نمبر ۱۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حاجی کی طرف سے قربانی

سوال: ایک شخص حج کے لئے مکہ مکرمہ کو گئے؛ لیکن روانگی کے وقت انہوں نے اپنے قریبی رشتہ دار سے یہ کہا کہ آپ میری طرف سے یہاں قربانی کر دینا، حالاں کہ وہ خود بھی ارکانِ حج کی ادائیگی کے ساتھ وہاں مکہ میں قربانی کر رہے ہیں، تو کیا اس کے رشتہ دار کو یہاں وطن میں ان کی طرف سے قربانی کرنا ضروری ہے؟ کیا اس قربانی کا ثواب بھی اس حاجی کو ملے گا؟ کیا ایک شخص اپنی طرف سے ایک ہی سال میں کئی قربانی کر سکتا ہے؟ یا اس کی اور کوئی صورت ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: حجِ تمتع وحجِ قران میں جو قربانی واجب ہوتی ہے اس کو تو حدودِ حرم میں کرانا ضروری ہے۔ (معلم الحجاج ۸۹) لیکن صاحبِ نصاب ہونے پر جو قربانی ضروری ہوتی ہے وہ اپنے وطن میں بھی کر سکتے ہیں؛ لہٰذا مسئولہ صورت میں مذکورہ حاجی صاحب کی طرف سے مالی قربانی ان کے وطن میں کرانا درست ہے اور ایک شخص ایک سال میں متعدد نفلی قربانیاں بھی اپنی خوشی سے کر سکتا ہے۔

ولایجوز ذبح الهدايا إلا في الحرم كذا في الهداية. (عالمگیری ۲۶۱/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حجِ بدل کا مسئلہ

سوال : ایک شخص صاحبِ مال ہوتے ہوئے بھی حج کی ادائیگی نہ کر سکے، لوگوں نے انہیں متنبہ کیا، سمجھایا کہ آپ کو اللہ نے مال والا بنایا ہے، آپ پر حج فرض ہے، آپ حج کو ضرور جائیں، مگر پھر بھی اسے توفیق الٰہی نہیں ہوتی ہے، اسی اثناء میں اس کا انتقال ہو جاتا ہے اور وہ حج ادا نہیں کر پاتے ہیں، ان کے وارثین میں بیٹا، پوتا سب ہوتے ہیں، ان کے وارثین اب کیا کریں؟ مسئلہ کیا ہے؟ ان کے وارثین پر ان کی طرف سے حج بدل ضروری ہے یا نہیں؟ کیا شکل ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : اگر اس شخص نے اپنے حج بدل کی وصیت کی ہے تو وارثین پر ایک تہائی مال میں سے حج بدل کرانا فرض ہے، اور اگر وصیت نہیں کی تو وارثین پر اگر چہ اس کا حج بدل ضروری نہیں؛ لیکن اگر سب وارثین بالغ ہوں اور اپنی رضامندی سے حج بدل کرا دیں، تو امید ہے کہ انشاء اللہ یہ حج بدل میت کی طرف سے قبول ہو جائے گا۔ (درمختار مع الشامی ۱۶/۴)

وإن مات عن وصية لايسقط الحج عنه وإذا حج عنه يجوز عندنا إلى ما قال: ويحج عنه من ثلث ماله سواء قيّد الوصية بالثلث بأن أوصىٰ أن يحج بثلث ماله أو أطلق بأن أوصى أن يحج عنه هٰكذا في البدائع. (عالمگیری ۲۵۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حجِ بدل

سوال: حج کے سلسلہ میں ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ جو لوگ اس دار فانی سے جا چکے اور وہ سرمایہ دار تھے مگر حج کا فریضہ ادا نہ کر سکے اور دنیا سے چلے گئے، تو فریضۂ حج تو ان کے ذمہ رہا ہی، تو کیا ان کی طرف سے کوئی شخص حجِ بدل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر حجِ بدل کر سکتا ہے تو اس کی کیا شکل ہوگی؟ کیا ایک بیٹا اپنے مرحوم والد کی طرف سے اپنے حج کے ساتھ ہی حج بدل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کر سکتا ہے تو کیا دونوں کی نیت الگ الگ کرنی ہوگی اور احرام بھی الگ الگ باندھنا ہوگا؟ یا یہ کہ حجِ بدل کے لئے الگ سے دوسرے آدمی کا انتخاب کرنا ہوگا؟ کیا شکل ہوگی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جو صاحبِ نصاب شخص فریضۂ حج ادا کئے بغیر وفات پا جائے تو اگر اس

نے اپنا حجِ بدل کرانے کی وصیت کی ہے اور اس کے لئے کافی مال ترکہ میں چھوڑا ہے تو وارثین پر لازم ہوگا کہ وہ میت کی طرف سے کسی کو حجِ بدل کے لئے روانہ کریں، اور اگر اس نے وصیت نہیں کی تو وارثین پر لازم تو نہیں؛ لیکن اگر کوئی میت کی طرف سے حجِ بدل کرلے تو امید ہے کہ میت کا ذمہ فارغ ہوجائے گا، اور یہ نہیں ہوسکتا کہ آدمی ایک ہی ساتھ دو حج کرے اپنی طرف سے بھی اور دوسرے کی طرف سے بھی؛ بلکہ ایک مرتبہ میں ایک ہی حج ہوگا، خواہ اپنا ہو یا حجِ بدل ہو، اور حجِ بدل کی شرائط وتفصیلات جاننے کے لئے مناسک کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے یا کسی جانکار عالم سے رابطہ کیا جائے۔

من عليه الحج إذا مات قبل أدائه ...... أوصىٰ أن يحج عنه بثلاث ما له أو أطلق بأن أوصىٰ بأن يحج عنه. (هندية ١/٢٥٨) **الخامس أن يحج بمال المحجوج عنه إن أمره صريحاً والشرط كون أكثر النفقة من مال الميت.** (غنية الناسك ١٧٣) **من مات بعد وجوب الحج ولم يوص به لم يلزم الوارث أن يحج عنه.** (غنية الناسك ١٧٣) **لو مات رجل بعد وجوب الحج ولم يوص به فحج رجل عنه أو حج عن أبيه أو أمه عن حجة الإسلام من غير وصية، قال أبوحنيفة: يجزيه إن شاء إليه.** (شامی زکریا ٤/١٦)

فلا يجوز حج الغير بغير إذنه إلا إذا حج أو أحج الوارث عن مورثه لوجود الأمر دلالة، وبقي من الشرائط النفقة من مال الآمر كلها أو أكثر. وتحته: لو مات رجل بعد وجوب الحج ولم يوص به فحج رجل عنه أو أحج عن أبيه أو أمه عن حجة الإسلام من غير وصية، قال أبو حنيفة: يجزيه إن شاء الله، وبعد الوصية يجزيه من غير المشيئة. (شامي كراچي ٤/١٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حجِ بدل میں تمتع

سوال: بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حجِ بدل میں صرف حجِ افراد ہی ہوسکتا ہے، تمتع اور قران ناجائز ہے، صحیح بات کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اعلیٰ بات یہی ہے کہ حج بدل افراد کیا جائے؛ تاکہ کوئی اختلاف نہ رہے؛ لیکن آج کل حکومتی پابندیوں، طویل مدت اور جنایات احرام میں مبتلا ہونے کے خطرے کی وجہ سے آمر (حج بدل کرانے والے) کی اجازت سے مامور (حجِ بدل کرنے والے) کو حجِ تمتع کی اجازت دی گئی ہے اور فتویٰ اسی پر ہے۔ (مستفاد: انوار مناسک ۵۵۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کا مرد کی طرف سے حج بدل کرنا

سوال: جس طرح مرد کسی دوسرے مرد یا عورت کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے، کیا اسی طرح عورت بھی کسی دوسرے کی طرف سے حج بدل کرسکتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: عورت مرد کی طرف سے حج بدل کرسکتی ہے، اس میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں ہے؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ مرد کا حج بدل مرد سے کرایا جائے۔

والمرأة ولو أمة والعبد وغيره كالمراهق وغيرهم أولى لعدم الخلاف. (درمختار) وعلل في الفتح الكراهة في المرأة بما في المبسوط من أن حجها أنقص الخ. (شامی ٤/ ٢١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عمرہ

سوال: میں عمرہ کرنا چاہتی ہوں؛ لیکن میرا ارادہ ہے کے میں اپنا عمرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پیش کروں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا کوئی اپنا عمرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرسکتا ہے اور اس طرح کرنے سے کیا اجر وثواب ملتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: آپ اپنے عمرہ کا ثواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرسکتی ہیں، امید ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشنودی اس سے حاصل ہوگی۔

إن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنه كان يعتمر عنه صلى الله عليه وسلم عمراً بعد موته. (شامی بیروت ٣/ ١٤٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دم کسے کہتے ہیں

سوال : دم کیا چیز ہے، کسے کہتے ہیں دم؟ دم میں کیا کیا جاتا ہے؟ یا کیا کرنا چاہئے؟ کیا دم ہمیشہ مکہ ہی میں کر سکتے ہیں؟ یا مکہ سے باہر اپنے مقام پر بھی کیا جا سکتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : ''دم'' کا لفظ جب حج کے مسائل کے ضمن میں بولا جاتا ہے، تو اس سے مراد وہ قربانی ہوتی ہے جو حج کے مناسک میں کسی کوتاہی اور جنایت کی وجہ سے واجب ہوتی ہے، مثلاً احرام کی شرطوں کا خیال نہیں رکھا یا کسی واجب کو ترک کر دیا وغیرہ، یہ جنایت کا دم صرف حدودِ حرم میں قربان کرنا ضروری ہوتا ہے، حرم کے باہر اس کی قربانی درست نہیں، اس کا گوشت صرف فقراء کا حق ہوتا ہے، اسے اپنے استعمال میں لانا درست نہیں ہے۔

الجناية: هنا ما تكون حرمته بسبب الإحرام أو الحرم وقد يجب بها دماء أو دم أو صوم أو صدقة. (در مختار مع الشامی ۵۷۱/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا صلحاء کی روحیں ہر سال حج کرتی ہیں؟

سوال: کیا نیک لوگ جو اس دنیا سے رخصت ہو گئے وہ لوگ حج کرتے ہیں؟ اور اللہ ان کی روحوں کو ایامِ حج میں مقامِ عرفات میں پہنچا دیتے ہیں؟ بعض نیک لوگوں کو خواب میں ایامِ حج میں مقامِ عرفات میں دیکھا گیا، اس کی کیا حقیقت ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: صلحاء کی ارواح کا انتقال کے بعد حج کرنا کسی صحیح دلیل سے ثابت نہیں، اور اگر کسی کے بارے میں خواب میں حج کرتے ہوئے دیکھا جائے تو ایسا خواب محتاجِ تعبیر ہے، اس کی حقیقت مراد نہیں ہے، جیسا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض انبیاء علیہم السلام کو حج کرتے ہوئے دیکھا، تو اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ حضرات واقعۃً حج میں شریک تھے؛ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وہ حالت دکھلائی گئی جو ان کی زندگی میں حج کرتے وقت تھی۔

ثانيها: أنه صلى الله عليه وسلم أرى حالتهم التي كانوا في حياتهم عليها فمثلوا له كيف كانوا، وكيف كان حجهم وتلبيتهم. (فتح الملهم أشرفی ۳۲۹/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

روضۂ اقدس کی زیارت منع نہیں ہے؟

سوال: آج کل مدینہ شریف اور حرم شریف میں وہاں منتخب عالمائیں بیان کرتی ہیں کہ روضہ کی زیارت قبر کی زیارت ہے جو کہ شرک ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے، آپ لوگ ریاض الجنۃ میں جا کر صرف دو نفل پڑھ کر آجائیں، سلام کی ضرورت نہیں، وہ تو کسی بھی جگہ سے بھیجا جاسکتا ہے، جگہ کی کوئی تعیین نہیں ہے، اس پہلو پر تفصیلی روشنی ڈال دیجئے؛ کیوں کہ وہاں پر جانے والی خواتین بہت کنفیوز ہو جاتی ہیں کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کو شرک قرار دینا قطعاً غلط ہے، روضۂ اقدس پر حاضری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں سلام پیش کرنا بڑی سعادت کی بات ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اس نے گویا میری زیارت کی''۔ دوسری حدیث میں ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو شخص دور سے درود پڑھتا ہے تو فرشتے اسے میرے پاس پہنچاتے ہیں اور جو میری قبر پر آکر صلوٰۃ وسلام پیش کرتا ہے تو میں خود اسے سن کر جواب دیتا ہوں''۔ بریں بنا مرد و عورت کسی کے لئے بھی روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر سلام پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ البتہ وہاں حاضر ہو کر قبر کو سجدہ کرنا یا اللہ تعالیٰ کے بجائے خود پیغمبر علیہ السلام سے خطاب کر کے مانگنا یا اور کوئی بدعت والا عمل کرنا جائز نہیں ہے، اس سے احتراز بہر حال لازم ہے۔

عن ابن عمر عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من حج فزار قبري بعد موتي كان كمن زارني في حياتي. (المعجم الأوسط ۵۹/۱ حديث: ۲۸۷) **عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ما من أحد يسلم علي إلا رد اللّٰه على روحي حتى أرد عليه السلام.** (أبوداؤد شريف ۲۷۹/۱) **عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيًا أبلغته.** (شعب الإيمان ۲۱۸/۲ حديث: ۱۵۸۳) **وزيارة**

قبره صلى الله عليه وسلم مندوبة بإجماع المسلمين وما نسب إلى ابن تيمية من أنه يقول بالنهي عنها، فقد قال بعض العلماء: أنه لا أصل له وإنما يقول بالنهي عن شد الرحال إلى غير المساجد الثلاثة، أما نفس الزيارة فلا يخالف فيها ومع هٰذا فقد رد كلامه كثير من العلماء وهل تستحب زيارة قبره صلى الله عليه وسلم للنساء؟ الصحيح نعم بلا كراهة بشروطها. (شامی زکریا ٤/٥٣-٥٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سفرِ حج میں مسجدِ نبوی کی زیارت

سوال: کیا مسجدِ نبوی کی زیارت حج کے ساتھ ضروری ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسجدِ نبوی کی زیارت حج کے ارکان ومناسک میں تو شامل نہیں ہے؛ لیکن یہ بڑی سنگ دلی کی بات ہے کہ آدمی اتنی دور دراز سے سفر کر کے جائے اور پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دئے بغیر واپس آجائے، اس لئے اگر کوئی معقول عذر اور اہم مصروفیت نہ ہو تو حج سے پہلے یا حج کے بعد روضۂ اقدس پر حاضری کی سعادت حاصل کرنی چاہئے۔

وتركها غفلة عظيمة وجفوة كبيرة أي غلطة جسيمة، وفيه إشارة إلى حديث استدل به على وجوب الزيارة وهو قوله ﷺ: من حج فلم يزرني فقد جفاني. رواه ابن عدي بسند حسن (مناسك ملا علي قاري ٥٠٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح سے متعلق مسائل

نکاح سے پہلے لڑکی کا منگیتر سے تعلق حرام ہے

سوال : نکاح سے پہلے ہی بات چیت لگ جانے کے بعد اپنے منگیتر سے بات چیت کرنا درست ہے یا نہیں؟ عموماً اس دور میں شادی کی بات ہوجانے کے بعد لڑکا یا لڑکی ایک دوسرے کے قریب ہونے کی کوشش کرتے ہیں، گھر والوں کی طرف سے بھی اس سلسلہ میں چھوٹ ہوتی ہے کہ ایک دوسرے سے ملنے کو بہتر سمجھتے ہیں، اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ شادی کی تو بات چیت ہوہی گئی ہے، اس لئے اب ملاقات کرنے اور ملنے میں کوئی حرج نہیں، تو کیا یہ خیال درست ہے؟ نکاح سے قبل لڑکا، لڑکی کا بے حجابانہ ملنا، بے تکلف باتیں کرنا، پروگرام کے تحت باہر گھومنے پھرنے کے لئے ساتھ جانا جائز ہے یا نہیں؟ مسلم معاشرے کا عمل اس سلسلہ میں کیا ہونا چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: نکاح ہونے سے پہلے منگیتر ایک عام اجنبی مرد کے حکم میں ہے؛ لہٰذا اس سے لڑکی کا ربط وضبط، بے تکلفی اور بے حجابی کی باتیں سب اسی طرح حرام ہیں جیسے کسی دوسرے اجنبی مرد سے حرام ہیں، محض رشتہ ہوجانے سے تعلق زوجیت قائم نہیں ہوجاتا؛ لہٰذا معاشرہ میں رائج منگیتر سے نکاح سے قبل لڑکی کے بے تکلف ہوجانے کا رواج کھلی ہوئی بے حیائی، بے شرمی اور بے غیرتی ہے، ان والدین پر بھی تف (لعنت، ملامت) ہے جو لڑکی کے منگیتر سے تعلق پر خاموش رہتے ہیں اور ان بھائیوں کے لئے بھی ڈوب مرنے کا مقام ہے جو اپنی بہن کی ان بے حیاء حرکتوں پر خاموش رہتے ہیں، مسلم معاشرہ سے اس بے غیرتی کو جڑ سے اکھاڑ دینا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ (مستفاد رحیمیہ دارالاشاعت ۱۵۱/۸)

الخلوة بالأجنبية حرامٌ إلى ما قال: ولا يكلم الأجنبية إلَّا عجوزاً. (الدر المختار زكريا ٥٢٩/٩-٥٣٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بلا گواہوں کے نکاح

سوال : اگر کسی لڑکی نے اپنا نکاح اپنی مرضی کے مطابق کسی لڑکے سے بلا گواہوں کے کرلیا اور اس کے درمیان اس وقت کوئی ولی وارث نہیں ہے، تو کیا اس طرح نکاح کرنا جائز ہوگا؟ جب کہ نکاح کرنے والی لڑکی اور لڑکا دونوں بالغ ہیں اور اپنا عقد خود ہی کر رہے ہیں، اس طور پر کہ مہر متعین کرتے ہوئے کوئی چیز بیچ میں رکھ لی اور کہا کہ میں نے تم سے نکاح کیا اور دوسرے نے قبول کرلیا، یعنی جانبین سے ایجاب وقبول ہوگیا، کیا اس طرح نکاح ہوجائے گا؟ اور مجلس نکاح میں تیسرا شخص اور کوئی نہ ہو۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : یہ نکاح منعقد نہیں ہوا؛ اس لئے کہ شریعتِ اسلامیہ میں دو گواہوں کی موجودگی کے بغیر نکاح کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں، اس طرح کئے گئے نکاح کے ذریعہ ازدواجی تعلق ہرگز قائم نہیں ہوسکتا۔

وشرط حضور شاهدين. (الدرالمختار زکریا ٨٧/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انٹرنیٹ کے ذریعہ نکاح

سوال: انٹرنیٹ پر ویڈیو کالنگ کے ذریعہ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ میرا بھائی امریکہ میں ہے اور اس کی جہاں شادی کی بات چل رہی تھی وہ لڑکی والوں نے اچانک جلدی کرنا شروع کردی، لڑکا اتنی جلدی آ نہیں سکتا، اس لئے فوری طور پر ویڈیو کالنگ کے ذریعہ نکاح کرنا پڑا، ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہے، بہت سے لوگ ہیں کہ نکاح نہیں ہوا؟ کیا آنے کے بعد نکاح دوبارہ کرنا پڑے گا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: انٹرنیٹ پر ویڈیو کالنگ کے ذریعہ نکاح شرعاً معتبر نہیں ہے؛ لہٰذا یہ نکاح صحیح نہیں ہوا، اب یا تو یہ شکل ممکن ہے کہ لڑکی ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعہ لڑکے کو اپنے سے نکاح کرنے کا وکیل بنادے، اور پھر لڑکا امریکہ ہی میں ایک مجلس میں دو گواہوں کے سامنے یہ کہہ دے

کہ میں نے اپنا نکاح فلاں مؤکلہ لڑکی سے کرلیا۔ اور دوسری شکل یہ ہے کہ لڑکا جب امریکہ سے ہندوستان آئے تو باقاعدہ دستور کے مطابق مجلس نکاح منعقد کی جائے، اور بہرحال انٹرنیٹ والا نکاح کالعدم ہے۔

شرط سماع كل من العاقدين لفظ الآخر، وشرط حضور شاهدين، يشهدان على العقد حرين مكلفين سامعين قولهما معاً. (رد المحتار على الدر المختار زكريا ٨٦/٤-٩٢) **لأن الشهادة كما في المغرب "الإخبار بصحة الشيء عن مشاهدة وعيانٍ، يقال شد عند الحاكم لفلان على فلان بكذا شهادةً فهو شاهد".** (المغرب كراتشي ٤٥٩/١) **من شرائط الإيجاب والقبول اتحاد المجلس الخ.** (شامي ٧٦/٤) **ويتولى طرفي النكاح واحد بإيجاب يقوم مقام القبول في خمس صور: كأن كان** ...... **أصيلاً من جانب ووكيلاً من آخر (تحته في الشامية) كقوله مثلاً: زوجت فلانة من نفسي، فإنه يتضمن الشطرين فلا يحتاج إلى القبول بعده – إلى قوله – كما لو وكلته امرأة أن يزوجها من نفسه** ...... **فقال: تزوجت مؤكلتي.**

(شامی زكريا ٢٢٤/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا

سوال : میرا پڑوسی جو میرا نہایت قریبی دوست بھی ہے، جس کی شادی چند سال پہلے ہوئی تھی اور ازدواجی زندگی بہتر گذر رہی تھی؛ لیکن کسی طرح اس کا تعلق اپنی سالی سے ہوگیا، اور اس نے اس سے نکاح بھی کرلیا، باضابطہ طور پر جس طرح نکاح ہوتا ہے، اس طرح وہ دو بہنوں کو جو کہ بالکل سگی ہیں، اپنے نکاح میں آج تک رکھے ہوئے ہے، اور دونوں بہنوں سے اولادیں بھی ہورہی ہیں، اور شاید وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے سالی سے نکاح کرکے ناجائز تعلق کو جائز کرلیا ہے، تو ایسی صورت میں اس کا یہ عمل کیا صحیح ہے؟ کیا دونوں بہنوں کو بیک وقت ایک نکاح میں رکھ سکتے ہیں؟ بیوی کے رہتے ہوئے سگی سالی سے نکاح جائز ہے؟ پھر دونوں بہنوں سے جو اولادیں ہورہی ہیں وہ کیا کہلائیں گی، حرام یا حلال؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: بیوی کے نکاح میں رہتے ہوئے سالی سے ازدواجی تعلق قائم کرنا قطعاً حرام اور بدترین گناہ اور مسلسل زنا کاری ہے، قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ میں دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے۔ یہ تعلق محض رسمی نکاح کرنے سے ہرگز حلال نہیں ہوسکتا، اس لئے جلد از جلد سالی سے قطع تعلق کرنے اور اس بدترین گناہ پر علی الاعلان توبہ کرنا لازم ہے؛ تاہم اس دوران جو اولادیں ہوگئی ہیں ان سب کا نسب باپ سے ثابت مانا جائے گا۔

وأن تجعلوا بين الأختين (النساء: ۲۳) **ومثله تزوّج الأختين معاً ونكاح الأخت في عدة الأخت إلى ما قال: وأن النسب يثبت فيه.** (شامی زکریا ۲۷۴/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اہلِ حدیث سے نکاح

سوال: اہلِ حدیث مسلک پر عامل لڑکے سے ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی کردی جو حنفی مسلک سے تعلق رکھتی ہے، تو کیا یہ نکاح درست ہے؟ اب شادی کے بعد لڑکا (شوہر) اس لڑکی (بیوی) سے مسلک اہلِ حدیث پر عمل کرنے کو کہتا ہے، تو کیا اس لڑکی کو اپنے شوہر کی بات مانتے ہوئے اہلِ حدیث مسلک اختیار کرلینا چاہئے، اگر لڑکی اس سلسلہ میں اپنے شوہر کی بات نہ مانے تو وہ شوہر کی نافرمان اور گنہگار تو نہیں ہوگی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: یہ نکاح تو درست ہوگیا؛ لیکن حنفی لڑکی کے لئے اہلِ حدیث مسلک پر عمل کرنا جائز نہیں ہے، اور اس بارے میں شوہر کی بات ماننا اس کے لئے درست نہیں ہے، اگر محض شوہر کے کہنے پر وہ اپنا مسلک بدلے گی تو سخت گنہگار ہوگی، نیز وہ حنفی مسلک پر قائم رہنے اور اہل حدیث مسلک قبول نہ کرنے کی بنا پر شوہر کی نافرمان نہ کہلائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ۱۷۵/۷)

وفي النهر تجوز مناكحة المعتزلة لأنا لانكفر أحداً من أهل القبلة وإن وقع إلزاماً في المباحث. (الدرالمختار زکریا ۱۳۴/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دیوبندی لڑکے کا بریلوی لڑکی سے نکاح

سوال: اہل دیوبند مسلک پر عامل لڑکے سے ایک شخص نے اپنی لڑکی کی شادی کردی جو بریلوی

مسلک سے تعلق رکھتی تھی، تو کیا یہ نکاح درست ہوگیا؟ اب شادی کے بعد لڑکا (شوہر) اس لڑکی (بیوی) سے مسلک اہلِ دیوبند پر عمل کرنے کو کہتا ہے، تو اس لڑکی کو اپنے شوہر کی بات مانتے ہوئے اہل دیوبند مسلک اختیار کر لینا چاہئے؟ اگر لڑکی اس سلسلہ میں اپنے شوہر کی بات نہ مانے تو وہ شوہر کی نافرمان اور گنہگار تو نہیں ہوگی؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اہلِ دیوبند کا مسلک کوئی الگ مسلک نہیں؛ بلکہ قرآن وسنت اور سلفِ صالحین کی رائے اور طریقہ ہی علماء دیوبند کا مسلک ہے، جس کی اتباع کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے، مسئولہ صورت میں دیوبندی لڑکے کا نکاح بریلوی لڑکی سے درست ہے اور لڑکی پر لازم ہے کہ وہ فکری اور عملی بدعات کو چھوڑ کر علماء دیوبند کے صحیح مسلک کو اختیار کرلے، اپنے شوہر کی بات کو بسر وچشم قبول کرے، ورنہ وہ بدعات میں مبتلا ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم ۷/۱۵۸، علماء دیوبند: إتجاھھم الدینی ومزاجھم المذھبي ۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

متعدد بیویوں کے درمیان مساوات لازم ہے

سوال: اگر کوئی شخص اپنی ایک سے زائد بیویوں کے ساتھ معاملات وحقوق زوجیت میں برابری قائم نہ کرے اور کسی ایک کے ساتھ خاص طور پر مسلسل حق تلفی کرتا رہے اور دوسرے کے لئے وجہِ اذیت بنے، جس سے معاشرہ میں ایک قسم کا بگاڑ پیدا ہو تو ایسے شخص کے لئے قرآن اور احادیثِ طیبہ میں کیا حکم ہے؟ کیا ایسے شخص کو سماجی طور پر کوئی سزا دی جاسکتی ہے، مثلاً طاقت کا استعمال یا سماجی بائیکاٹ کیا جاسکتا ہے، شریعت اس کی کیا اجازت دیتی ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: جس کے پاس ایک سے زائد بیویاں ہوں اس پر لازم اور واجب ہے کہ وہ تمام بیویوں کے درمیان عدل وانصاف اور برابری کا معاملہ کرے، برابری اور عدل وانصاف نہ کرنے والوں کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعیدیں سنائی ہیں کہ ایسا شخص قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ جھکا ہوا ہوگا، نیز قطع تعلق اس دور میں زیادہ مفید نہیں ہے، میل جول رکھنے کے ساتھ ساتھ اصلاح کی کوشش زیادہ مفید ومؤثر ہے، اس

طرح سے آج نہیں تو کل انشاء اللہ اصلاح ہوجائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۲۹۹)

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم من كانت له إمرأتانِ فمال إلى إحداهما جاء يوم القيامة وشقهٗ مائلٌ. (أبو داؤد شريف ۱/۲۹۰، ترمذی شريف ۱/۲۱۷، نسائی شريف ۹٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شوہر کی ذمہ داری

سوال: ایک شوہر کے ذمہ نان ونفقہ کے حقوق کس حد تک شریعت میں متعین کئے گئے ہیں، اور کس حد تک ایک شوہر کے ذمہ عورت کے مطالبات پورے کرنے کی ذمہ داری ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: زوجین کی حیثیت کے مطابق جس مقدار سے بآسانی گزر بسر ہوسکے، اس مقدار کی ذمہ داری شوہر پر ہے، مثلاً کھانا پینا، متوسط لباس وغیرہ؛ لیکن آج کل محض فیشن کی غرض سے روز بروز نئے لباس اور اسبابِ تعیش کی فراہمی کی ذمہ داری مرد پر نہیں ہے، اسے ان زائد خرچوں پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، اور نہ وہ اس معاملہ میں بیوی کی خواہشات پوری کرنے کا پابند ہے۔

وأمّا على المفتى به فتجب نفقة الوسط في المسألتين وهو فوق نفقة المعسرة ودون نفقة الموسرة. (شامی زکریا ۵/۲۸٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیوہ عورتوں کو کمتر سمجھنا درست نہیں

سوال: بیوہ عورت کے سلسلہ سے ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ موجودہ وقت میں جو عورت بیوہ ہوگئی، چاہے طلاق کے ذریعہ ہو یا وفات کے ذریعہ ہو، معاشرے میں اسے بہت ہی گری ہوئی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جو کہ غیر قوم کا شعار ہے، زمانۂ جاہلیت کا ثبوت ہے، کیا اسلام میں اس کا مقام ایسا ہی ہے؟ ہم مسلمانوں کو ایک بیوہ کے ساتھ نکاح سے اعراض کرنا یہ کیسا ہے؟ اس کو معیوب نگاہ سے دیکھنا یہ کیسا ہے؟ اس پر ترس نہ کھانا یہ کیسا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: قرآنِ کریم میں بیوہ عورتوں سے نکاح کی ترغیب دی گئی ہے ارشاد خداوندی ہے: **وأنكحوا الأيامىٰ منكم. الآية** (النور: ۳۲) لٰہذا بیوہ عورتوں کو ذلیل سمجھنا اور

ان سے نکاح کو معیوب سمجھنا اور ان کے حقوق کی رعایت نہ رکھنا بڑی جہالت کی بات ہے، مسلم معاشرے کو اس جاہلانہ نظریہ سے بچانا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرد کا اپنی مرضی سے شادی کرنا

سوال: ایک ضروری مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا کسی شخص کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنی شریکِ حیات کا انتخاب کرے؟ چاہے والدین اس کی پسند کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں؟ اگر ایک شخص نے لڑکی سے وعدہ کرلیا ہو کہ وہ اس سے شادی کرے گا تو کیا وہ اپنے والدین کا حکم ماننے کی صورت میں لڑکی کے ساتھ وعدہ خلافی اور فریب کا مرتکب ہوگا؟ از راہ کرم بتائیں کہ اس معاملے میں کونسی بات اہم ہے، وعدہ کی تکمیل یا والدین کی اطاعت؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مرد کو اپنی شریکِ حیات منتخب کرنے کا حق ہے؛ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس بارے میں والدین کو اعتماد میں لئے بغیر کوئی اقدام نہ کرے؛ کیوں کہ اس کے بغیر سخت معاشرتی فتنے پیدا ہونے کا خطرہ ہے اور والدین کو بھی چاہئے کہ اگر کوئی بڑی رکاوٹ نہ ہو تو بیٹے کے انتخاب کو قبول کرلیں اور خواہ مخواہ ضد نہ کریں؛ تاہم اگر بات مقابلہ کی آجائے اور والدین کسی طرح تیار نہ ہوں، تو بیٹے کو سعادت مندی کا ثبوت دیتے ہوئے والدین کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے اور اپنی تمنا اور وعدہ کو پسِ پشت ڈال دینا چاہئے۔

فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولي، والاصل أن كل من تصرف في ماله تصرف في نفسه وما لا فلا. (شامی کراچی ۵۵/۳-۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی کے منکرات

سوال: میری شادی ابھی حال ہی میں ہوئی ہے، شادی سے پہلے مجھے بہنوں اور بھابھیوں نے ابٹن لگایا، میرے اوپر نوٹوں اور پھولوں کا سہرا باندھا گیا پھر پوری شادی کی، ویڈیوگرافی بھی ہوئی اور میں نے تمام چیزوں کے خلاف قدم بھی اٹھایا، مگر رشتہ دار اور دوسرے لوگوں نے میری ایک نہ مانی، تو کیا میں اس برے کام کی مجرم ہوں گی؟ اور خدا کے یہاں مجھے جواب دینا ہوگا؟ نیز ان

چیزوں کی حقیقت کیا ہے؟ اور شریعت میں ان کا استعمال کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: یہ سب رسومات ناجائز ہیں، ہر مسلمان کو ان سے بچنا چاہئے، آپ کو سختی سے اس کی مخالفت کرنی چاہئے تھی، اگر ایسا نہیں کیا تو اب دل سے توبہ واستغفار کریں اور آئندہ اس طرح کی ناجائز باتوں سے بچنے کا پختہ ارادہ کریں۔ (بہشتی زیور ۶/۲۳، دینی مسائل اوران کا حل ۹۵)

وفي السراجي: إن الملاهي حرام...... قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ينبت النفقا في القلب كما ينبت الماء النبات. في البزازية: استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام، لقوله عليه السلام: استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر. (شامي كراچی ٦/٣٤٧) **وكره كل لهو لقوله عليه السلام: كل لهو المسلم حرام وإطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه كالرقص والسخرية وضرب الأوتار من الطنبور ...... المزمار والضج والبوق فإنها كلها مكروهة لأنها زي الكفار واستمتاع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام.** (شامي كراچی ٦/٣٩٥، مستفاد: فتاویٰ محموديه ڈابھيل ١١/٢٢٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی میں بندش

سوال: میری بیٹی کے رشتے آتے ہیں کافی اچھے بھی ہوتے ہیں؛ لیکن رکتے نہیں ہیں، اور میرا خیال ہے کہ میری بیٹی کی شادی پر کسی نے بندش لگادی ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ میرا خیال صحیح ہے یا نہیں؟ یا پھر کسی عامل سے معلوم کیا جائے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بندش کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں، آپ یہ خیال دل سے نکال دیں اور کسی عامل وغیرہ کے چکر میں نہ پڑیں، اور ''یاجامع'' کی ایک تسبیح صبح فجر کی سنت اور فرض کے درمیان پڑھ کر دعا کیا کریں، انشاء اللہ خیر ہوگی۔ (مستفاد از: حل الشبہات ۲۸۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا حافظہ لڑکی کا نکاح حافظ ہی سے ہونا ضروری ہے

سوال: کیا کسی حافظہ لڑکی کا نکاح حافظ لڑکے سے ہونا ضروری ہے؟ یا کسی بھی مسلم لڑکے سے

ہوسکتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: حافظ لڑکی کا نکاح کسی بھی مسلم لڑکے سے ہوسکتا ہے، اس کے لئے لڑکے کا حافظ ہونا ضروری نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۲۲۷/۹-۲۲۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی سے قبل لڑکی کو دیکھنا

سوال: کیا شادی سے پہلے لڑکا لڑکی کو دیکھنے اس کے گھر جاسکتا ہے؟ اور اس کے لئے اس ہونے والی اپنی خیالی بیوی کو دیکھنا جائز ہے، جب کہ وہ ابھی اس کے لئے اجنبی ہے؟ اور اجنبی کو دیکھنا غیر محرم کے لئے کیسا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: جس لڑکی سے شادی کا ارادہ پختہ ہوگیا ہو اس کے اوپر کسی بہانہ سے نظر ڈال لینے کی شرعاً گنجائش ہے؛ لیکن اسے دیکھنے کے لئے باقاعدہ اس کے گھر جانا، یا نکاح سے پہلے اس لڑکی سے تنہائی میں ملنا، یا بے تکلف بات چیت کرنا یہ سب باتیں قطعاً ناجائز ہیں؛ کیوں کہ جب تک نکاح نہ ہوجائے وہ لڑکی اجنبیہ کے درجہ میں رہتی ہے۔ آج کل معاشرہ میں اس کے متعلق بڑی بے احتیاطی پائی جاتی ہے اس لئے اس مسئلہ کو عام طور پر بتانے کی ضرورت ہے۔

عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه أنه خطب إمرأة، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: انظر إليها فإنه أحرىٰ أن يؤدم بينكما. (ترمذی شریف ۲۰۷/۱) **الخلوة بالأجنبية حرامٌ.** (درمختار مع الشامي زكريا ۵۲۹/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح سے قبل لڑکے کے لئے لڑکی کو دیکھنے کی گنجائش

سوال: لڑکی لڑکے کا ایک دوسرے کو دیکھنا کیا سنت ہے؟ اس کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: جس سے نکاح کا واقعی ارادہ ہو اسے کسی بہانے سے ایک نظر دیکھنے کی شرعاً گنجائش ہے بلکہ ایسا کرنا مستحسن ہے، تاکہ نکاح کے بعد کوئی ناگواری کا اندیشہ نہ رہے، لیکن اس میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ تنہائی اور بے تکلفی کا مظاہرہ نہ ہو؛ کیوں کہ عقد سے قبل اجنبی

مردعورت کے مابین یہ چیزیں جائز نہیں ہیں، اسی طرح لڑکی کو باقاعدہ سجا سنوار کر لڑکے کو دکھانا بھی شرفاء کے معاشرہ میں پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا، اور بہتر یہ ہے کہ لڑکے کے گھر کی عورتیں لڑکی کو دیکھ کر پسند کرلیں تاکہ بعد میں کوئی ناپسندیدہ صورت پیش نہ آنے پائے۔

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا خطب أحدكم المرأة فإن استطاع أن ينظر إلى ما يدعوه إلى نكاحها فليفعل. (أبوداؤد شريف ۲۸٤/۱) **عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه أنه خطب امرأة فقال النبي صلى الله عليه وسلم: أنظر إليها فإنه أحرى أن يؤدم بينكما.** (ترمذی شريف ۲۰۷/۱) **وإذا لم يمكنه النظر استحب أن يبعث امرأة يثق بها تنظر إليها وتخبره.** (فتح الملهم ٤٧٦/۳) **الخلوة بالأجنبية حرام، وتحته في الشامية: قال في القنية: مكروهة كراهة تحريم.** (درمختار مع الشامي كراچی ۳٦۸/٦، البحر الرائق ۱۹٤/۸، تبيين الحقائق ۱۷/٦ ملتان) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا لڑکے کے گھر والوں میں سے کوئی مرد لڑکی کو دیکھ سکتا ہے؟

سوال: کیا لڑکی کو لڑکے کے گھر کا کوئی مرد دیکھ سکتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جو شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے صرف اسی کے لئے اس پر نظر ڈالنے کی اجازت ہے، اس شخص کے دیگر رشتہ داروں کے لئے اس عورت کو بالقصد دیکھنا جائز نہ ہوگا۔

النظر إلى وجه المرأة الأجنبية الحرة ليس بحرام؛ ولكنه يكره بغير حاجة. (تاتارخانية ۹٥/۱۸ رقم: ۲۸۱٤٥) **وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة.** (شامی علی الدر زكريا ۷۹/۲) **نظر الرجل إلى المرأة الأجنبية حرام من كل شيء من يدفعها وكذٰلك نظر المرأة إلى الرجل سواء كان بشهوة أو بغيرها.** (مرقاة المفاتيح ۲٥۲/٦ باب النظر إلى المخطوبة، البحر الرائق

۱۹۲/۸، محقق مسائل ۲۵۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشتہ طے کرکے توڑ دینا

سوال: فریقین نے رشتہ کے لئے استخارہ کرلیااوراس کی روشنی میں مطمئن بھی ہو گئے اور رشتہ کے لئے زبان دے دی، پھر دوسرا بہتر رشتہ آ گیا، ایسے میں کیا کرنا چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جب رشتہ پختہ ہو چکا ہے تو اب بلا کسی معقول وجہ کے رشتہ کو فسخ کرنا بے مروتی اور بد اخلاقی کی بات ہے؛ البتہ اگر کوئی واقعی معقول وجہ ہو مثلا یہ اندازہ ہونے لگے کہ زوجین میں نبھاؤ نہ ہو سکے گا، تو ایسی صورت میں خوش اسلوبی کے ساتھ پہلا وعدہ ختم کر کے دوسری بہتر جگہ رشتہ کرنے کی گنجائش ہے۔ **الخلف في الوعد حرام، إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي فلم يفِ، فلا إثم عليه. انتهى** (شرح الأشباه والنظائر، كتاب الحظر والأباحة ۲۳۶/۳، ادارة القرآن کراچی، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۵۹/۱۱، وكذا في مرقاة المفاتيح كتاب الأدب ۶۱۴/۸ کوئٹہ، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

استخارے کے بعد رشتہ بدلنا

سوال: کیا زبان دینے سے پہلے استخارے کے بعد استخارے کے خلاف دوسری جگہ رشتہ طے کرنے کی گنجائش ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: صورتِ مسؤولہ میں چونکہ پختہ وعدہ نہیں ہوا ہے اس لئے استخارہ کے بعد دوسری جگہ رشتہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مستفاد امداد الفتاوی ۵۹۹/۱، کتاب المسائل ۴۷۶/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح پڑھانے کا حق دار کون ہے؟

سوال: لڑکی کے نکاح کے لئے افضل جگہ اور نکاح پڑھانے والا افضل فرد کون ہو سکتا ہے؟ باپ زیادہ حق دار ہے یا عالم دین یا محلے کی مسجد کا امام؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: لڑکی کے نکاح کے لئے افضل جگہ مسجد ہے اور نکاح پڑھانے کا زیادہ

حقدار سمجھ دار عالم دین ہے، خواہ وہ باپ ہو یا محلے کا امام یا اور کوئی شخص۔

ويندب إعلانه وتقديم خطبةٍ وكونه في مسجدٍ يوم جمعةٍ بعاقدٍ رشيدٍ (تحته فی الشامية) لحديث الترمذی: أعلنوا هذا النكاح واجعلوه فی المساجد. الحديث (الدر المختار مع الشامي زكريا ٦٦/٤-٦٧، شامی کراچی ٨/٣، البحر الرائق ٨١/٣، النهر الفائق ١٧٦/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی کارڈ کا کیا حکم ہے؟

سوال: شادی کارڈ کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: آج کل جس طرح شادی کارڈ پر بے دریغ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور محض ناموری اور دکھاوے کے لئے قیمتی کارڈ چھپوائے جاتے ہیں، یہ طریقہ اسراف اور فضول خرچی کی بنا پر بلاشبہ ناجائز ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص اپنے اعزاء اور متعلقین کو مدعو کرنے کے لئے سادہ انداز میں تحریر بھیجے خواہ وہ ہاتھ سے لکھی ہوئی ہو یا مطبوعہ ہو تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ بھی اطلاع اور اعلان کی ایک شکل ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه تعالىٰ عنها قالت: قال رسو ل اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد. (ترمذی شريف ٢٠٧/١) **قال تعالىٰ: ﴿إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين وكان الشيطان لربه كفوراً﴾** (بني إسرائيل: ٢٧) **قال القرطبی: والتبذير إنفاق المال في غير حقه، ولا تبذير في عمل الخير.** (الجامع لأحكام القرآن للقرطبی ٢٤٧/١٠) **عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: حق المسلم خمس: إجابة الدعوة.** (بخاري شريف ١٦٦/١ رقم: ١٢٢٦) **عن نافع قال: سمعت عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه عنه يقول: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أجيبوا هذه الدعوة إذا دُعيتم لها، قال: وكان عبد اللّٰه يأتي الدعوة في العرس وغير العرس وهو صائم.** (بخاری شريف

۷۷۸/۲ رقم: ٤٩٨٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زوجین کے لباس کا لین دین

سوال: لڑکی اورلڑکے کے لباس کا لین دین ہوتا ہے اوراس کوضروری سمجھا جاتا ہے، موجودہ حالات کے اعتبار سے روشنی ڈالیں کہ کس حد تک گنجائش ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: بلاکسی جبرواکراہ اورمطالبہ کے بخوشی لڑکے اورلڑکی والوں کا آپس میں لین دین کرنا فی نفسہ منع نہیں؛ لیکن اس کا مطالبہ کرنا جائزنہیں اوراسے ضروری سمجھنا اورنہ دینے پرلعن وطعن کرنا یہ ہرگز جائزنہیں ہے۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلمو ألا يحل مال امرءٍ إلا بطيب نفس منه. (مسند أحمد ۷۲/۵، مشکوٰۃ شریف ۲۵۵) **وفيه من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال، فكيف من أصر على بدعة أومنكر؟** (مرقاۃ المفاتیح رشیدیہ ۳۱/۳ رقم: الحدیث: ٢٤٦) **قال العلامة الشاطبي رحمه الله تعالى: فصل إذا ثبت هذا الدخول في عمل نية الإلتزام له إن كان في المعتاد بحيث إذا داوم عليه أورث مللا ينبغي أن هذا الإلتزام مكروه ابتداءاً إذ هو مؤدٍ إلى أمور جميعها منهي عنه، أحدها أن الله ورسوله أهدى في هذا الدين التسهيل والتسيير، وهذا الملتزم لشبه من لم يقل هديته وذلك يضاهي ردها على مهديها وهو غير لائق بالمملوك مع سيده فكيف يليق بالعبد مع ربه، والثاني خوف التقصير أو العجز عن القيام بما هو أولى وأكد في الشرع ...... والواجب أيعطى كل ذي حق حقه، وإذا التزم الإنسان أمراً من الأمور المندوبة أو أمرين أو ثلاثة فقد يصده ذلك عن القيام بغيرها أو عن كماله على وجهه فيكون ملوماً.** (الإعتصام للشاطبي ٢٤٧/١، مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ٢١٨/١١) **عن علي رضي الله عنه قال:**

جهّز رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم فاطمة في خميل و قربة وسادة حشوها إذخر الفرش. (نسائی شریف ۷۷/۲، بهشتی زیور ۲۵/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی کے لئے قیمتی لباس

سوال: لڑکی کے لئے بہت قیمتی شرارہ، لڑکی والے بھی بناتے ہیں اور لڑکے والے بھی، ہزاروں روپئے صرف رواجاً و رسماً خرچ کئے جاتے ہیں اور یہ ایک آدھ مرتبہ ہی پہنا جاتا ہے؟ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: جو شخص وسعت رکھتا ہو اور بغیر کسی مالی گرانی کے لڑکی یا لڑکے کے لئے قیمتی لباس بنا سکتا ہو تو اس کے لئے اس لباس کو بنانے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر وسعت سے زائد اس میں خرچ کیا جائے گا تو یقیناً منع ہوگا۔ (بہشتی زیور ۲۵/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشتہ ناطہ کے لئے رہنمائی کا کام

سوال: کسی کے بیٹے یا بیٹی کے لئے رشتے بتانا اور رہنمائی کرنا کیا یہ دین کا کام ہے؟ یا اس سے احتیاط برتنا چاہئے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: خیر خواہی کے طور پر کسی شخص کے لڑکے یا لڑکی کے لئے مناسب رشتے کی رہنمائی کرنا ایک نیک عمل ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی دھوکہ اور فریب نہ ہو۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اچھے رشتوں کی رہنمائی فرمائی ہے اور مناسب مشورے دیئے ہیں؛ لیکن جہاں یہ اندازہ ہو کہ رشتوں میں دخل دینے سے بعد میں فتنے کا اندیشہ ہے تو اس بارے میں احتیاط برتنی چاہئے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدين النصيحة، ثلاث مرار، قالوا يا رسول الله! لمن؟ قال: لله ولكتابه ولأئمة المسلمين وعامتهم. (ترمذي شريف ۱٤/۲) **عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المستشار مؤتمن فإذا استشير فليشربما هو صانع لنفسه.** (رواه الطبراني

في الأوسط عن شيخه أحمد بن زهير، مجمع الزوائد ۹٦/۸) **حديث فاطمة بنت قيس حيث جائت النبي: صلى الله عليه وسلم: فذكرت له أن أبا جهم بن حذيفة ومعاوية بن أبي سفيان خطباها فقال: أما أبوجهم فرجل لايرفع عصاه عن النساء، وأما معاوية: فصعلوك لامال له ولكن أنكحي أسامة.** (ترمذي شريف ۲۱۵/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشتہ کے لئے زوجین کے فوٹو کا تبادلہ

سوال: آج کل رشتوں کے لئے لڑکے، لڑکی کی تصویر (فوٹو) بھجوانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، یہ کیسا ہے؟ نیز اس کا احسن طریقہ کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جس لڑکی سے رشتہ کرنے کا ارادہ ہے اس کو کسی طرح ایک نظر دیکھ لینا رشتہ دینے والے (لڑکے) کے لئے درست ہے؛ لیکن اس مقصد سے اگر فوٹو کھینچا جائے تو یہ صرف خاطب تک ہی محدود نہ رہے گا؛ بلکہ ہر شخص اسے دیکھ سکتا ہے اور یہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ لڑکی کو سجا کر کسی عمومی جگہ بیٹھا دیا جائے کہ جو چاہے اسے آ کر دیکھے، تو ظاہر ہے اسے کوئی باغیرت شخص برداشت نہیں کرسکتا۔ بریں بنا رشتے کے مقصد سے تصاویر کے تبادلے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، اس سے فتنوں کے دروازے کھلنے کا سخت اندیشہ ہے؛ بلکہ یقین ہے۔

عن المغيرة بن شعبة أنه خطب امرأة فقال النبي صلى الله عليه وسلم: أنظر إليها فإنها أحرى أن يؤدم بينكما. (ترمذی شریف ۲۰۱/۲) **نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصورة في البيت ونهى أن يصنع ذلك.** (ترمذی شریف ۳۰۱/۲)
عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صور عذبه الله حتى ينفخ فيها يعنى الروح وليس بنافخ فيها ومن استمع إلى حديث قوم يفرون منه صُب في أذنه الآنك يوم القيامة. (ترمذی شریف ۳۰۵/۱) **عن عمار بن ياسر رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة لايدخلون الجنة أبداً: الديّوث من الرجال والرجلة من النساء ومد من الخمر،**

فقالوا: يا رسول الله! أما مدمن الخمر فقد عرفناه فما الديوث من الرجال؟ قال: الذي لايبالي من دخل على أهله، قلنا: فالرجلة من النساء، قال: التي تشبه بالرجال. (بيهقی ٤١٢/٧، رقم الحديث: ١٠٨٠٠) **لا خير فيمن لاغيرة له فمن كان هكذا فهو الديوث.** (نضرة النعيم ٥٠٠/١٠ ٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی کے لئے پہلے سے سونا خرید کر رکھ دینا

سوال: کچھ علاقوں میں لڑکی کی پیدائش کے بعد سے ہی گھر والے سونا خریدنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں؛ تاکہ کم از کم پچاس تولہ سونا غریب سے غریب آدمی بھی دے سکے، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شادی کے موقع پر لڑکی کے لئے زیور بنانے کے واسطے پہلے سے سونا خرید کر رکھنے یا جمع کرنے میں تو شرعاً کوئی حرج نہیں ہے؛ اس لئے کہ بروقت اس کی فراہمی مشکل ہوتی ہے؛ لیکن پچاس تولہ کی پابندی کرنا اور اسے ضروری سمجھنا یہ بے اصل ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: جاء ت امرأة سعد بن الربيع بإبنتها من سعد إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم – في حديث طويل – ولا تنكحان إلا ولهما مال. الحديث (ترمذی شریف ٢٩/٢) **قال في عمدة القاري: وفي حديث ابن عباس رضي الله عنهما عند الطبراني فاتفق عليهن وزوجهن وأحسن أدبهن.** (عمدة القاري ٩٩/٢٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جہیز کا حکم

سوال: جہیز کا کیا حکم ہے؟ کچھ لوگوں سے سنا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ضرورتِ زندگی کا سامان بطور جہیز دیا تھا، جب کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کفالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھی۔ اگر یہ صحیح ہے تو یہ جہیز انتظامی امر تھا یا کوئی مستقل سنت؟ کیا دیگر بیٹیوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہیز دیا تھا یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کوئی باپ بخوشی اپنی لڑکی کو شادی کے وقت کچھ سامان دے تو یہ ممنوع نہیں ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عقد نکاح کے وقت کچھ سامان دینا اسی قبیل سے تھا، اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دیگر صاحبزادیوں کے لئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ کچھ دینے کا انتظام کیا تھا، چنانچہ روایت ہے کہ جب بدر کے موقع پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر گرفتار ہوئے جو اس وقت اسلام نہ لائے تھے، تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان کی رہائی کے لئے وہ ہار بھیجا تھا جو نکاح کے موقع پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عطا کیا تھا، اس سے نفس نکاح میں والدین کی طرف سے بیٹی کو سامان دینے کی تائید ہوتی ہے، یہ اصل حکم ہے؛ لیکن اگر لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کا مطالبہ ہو اور اصرار ہو، جیسا کہ آج کل ہو گیا ہے کہ لڑکے والے باقاعدہ اپنے مطالبہ کی فہرستیں پیش کرتے ہیں اور لڑکی والوں کو ان کی ادائیگی پر مجبور کرتے ہیں اور اگر وہ ادا نہ کرسکیں تو انہیں ذلیل کرتے ہیں، یا لڑکی کے ساتھ برا معاملہ کرتے ہیں، یہ سب باتیں جہالت اور صریح ظلم ہیں اور اس انداز میں جہیز کا لین دین جائز نہیں۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: لما بعث أهل مكة في فداء أسراء هم بعثت زينب في فداء أبي العاص بمال وبعثت فيه بقلادة لها كانت عند خديجة أدخلتها لها على أبي العاص قالت لما راٰها رسول الله صلى الله عليه وسلم رق لها رقة شديدة، وقال: إن رأيتم أن تطلقوا لها عليها وتردوا أسيرها الذي لها، فقالوا نعم! وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ عليه أو وعده أن يخلي سبيل زينب إليه وبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم زيد بن حارثة ورجلا من الأنصار، فقال كونا ببطن يا جج حتى تمر بكما زينب فتصحباها حتى تأتيا بها. (أبوداؤد شريف ٢/٣٦٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جہیز میراث کا بدل نہیں

سوال: بعض لوگ جہیز کو میراث کا بدل سمجھ کر بیٹی یا بہن کو جہیز دیتے ہیں، اور بعد میں میراث سے بیٹی یا بہن کو محروم کر دیا جاتا ہے، کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟ اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: شادی کے موقع پر لڑکی کو جو کچھ دیا جاتا ہے یہ محض تحفہ ہے، یہ میراث کا بدل نہیں ہے؛ لہٰذا جہیز دے کر بہن یا بیٹی کو محروم کردینا سراسر جہالت اور صریح ظلم ہے۔ احادیثِ شریفہ میں میراث کے حق دار کو حق نہ دینے پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔

عن سعید بن زید رضي اللّٰہ عنہ قال: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول: من أخذ من الأرض ظلماً فإنہ یطوقہ اللّٰہ یوم القیامۃ من سبع أرضین. (بخاری شریف ۳۳۱/۱، مسلم شریف ۳۳/۲) **عن أنس بن مالك رضي اللّٰہ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من فر من میراث وارثہ قطع اللّٰہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ.** (سنن ابن ماجۃ: ۱۹٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح میں رشتہ داروں کو بلانا

سوال: کیا نکاح یا ولیمہ میں شرکت کے لئے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو دور دراز سے بلا سکتے ہیں؟ اس کے لئے لمبا سفر کرنا کیسا ہے، اور بلانا کیسا ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نکاح یا ولیمہ میں شرکت کے لئے دور دراز کا سفر کرنا غلط ہے؛ کیوں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مدینہ ہی میں نکاح کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح میں مدعو نہیں فرمایا۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ولیمہ یا نکاح کی تقریبات میں شرکت کے لئے رشتہ داروں اور متعلقین کو دعوت دینا اور مدعو حضرات کا ان دعوتوں میں شریک ہونا خواہ مقامی طور پر ہو یا بیرونِ شہر سے آکر ہو، ہر طرح جائز ہے؛ کیوں کہ یہ طریقہ خیر القرون سے آج تک سلفاً وخلفاً بلا نکیر جاری ہے اور اس مقصد سے سفر کرنے کی ممانعت کسی روایت میں نظر سے نہیں گزری۔ اور سوال میں حضرت عبدالرحمٰن عوف رضی اللہ عنہ کے جس واقعہ کا حوالہ دیا گیا ہے اس سے محض اتنا معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کی دعوت دینا ضروری اور لازم نہیں ہے؛ لیکن اس سے یہ استدلال کہ اگر دعوت دی جائے تو اسے قبول نہ کیا جائے، درست نہیں ہے؛ کیوں کہ خود پیغمبر علیہ السلام نے اپنے ولیمہ کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مدعو فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شادی کی دعوت میں تشریف لے گئے، اور ولیمہ کی دعوت کا اہتمام مسنون ہے اور یہ بھی اعلان نکاح کی ایک بہترین شکل ہے جس کا حدیث

میں حکم دیا گیا ہے۔

أخبرني أنس بن مالك رضي الله عنه أنه كان ابن عشر سنين في حديث طويل، وكان أول ما أنزل في متبنیٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم بزينب ابنة جحش أصبح النبي صلى الله عليه وسلم بها عروساً فدعا القوم فأصابوا من الطعام ثم خرجوا، الحديث. (بخاری شریف ۷۷۶/۲) أعلنوا هذاالنكاح واجعلوه في المساجد. (ترمذی شریف ۲۰۷/۱) أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا دعي أحدكم إلى الوليمة فليأتها. وفي رواية: من لم يجب الدعوة فقد عصى الله ورسوله. (أبوداؤد شريف ۵۲۵/۲) وفي الاختيار: وليمة العرس سنة قديمة إن لم يجبها أثم، لقوله عليه السلام: من لم يجب الدعوة فقد عصى الله ورسوله، الحديث. (مسلم شريف ۴۶۲/۱-۴۶۳، مسند أحمد ۶۱/۲) قال عليه السلام: لو دُعيتُ إلى كُراعٍ لأجبت. (مسلم شريف ۲۶۲/۱، بخاري شريف ۷۷۸/۲ رقم: ۴۹۸۴ ف: ۵۱۷۸، رد المحتار على الدر المختار زكريا ۵۰۱/۹) عن سهل بن سعد رضي الله عنه قال: دعا أبو أسيد الساعدي رسول الله صلى الله عليه وسلم في عرسه وكانت إمرأته يومئذٍ خادمتهم وهي العروس، قال سهل: تدرون ما سقت رسول الله صلى الله عليه وسلم أنقعت له تمراتٍ من الليل فلما أكل سقته إيّاه. (بخاری شریف ۷۷۸/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح کے بعد فوراً دعوتِ ولیمہ

سوال: بعض علاقوں میں لڑکی اور لڑکے والے مل کر بموقع نکاح دعوت کا انتظام کرتے ہیں، اس کے بعد کیا ولیمہ کی ضرورت باقی رہتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بہتر تو یہی ہے کہ رخصتی کے بعد ولیمہ ہو؛ لیکن اگر نکاح کے بعد دعوت میں ولیمہ کی نیت کرلی جائے تو بھی ایک قول کے مطابق سنتِ ولیمہ ادا ہوجائے گی، اور بعد میں ولیمہ کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۶۷/۷)

قيل إنها بعد الدخول وقيل عند العقد وقيل عندهما. (مرقاة المفاتيح ملتان ٦/٢٥٠)

ولیمہ کب اور کہاں؟

سوال: ولیمہ کب کہاں اور نکاح سے کتنے دنوں کے اندر ہونا چاہئے؟ اور اس کی دیگر شرائط کیا ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ولیمہ دراصل نکاح کے شکرانہ کی دعوت ہے، اور اس کے لئے افضل وقت رخصتی اور بیوی سے تنہائی کے بعد ہے، کسی مصلحت سے دو چار دن بعد بھی ولیمہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اتنی تاخیر نہ ہو کہ بشاشتِ نکاح باقی نہ رہے۔ (مستفاد: باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ ۲۵۸)

يجوز أن يولم بعد النكاح أو بعد الرخصة أو بعد أن يبنىٰ بها، والثالث هو الأولىٰ. (بذل المجهود هندى ٤/٣٤٥) **قال السبكي: والمنقول من فعل النبي صلى الله عليه وسلم أنها بعد الدخول، وفي حديث أنس رضي الله عنه عند البخاري وغيره التصريح بأنها بعد الدخول، لقوله: أصبح عروساً بزينب فدعا القوم.** (إعلاء السنن ١١/١٠-١١، كذا في بذل المجهود بيروت ٨/٢١) **عن حفصة بنت سيرين قالت: لما تزوج أبي دعا الصحابة سبعة أيام - إلى قوله - وأخرجه عبد الرزاق من وجهٍ آخر إلى حفصة، وقال: فيه ثمانية أيام. وإذاصنعت الوليمة أكثر من يومٍ جاز.** (إعلاء السنن ١١/١٣) **واستحب أصحاب مالك أن تكون سبعة أيام، والمختار أنه على قدر حال الزوج.** (مرقاة المفاتيح ملتان ٦/٢٥٠)

متعدد مقامات پر دعوتِ ولیمہ؟

سوال: ایک شخص رہتا تو ممبئی میں ہے اور لڑکی کلکتہ کی ہے، اور دونوں کو شادی کے بعد مستقل ممبئی میں رہنا ہے اور کسی وجہ سے نکاح دہلی میں ہوا، اور سہولت کے لئے ولیمہ دوسرے دن وہیں ہو گیا، اب ممبئی آنے کے بعد متعلقین نے دعوت کا مطالبہ کیا، اور کلکتہ والے بھی اپنے یہاں دعوت چاہتے ہیں، کیا ان دونوں مقامات پر دعوت کی گنجائش ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کیوں کہ تینوں جگہ کے مدعوین الگ الگ حضرات ہیں، اس لئے

ولیمہ کے نام پر سوال میں مذکور تینوں جگہوں کی دعوتوں میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

باب حق إجابة الوليمة والدعوة ومن أولم سبعة أيام ونحوه ولم يوقّت النبي صلى الله عليه وسلم يوماً ولا يومين. (بخاري شريف ۷۷۷/۲) **قال في فتح الباري: يشير إلى ما أخرجه ابن أبي شيبة من طريق حفصة بنت سيرين قالت: لما تزوج أبي دعا الصحابة سبعة أيام ...... من وجهٍ آخر ...... فيه ثمانية أيام الخ. وقال أيضاً بحثاً فيه: أما الكراهة في اليوم الثالث فأطلقه بعضهم بظاهر الخبر، وقال العمراني: إنما تكره إذا كان المدعوّ في الثالث هو المدعوّ في الأول وكذا صوّره الروياني ...... وإذا كثر الناس فدعا في كل يومٍ فرقةً لم يكن في ذٰلك مباهاة غالباً. وقال بعضهم: محلّه إذا دعا في كل يومٍ من لم يدعو قبله ولم يكرر عليهم الخ.** (فتح الباري أشرفى ۳۰۱/۹-۳۰۳، بيروت ۲۴۳/۹)

دعوتِ ولیمہ میں عورتوں کو بلانا

سوال: کیا دعوتِ ولیمہ میں عورتوں کو بلانا جائز ہے؟ جہاں پردے کا معقول نظم ہو؛ تاکہ دونوں خاندانوں کا سماجی وثقافتی جوڑ اور تعلق ومحبت کی بنیاد پڑے، مگر دوسری طرف اکثر وبیشتر خواتین کے ایسے اجتماع میں زیورات، ملبوسات کی نمائش ہوتی ہے، ساتھ ہی ایسی محفلیں غیبت، چغل خوری اور فوقیت پسندی کا ایک پلیٹ فارم بنتی ہیں، اس کا صحیح طریقہ کیا ہو اور کس حد تک گنجائش ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ولیمہ یا نکاح کی تقریب میں عورتوں کا بلانا یا ان کا جمع ہونا فی نفسہٖ منع نہیں ہے، چنانچہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کے موقع پر خواتین گھر میں جمع تھیں، بریں بنا اگر اور کوئی منکر نہ ہو تو ایسی تقریبات میں خواتین کے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اب رہ گئی یہ بات کہ اس موقع پر زیورات وملبوسات کی نمائش یا زبان کے گناہ کثرت سے ہوتے ہیں، تو واقعۃً حسنِ تدبیر کے ساتھ ان منکرات کو روکنے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر مرد لوگ اپنی خواتین کی ذہن سازی کریں تو امید ہے کہ ان منکرات میں کمی آسکتی ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: تزوجني رسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث طويل فأوقفتني على الباب فقلت هَهْ هَهْ حتى ذهب نفسي فأدخلتني بيتاً فإذا نسوة من الأنصار فقلن على الخير والبركة وعلى خير طائر فاسلمتني إليهن فغسلن رأسي واصلحنني فلم يرعني إلاّ ورسول الله صلى الله عليه وسلم ضحى فأسلمنني إليه. (مسلم شريف ٤٥٦/١) من راٰى منكم منكراً فليغيره بيده ومن لم يستطع فبلسانه ومن لم يستطع فبقلبه وذٰلك أضعف الإيمان. (ترمذی شریف ٤٠/٢) ﴿ولايغتب بعضكم بعضاً. [الحجرات: ١٢]﴾ عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: أبصر النبي صلى الله عليه وسلم نساء وصبياناً مقبلينَ من عرس فقام ممتنًّا، فقال: اللّٰهم أنتم من أحب الناس إلي. (بخاری شریف ٧٧٨/٢ رقم: ٤٩٨٦، ف: ٥١٨٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح کے بعد لڑکی کو لانے کے لئے کتنے لوگ جائیں؟

سوال: نکاح کے بعد لڑکی لانے کے لئے کتنے لوگ جا سکتے ہیں؟ اگر جائیں تو ان لوگوں کا لڑکی کے گھر کھانا پینا کیسا ہے؟ اور کیا لڑکی لانے کے لئے عورتیں بھی جا سکتی ہیں؟ اگر ہاں تو کتنی؟ اگر لڑکی کا باپ خود شوہر تک پہنچا دے، موجودہ حالات میں اس کا آسان طریقہ کیا ہونا چاہئے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: لڑکی کو رخصت کر کے لانے کے واسطے شرعاً کوئی تحدید نہیں ہے، آپسی رضامندی سے رسموں کی پابندی کئے بغیر دولہا کے ساتھ چند ذمہ دار لوگ جن میں عورتیں بھی ہو سکتی ہیں، اگر لڑکی کے گھر چلے جائیں تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اور اگر خود باپ لڑکی کو شوہر کے گھر پہنچا دے تو یہ بھی درست ہے۔ الغرض اس بارے میں شریعت میں نہ کوئی خاص طریقہ لازم ہے نہ کوئی ممانعت ہے؛ لیکن رسومات سے بہرحال پرہیز لازم ہے۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۱۵۶/۵، فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۲۳۱/۱۱) من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه. الحديث. (ترمذی شریف ١٨/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زیور عاریت پر لے کر دلہن کو پہنانا

سوال: بعض علاقوں میں دلہے والے دلہن کو بموقع نکاح شہرت کی غرض سے زیورات اپنے اعزاء واقرباء سے مستعار لے کر چڑھاتے ہیں، جو چند دنوں بعد واپس لے لئے جاتے ہیں، اور تاویل یہ پیش کی جاتی ہے کہ ہم نے دلہن کو اس کا مالک نہیں بنایا تھا، شریعت میں اس کی کہاں تک گنجائش ہے؟ واضح فرمائیں۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: جو زیورات دیگر اعزاء سے عاریت پر لے کر دلہن کو وقتی طور پر پہنائے جاتے ہیں اور بعد میں واپس لے لئے جاتے ہیں، تو دلہن اس کی مالک نہیں ہوتی؛ بلکہ یہ عاریت میں داخل ہے، اور ضرورت کے وقت اس طرح عاریت کے لین دین میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بہن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار بطور عاریت پہننے کے لئے لیا تھا۔

عن عائشة أنها استعارت من أسماء قلادة الخ. (بخاری شریف ۷۷٦/۲ رقم: ٤٩٧٠، أبو داؤد شریف ۵۰۲/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا نکاح میں لین دین بالکل منع ہے؟

سوال: بعض حضرات دین دار ہیں اور سادگی کے نام پر پیسے بچانے کی خاطر دین وشریعت کی آڑ لے کر ضروری اخراجات و مستحسن ہدایا سے اجتناب برتتے ہیں اور خرچ کرنے کو بالکلیہ ممنوع وغلط سمجھتے ہیں، اس کی وضاحت فرمائیں کہ کہاں تک گنجائش ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: خوشی کے موقع پر فریقین کی جانب سے مالی ہدایا اگر بغیر مطالبہ کے لئے اور دئے جائیں تو قدرتی طور پر یہ ہدایا طرفین میں محبت کے اضافہ کا سبب بنتے ہیں، جو خاص طور پر نکاح کے مقاصد میں سے ہے۔ اسی بنا پر خیر القرون سے نکاح کی تقریبات میں لین دین کا تسلسل جاری ہے، بریں بنا سادگی کے نام پر پرخلوص اور بے غرض ہدایا قبول نہ کرنے کا التزام

مستحسن نہیں ہے؛ البتہ مطالبہ اور تقاضہ اور نہ ملنے پر ناگواری وغیرہ جیسی باتیں جو آج کل رائج ہوتی جارہی ہیں، ان پر بہرحال نکیر کرنی چاہئے، اور ان سے بچنا چاہئے۔

عن عطاء الخراساني أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: تصافحوا يذهب الغل وتهادوا تحابو، وتذهب الشحناء. (مشکوٰۃ شریف ۴۰۳، موطا إمام مالك ۳۶۵) **لعن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الراشي والمرتشي، ومن الرشوة ما أخذه ولي المرأة قبل النكاح إذا كان بالسوال أو كان إعطاء الزوج بناءً على عدم رضائه على تقدير عدمه، أما إذا كان بلا سوال ولا عن عدم رضائه فيكون هدية فيجوز.** (مجموعة الفتاویٰ ۲۳۰/۲، بحواله فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۱۸۷/۱۱) **فكم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروهاً.**

(مجموعه رسائل لکھنوی ۳۴/۳، بحواله: فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ۲۰۳/۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح میں لڑکی والوں کی طرف سے کھانے کی دعوت کا حکم

سوال: نکاح لڑکی کے گھر کے پاس ہو اور جس میں شرکت کے لئے دونوں جانب سے لوگ آتے ہیں، لڑکی والوں کے یہاں، کیا لڑکے والے بھی کھانا کھا سکتے ہیں؟ اگر ہاں تو کیا یہ بارات کی شکل نہ ہوگی؟ اس میں افضل کیا ہے؟ اجازت کیا ہے اور ممانعت کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: لڑکی والے اگر نکاح کے موقع پر نام ونمود اور اسراف سے بچتے ہوئے اپنے پڑوسیوں اور متعلقین کو کھانے پر مدعو کریں تو یہ ناجائز نہیں ہے، اس لئے مسئولہ صورت میں جو بھی مدعوین ہیں خواہ وہ لڑکے کے ساتھ آئے ہوں یا لڑکی والوں نے بلایا ہو، سب کے لئے دعوت میں شرکت جائز ہے؛ البتہ یہ دعوت اس طرح مسنون نہیں جس طرح ولیمہ کی دعوت مسنون ہوتی ہے، صرف جواز کی حد تک ہے۔

وفي حديث أنس رضى اللّٰه عنه خطبها علي بعد أن خطبها أبوبكر رضي اللّٰه عنه إلى قوله فقال أدع لي أبابكر وعمر وعثمان وعبد الرحمن بن عوف

وعـدةً من الأنصار، فلما اجتمعوا وأخذوا مجالسهم الخ. (شرح الزرقاني مع المواهب اللدنية ۲/۲-۳ بیروت، مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۳۸۹/۱۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی میں لین دین

سوال: دلہے اور دلہن کے گھر والے ایک دوسرے کے رشتہ داروں کو کپڑے، رومال، ٹوپی یا کچھ نقد روپیہ لیتے دیتے ہیں، اگر کوئی نہ دیں یا کچھ کمی زیادتی ہو تو اسے بہت برا مانا جاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: محبت وموانست کے طور پر ایک دوسرے کو دینا، دلانا اگرچہ فی نفسہٖ جائز ہے؛ لیکن نہ دینے پر ملامت کرنا یا کم دینے کو حقیر جاننا، یا دینے دلانے کو ضروری سمجھنا جائز نہیں ہے، اس سے احتراز ضروری ہے، اور چوں کہ آج کل اس طرح کے لین دین کو ضروری سمجھ لیا گیا ہے، اور عموماً برادری کی رسموں کی پابندی کرتے ہوئے لوگ وسعت نہ ہونے کے باوجود زیر بار ہوکر بادل ناخواستہ یہ تحائف مہیا کراتے ہیں اور بعد میں بدلے کے امیدوار رہتے ہیں، اس لئے سِرے سے ان رسموں پر پابندی لگانا ضروری ہے۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (شعب الإيمان ۳۸۷/٤ رقم: ٥٤٩٢) **عن عطاء الخراساني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: تصافحوا يذهب الغل وتهادوا تحابوا تذهب الشحناء.** (مؤطا مالك ۳٦٥، مشكوٰة شريف ٤٠٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی کے تحائف کا مالک کون ہے؟

سوال: شادی کے موقع پر جو زیورات، قیمتی تحائف کا لین دین، زوجین میں اور بسا اوقات اعزاء اقرباء کی طرف سے ہوتا ہے، اس کا مالک کون ہے؟ اگر عاریت کی وضاحت نہ ہو تو کیا یہ تملیک ہے؟ یا عاریت ہی راجح ہے؟ اس خلجان کو دور کرنے کے لئے بہتر شرعی طریقہ کیا ہونا چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: شادی کے موقع پر لڑکی والوں کی طرف سے لڑکی کو جو دیا جاتا ہے خواہ

وہ سامان کی شکل میں ہو یا ملبوسات وزیورات کی شکل میں ہو، وہ سب لڑکی ہی کی ملک ہے، آج کل سب جگہ یہی عرف ہے؛ البتہ لڑکے والوں کی طرف سے اس موقع پر جو زیورات وملبوسات دئے جاتے ہیں ان کے بارے میں خاندانی عرف ورواج کو دیکھا جائے گا، بعض خاندانوں میں یہ دینا ملکیت کے طور پر ہوتا ہے اور بعض خاندانوں میں اسے عاریت کے طور پر دیا جاتا ہے، چناں چہ شوہر جب چاہتا ہے واپس لے لیتا ہے، اور طلاق یا تفریق کے موقع پر اس کی واپسی کا مطالبہ ہوتا ہے؛ لہٰذا خاندانی عرف ورواج کی تحقیق کے بعد ہی اس کے بارے میں ملکیت یا عاریت کا حکم لگایا جائے گا، اور دیگر اہل خاندان کی طرف سے شادی کے موقع پر جو تحفے دئے جائیں گے ان کے بارے میں یہ دیکھا جائے گا کہ اگر وہ چیز لڑکی کے استعمال کی ہے، تو لڑکی اس کی مالک ہے اور لڑکے کی استعمال کی ہے تو لڑکا مالک ہے، اور اگر مشترک استعمال کی ہے مثلاً برتن وغیرہ تو اگر یہ چیزیں لڑکی والوں کے توسط سے آئی ہیں تو یہ سب لڑکی کی ملک ہیں اور اگر لڑکے والوں نے فراہم کی ہیں تو لڑکے کی ملک ہیں۔

جهز ابنته ثم ادعىٰ أن ما دفعه لها عارية وقالت هو تمليك فالمعتمد أن القول للزوج ولها إذا كان العرف مستمراً أن الأب يدفع مثله جهازاً لا عارية (درمختار) قلت ومقتضاه أن المراد من استمرار العرف هنا غلبته ومن الاشتراك كثرة كل منهما إذ لا نظر إلى النادر، ولأن حمل الإستمرار على كل واحد من أفراد الناس في تلك البلدة لا يمكن، ويلزم عليه إحالة المسألة إذ لا شك في صدور العارية من بعض الأفراد، والعادة الناشية الغالبة في أشراف الناس وأوساطهم دفع ما زاد على المهر من الجهاز تمليكاً، سوى ما يكون على الزوجة ليلة الزفاف من الحليي والثياب فإن الكثير منه أو الأكثر عارية. قال الشيخ الإمام الأجل الشهيد: المختار للفتوىٰ أن يحكم بكون الجهاز ملكاً لا عاريةً لأنه الظاهر الغالب إلا في بلدة جرت العادة بدفع الكل عارية فالقول للأب، وأما إذا جرت في البعض يكون الجهاز تركة يتعلق بها حق الورثة وهو الصحيح، ولعل

وجهه أن البعض الذي يدعيه الأب بعينه عارية لم تشهد له به العادة بخلاف ما لو جرت العادة بإعارة الكل فلا يتعلق به حق ورثتها بل يكون كله للأب. (شامی زکریا ۳۰۶/٤-۳۰۹) **والفتویٰ أنه إن كان العرف مستمراً أن الأب يدفع الجهاز ملكاً لا عاريةً.** (الأشباه والنظائر ۱۵۷) **وكذا مسألة دعوى الأب عدم تمليكه البنت الجهاز فقد بنوها على العرف مع أن القاعدة أن القول للملك في التمليك.** (شرح عقود رسم المفتی ۹٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لڑکے اور لڑکی کے لئے الگ الگ اسٹیج

سوال: ولیمہ یا استقبالیہ دعوت کے موقع پر لڑکی اور لڑکے کے لئے الگ الگ اسٹیج سجائے جاتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْق: اگر مردوں کے مجمع میں دلہا کے لئے اور عورتوں کے مجمع میں دلہن کے لئے کوئی نمایاں جگہ مقرر کی جائے تو اس میں فی نفسہٖ حرج نہیں؛ لیکن اس میں سجاوٹ کے اندر اسراف اور فضول خرچی جائز نہ ہوگی؛ بلکہ جہاں تک ممکن ہو سادگی ملحوظ رکھی جائے۔

﴿**ولا تبذر تبذيراً. إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين.** [بنی إسرائیل: ۲٦-۲۷]﴾

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لڑکی والوں کی طرف سے رشتہ کی پیش کش؟

سوال: عموماً لڑکیوں کی شادی کے معاملہ میں اس کا انتظار کیا جاتا ہے کہ دوسری طرف سے نسبت کے پیغام میں پہل ہو، چناں چہ اسی انتظار میں بعض اوقات لڑکیاں جوانی سے بڑھاپے کی سرحد میں داخل ہوتی ہیں اور کنواری رہ جاتی ہیں، اس معاملہ میں اسلام کیا اجازت دیتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْق: لڑکیوں کے رشتہ کے لئے لڑکے والوں کی طرف سے پہل کرنے کو ضروری سمجھنا بے اصل ہے، اگر مناسب رشتہ سامنے ہو تو لڑکی والوں کی طرف سے بھی پیش کش

کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی صاحب زادیوں کے بارے میں مناسب رشتوں کے لئے پیش قدمی فرمائی ہے۔

باب عرض الإنسان ابنته أو أخته على أهل الخير - إلى قوله - عبد الله بن عمر رضي الله عنه يحدث ...... حين تأيمت حفصة بنت عمر من خنيس ...... فقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه أتيت عثمان بن عفان فعرضت عليه حفصة فقال: سأنظر في أمري فلبثت ليالي ...... فلقيت أبا بكر الصديق رضي الله عنه فقلت: إن شئت زوجتك حفصة بنت عمر فصمت أبوبكر فلم يرجع إلي شيئاً ...... فلبثت ليالي ثم خطبها رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنكحتها إياه، الحديث. (بخاری شریف ۷٦٧/۲-۷٦٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نکاح خوانی کی اجرت

سوال: ہمارے یہاں نکاح میں قاضی صاحب سے لڑائی ہوگئی، وجہ یہ ہوئی کہ قاضی صاحب 500/ روپے طلب کررہے تھے، اور ادھر سے 200/ دیئے جارہے تھے، انہوں نے لینے سے انکار کردیا اور قاضی نامہ بھی بنا کر نہیں دیا۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا نکاح پڑھانے کے لئے اجرت لینا دینا جائز ہے؟ آپ دلیل کے ساتھ جواب دیں، نوازش ہوگی۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: نکاح خوانی پر اجرت کی گنجائش ہے؛ لیکن کوئی ایسی صورت نہیں ہونی چاہئے جس سے آپس میں نزاع (جھگڑے) کا خطرہ ہو، جو بھی اجرت لینی ہو وہ پہلے سے آپسی رضامندی سے طے کرلی جائے۔

الدلالة في النكاح لا تستوجب الأجر وبه يفتي الفضلي في فتاواه وغيره من مشائخ زماننا يفتون بوجوب أجر المثل وبه يفتى. (عالمگیری ٤٥١/٤) **ومشايخ زماننا أفتوا بعده (لجواز) لأن معظم الأمر في النكاح بقوم بالدلالة.** (كذا في فتاوى البزازية على هامش العالمگرى ٤١/٥، في فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ العالمگيرى ٣٢٧/٢، كفاية المفتي ١٥٣/٥، ٣٤٩/٧، فتاوىٰ محموديه ڈابھيل ٩٨/١٧، امداد الفتاوىٰ ٢٦٥/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کا مطالبہ

سوال: ہمارے یہاں بیاہ شادیوں میں ایک رسم ہے کہ لڑکے والے لڑکی والوں سے نقد روپیوں کا مطالبہ کرتے ہیں اور لڑکی والوں کو یہ مطالبہ پورا کرنا پڑتا ہے۔ اب ایک شخص جو دین دار ہے، صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے، اس کے ساتھ یہ معاملہ ہو تو وہ کیا کرے؟ اگر وہ لڑکے والوں کے مطالبہ کو پورا کرتا ہے تو عند اللہ مجرم بنتا ہے، اور اگر مطالبہ پورا نہیں کرتا تو رشتہ ٹوٹ سکتا ہے، اب اس صورت میں کیا کیا جائے؟ کیوں کہ لڑکی والوں سے مطالبہ کرنا حرام ہے اور مطالبہ پورا کرنا بھی حرام ہے؛ لیکن اگر کسی دین دار آدمی کے ساتھ اس طرح کا معاملہ درپیش ہو تو کیا گنجائش ہے؟ اور یہ صورت اختیار کرے کہ سود کی رقم بلانیت ثواب لڑکے والوں کو دیدے کہ حرام مال حرام جگہ چلا جائے۔ اگر اس کی شرع میں گنجائش ہو تو وضاحت فرمائیں۔ اور اگر نہیں تو پھر بتلائیں اس صورت میں لڑکی والے کیا کریں؟ جب کہ دین دار لڑکا نہ مل رہا ہو، اور مطالبہ پورا نہ کرنے کی صورت میں رشتہ ختم ہونا یقینی ہے۔

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: جو لڑکے والے لڑکی والوں سے نقد رقم کا مطالبہ کریں ایسے لالچی اور بے غیرت لوگوں کا مطالبہ ہرگز پورا نہیں کرنا چاہئے، خواہ اس کی وجہ سے رشتہ کیوں نہ ٹوٹ جائے؟ اگر تمام لڑکی والے یہی طریقہ اختیار کرلیں تو یہ رسم بد خود اپنی موت مر جائے گی۔ اور اگر یہ دینے دلانے کا سلسلہ جاری رہے گا تو اس لالچ کا کبھی خاتمہ نہیں ہوسکتا، اور سودی رقم اس مصرف میں لگانا قطعاً جائز نہیں ہے، اس کا مصرف صرف محتاج اور فقراء ہیں، اور یقین ہے کہ جو شخص شریعت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایسے لالچی لوگوں سے اعراض کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس سے بہتر رشتے کا انتظام فرمادیں گے، اللہ پر یقین رکھنا چاہئے۔

أخذ أهل المرأة شيئًا عند التسليم فللزوج أن يسترده؛ لأنه رشوة.

(درمختار مع الشامي زكريا ٤/٣٠٧)

رسوماتِ نکاح

نکاح میں فضول خرچی

سوال : آج کل شادیوں میں نکاح کے وقت اور بعد میں کی جانے والی خرافات دن بدن بڑھتی جارہی ہیں، مثلاً شادی کا پروگرام کسی دوسرے محلے میں شادی ہالوں ودھرم شالوں میں منعقد ہوتا ہے اور وہیں نکاح پڑھایا جاتا ہے، اس کے بعد دولہا کی جانب سے بارات میں آئے نوجوان شیرینی پر جھگڑتے، لپکتے اورانہی جیسی دیگر غیر اسلامی حرکتیں بھی کرتے ہیں، کیا یہ سب کام درست ہیں؟ نکاح کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ اور کس مقام پر زیادہ بہتر اور باعثِ ثواب ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **أعظم النکاح برکة أیسره مؤنة.** (مشکوٰۃ شریف ٢٦٨) یعنی سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم تکلفات ہوں؛ لہٰذا تقریب نکاح کی مسنون صورت یہی ہوگی کہ اس میں تمام رسوم ورواج تکلفات اور معاصی سے بالکلیہ اجتناب کیا جائے اور ہر اعتبار سے سادگی کا مظاہرہ کیا جائے، نکاح کی مجلس مسجد میں منعقد کرنا افضل ہے؛ تاہم نکاح کے دوران مسجد کے آداب کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے، مثلاً وہاں شوروشغب نہ مچایا جائے اور مسجد کے فرش وغیرہ کو خراب نہ کیا جائے۔ (طحاوی شریف ۲/۲۵)

عن عائشة رضي اللّٰہ تعالی عنها قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم أعلنوا هذا النکاح واجعلوہ في المساجد واضربوا علیه بالدف. (ترمذی ١/٢٠٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

منگنی وغیرہ میں فضول خرچی

سوال: آج کل لوگ منگنی بیاہ میں ضرورت سے زیادہ پیسہ خرچ کررہے ہیں، جب کہ ان لوگوں کو

معلوم ہوتا ہے کہ اس رسموں کو کرنے سے گناہ کے مستحق ہوتے ہیں؟ اوران لوگوں سے کچھ کہا جاتا ہے، تو یہ کہتے ہیں کہ لوگ تو اس سے زیادہ خرچ کرر ہے ہیں؟ تو کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟ کیا وہ ڈبل گناہ کے مستحق ہوں گے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: منگنی وغیرہ میں فضول خرچی جائز نہیں اوراعتراض کے جواب میں یہ کہنا کہ لوگ تو اس سے زیادہ خرچ کرر ہے ہیں، یہ جہالت کی بات ہے؛ اس لئے کہ دوسروں کی تقلید اچھی باتوں میں کی جاتی ہے بری باتوں میں نہیں۔

﴿**ولا تبذر تبذيراً. إن المبذرين كانوا إخوان الشيطين.** [بني إسرائيل: ٢٦-٢٧]﴾ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہاتھ چھپوائی کی رسم

سوال: بعض علاقوں میں ''ہاتھ چھپوائی'' کی ایک رسم ہوتی ہے، جس میں نئی دلہن سے پہلی بار کھانا بنوایا جاتا ہے، گویا کہ یہ امتحان ہوتا ہے کہ وہ کیسا کھانا بناتی ہے؟ جب تک یہ رسم نہ ہوجائے وہ ایک کپ چائے بھی نہیں بناسکتی؛ بلکہ اس کو معیوب سمجھا جاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: ہاتھ چھپوائی کی رسم محض جہالت ہے اوراس رسم کے بغیر دلہن سے کھانا پکوانے کو معیوب سمجھنا بدفالی کے قبیل سے ہے، اس کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں۔

عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالىٰ عنه عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: لاعدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر. (بخاری شریف ۸۵۷/۲، رقم: ۵۰۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دلہن کا کمرہ سجانا

سوال: دلہن کا کمرہ سجانے کی کہاں تک گنجائش ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: ول خرچی اوراسراف سے بچتے ہوئے دلہن کا کمرہ مزین کرنے کی گنجائش ہے؛ لیکن اس پر ہزاروں روپیہ خرچ کردینا جیسا کہ آج کل معمول بن گیا ہے، یہ شرعا پسندیدہ نہیں ہے۔

قال الله تعالیٰ: ﴿إن المبذرين كانوا إخوان الشيٰطين وكان الشيطان لربه كفوراً. [الإسراء: ۲۷]﴾ والتبذير إنفاق المال في غير حقه ولا تبذير في عمل الخير. (قرطبی ۲٤٧/۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دلہن کی منہ دکھائی

سوال: دلہن کو شادی کے بعد دلہے کے رشتہ دار مرد دیکھنے کے لئے آتے ہیں، جن میں نامحرم بھی ہوتے ہیں، کیا اس کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: شادی کے بعد دولہا کے مرد رشتہ داروں کا سجی سنوری دلہن کو دیکھنے کے لئے آنا اور منہ دکھائی کی رسم انجام دینا قطعاً ناجائز ہے، اور نہایت بے غیرتی کی بات ہے، اس کے اوپر نکیر کرنی لازم ہے۔

﴿قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك أزكىٰ لهم. [النور: ۳۰]﴾ عن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه. (رواه البيهقي في شعب الإيمان ۱٦۲/٦ رقم: ۷۷۸۸، مشكاة المصابيح ۲۷۰) عن عقبة ابن عامر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إياكم والدخول على النساء. (بخاری شريف ۷۸۷/۲ رقم: ۵۰۳٦) وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة بل لخوف الفتنة. (الدرالمختار) وقال الشامي: والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (شامی كراچی ٤۰٦/۱، زكريا ۷۹/۲، فتاوىٰ محمودیه ڈابهيل ۲۰٦/۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی میں بہنوئی کا اپنا حق مانگنا

سوال: بعض علاقوں میں بہنیں بھائیوں کی شادی کے موقع پر بھائیوں سے اپنا حق (نیگ) مانگتی ہیں، شرعی اعتبار سے کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شادی کے موقع پر بہنوں کا بھائیوں سے اپنا حق مانگنا اور اسے حق دینے پر مجبور کرنا تو جائز نہیں ہے؛ لیکن اگر کوئی بھائی اپنی بہنوں کو اپنی خوشی سے دیدے جس میں جبر واکراہ اور مطالبہ کا کوئی دخل نہ ہو تو اس کی اجازت ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا یحل مال إمرء إلا بطیب نفسه منه. (مسند أحمد ۷۲/۵، مشکاۃ شریف: ۲۵۵) **لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعي، کذا في البحر الرائق.** (هندیة ۱۶۷/۲، البحر الرائق ۴۱/۵) **لا یجوز التصرف في مال غیره بلا إذنه ولا ولایته.** (شامي کراچی ۲۰۰/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سلامی کی رسم

سوال: نکاح کے بعد دلہے کو دلہن کے گھر والے تعارف کے نام پر سلامی کے لئے گھر کے اندر بلاتے ہیں جہاں نامحرموں کا ہجوم رہتا ہے، کیا یہ طریقہ صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: نکاح کے بعد دلہے کا دلہن کے گھر جا کر نامحرم عورتوں کے درمیان سلامی کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، یہ نہایت بے غیرتی والی رسم ہے۔

﴿قل للمؤمنین یغضوا من أبصارهم ویحفظوا فروجهم ذٰلك أزکیٰ لهم. [النور: ۳۰] **﴾ عن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: لعن اللّٰہ الناظر والمنظور إلیه.** (بیهقي في شعب الإیمان ۱۶۲/۶ رقم: ۷۷۸۸، مشکاۃ المصابیح ۲۷۰) **عن عقبة ابن عامر أن رسول اللّٰہ ﷺ قال: إیاکم والدخول علی النساء.** (بخاری شریف ۷۸۷/۲ رقم: ۵۰۳۶ بهشتی زیور ۳۰/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جوتا چھپائی کی رسم

سوال: دلہا جب سسرال جاتا ہے تو دلہن کی بہنیں جوتا چھپا کر دلہے سے پیسے وصول کرتی ہیں اور بسا اوقات غیر شائستہ مذاق کا سلسلہ چل پڑتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: دلہا کے سسرال جاتے وقت دلہن کی بہنوں کا اس کی جوتا چھپائی کرنا

اور جبراً دلہا سے پیسے وصول کرنا اور ہنسی مذاق کرنا ہرگز درست نہیں ہے، اس میں جہاں جبر واکراہ کی صورت پائی جاتی ہے، وہیں اجنبی شخص سے بے تکلفی اور بے پردگی کا گناہ بھی شامل ہوتا ہے، اس لئے یہ رسم بھی قابلِ ترک اور قابل مذمت ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ألا لا تظلموا ألا لایحل مال إمرءٍ إلا بطیب نفس منه. (مسند أحمد ۷۲/۵، مشکوٰۃ شریف: ۲۵۵) **عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما عن النبی ﷺ قال: لا تمار أخاك ولا تمازحه ولا تعده فتنخلفه.** (ترمذی شریف ۲۰/۲) **عن السائب ابن یزید عن أبیه عن جده أنه سمع النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول: لایأخذن أحدکم متاع أخیه لاعباً جاراً.** (أبوداؤد شریف ۶۸۳/۲، بهشتی زیور ۳۶/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی میں دَف بجانا

سوال: کیا شادی میں عورتوں کو گھر کے اندر ''دف'' بجانے اور گیت گانے کی اجازت ہے؟ اس کے کیا حدود ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شادی وغیرہ کے موقع پر ''دف'' کے ساتھ گیت گانا جائز نہیں ہے، راجح اور محتاط قول یہی ہے کہ شروع اسلام میں اس کی اجازت تھی، بعد میں اجازت منسوخ ہوگئی، اور موجودہ دور میں اس طرح کی مجالس میں دیگر منکرات بھی داخل ہوگئے ہیں، مثلاً لڑکے لڑکیوں کا اختلاط اور فحش مضامین اور بے غیرتی والے اشعار پڑھنا، اس لئے آج کل اس کی مطلقاً ممانعت کرنی ضروری ہے۔

روایة ضرب الدف منسوخة کما نقله العیني في عمدة القاري. (تارتار خانیة زکریا ۱۸۸/۱۸) **ومن یمنعه من العلماء یقول: کان هذا وأمثاله في ابتداء الإسلام ویؤید هذا القول ما أخرجه السیوطي في جامع الأحادیث الکبیر عن علي رضي اللّٰہ عنه: نهی النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم عن ضرب الدف ولعب الصنج**

والزمارة. (جامع الأحاديث الكبير ٣٩/٨ رقم: ٢٤٢٨٧) **عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: تمسخ طائفة من أمتي قردة وطائفة خنازير ويخسف بطائفة ويرسل على طائفة منهم الريح العقيم بأنهم شربوا الخمر ولبسوا الحرير واتخذوا القيان وضربوا بالدف.** (كنز العمال ٩٧/١٥ رقم: ٤٠٦٧٠، عمدة القاری ٥٠/١٢، تاتارخانية زكريا ١٨٥/١٨، إمداد الفتاوى ٢٧٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی میں رشتہ داروں کے لئے لین دین کی رسم

سوال: دلہن کے رشتہ دار دلہے کے لئے اور دلہے کے رشتہ دار دلہن کے لئے ہدایا، تحائف، نئے کپڑے، زیور وغیرہ لاتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کے یہاں جب شادی ہو تو انہیں بھی اس سے بہتر یا کم از کم اتنا ہی بدلے میں ملے، اس صورت میں شاید یہ قرض ہوگیا اور خدانہ خواستہ لینے والے انتقال کر جائیں، تو کیا یہ قرض اس کے ذمہ باقی رہے گا؟ واضح فرمائیں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: دلہن اور دلہے کے رشتہ داروں کا آپس میں لازمی طور پر ہدایا اور تحائف وغیرہ کا لین دین جو اس امید کے ساتھ دیا جاتا ہے کہ جب دینے والے کے یہاں تقریب ہوگی تو اسے بھی اسی طرح یا اس سے بڑھ کر تحائف ملیں گے، یہ بلا وجہ زیر بار کرنے والی رسم ہے اور ایک طرح کا خاندانی دباؤ ہے، چنانچہ زیادہ تر یہ لین دین دل کی خوشی کے ساتھ نہیں ہوتا؛ بلکہ عزت بچانے کی خاطر ہوتا ہے، اور بہت سے کم وسعت والے لوگ ان رسوم کی ادائیگی میں مجبوراً مقروض بھی ہوجاتے ہیں، اس لئے ایسی رسومات شرعاً درست نہیں ہیں؛ بلکہ قابلِ ترک ہیں۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ألا لا تظلموا ألا لايحل مال امرءٍ إلا بطيب نفس منه. (مسند أحمد ٧٢/٥، رواه البيهقي في شعب الإيمان والدار قطني، مشكاة المصابيح ٢٥٥) **لايجوز لإحدكم من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي.** (كذا في البحر الرائق ٤١/٥، هندية ١٦٧/٢، كفايت المفتي ٧٠/٩، باقيات فتاوى رشيديه ٢٥١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دلہن کے پیر دھلوائی کی رسم

سوال: بعض علاقوں میں دلہن جب دلہے کے گھر پہنچتی ہے تو دروازے کے باہر ہی اس کے پیر دھلوا کر گھر کے چاروں کونوں میں یہ پانی ڈالا جاتا ہے، اس کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: دلہن جب دلہے کے گھر پہنچے تو دروازے کے باہر اس کے پیر دھلنے کی رسم ٹونے ٹوٹکے کے قبیل سے ہے، اس کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں ہے۔ (بہشتی زیور ۳۶/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اُبٹن کی رسم

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین ''رسم اُبٹن'' کے بارے میں؟ جو آج کل ہمارے دین دار طبقے میں جاری ہے۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اُبٹن کی مروجہ رسم جس میں اجنبی لڑکے لڑکیاں اکٹھے ہوتے ہیں اور بے حیائی کی باتیں اور اعمال ہوتے ہیں شرعاً جائز نہیں ہے، اگر بدن کی محض صفائی مقصود ہے، تو تنہائی میں اُبٹن لگالیں، اس کے لئے باقاعدہ تقریب کرنا محض رسم اور اسراف ہے۔ (بہشتی زیور ۲۳/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہلدی اور مہندی کی رسم

سوال: بعض علاقوں میں لڑکے لڑکی کو ہلدی مہندی لگاتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شادی کے موقع پر لڑکی کو زینت کے لئے ہلدی مہندی وغیرہ لگانے کی اجازت ہے؛ لیکن لڑکے کے لئے اس کی اجازت نہیں ہے۔ اور آج کل جو اس کام کے لئے باقاعدہ اُبٹن کی رسم منائی جاتی ہے، یہ مختلف مفاسد ومنکرات پر مشتمل ہونے کی بنا پر ہرگز جائز نہیں اور اس مقصد کے لئے رشتہ داروں کا اور لڑکے لڑکیوں کا اکٹھا ہونا یقیناً منع ہے۔

الحناء سنة للنساء، ويكره لغيرهن من الرجال، إلا أن يكون لعذر؛ لأنه تشبه بهن، والثاني: من يتكلف أخلاق النساء وحركاتهن وسكناتهن وزينتهن فهذا هو

المذموم الذي جاء في الحديث لعنهم. (مرقاة المفاتيح ۱۷/۸-۲۱٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

منگنی کی باقاعدہ تقریب

سوال: شادی سے پہلے منگنی (سگائی) کی کیا اصل ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شادی سے پہلے باقاعدہ منگنی کی تقریب کی کوئی اصل نہیں ہے، اس طرح کی مسرفانہ رسومات قابلِ ترک ہیں؛ البتہ فریقین کے چند ذمہ دار لوگ جمع ہوکر مشورہ کرکے تاریخ وغیرہ طے کریں، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وقال: هل اعطيتنيها؟ فقال أعطيت إن كان المجلس للوعد فوعد وإن كان للعقد فنكاح. (شامي كراچي ۱۱/۳، درمختار زكريا ۱۸۸/۱، بهشتي زيور ۲۱/٦-۲۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی میں لائٹنگ

سوال: شادی کے موقع پر لڑکی اور لڑکے کے گھروں پر خاص لائٹنگ اور سجاوٹ کا اہتمام ہوتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مہمانوں کی آمد یا شادی کی علامت کے طور پر معمول سے زائد کچھ لائٹیں لگادی جائیں تو اس میں حرج معلوم نہیں ہوتا؛ لیکن آج کل جس طرح لائٹنگ میں تکلفات اور بے انتہاء اسراف کیا جاتا ہے اور لاکھوں روپئے محض سجاوٹ میں برباد کردئے جاتے ہیں اس کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی، یہ بلاشبہ تبذیر میں داخل ہے اور شیطان کو خوش کرنے والا عمل ہے۔

من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه. (بخاري شريف ۹۰٦/۲ رقم: ۵۸۹۷ ف: ٦۱۳۵) ﴿**ولا تبذر تبذيراً.** [بنی إسرائيل: ۲٦]﴾ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی کی کار کو پھولوں سے سجانا

سوال: دلہن اور دولہے کی کاروں کو پھولوں سے سجایا جاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: دلہن اور دولہے کی کاروں کا سجانا کوئی پسندیدہ عمل نہیں ہے، اس لئے کہ

اس سجاوٹ سے کوئی دینی یا دنیوی فائدہ متحقق نہیں ہوتا، یہ صرف وقتی زینت ہے اور مال کا بے جا استعمال ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

عن المغيرة بن شعبة رضی الله تعالىٰ عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن الله حرم عليكم عقوق الأمهات – إلى قولهٖ – وكثرة السوال وإضاعة المال. (بخاری شریف ۱/ ۲۰۰ رقم: ۱۴۵۵ ف: ۱۴۷۷) **عن عائشة رضی الله تعالىٰ عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج في غزاةٍ فأخذت نمطاً فسترته على الباب فلما قدم فراٰى النمط فجذبه حتى هتكه ثم قال: إن الله لم يأمرنا أن نكسو الحجارة والطين.** (مسلم شریف ۲/ ۲۰۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محرم میں شادی

سوال : بہت سی جگہوں میں خصوصاً ہمارے یہاں محرم کا چاند دیکھتے ہی شادی بیاہ کا سلسلہ بالکل بند کردیتے ہیں اور گمان یہ کرتے ہیں کہ اب اس ماہ میں شادی بیاہ کرنا درست نہیں ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ نیز محرم کے مہینہ میں شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : محرم کے مہینہ میں شادی بیاہ کرنا بالکل حلال ہے، اس میں کوئی کراہت بھی نہیں، جو لوگ اس مہینہ میں ایک حلال چیز کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں، ان کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے، یہ غلط عقیدہ شیعوں کی طرف سے آیا ہے، جس سے اہل سنت والجماعت کو بچنا لازم ہے۔ (مستفاد رحیمیہ کراچی ۲/ ۱۱۵، امداد المفتیین ۱۵۶)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: لايحل لامرأة تؤمن بالله أن تحد على ميت فوق ثلاث ليالٍ إلا على زوج أربعة أشهر وعشراً. (بخاری شریف ۲/ ۸۰۳، حدیث: ۵۱۲۸، مسلم شریف ۱/ ۴۸۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شادی کی تاریخ متعین کرنے میں اسراف

سوال: عموماً بیاہ سے قبل نکاح کی تاریخ کے تعین کے لئے باقاعدہ لڑکی والوں کے یہاں، لڑکے

والوں کی طرف سے خاصی تعداد میں لوگ آتے ہیں جس میں عام طور پر دیکھا گیا ہے، بے جا خرچ کرنا کوئی عیب کی بات نہیں سمجھی جاتی ہے؛ بلکہ ایسے موقع سے مزید خرچ کو اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے ہیں، مگر وہ افراد جن کو پیسے کی فراوانی نہیں ہے، ان کے لئے یہ دردِسر اور پریشانی کا باعث ہے؛ تاہم کسی بھی طرح مجبوراً لڑکی والے اس بے جا خرچ کو برداشت کرتے ہیں، کیا نکاح کی تاریخ کے تعین کے لئے ایسی تقریبات جائز ہیں؟ کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسی محفلیں سجائی جاتی تھیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: محض شادی کی تاریخ متعین کرنے کے لئے بے جا اسراف اور فضول خرچی کرنا اور اسی کو فخر کی چیز سمجھنا شرعاً پسندیدہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے فضول خرچی اسراف کو شیطانی عمل بتلایا ہے، ان رسومات سے تمام مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔ (مستفاد: بہشتی زیور حصہ ۶/۲۳)

إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ. (بنی اسرائیل: ۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دولہا دلہن کے پیروں پر پانی ڈالنے کا ٹوٹکا

سوال: اسی طرح ایک رسم یہ بھی ہے کہ دلہن جب چلتی ہے تو اس کے پیروں پر پانی ڈالا جاتا ہے، اور بعض جگہ ایسا بھی ہے کہ دلہن سسرال سے جب تین یوم کے بعد واپس آتی ہے تو دلہن کے ساتھ شوہر بھی واپس آتے ہیں، میکے پہنچنے پر دولہا و دلہن دونوں کے پیر بالترتیب اوپر نیچے رکھ کر ایک برتن میں پیر دھلائی کی رسم سالیاں کرتی ہیں، پھر بہنوئی سے پیسے یا کوئی چیز گفٹ میں سالی کو ملتی ہے، پھر وہ پیر چھوڑتی ہیں، ورنہ دونوں کے پیر برتن میں رکھ کر دھونے کے بعد پکڑے رہتی ہیں، یہ کرنا کیسا ہے؟ کیا ایسی رسم کا کوئی ثبوت شریعت میں ہے؟ مسلمانوں کو ایسی رسم سے بچنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سسرال سے واپسی کے وقت لڑکا لڑکی کی پیر دھلائی رسم بھی ہندو رسم ورواج سے ماخوذ ہے اور قطعاً جائز نہیں، اس رسم میں کھلی ہوئی بے حیائی بھی پائی جاتی ہے؛ کیونکہ بیوی کی بہنیں، بہنوئی کے لئے نامحرم ہیں، ان بہنوں (سالیوں) کا اپنے بہنوئی کے پیر پکڑنا ہرگز جائز نہیں ہے، اس رسم کو مسلم معاشرہ سے ختم کرنا ضروری ہے۔ (بہشتی زیور ۶/۳۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دولہن کی آمد پر پانی چھڑکنا

سوال : ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ جب نئی دلہن کو گھر میں لایا جائے تو اس کے پاؤں دھوکر گھر کے اندر چار کونوں میں پاؤں دھلے ہوئے پانی کو چھڑکنا چاہئے یا نہیں؟ کیونکہ میں نے ایک کتاب ''نافع الخلائق'' میں یہ پڑھا ہے کہ یہ عمل مفید ہے۔

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق : دولہن کی آمد پر یہ عمل بے اصل ہے اس طرح کے ٹونے ٹوٹکے سے احتراز لازم ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۱۵۹/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

گودبھرائی کی رسم بد

سوال : رسم شادی کے سلسلہ سے ایک بات یہ معلوم کرنی ہے کہ نکاح کے بعد جب دلہن میکے سے سسرال کو جانے لگتی ہیں تو اس وقت میکے والوں میں سے چند افراد یعنی ماں، بہن وغیرہ ایک رسم گودبھرائی کی پوری کرتی ہیں، یعنی دلہن کی گود میں چند چیزیں مٹھائی، پان، چھالی، سونف اور دیگر چیزیں بھرتی ہیں، اور یہ کہا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے اس کی گود بھری رہے گی، خالی نہ رہے گی، حالانکہ اولاد تو اللہ کی طرف سے دین ہے، بہت سی خواتین اولاد سے محروم رہتی ہیں، اگر گود بھرنے سے یوں اولاد مل جائے تو ان محروم خواتین کو بھی ملے، یہ رسم کہاں تک درست ہے؟ کیا شریعت میں اس رسم کا ادا کرنا درست ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق : سسرال جاتے وقت لڑکی کی گودبھرائی کی رسم قطعاً ناجائز ہے، شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ؛ بلکہ یہ ہندوانی ٹوٹکا ہے، جس پر اعتقاد رکھنا کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۲۲/۶-۳۲-۳۴، مستفاد: کفایت المفتی ۶۶/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دلہن سے قرآن پڑھوانے کو ضروری سمجھنا

سوال : دوسری رسم، جب دلہن کو گھر لاتے ہیں تب اس کے آگے سب سے پہلے قرآن پاک کو رکھ دیتے ہیں اور اس کی کچھ آیات پڑھانے کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے، اور یہ ایک بہت ضروری عمل سمجھا جاتا ہے۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: یہ رسم بے اصل ہے، اس میں قرآنِ کریم کی بے حرمتی کا بھی امکان ہے، اس لئے اس رسم سے احتراز (بچنا) کیا جائے، اور اسے ضروری سمجھنا محض جہالت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

□ مہر سے متعلق مسائل:

مہرِ مؤجل، مہرِ معجّل

سوال: مہرِ مؤجل اور مہرِ معجّل میں کونسا افضل ہے؟ نیز یہ کہ اگر مہرِ مؤجل ہو تو روپیہ کی شکل میں ہو یا سونے چاندی کی شکل میں ہو؛ تاکہ مستقبل میں مالیت کی کمی مضر نہ ہو، مثلاً جن لوگوں کا مہر دس سال قبل ایک ہزار روپے تھے اور ابھی تک ادا نہیں کیا، تو یہ ادائیگی آج کی تاریخ میں ایک ہزار ہی ہوگی یا زیادہ؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: نکاح کا سب سے اہم خرچ مہر ہے، جو عورت کا لازمی حق ہے، اس لئے سب سے افضل بات یہ ہے کہ عورت سے انتفاع سے قبل ہی مہر کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے؛ لیکن اگر نقد ادائیگی مشکل ہو اور لڑکی اور اس کے اہل خانہ تاخیر پر راضی ہوں تو مہرِ مؤجل بھی ہوسکتا ہے، اب اگر یہ مہر سونے چاندی کی شکل میں ہے تو جتنا وزن طے ہوا ہے، ادائیگی کے وقت اتنا ہی دینا ہوگا، اور اگر روپیہ کی شکل میں ہو تو جتنے روپئے طے ہوئے ہیں، اتنے ہی ادا ہوں گے، چاہے کتنے ہی سال بعد ادائیگی ہو رہی ہو۔

عن عائشة رضي اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: لما هاجر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم خلّفنا وخلّف بناتهٖ ...... ثم قال أبوبكر: يا رسول اللّٰه! ما يمنعك أن تبتني بأهلك؟ قال الصداق: فأعطاه أبوبكر اثنتا عشرة أوقية ونشاً، فبعث بها إلينا، وبني بي رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في بيتي هٰذا الذي أنا فيه، وهو الذى توفي فيه ودفن فيه، الخ. (المعجم الكبير للطبراني ۲۳/۲۴ رقم: ۶۰) **وقال الهيثمي: رواه الطبراني وإسناده حسن.** (مجمع الزوائد ۲۲۸/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مہر کتنے مقرر کئے جائیں؟

سوال: عورت کی شادی کے وقت اس کے مہر کتنی ہونی چاہئے؟ آج کل تو لوگ باقاعدہ طے کرتے ہیں کہ اتنے ہی ہونے چاہئے؛ مثلاً بیس ہزار یا تیس ہزار وغیرہ، اگر لڑکے کی اتنی حیثیت نہیں ہے تب بھی اتنے ہی مہر باندھنا ضروری ہے؟ یا شریعت کی کوئی حد متعین ہے؟ آپ سے گذارش ہے کہ شریعت کی رو سے بیان کریں کہ کم سے کم کتنے مہر باندھ سکتے ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: نکاح کے وقت ہر آدمی کو اپنی حیثیت کے مطابق مہر باندھنا چاہئے۔ برادری یا رواج کے دباؤ میں آکر حیثیت سے زیادہ مہر باندھنا مناسب نہیں ہے۔ اور مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے، جس کا وزن گراموں کے حساب سے ۳۰/گرام ۶۱۸/ ملی گرام چاندی ہوتی ہے۔

وأما بيان أدنى المقدار الذي يصلح مهراً فأدناه عشرة دراهم أو ما قيمته عشرة دراهم، وهذا عندنا. (بدائع الصنائع زکریا ۲/۵۶۱، مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۳۴، ایضاح المسائل ۱۲۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مہر کتنا باندھیں؟

سوال: مہر کے سلسلہ میں کچھ لوگ ۸۶/۷ روپئے، کہیں مہر فاطمی تو کہیں خاندانی مہر دوڈھائی ہزار روپئے اور کچھ لوگ ۲۰/مثقال سونا خواہ وہ مقدار مثقال سے ناواقف ہی ہو، مگر چوں کہ خاندانی مہر ہے اس لئے اسی کو طے کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: موجودہ دور میں کم از کم مہر کی قیمت تقریباً دو ہزار روپیہ بیٹھتی ہے؛ لہٰذا اس سے کم مہر مقرر کرنا درست نہیں ہے، اور اگر اس سے کم مہر مقرر کیا جائے گا، مثلاً ۸۶/۷ روپئے مقرر کیا گیا، تو نکاح صحیح تو ہو جائے گا؛ لیکن کم از کم مہر کے ۲۰۰۰/روپیہ واجب ہوں گے، اور وسعت رکھنے والے شخص کے لئے مہر فاطمی یا دیگر خاندانی مہر مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن جو شخص وسعت نہ رکھے اس پر زیادہ مہر کا دباؤ بنانا جائز نہ ہوگا۔ اور ۲۰/مثقال کا وزن تقریباً ۹۰/گرام بیٹھتا ہے، اس لئے جب مثقال کے اعتبار سے مہر طے کیا جائے تو مناسب ہے کہ گراموں کی بھی

وضاحت کردی جائے؛ تاکہ مہر دینے والا شوہر اپنی وسعت دیکھ کر فیصلہ کرے اور ادائیگی کے وقت کوئی نزاع نہ ہو۔

عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لا مهر أقل من عشرة دراهم. (دار قطني ۲٤٥/۳) **ولو سمى أقل من عشرة فلها العشر عندنا.** (البناية ١٣٧/٥، الأوزان المحموده ١٤٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کم سے کم مہر کی مقدار

سوال: کم سے کم مہر کی شرعی مقدار کیا ہے؟ مروجہ طریقوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اقرب الی السنہ مہر کا تعین کس طرح کیا جاسکتا ہے؟ اور اس کی مقدار کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کم سے کم مہر کی مقدار دس درہم چاندی ہے، جس کا وزن موجودہ گراموں کے اعتبار سے **۳۰**ر گرام ۶۱۸ رملی گرام ہوتا ہے۔ (ایضاح المسائل ۱۲۹) اور مہر مقرر کرتے وقت یہ دیکھنا چاہئے کہ عورت کا مہر مثل کیا ہے؟ یعنی اس کے خاندان میں اس جیسی لڑکی کا جو مہر عموماً طے کیا جاتا ہے، مناسب ہے کہ اس کا خیال رکھا جائے؛ کیوں کہ فقہاء نے بہت سے مسائل میں اسی کو معیار بنایا ہے، اور یہ مہر مثل خاندانوں کے اعتبار سے اور فریقین کی مالی حیثیت کے اعتبار سے کم وبیش ہوسکتا ہے، اس بارے میں شریعت میں کوئی تحدید نہیں کی گئی، اور آپ کی اکثر حضرات ازواجِ مطہرات اور بناتِ طیبات کے لئے جو مہر متعین کیا گیا (جس کو عرف میں مہر فاطمی کہا جاتا ہے) بظاہر یہ آپ کے خاندان کا مہر مثل تھا، جس کا لحاظ رکھا گیا، ضروری نہیں ہے کہ آج کل بھی اس کی پابندی کی جائے، بالخصوص اس بنا پر بھی کہ اب مہر فاطمی کی قیمت چاندی کی گرانی کی وجہ سے بہت زیادہ ہوچکی ہے؛ کیوں کہ مہر فاطمی کی مقدار تقریباً ۱ رکلو ۵۳۱ رگرام چاندی ہے، جس کی قیمت آج کل تقریباً ۹۶ رہزار بیٹھتی ہے، جس کی ادائیگی ہر ایک کے لئے آسان نہیں؛ لہٰذا وسعت کے بغیر بہرحال مہر فاطمی پر اصرار مناسب نہیں ہے؛ البتہ جو لوگ وسعت رکھتے ہوں وہ بخوشی اس کا اہتمام کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن ناموری کے لئے زیادہ سے زیادہ مہر باندھنا یہ بھی

شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

عن أبي العجفاء السلمي قال: خطبنا عمر فقال: ألا لا تغالوا بصدق النساء فإنها لو كانت مكرمة في الدنيا أو تقویٰ عند اللّٰه كان أولا كم بها النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ما أصدق رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم امرأة من نسائهٖ ولا أصدقت امرأة من بناته أكثر من ثنتي عشرة أوقية. (أبوداؤد شريف ۲۸۷/۱، ترمذی شريف ۲۱۱/۱) **عن محمد بن إبراهيم قال: كان صداق بنات رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ونسائه خمس مائة درهم اثنتي عشرة أوقية ونصفاً.** (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد ۱۸/۸، مستفاد: أنوار نبوت ۶۵۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دباؤ ڈال کر مہر کی معافی

سوال: مہر کے سلسلے میں ایک بات یہ معلوم کرنی ہے کہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ موت کے وقت بیوی سے مہر معاف کراتے ہیں، نکاح کے بعد فوراً یا مصلحتاً کچھ دنوں بعد مرد حضرات بیوی کا مہر ادا نہیں کرتے، یونہی عمر گزار دیتے ہیں اور موت سے قبل بیوی سے مہر معاف کراتے ہیں، تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ کیا بیوی اگر اپنی مرضی سے یا کہنے سننے سے مہر معاف کردے تو مہر معاف ہوجاتا ہے؟ مہر ادا کئے بغیر زندگی گزر گئی اور موت کا وقت آ گیا اب معاف کروا رہے ہیں، تو اس طرح وہ مہر معاف ہوجاتا ہے، یا شوہر کے ذمہ وہ چیز باقی رہتی ہے جب تک کہ وہ ادا نہ کرے؟ مہر کی ادائیگی کی نکاح کے بعد کب تک کردینی چاہئے؟ افضل کیا ہے؟ اور گنجائش کب تک کی ہے؟ امید کہ تفصیلاً مدلل جواب سے نوازیں گے، شکر گزار ہوں گا۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مہر بیوی کا لازمی حق ہے، جس کی ادائیگی شوہر پر لازم اور فرض ہے، مہر کو معاف کرانے کی عرفی اور جبری رسم انتہائی مذموم اور قابلِ ترک ہے اور کسی طرح کا دباؤ ڈال کر بیوی سے مہر معاف کرانا شرعاً معتبر نہیں ہے، مہر اسی وقت معاف ہوسکتا ہے جب کہ بیوی بغیر کسی خاندانی دباؤ کے محض اپنی خوشی سے مہر معاف کردے۔ آج کل ہمارے معاشرے میں اس طرح

بخوشی مہر کی معافی کا رواج نہیں ہے؛ بلکہ عموماً رسم ورواج اور خاندانی دباؤ کی وجہ سے یا بے عزتی اور لعن وطعن کے ڈر سے عورتیں مہر معاف کرتی ہیں، اس لئے بہر صورت شوہر پر مہر کی ادائیگی لازم ہے، افضل یہ ہے کہ نکاح کے بعد پہلی فرصت میں مہر بیوی کے حوالے کر دیا جائے، اور اس کی آسان صورت یہ ہے کہ لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کو جو زیور دیا جارہا ہے، وہ مہر کی نیت سے دے کر لڑکی کو اس کا پوری طرح مالک اور متصرف بنا دیا جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو جلد از جلد یک بارگی یا قسط وار رقم مہر کے نام سے بیوی کو ادا کر دی جائے، اگر ادائیگی کے بغیر شوہر کا انتقال ہو جائے تو شوہر کے ترکہ میں سے بیوی کا مہر پہلے نکال کر بیوی کے حوالے کیا جائے گا، اس کے بعد حسبِ حصصِ شرعیہ ترکہ کی تقسیم ہوگی اور بیوی کو ترکہ میں سے بھی حصہ ملے گا۔ (فتاویٰ دار العلوم ۲۵۱/۸، ۳۲۷/۸، ۳۴۰/۸، کفایت المفتی ۱۱۱/۵-۱۱۸)

وَاٰ تُوْا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً، فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْساً فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا مَّرِيْئًا. (النساء: ٤)

وصح حطها لكله أو بعضه عنه قال الشامي: ففي هبة الخلاصة خوّفها الضرب حتى وهبت مهرها لم يصح لو قادراً على الضرب. (الدر المختار مع الشامي زكريا ٢٤٨/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا مہر کی ادائیگی فوراً ضروری ہے؟

سوال: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا شادی کے وقت مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کو مہر کی مکمل رقم ادا کرے؟ کیا بیوی اس مہر کا کچھ حصہ یا مکمل مہر معاف کر سکتی ہے؟ اگر بیوی مہر معاف کر دے تو کیا شوہر پر سے مہر ادا کرنے کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے؟ اگر شوہر نے بیوی کو مہر ادا نہ کیا ہو اور بیوی نے مہر معاف بھی نہ کیا، حتیٰ کہ بیوی کا انتقال ہو گیا، تو کیا شوہر کو مہر کی یہ رقم اپنی مرحومہ بیوی کے والدین کو ادا کرنی ہوگی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شوہر پر بیوی کا مکمل مہر ادا کرنا لازم ہے اور بیوی اگر واقعۃً خوش دلی

سے معاف کردے تو اس کی معافی بھی ہوسکتی ہے؛ لیکن ہمارے معاشرہ میں محض رسماً معافی ہوتی ہے، خوش دلی سے نہیں ہوتی، اگر مہر کی ادائیگی یا معافی کے بغیر بیوی کا انتقال ہوجائے تو یہ مہر کی رقم بیوی کے ترکہ میں شامل ہوگی، اور حسبِ حصصِ شرعیہ اس میں بیوی کے وارثین کا حق ہوگا۔

وصح حطها لكله أو بعضه عنه، وفي الشامي: وقيد بحطها لأن حط أبيها غير صحيح لو صغيرة ولو كبيرة توقف على إجازتها ولا بد من رضاها. (شامی کراچی ۱۱۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق اور عدت کے مسائل

فاسق شوہر سے ناراض ہوکر الگ رہنا

سوال: ہمارے گھر ہمارے مرد لہو ولعب میں لگے رہتے ہیں اور نماز وغیرہ بھی نہیں پڑھتے ہیں، اور اس کی وجہ سے رات کو میں الگ لیٹتی ہوں، جس سے گھر میں انتشار ہو جاتا ہے، کیا اس میں عورت گنہگار ہوگی یا نہیں؟ کیا مرد کی معاوضہ دار ہو سکتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: محض مرد کے فاسق ہونے کی بنا پر عورت کا اس سے ناراض ہوکر الگ لیٹنا درست نہیں ہے، عورت کو چاہئے کہ خوش اخلاقی اور حکمتِ عملی سے مرد کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتی رہے، کوئی ایسا عمل نہ کرے، جس سے انتشار پیدا ہو، ورنہ وہ خود گنہگار ہوگی۔ (رحیمیہ ۲/۱۰۶)

ولا علیها تسریح الفاجر. (شامی زکریا ۹/۶۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ثالث کے ذریعہ معاملہ حل کریں

سوال: میرے شوہر نے مجھے بیس سال پہلے گھر سے نکال دیا تھا جب سے آج تک مجھے نان ونفقہ کے تحت کوئی خرچ وغیرہ انہوں نے نہیں دیا اور مزید دو شادیاں بھی انہوں نے کر لی ہیں، جس سے مجھے کوئی اختلاف نہیں، میرے ساتھ جو بچے ہیں وہ میرے ہی ساتھ رہتے ہیں، ان بچوں کی دیکھ بھال بھی وہ نہیں کرتے، دو لڑکیوں کی شادی بھی میں نے ہی کی ہے، بچیوں کی شادیوں میں بھی انہوں نے کسی بھی قسم کا کوئی تعاون نہیں کیا، جب کہ میرے شوہر اہلِ ثروت ہیں، اب اس سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ ہمیں کرنا کیا چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اپنی برادری کے معزز افراد کو بیچ میں ڈال کر اپنا معاملہ سلجھانے کی کوشش کریں، اس نزاعی معاملہ میں محض یک طرفہ فتوے سے مسئلہ حل نہ ہوگا۔

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَماً مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَماً مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُّرِيْدَا إِصْلَاحاً يُوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا. (النساء: ۳۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق کا جھوٹا اقرار

سوال: ایک شخص کسی اور کے سامنے کسی بات پر اپنی بیوی کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ میں نے اسے طلاق دے دی ہے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس شخص نے طلاق نہیں دی ہے، تو کیا جس شخص کے کوئی بات کہنے کی وجہ سے شوہر نے اسی شخص کے سامنے کہا کہ میں نے طلاق دے دی ہے، تو یہ طلاق ہو جائے گی؟ اگر ہاں تو کتنی؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: شوہر کا اپنی بیوی کے بارے میں یہ کہنا کہ ''میں نے طلاق دے دی ہے'' طلاق کا اقرار ہے؛ لہٰذا پہلے اگر چہ کبھی طلاق نہ دی ہو پھر بھی اس جملے سے بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی اور اگر یہ الفاظ ایک سے زائد مرتبہ کہے ہیں تو شوہر سے تحقیق کی جائے گی کہ وہ پہلی طلاق کی خبر دے رہا ہے یا از سر نو طلاق کا ارادہ ہے؟ اگر پہلی طلاق کی خبر دینا مقصود ہو تو مزید طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر از سر نو طلاق کا ارادہ ہے تو جتنی مرتبہ الفاظ طلاق کہے ہیں اتنی ہی مرتبہ طلاق واقع ہو جائے گی۔

لو أقر بالطلاق كاذبا أوهازلاً وقع قضاءً. (شامی زکریا ۴/ ۴۴۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

گمشدہ شخص کی بیوی کیا کرے

سوال: ایک عورت کا شوہر غائب ہے اور اس طرح ایک لمبی مدت گذر جاتی ہے، ہر چند کوشش کی جارہی ہے مگر کوئی بھی پتہ نہیں معلوم ہو رہا ہے، ایسی صورت میں وہ عورت اپنے شوہر کا انتظار کب تک کرے گی؟ کتنے دنوں انتظار کے بعد وہ نکاح ثانی کر سکتی ہے؟ اور اگر عورت مدتِ متعینہ انتظار کے بعد نکاح ثانی کر لیتی ہے، اس کے بعد اچانک شوہر اول بھی آجائے تو اب وہ عورت کیا کرے گی، کس کے ساتھ رہے گی؟ حقیقی شوہر اب کون مانے جائیں گے؟ اول یا ثانی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: موجودہ دور میں گمشدہ شخص کی زوجہ کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اپنا معاملہ محکمۂ شرعیہ یا شرعی پنچایت میں پیش کرے پھر محکمۂ شرعیہ کے ذریعہ تفریق کے بعد وہ عورت عدت گذارے اس کے بعد ہی دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، اپنے طور پر کوئی مدت معین کرکے نکاح کی اجازت نہیں ہے، اگر شرعی شرائط پورا کرنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کیا ہے اور پھر پہلا شوہر واپس آجائے تو یہ عورت پھر پہلے شوہر ہی کے حوالے کی جائے گی اور دوسرے شوہر کا نکاح کالعدم شمار کیا جائے گا؛ البتہ اگر شوہر ثانی سے خلوت وغیرہ ہوچکی ہے تو شوہر اول کے لئے اس عورت سے عدت گذارے بغیر انتفاع کی اجازت نہیں، اس درمیان میں اگر اولاد پیدا ہوگئی ہو تو اس کا نسب شوہر ثانی سے ثابت ہوگا۔ (مستفاد: الحیلۃ الناجزہ ۶۰-۶۲، فتاویٰ محمودیہ ۹/۳۴۰ فتاویٰ رحیمیہ ۸/۴۲۰، احسن الفتاویٰ ۵/۴۲۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شوہر غائب ہے

سوال: میرا شوہر تقریباً تین سال سے غائب ہے، ان کا کوئی پتہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ مجھے نان نفقہ (روٹی، کپڑا، مکان) یا خط وکتابت کرتے ہیں، بس اتنا معلوم ہے کہ وہ زندہ ہیں اور دوسری شادی کرکے زندگی گزار رہے ہیں۔ اب میرا پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس صورت میں میں نکاح فسخ کرسکتی ہوں؟ خلع کا حق مجھے حاصل ہے کہ نہیں؟ اور ان سے میرا ایک لڑکا بھی ہے، جو ۵/سال کا ہے، ان کا خرچ کون برداشت کرے گا؟ اور ان کی دیکھ بھال کس کے ذمہ ہوگی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسئولہ صورت میں شوہر سے رہائی حاصل کرنے کے لئے آپ اپنے معاملہ کو قاضیٔ شرعی کے یہاں اور قاضیٔ شرعی نہ ہونے کی صورت میں جماعتِ مسلمین اور محکمۂ شرعیہ میں پیش کریں اور اس کے فیصلے پر عمل کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی

سوال: میں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ اگر تم پریوار کے ساتھ مل کر کھانا بناؤ گی تو تمہیں تین طلاق، مگر میری بیوی نے مل کر کھانا تو بنایا نہیں؛ البتہ پریوار کے دوسرے لوگوں نے جو کھانا بنایا تھا اس میں شریک

ہوکرانہوں نے بھی کھایا، تو مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا اس طرح کھانا کھانے سے میری بیوی مطلقہ ہوجائے گی؟ جب کہ کھانا مشترکہ ہے اور پریوار کے دوسرے لوگوں نے تیار کیا ہے، بالتفصیل بتائیں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسئولہ صورت میں چونکہ پریوار کے ساتھ ملک کر کھانا بنانے کی شرط پر طلاق کو معلق کیا ہے اور حسبِ تحریر سوال (سوال کے مطابق) بیوی نے کھانا نہیں بنایا؛ لہٰذا شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے اس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

سئل أبو القاسم عن النساء يجتمعن ويغزلن لأنفسهن ولغيرهن أيضا فغضب زوج امرأة فقال لها: إن غزلت لأحد أوغزل لك أحد فأنت طالق، ثم إن امرأة منهن وجهت إلى بيت هذه المرأة قطنا لتغزله فغزلته أمها قال إن كان من عادة أولئك النسوة إن كل واحدة تغزل بنفسها لا تطلق مالم تغزل هي بنفسها.

(هنديه ١/٤٤٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محض شوہر کے غائب ہونے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

سوال: اگر کسی عورت کا شوہر اس کو چھوڑ کر کہیں چلا جائے اور وہ ایک دو سال یا اس کے بعد بھی واپس نہ آئے، تو کیا وہ آنے کے بعد اپنی بیوی کے پاس رہ سکتا ہے یا اس کو طلاق ہوگئی؟ جب کہ درمیانی وقفہ میں خط وکتابت کا کوئی سلسلہ نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: محض بیوی سے الگ رہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی خواہ سالوں الگ رہے، اس لئے مسئولہ صورت میں جب شوہر واپس آئے گا تو بیوی کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے اس میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں۔

وشرعاً رفع قيد النكاح في الحال بالبائن أوالمَال بالرجعي بلفظ مخصوص وهو ما اشتمل على الطلاق. (الدر المختار مع الشامي ٤/٢٤-٢٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق کے بغیر دوسری جگہ نکاح درست نہیں

سوال: جب تک شوہر طلاق نہ دے اس کا نکاح دوسرا ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ اگر کوئی ٹائم دے دے

کہ تین ماہ بعد تک تم نے طلاق نہ دی تو ہم سمجھیں گے کہ طلاق ہوگئی، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: جب تک شوہر سے طلاق یا شرعی تفریق نہ ہوجائے اس عورت کا نکاح دوسری جگہ قطعاً حرام ہے، اورلڑکی والوں کی طرف یہ کہہ دینا کہ اگر ''تین ماہ میں طلاق نہ دی تو ہم سمجھیں گے طلاق ہوگئی'' اس کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، آپس میں اگر اختلاف ہوتو اپنا معاملہ محکمۂ شرعیہ میں پیش کر کے اس کے فیصلہ پر عمل کرنا چاہئے۔

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره. (هنديه ۱/ ۲۸۰، مستفاد: الحيلة الناجزه، انوارِ رحمت ۴۶۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محض علیحدہ رہنے سے نکاح کا رشتہ ختم نہیں ہوتا

سوال: کافی دنوں سے میرے شوہر ناراض ہوکر ہم سے علیحدہ رہ رہے تھے، اس کے بعد بیمار ہوگئے، بچوں کا خرچ اور کمانے کے لائق بھی نہیں، اب اس بیماری میں جب زیادہ حالت خراب ہوئی، تو بیوی کے پاس آگئے اور بارہ (۱۲) دن بعد ان کا انتقال ہوگیا، کافی دن سے خرچ بند اور ناراضی مسلسل تھی، اب عدت کی جائیگی یا نہیں؟ اگر کی جائیگی تو کتنے دن کی؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: محض علیحدہ رہنے سے نکاح کا رشتہ ختم نہیں ہوتا؛ لہٰذا وفات کے وقت چوں کہ رشتۂ زوجیت (میاں بیوی کا رشتہ) برقرار تھا؛ اس لئے آپ کو شوہر کی وفات پر عدت وفات (چار ماہ دس دن) گزارنا لازم ہے۔

والعدة للموت أربعة أشهر وعشرة من الأيام والليالى مطلقاً. (شامي زكريا ۵/ ۱۸۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شوہر خلوت سے قبل غائب ہوگیا

سوال: ایک لڑکی کا ایک لڑکے سے نکاح ہوا، بعد نکاح خلوتِ صحیحہ سے پہلے لڑکا غائب ہوگیا، اس کو غائب ہوئے تقریباً ۳/۴ ماہ ہوچکے ہیں اب لڑکی کا کیا حکم ہے وہ اپنے شوہر کا انتظار کرے یا دوسری شادی کرلے؟ شریعت کا اس میں کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شوہر کے غائب ہوجانے کی وجہ سے نکاح ختم نہیں ہوتا؛ اس لئے مذکورہ صورت میں نکاح بدستور قائم ہے، اب لڑکی پر ضروری ہے کہ وہ شوہر کے آنے کا انتظار کرے یا پھر کسی قریبی محکمۂ شرعیہ کے سامنے اپنا معاملہ پیش کرے، اور محکمۂ شرعیہ کے فیصلہ کے مطابق عمل کرے، اس کے بغیر اس کے لئے کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

(مستفاد: الحیلۃ الناجزۃ ۴۸ تا ۶۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شوہرِ اول سے طلاق کے بغیر دوسرا نکاح

سوال: ایک عورت ہے ان کا شوہر بغیر ''طلاق'' کے شادی کے کچھ دنوں بعد یوں ہی چھوڑ دیتا ہے یعنی ملنا جلنا بالکل ہی ترک کردیتا ہے اور نہ ہی نان ونفقہ ادا کرتا ہے، مستقل بارہ سال تک شوہر بیوی سے جدا رہتا ہے، مگر رہتے ہیں دونوں ایک ہی آبادی میں اور ایک دوسرے کے حالات نظر کے سامنے ہیں۔ تو کیا مستقل بارہ سال گزرنے کے بعد نکاح فسخ ہوجاتا ہے یا نکاح باقی رہتا ہے۔ مذکورہ مدت گذرنے کے بعد بیوی نکاح ثانی کرلیتی ہے، کیا یہ نکاح درست ہوگا جب کہ پہلے شوہر نے طلاق دی نہیں ہے، حکم شریعت کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: طویل مدت تک بیوی سے بول چال نہ ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوتا؛ لہٰذا طلاق یا تفریق شرعی کے بغیر مسؤلہ صورت میں منکوحہ عورت کا نکاحِ ثانی کرنا قطعاً حرام اور محض حرام کاری ہے، جلد از جلد اس گناہ سے چھٹکارا پانا لازم ہے۔

أما نكاح منكوحة الغير إلى قوله لم يقل أحدٌ بجوازه فلم ينعقد أصلاً.

(شامی زکریا ۴/ ۲۷۴، بدائع الصنائع ۲/ ۵۴۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک ساتھ تین طلاق

سوال: تین طلاق ایک ساتھ دینے سے کتنی طلاق واقع ہوتی ہیں؟ نیز عام رواج کے مطابق جو حلالہ ہوتا ہے یعنی اسکیم کے ساتھ کسی شخص کو تیار کرلیا، شام نکاح ہوا لڑکی اپنے والد کے گھر پر ہے اور لڑکا اپنے گھر، صبح طلاق دلوادی، تو کیا اس صورت میں حلالہ درست ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: ایک ساتھ تین طلاق دینے سے تینوں واقع ہوجاتی ہیں، اور پہلے سے طے کر کے حلالہ کرنا گناہ ہے؛ لیکن اگر بلا شرط حلالہ کیا گیا اور ہمبستری کے بعد شوہر نے طلاق دے دی تو اس کی عدت گذرنے کے بعد وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوسکتی ہے۔

لو قال لزوجته أنت طالق طالق طالق طلقت ثلاثا. (الأشباه والنظائر قديم ۲۱۹) **وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة واثنين في الأمة لم تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غير نكاحا صحيحاً.** (هنديه كوئٹه ۱/۴۷۳) **وكره التزوج للثاني تحريما لحديث لُعِنَ المحلل والمحلل له بشرط التحليل كتزوجتك على أن أحللك وإن حلت للأول لصحة النكاح وبطلان الشرط فلا يجبر على الطلاق.** (شامي زكريا ۵/۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خط کے ذریعہ طلاق کا حکم

سوال: میرے خاوند نے میرے نام ایک خط لکھ کر بھیجا کہ میری طرف سے کوئی امید نہ رکھنا اگر رکھنا تو طلاق کی امید رکھنا، دوسرا خط تین ماہ بعد آیا کہ تم نکاح کرو تو کرلو، ان دونوں خطوں کے مضامین میں طلاق کی حد تک پہنچے ہیں یا نہیں؟ اور میں اپنے خاوند کی زوجیت سے علیحدہ ہوچکی ہوں یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: خط میں شوہر کا یہ لکھنا کہ میری طرف سے کوئی امید نہ رکھنا، اگر رکھنا تو طلاق کی امید رکھنا، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ البتہ دوسرا خط جس میں یہ لکھا ہے کہ تم نکاح کرو تو کرلو، اس کے بارے میں تحقیق کی جائے گی۔ اگر اس کی نیت اس سے طلاق کی ہے تو آپ پر ایک طلاق بائن واقع ہوجائے گی، اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے طلاق کی نیت سے یہ الفاظ نہیں کہے ہیں؛ بلکہ ایسے ہی دھمکی کی نیت سے کہے ہیں تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

فالكنايات لا تطلق بها إلا بنية أو دلالة الحال. (شامي زكريا ۴/۵۲۸-۵۳۱، البحر الرائق ۲/۳۰۶) **ولو قال تزوجي ونوى الطلاق أو الثلاث صح وإن لم ينو شيئاً لم يقع.** (هندية ۱/۳۷۶) **لا يقع بها الطلاق إلا بالنية أو بدلالة حال.** (هندية ۱/۳۷۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کہا کہ: جس عورت سے شادی کروں اس پر طلاق؟

سوال: میرے ایک غیر شادی شدہ دوست نے کسی وقتی جذبہ کے تحت ایک مرتبہ یہ کہہ دیا تھا کہ: ''اگر میں کسی بھی عورت سے شادی کروں تو اس پر تین طلاق ہے''، اب وہ اس قول پر سخت نادم ہے اور چاہتا ہے کہ شادی کرے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جونہی شادی کرے گا عورت پر تین طلاق واقع ہوجائے گی، اس لئے شادی کی کوشش کرنا اس کے لئے بیکار ہے۔ کیا لوگوں کا یہ کہنا صحیح ہے کہ طلاق ہوجائے گی اور وہ کوشش نہ کرے تو وہ کیا کرے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسئولہ صورت میں اگر وہ شخص بذاتِ خود کسی عورت سے نکاح قبول کرے گا، تو اس عورت پر فوراً تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی، اور وہ اس پر حرام ہوجائے گی؛ البتہ اگر کوئی دوسرا شخص فضولی بن کر اس سے اجازت لئے بغیر کسی عورت سے اس کا نکاح کرادے اور جب اس شخص کو اس نکاح کی اطلاع ملے تو وہ زبان سے اس کی اجازت نہ دے؛ بلکہ بالفعل رضامندی ظاہر کرے، مثلاً اس عورت کے پاس مہر کی رقم بھیج دے وغیرہ، تو ایسی صورت میں وہ عورت اس کی منکوحہ بن کر اس کے لئے حلال رہے گی، اس کے علاوہ حلت کی کوئی شکل نہیں ہے۔

شرط الملك ...... أو الإضافة إليه ...... كإن نكحتُ امراة أو إن نكحتك فأنت طالق وكذا كل امرأة (تحته في الشامية) أي إذا قال: كل امرأة أتزوجها طالق، والحيلة فيه ما في البحر من أنه يزوجه فضولي، ويجيز بالفعل كسوق الواجب إليها. (شامی زکریا ۵۹۳/۴-۵۹۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نعوذ باللہ شوہر مرتد ہوگیا

سوال: میرا شوہر مسلمان تھا؛ لیکن (نعوذ باللہ) وہ مرتد ہوگئے اور اپنے نام کے آگے سنگھ لکھ رہے ہیں، اب میرا پوچھنا یہ ہے کہ اس صورت میں میں کیا کروں؟ خلع کرالوں یا کوئی اور شکل اختیار کروں؟ ان کو سمجھا کر عاجز آچکی ہوں، مگر ان کا کہنا ہے کہ تم بھی مذہب بدل لو۔ آپ مجھے تسلی

بخش جواب دیں اور یہ بھی بتائیں کہ ان کی جائیداد میں ہماری اولادیں (الحمدللہ تمام اولادیں میرے ساتھ ہیں اور سبھی ان سے نفرت کرتے ہیں) شریک ہوں گی کہ نہیں؟ اور مجھے حق زوجیت ملے گا کہ نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جس وقت سے آپ کا شوہر نعوذ باللہ مرتد ہوا ہے، اسی وقت سے آپ خود بخود اس کے نکاح سے نکل گئیں اور عدت تین ماہ واری گزرنے کے بعد آپ کے لئے دوسرا نکاح بھی حلال ہو جائے گا، اس لئے آپ کا اس شوہر کے ساتھ رہنا قطعاً ناجائز اور حرام ہے، فوری طور پر اس سے علیحدگی لازم ہے، اور شوہر اپنے مال کا خود مالک ہے، اور مرنے کے بعد اس نے جو مال حالتِ اسلام میں کمایا ہے اس میں اس کی اولاد کا بھی شرعی حق ہوگا، اور شوہر کا انتقال اگر آپ کی عدت گزرنے کے بعد ہو تو آپ کو اس کی وراثت میں سے کچھ حق نہ ملے گا۔

فما اکتسبه في مال إسلامه هو میراث لورثته المسلمین ترث زوجته من ذٰلك إذا کانت مسلمة ومات المرتد وهي في العدة. (هندیه ٦/٤٥٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عدت وفات میں مزدور عورت کا گھر سے باہر نکلنا

سوال: میرے شوہر کا انتقال اسی پندرہ جون کو ہوا ہے، میرے چھوٹے چھ بچے ہیں، جن میں دو لڑکیاں ہیں، میرے شوہر ایک دکان پر ملازم تھے اور میرا مکان کرایہ کا ہے، میرے پاس گزارے کی کوئی صورت نہیں ہے، اس لئے میں مزدوری کے لئے مجبور ہوں، تو کیا میں گھر سے باہر آنا جانا کر سکتی ہوں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ایسی بے سہارا اور غریب عدت گزارنے والی عورت کے لئے کمانے کی غرض سے دن کے وقت میں گھر سے باہر نکلنے کی گنجائش ہے؛ لیکن رات اپنے گھر میں ہی گزارنی لازم ہے۔

ومعتدة موتٍ تخرج من بیتها وتبیت أکثر اللیل في منزلها لأنّ نفقتها علیها. (الدرالمختار زکریا ٥/٢٢٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عدت کے دوران گھر کے صحن میں جانا

سوال: میرے گھر کی دیواریں نیچی ہیں اور میرے پڑوس میں اونچی بلڈنگیں ہیں، ان کے گھروں سے میرے گھر کی بے پردگی ہوتی ہے، تو عدت کی حالت میں باہر صحن میں آنا جانا کرسکتی ہوں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عدت گزارنے والی عورت اپنے گھر کے صحن میں جاسکتی ہے؛ البتہ اگر دوسرے مکان سے بے پردگی ہوتی ہے تو وہ خود اپنے پردہ کا اہتمام کرے۔

للمعتدة أن تخرج من بيتها إلى صحن الدار. (عالمگیری ۱/۵۳۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عدت کے دوران سرسوں کا تیل لگانا

سوال: عدت میں سرسوں کا تیل لگاسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عدت میں سرسوں کا تیل اور ایسے ہی وہ تیل جو خوشبودار نہ ہو لگانا درست ہے۔

ولا بأس بأسود وأزرق ومعصفر خلق لا رائحة له. (الدرالمختار مع الشامي ۵/ ۲۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عدت کے دوران نئے کپڑے پہننا

سوال: جو عورت عدت میں ہو تو وہ گھر میں شادی کے وقت یا جمعہ کے دن یا کسی اور خوشی کے موقع پر نئے کپڑے پہن سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عدت کے دوران عورت کے لئے زیب وزینت اور نئے کپڑے وغیرہ پہننا جائز نہیں ہے، خواہ شادی کا موقع ہو یا جمعہ وعیدین کا زمانہ ہو، بہر حال اسے سادگی اپنانا ضروری ہے۔

وعن أم عطية أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتحد إمراة علىٰ ميت

فوق ثلاث إلا على زوج أربعة أشهر وعشراً ولا تلبس ثوبا مصبوغاً إلا ثوب عصب ولا تكتحل ولا تهيس طيبا. (مشکوٰۃ شریف ۲۸۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عدت میں پردے کا تفصیلی حکم

سوال: آپ سے عدت کے متعلق معلوم کرنا ہے کہ عدت میں کس سے پردہ کرنا ہے، میری عمر 50/ پچاس سال کی ہے، سبھی بہنوئی ہم سے چھوٹے ہیں بالکل ماں سمجھتے ہیں، کیا ان سے بھی پردہ کرنا لازمی ہے؟ نیز بھانجوں اور بھتیجوں سے بھی پردہ ضروری ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: عدت میں پردہ کا الگ سے کوئی حکم نہیں ہے؛ بلکہ وہ تمام لوگ جن سے زندگی میں کبھی بھی نکاح کرنا ممکن ہے ان سے بہر حال پردہ کرنا چاہئے، خواہ عدت ہو یا نہ ہو، یہ طریقہ کہ عدت میں پردہ کو ضروری سمجھنا اور عدت کے بغیر پردہ کا اہتمام نہ کرنا محض لاعلمی پر مبنی ہے، پردہ ہر حالت میں ہونا چاہئے؛ البتہ پردہ کے کئی درجات ہیں، ایسے اجنبی جن سے کبھی کبھی سابقہ پڑتا ہے اور ان کے سامنے مکمل پردہ کرنے میں کوئی تنگی نہیں ہے، ایسے لوگوں سے مکمل پردہ کیا جائے گا، یعنی چہرہ وغیرہ بھی ان کے سامنے نہیں کھولا جائے گا؛ البتہ وہ رشتہ دار جن کی گھر میں بکثرت آمد ورفت ہو اور جن سے مکمل پردہ کرنے میں تنگی اور حرج لازم آئے اور بظاہر ان سے کسی فتنہ کا بھی اندیشہ نہ ہو، تو ایسے لوگوں کے سامنے اس طرح چہرہ کھولنا کہ بال یا دیگر اعضاء کا کوئی حصہ کھلا نہ ہو اس کی گنجائش ہے، پھر بھی احتیاط لازم ہے، ایسے اجنبیوں کے ساتھ تنہائی یا بے تکلف بات چیت کسی حال میں بھی درست نہیں، خواہ عدت کا زمانہ ہو یا عدت کے علاوہ کا، اور اپنے بھانجے بھتیجے محرم ہیں ان سے پردہ نہیں ہے۔

وللحرة ولو خنثى جميع بدنها حتى شعرها النازل في الأصح خلا الوجه والكفين فظهر الكف عورة على المذهب والقدمين على المعتمد، وصوتها على الراجح وذراعيها على المرجوح، وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. (درمختار مع رد المحتار زکریا ۲/ ۷۷) الخلوة

بالأجنبية حرام. (الدرمع الشامي زكريا ٥٢٩/٩) **فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام.** (الدرمع الشامي ٥٣٢/٩، امداد الفتاویٰ ١٩٤/٤، معارف القرآن ٤٠١/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شوہر کی لاش کئی دن بعد ملی تو عدت کب سے ہوگی؟

سوال: میرے شوہر نے ریل سے کٹ کر خودکشی کر لی تھی، ان کی لاش پانچ دن کے بعد پوسٹ مارٹم کر کے گھر لائی گئی، اور پھر ان کو دفن کیا گیا ہے، اب میری عدت کا حساب کس دن سے لگے گا؟ موت کے دن سے یا دفن کے بعد سے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: موت کے دن سے عدت کا حساب لگے گا۔

وفی الوفاة عقیب الوفاة فإن لم تعلم بالطلاق أو الوفاة حتی مضت مدة العدة فقد انقضت عدتها. (عالمگیری ٥٣٢/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عدت کس طرح پوری کریں؟

سوال: ایک مسئلہ عدت کے بارے میں یہ معلوم کرنا ہے کہ عورتوں کو عدت پوری کرنے کے بعد کیا کرنا چاہئے؟ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ عدت پوری ہونے کے بعد اس دن عورت کا گھر سے نکلنا ہر حال میں ضروری ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس دن بھائی کے گھر سے نئے جوڑے اور لونگ وغیرہ آتی ہے اور اس دن ہاتھوں میں دو چار چوڑیاں ڈالنا نہایت ضروری ہے، کیا یہ سب باتیں صحیح ہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: عدت کی تکمیل وقتِ مقررہ پورا ہونے پر ہو جاتی ہے؛ لہٰذا اس کی تکمیل کے لئے گھر سے نکلنے کو ضروری سمجھنا یا اس موقع پر نئے جوڑے یا زیورات پہننے کا التزام محض بے اصل ہے، اگر کپڑے وغیرہ پہننے ہی ہوں تو اس میں بھائی کے گھر سے آمدہ چیزوں کی قید لگانے کی کوئی وجہ نہیں ہے، یہ سب رسومات قابلِ ترک ہیں۔

هي لغة بالكبر: الإحصاء، وشرعاً: تربص وتحته أى انتظار القضاء المدة بالتزوج، وعرفهافي البدائع: بأنها أجل تضرب لانقضاء ما بقي من آثار النكاح.

(شامي زكريا ١٧٧/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عدت کیسے مکمل ہوتی ہے؟

سوال: عدت کے مکمل ہونے کے بعد کیا کرنا چاہئے؟ بعض لوگ کہتے ہیں اس دن عورت کا گھر سے نکلنا ضروری ہے، اور اس دن بھائی کے گھر سے کپڑے اور لونگ وغیرہ آتی ہے اور اس دن ہاتھ میں دو چار چوڑیاں ڈالنا ضروری ہے، کیا یہ صحیح ہے، حقیقۃً کیا کرنا چاہئے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: عدت مکمل ہونے کے لئے گھر سے باہر نکلنا یا چوڑیاں پہننا کچھ ضروری نہیں ہے؛ بلکہ جب عدت کا وقت پورا ہوجائے تو خود بخود عدت ختم ہوجائے گی، خواہ اس کے ساتھ کوئی عمل کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ اور اس موقع پر جو رسومات رائج ہیں ان سے احتراز کرنا چاہئے۔

وابتداء العدة فى الطلاق عقيب الطلاق، وفى الوفاة عقيب الوفاة فإن لم تعلم بالطلاق أو الوفاة حتى مضت مدة العدة فقد انقضت عدتها. (هدايه أشرفى ٤٢٥/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدعات وغیرہ سے متعلق مسائل

محرم میں کالے کپڑے پہننا وغیرہ

سوال : محرم کے مہینہ میں کالے کپڑے پہننا، چولہا نہ جلانا اور بستر پر نہ سونا وغیرہ اہلِ سنت والجماعت کے لئے ایسا کرنا کیا ضروری ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق : یہ سب اعمال قطعاً جائز نہیں، شریعت میں صرف عورت کے لئے اپنے شوہر پر عدت تک سوگ منانے کا حکم ہے، کسی دوسرے کے لئے تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں؛ لہٰذا کسی بھی سنی اور صحیح العقیدہ شخص کے لئے محرم کے مہینہ میں کالے کپڑے پہننے، وغیرہ جیسے سوگ والے اعمال کرنا بالکل درست نہیں ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۱۲۷)

یظهر الناس الحزن والبكاء وكثير منهم لايشرب الماء ليلتئذ موافقة للحسين رضي الله تعالىٰ عنه؛ لأنه قتل عطشاناً إلى قوله من البدع الشنيعة. (البداية والنهاية ۸/۲۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محرم کے جلوس میں شربت کا اہتمام

سوال : محرم کے جلوس کے سلسلہ سے راستے میں جگہ جگہ شربت پلانے کا اہتمام مسلمانوں کی طرف سے ہوتا ہے تو ناظرین کے لیے ایسے شربت کا پینا جائز ہے یا نہیں؟ اور مسلمانوں کی طرف سے کیا اس کا اہتمام کرنا درست ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : روافض (شیعوں) کے جلوس کے لئے شربت کی سبیل لگانا ہرگز موجبِ ثواب نہیں ہے، کسی بھی مسلمان کو اس میں حصہ نہیں لینا چاہئے اور اس پانی کے پینے سے بھی

احتراز کریں؛ تا کہ اس عمل پر نکیر ہو سکے۔ (کفایت المفتی ۲۲۶/۱)

من کثر سواد قوم فهو منهم. (کشف الخفاء ۲/ ۲٤٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تعزیہ کا جلوس دیکھنا

سوال : بہت سی جگہ جب تعزیہ کا جلوس و پنکھے کا جلوس نکلتا ہے تو گھر کے بچوں کو ساتھ لے کر تماش بین بن کر تماشہ دیکھنے جاتے ہیں، تو کیا یہ تماشہ دیکھنا جائز ہے؟ بچوں کے بہانے بڑوں کو اور بچوں کو ایسے جلوس میں شریک ہونا اور دیکھنا درست ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : ایسے جلوسوں میں شرکت سے معصیت پر تعاون ہوتا ہے اس لئے ان میں شرکت درست نہیں۔ (کفایت المفتی ۲۲۷/۱)

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان. (المائدة: ۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محرم کی مجلسیں

سوال: محرم کے مہینہ میں شہدائے کربلا کے واقعات بیان کرنا، محفل منعقد کرنا اور رونا دھونا، اہلِ سنت والجماعت مسلمانوں کے لئے کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: یہ سب سوگ کی باتیں اور خرافات ہیں، ان کا اسلام اور دین سے کوئی تعلق نہیں، اہل سنّت والجماعت کے لئے ان سے اجتناب لازم ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۱۹۱/۳)

ولم يتخذ أحد يوم موتهم مأتما يفعلون فيه ما يفعله هؤلاء الجهلة من الرافضة يوم مصرع الحسين رضي الله عنه. (البدایہ و النهایه ۸/ ۲۰۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شہدائے کربلا کے لئے قرآن خوانی

سوال : ۱۰ر محرم کو شہدائے کربلا کے لئے اہتمام کے ساتھ قرآن خوانی کرانا کیا ثواب کا کام ہے؟ نیز جگہ جگہ مرثیہ کی مجلس لگانا اور مرثیہ گانا جائز ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق : قرآن خوانی عام دنوں میں بلا کسی التزام کے ہوتو گنجائش ہے؛ لیکن اس کے لئے محرم یا اس کے کسی دن کو خاص کرنا بدعت ہے، اسی طرح نوحہ اور مرثیہ کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ۱/۲۲۶، احسن الفتاویٰ ۱/۳۹۳)

ویکرہ اتخاذ الطعام في الیوم الأوّل والثالث وبعد الأسبوع إلی ما قال واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقرّاء للختم أو لقراءۃ سورۃ الأنعام أو الإخلاص. (شامی زکریا ۳/۱۴۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محرم کا کھچڑا اور لنگر لٹانا

سوال: ۱۰/محرم الحرام کو کھچڑا پکانا اور اس کا لنگر لٹانا اور لوگوں کو بلا بلا کر کھلانا، ساری رات اس کے لئے جاگنا اور اس کے لئے چندہ دینا اور چندہ وصول کرنا، سنی مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق : محرم میں کھچڑے کی رسم محض جہالت وبدعت ہے، اس میں ذاتی یا مالی طور پر کسی بھی طرح حصہ لینا درست نہیں۔ یہ طریقہ خارجیوں (دشمنانِ اہلِ بیت) کا شعار (طریقہ) ہے۔ (کفایت المفتی ۱/۲۲۶، فتاویٰ رشیدیہ ۱۳۸)

وقد عاکس الرافضۃ والشیعۃ یوم عاشوراء النواصب من أھل الشام فکانوا في یوم عاشوراء یطبخون الحبوب ویغتسلون ویتطیّبون ویلبسون أفخر ثیابھم ویتخذون ذلک الیوم عیداً یصنعون فیہ أنواع الأطعمہ ویظھرون السرور والفرح یریدون بذلک عناد الروافض ومعاکستھم. (البدایۃ والنھایۃ ۸/۲۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محرم کا کھچڑا وصول نہ کریں

سوال: محرم کا کھچڑا کوئی شخص پکا نہیں رہا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی اہتمام کر رہا ہے، مگر اس کے یہاں رشتہ داروں کے یہاں سے کوئی بھیج رہے ہیں، تو اس کھچڑا کا لینا اور کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: جس طرح محرم کا کھچڑا پکانا جائز نہیں اسی طرح جس کے گھر یہ کھچڑا بھیجا

جائے، اسے وصول بھی نہ کرنا چاہئے؛ تاکہ بدعات ورسوم پر تنبیہ ہوسکے اور پکانے والوں کی اصلاح ہو۔ (کفایت المفتی ۱/۲۲۶، مستفاد: بہشتی زیور ۶/۶۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محرم میں مچھلی نہ کھانا

سوال: بہت سی جگہ ایسے لوگ اس ماہِ محرم میں عمل کرنے والے موجود ہیں کہ محرم کا چاند دیکھتے ہیں، مچھلی کھانا چھوڑ دیتے ہیں، اور نہ ہی گھر کے کسی فرد کو کھانے کی اجازت دیتے ہیں، تو کیا یہ صحیح ہے کہ مچھلی نہیں کھانا چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مچھلی ہر مہینہ میں حلال ہے، محرم کے مہینہ میں اس حلال چیز کو حرام ہونے کا عقیدہ رکھنا قطعاً حرام ہے۔ (رحیمیہ ۳/۱۹۱، امداد المفتیین ۱۵۶)

يَآأَيُّها النبي لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ. (التحریم) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ماہِ صفر میں چہلم وغیرہ کی رسمیں

سوال: صفر کے مہینہ کو ہمارے دیہات اور بعض قصبات میں چہلم کا مہینہ کہتے ہیں اور اس میں چہلم کرتے ہیں اور تعزیہ نکالتے ہیں اور اس کی فاتحہ کراتے ہیں، اس پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں پھر اس تعزیہ کو کربلا لے جاکر دفن کرتے ہیں، یہ سب جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: صفر کے مہینہ میں سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا چہلم منانا، تعزیہ نکالنا، چڑھاوے چڑھانا وغیرہ یہ سب گمراہی اور بدعت کی باتیں ہیں، جو شیعوں کے زیر اثر رہ کر سنیوں میں بھی رائج ہوگئی ہیں، قرآن وحدیث اور عشاقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور ائمۂ اربعہ وسلف صالحینؒ سے اس طرح کی بے اصل باتوں کا کہیں بھی کوئی ثبوت نہیں ہے، اس لئے مسلمانوں کو ان امور (کاموں) سے بچنا لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱/۱۸۸، رحیمیہ ۲/۳۴۱)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مَن أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردٌّ. (مشکوٰۃ شریف ۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صفر کے آخری بدھ کے بارے میں من گھڑت عقیدہ

سوال: صفر کے مہینہ میں آخری بدھ کو مرادآباد شہر کے بعض کارخانہ دار اور ایکسپورٹرس اپنے کاریگروں اور ملازموں کو مٹھائی تقسیم کرتے ہیں، اور جو تقسیم نہیں کرتے ان سے کاریگر اور ملازم اقرباء اور متعلقین زور ڈال کر وصول کرتے ہیں، اور روایت بیان کرتے ہیں کہ ماہ صفر کے آخری بدھ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل (لمبی) بیماری سے شفاء پائی تھی، اور غسلِ صحت کیا تھا، اس سلسلہ میں یہ دریافت کرنا ہے کہ مٹھائی تقسیم کرنا آخری بدھ کو کیا حکم رکھتا ہے؟ اور روایت کس درجہ کی ہے؟ صحیح اور قابل اعتبار ہے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: یہ بات قطعاً غلط ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ صفر کے آخر میں بیماری سے شفاء پائی تھی؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صفر ۱۱ھ ہجری کے اواخر (آخری دنوں) میں ہی آپ کے مرضِ وفات میں تشویش ناک اضافہ ہوا، اور ربیع الاول ۱۱ھ ہجری کے اوائل (شروع دنوں) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا الم ناک سانحہ پیش آیا۔ اب ظاہر ہے کہ جس شخص کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرہ برابر بھی محبت ہوگی وہ ہرگز اسے گوارا نہیں کرسکتا کہ جس زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں اضافہ ہوا اس زمانہ کو خوشی کا دن قرار دے اور مٹھائیاں تقسیم کرے؛ لہٰذا صفر کے آخری بدھ کو خوشی منانے کی رسم کھلی ہوئی بدعت ہے، جس سے پیغمبر سے اندرونی بغض کی بو آتی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو ایسی واہیات رسم سے دور رہنا لازم ہے۔

فبينا الناس علیٰ ذٰلك ابتدئ صلى الله عليه وسلم شكواه التي قبضه الله عزوجل فيها إلى ما أراد به من رحمته وكرامته في ليال بقين من صفر أو في أول شهر ربيع الأول. (تاریخ طبری ۲/ ۲۲۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شبِ برأت میں اللہ کے فیصلے

سوال: اس شب کے بارے میں میں نے یہ بات کتابوں میں لکھی دیکھی ہے کہ شبِ برأت میں بڑے بڑے کام انجام پاتے ہیں، جیسے اس سال جتنے پیدا ہونے والے ہیں ان کے نام لکھ دیئے

جاتے ہیں، اسی طرح جتنے بھی مرنے والے ہیں ان کے نام بھی لکھ دیئے جاتے ہیں، اس رات میں بندوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں یعنی بارگاہِ خداوندی میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں، اور اسی طرح جو رزق ملنا ہے وہ بھی لکھ دیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہاں ایک شبہ یہ پیدا ہو رہا ہے کہ یہ کام تو پہلے سے لوح محفوظ میں لکھے جا چکے ہیں، تو پھر اس شب میں اِن امور کے لکھے جانے کا کیا مطلب ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: مذکورہ احادیث کا مضمون ایک ضعیف روایت سے ثابت ہے، اور یہ بات تو طے ہے کہ تمام تقدیریں لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہیں؛ لیکن لوح محفوظ سے اسے منتقل کر کے متعلقہ فرشتوں کے حوالہ شبِ برأت میں کر دیا جاتا ہے، گویا کہ لوحِ محفوظ کے فیصلوں کی نقلیں اس رات میں فرشتوں کے سپرد کی جاتی ہیں، جس کی اصل حقیقت اللہ ہی کو معلوم ہے، ہماری ناقص عقلیں ان باتوں کا ادراک کرنے سے قاصر ہیں۔ (الفضائل والاحکام للشہور والایام ۳۲)

عن عثمان بن محمد بن المغيرة بن الأخفش قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تقطع الأجال من شعبان إلى شعبان حتى أن الرجل لينكح ويولد له وقد خرج اسمه في الموتى"... وروى عن ابن عباس رضي الله عنه تقضى الأقضية كلها ليلة النصف من شعبان وتسلم إلى أربابها ليلة السابع والعشرين من شهر رمضان. (روح المعاني زكريا ١٤/ ١٧٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شبِ برأت میں فضول وقت گذاری

سوال: شبِ برأت کے سلسلے میں ایک خاص مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ اس رات میں جاگ کر مرد حضرات نوافل پڑھنے کے لئے اور ذکر واذکار کرنے کے ارادہ سے مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں، تو اس میں دو باتیں ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ کچھ حضرات ایسے ہیں کہ جو واقعی عبادت میں اپنے اوقات کو صرف کرتے ہیں، مگر کچھ احباب ایسے بھی ہیں جو کہ مسجد کے اندر ہی برآمدے میں یا برآمدہ کے باہر والے حصہ میں کچھ دیر نفل وغیرہ پڑھی اور پھر دو چار افراد کے گروپ بنے اور باتوں میں مصروف ہوگئے، اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے ساری رات گذار دی، یا پھر تھوڑی دیر مسجد میں نفل وغیرہ پڑھی

اور باہر نکل کر سڑکوں پر یا گلیوں میں گھومتے رہے، اور اِدھر اُدھر کی اناپ شناپ فضول اور لغو باتوں میں اپنے قیمتی اوقات کو برباد کرتے رہے، اور دل میں خیال کیا کہ مقصد تو اس رات کو جاگ کر گذارنی ہے، صرف جاگنا ہی اصل چیز ہے، یہ کہاں تک درست ہے؟ ہمیں اس رات میں کیا کرنا چاہئے؟ کس طرح اس رات کو گذارنی چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شبِ برأت کو محض جاگ کر گذارنا کارِ ثواب نہیں ہے؛ بلکہ ثواب اسی وقت ملے گا جب کہ کسی نہ کسی عبادت میں وقت لگایا جائے، اور پھر عبادت کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے، جس میں جی لگے اور خشوع وخضوع رہے اسے اختیار کیا جاسکتا ہے، اور مساجد میں جمع ہوکر فضول وقت گزاری کرنا اِدھر اُدھر کی باتیں کرنا یا پوری رات سڑکوں اور گلیوں میں ٹولیاں بنا کر مٹر گشتی کرنا محض اپنے وقت کا ضیاع (بربادی) ہے جس سے بچنا لازم ہے۔

عن عائشة رضي اللّٰه عنها قالت: ما أعلمه صلى اللّٰه عليه وسلم قام ليلة حتى الصباح فيترجح إرادة الأكثر أو النصف لكن الأكثر أقرب إلى الحقيقة ما لم يثبت ما يقتضي تقديم النصف، وفي الإمداد: ويحصل القيام بالصلاة نفلاً فرادى من غير عدد مخصوص، وبقراء ة القرآن والأحاديث وسماعها وبالتسبيح والثناء والصلاة والسلام على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، الحاصل ذٰلك في معظم الليل ...... ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هٰذه الليالي في المساجد. وصرح بكراهة ذٰلك في الحاوي القدسي، قال وما روي من الصلوات في هٰذه الأوقات يصلي فرادى غير التراويح. (شامی زکریا ۲/۴۶۹، امداد المفتیین ۲۱۰ فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳/۲۵۳، فتاویٰ رحیمیہ ۶/۳۸۶، مراقی الفلاح ۲۱۹)

ومعنى القيام أن يكون مشتغلاً معظم الليل بطاعة وقيل بساعة منه يقرأ أو يسمع القرآن أو الحديث أو يسبّح أويصلي على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم إلى ما قال: ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هٰذه الليالي المتقدم ذكرها في

المساجد وغيرها؛ لأنه لم يفعله النبي صلى الله عليه وسلم ولا أصحابه.

(طحطاوی علی مراقی الفلاح ۲۱۹، شامی زکریا ۲/۴۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا شب برأت میں کوئی عبادت متعین ہے؟

سوال: شعبان کی ۱۵/ویں شب کے بارے میں یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ شبِ برأت میں شب بیداری کیسے کی جائے؟ اس رات میں جاگ کر ایک ایمان والوں کو کیا کیا کرنا چاہئے؟ اس رات میں کونسا عمل سب سے بہتر ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شعبان کی پندرھویں شب میں کوئی خاص عبادت لازم نہیں؛ بلکہ بشاشتِ قلبی کے ساتھ جس عبادت میں طبیعت لگے اس میں مشغول ہونا چاہئے، تلاوت، نوافل، ذکر واذکار، تسبیحات وغیرہ میں وقت صرف کیا جاسکتا ہے، کسی خاص عبادت کی تخصیص ثابت نہیں۔

وفي الإمداد: ويحمل القيام بالصلوٰة نفلاً فرادیٰ من غير عدد مخصوص وبقراء ة القرآن والأحاديث وسماعها وبالتسبيح والثناء والصلاة والسلام على النبي صلى الله عليه وسلم. (مستفاد: الدر المختار مع الشامی زکریا ۲/۴۶۹، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳/۲۵۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شبِ برأت میں مسجد میں بھیڑ لگا کر عبادت کرنا

سوال: شب برأت میں مسجدوں میں اکٹھا ہوکر مرد حضرات کو بھیڑ لگا کر عبادت کی غرض سے مسجدوں میں جمع ہونا یہ کیسا ہے؟ کیا بھیڑ لگا کر مسجدوں میں عبادت کرنا درست ہے؟ جب کہ اس بھیڑ کی وجہ سے آدابِ مسجد میں خلل ہو، اور نمازیوں کے خشوع وخضوع میں بھی کمی واقع ہوجائے، اس صورت میں کیا کرے؟ کیسے اور کہاں عبادت کرے، ذکر واذکار کرے؟ کیا اپنے گھر کے اندر بھی اس رات میں عبادت کرسکتے ہیں یا نہیں؟ کہتے ہیں کہ گھر میں عبادت صرف عورتیں ہی کرسکتی ہیں؟ مرد حضرات نہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شبِ برأت میں مردوں کا مسجد میں جاکر ہی عبادت کو لازم سمجھنا بے

اصل ہے؛ بلکہ وہ کہیں بھی رہ کر عبادت کر سکتے ہیں، اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ گھر میں صرف عورتیں ہی عبادت کر سکتی ہیں مرد نہیں کر سکتے، یہ خیال محض جہالت ہے جس پر نکیر کرنی لازم ہے۔
(امداد المفتیین ۲۰۹، فتاویٰ محمودیہ ۴۰۵/۱۵، فتاویٰ شیخ الاسلام ۷۱)

وإحياء ليلة العيدين والنصف من شعبان الخ، قال الشامي: وأشار بقوله فرادى إلى ما ذكره بعد في متنه من قوله يكره الاجتماع على إحياء ليلة من هذه الليالي في المساجد وتمامه في شرحه وصرح بكراهة ذلك في الحاوى القدسي.
(الدرالمختار على رد المحتار زكريا ٤٦٩/٢)

ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هٰذه الليالي في المساجد. (شامي زكريا ٤٦٩/٢) **ويكره الاجتماع على إحياء ليلة من هٰذه الليالي المتقدم ذكرها في المساجد وغيرها لأنه يفعله النبي صلى اللّٰه عليه وسلم ولا أصحابه فأنكره أكثر العلماء من أهل الحجاز.** (حاشية الطحطاوي ٤٠٢) **عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كم من صائم ليس له من صائمه إلا الظمأ وكم من قائم ليس له من قيامه إلا السهر.** (مشكوٰة شريف ١٧٧، امداد المفتيين ٢٠٩، فتاویٰ محموديه ڈابھيل ٢٧٠/٣، فتاویٰ شيخ الاسلام ٧١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شبِ برأت میں گھروں کی سجاوٹ وغیرہ

سوال: شبِ برأت کے موقع سے کہتے ہیں کہ اپنے گھروں کی صفائی وغیرہ کرانا ضروری ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ اور اس موقع سے قبرستان کو سجانا اور قبروں کی پتائی وغیرہ کرانا یہ سب کیسا ہے؟ ایسے ہی اس رات میں مسجدوں کو سجانا یہ کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: شبِ برأت کے موقع پر خاص طور پر گھروں کی صفائی اور تزئین اسی طرح قبرستان اور مسجدوں کی سجاوٹ وغیرہ کرنا دورِ نبوت، دورِ صحابہ اور سلفِ صالحین سے ثابت نہیں ہے، ان چیزوں کو کارِ ثواب سمجھ کر انجام دینا کھلی ہوئی بدعت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲۸۸/۲، فتاویٰ محمودیہ

۴۱۳/۱۵، امداد المفتیین ۲۱۰، مشکوٰۃ شریف ۷۱، مرقات ۴۷۰/۱)

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج. (مشكوٰة شريف ٧١/١) وفي المرقاة: السرج جمع سراج والنهى عن اتخاذ السرج لما فيه من تضييع المال لأنه لانفع لأحد من السراج ولأنها من آثار جهنم. (مرقاة ٤٧٠/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يأتي على الناس زمان يكون حديثهم في مساجدهم في أمر دنياهم فلا تجالسوهم فليس للّٰه فيهم حاجة. (مشكوٰة شريف ٧١) حديثهم أي كلامهم ومحادثتهم في مساجدهم في أمر دنياهم وهي موضوعة لأمر دينهم. قال ابن الهمام: الكلام المباح في المسجد مكروه يأكل الحسنات فلا تجالسوهم...... والتقييد بالمسجد فليس للّٰه فيهم أي في إتيانهم إلى المسجد وعبادتهم فيه حاجة، هي كناية عن عدم قبول طاعتهم وفيه تهديد عظيم لأجل ظلمهم ووضعهم الشيء في غير موضعه؛ لأن المسجد لم يبن إلا للعبادات. (مرقات ٤٧٠/١، تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ٣٥٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شبِ برأت میں قبرستان جانا

سوال: شبِ برأت میں قبرستان جانا کیسا ہے؟ کیا اس شب میں جاگنے کے ساتھ عبادت کے ساتھ یہ عمل بھی ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ قبرستان قبر والوں کے پاس ضرور پہنچے؟ کیا قبرستان کا جانا بھی کارِ ثواب ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: شبِ برأت میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قبرستان میں جا کر مسلمان مرحومین کے لئے ایصال ثواب کرنا ثابت ہے؛ لیکن یہ ایسا ضروری عمل نہیں ہے کہ اس کے چھوڑنے سے کوئی گناہ ملے، یا قبرستان نہ جانے والے پر کوئی نکیر کی جائے، اور آج کل شبِ برأت میں باقاعدہ قبرستان میں جو روشنی اور چراغان کیا جاتا ہے اور لوگ ٹولیاں در ٹولیاں بنا کر قبرستان

جانا ضروری سمجھتے ہیں، یہ سلفِ صالحین سے ثابت نہیں ہے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: فقدت رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة فإذا هو بالبقيع ...... فقال الله تعالىٰ: ينزل ليلة النصف من شعبان إلى السماء الدنيا فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم كلب. (مشکوٰة شريف ۱۱٤، مسلم شريف ۳۱۳/۱، ابن ماجه شريف ۹۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شبِ برأت کا حلوہ

سوال: شبِ برأت میں کھانے پینے کے سلسلہ میں یہ بات معلوم کرنی ہے کہ اس دن حلوے اور مسور کی دال کا پکانا کیا لازم ملزوم ہے؟ کیا اس دن حلوہ کھانا سنت ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی باتیں ثابت ہیں؟ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک شہید ہوا تھا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلوہ تناول فرمایا تھا، اور ایسے موقع سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلوہ تناول فرمایا تھا؟ اگر ایسا نہیں تو وہ کونسا موقع ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک شہید ہوا تھا؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلوہ تناول فرمایا تھا، وہ کونسا مہینہ تھا جس میں یہ واقعہ پیش آیا تھا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شبِ برأت کے موقع پر حلوہ وغیرہ پکانا اور اسے سنت سمجھنا محض بے اصل اور بدعت ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس دن حلوہ کھانا ہرگز ثابت نہیں، اور یہ کہنا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہو گئے تھے، اس لئے آپ کی اتباع میں حلوہ کھایا جاتا ہے یہ بات بھی قطعاً غلط ہے؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک غزوۂ احد میں شہید ہوئے جو شوال کے مہینہ میں پیش آیا تھا، تو اس سے بڑی جہالت کی بات کیا ہوسکتی ہے کہ دندانِ مبارک ماہِ شوال میں شہید ہوئے اور اس کی یاد میں حلوہ شبِ برأت میں کھایا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں کسی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دندانِ مبارک کی شہادت کے بعد حلوہ نوش فرمایا ہو، اور اگر بالفرض ثابت بھی ہو جائے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجبوری کی وجہ سے نوش فرمایا ہوگا، جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام

پرحلوہ کھانے والے بغیر کسی مجبوری کے بتیس دانتوں کی موجودگی میں حلوہ کھاتے ہیں۔ الغرض شبِ برأت میں حلوہ کھانے پکانے کی رسم نری جہالت و بدعت اور قابلِ ترک ہے۔ (فتاویٰ عبدالحی ۱۰۱، احسن الفتاویٰ ۱/۳۸۵، فتاویٰ شیخ الاسلام ۲۷، فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳/۲۶۸)

وكانت عنده الوقعة المشهورة في شوال سنة ثلاث باتفاق الجمهور. (فتح الباري ٣٤٦/٧، عمدة القاري ١٣٨/١٧) **كل مباح يؤدي إلى زعم الجهال سنة أمر أو وجوبه فهو مكروه كتعيين السورة للصلاة وتعيين القراء ة مؤقت.** (تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ٣٦٧/٢) **فكم من مباح يصير بالالتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروهاً.** (مرقاة المفاتيح ٣١/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شبِ برأت میں ہر نل میں زمزم آنے کا غلط عقیدہ

سوال: ۱۵/شعبان یعنی شبِ برأت کو رات کو بارہ بجے ہر نل میں زمزم کا پانی آتا ہے، لوگوں کا یہ عقیدہ ہے، تو کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: پندرہ شعبان کی رات میں ہر نل میں زمزم کے پانی آنے کا عقیدہ قطعاً من گھڑت اور باطل ہے، کسی معتبر دلیل سے اس کا کوئی ثبوت نہیں، اور ایسی من گھڑت اور سنی سنائی باتوں کو کسی سے بیان کرنا بھی درست نہیں ہے؛ کیوں کہ بیان کرنے سے ہی اس کی اشاعت ہوتی ہے۔ اگر لوگ ایسی باتوں کا ذکر چھوڑ دیں تو یہ افواہیں اپنی موت مر جائیں۔

عن حفص بن عاصم رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كفى بالمرأ كذباً أن يحدث بكل ما سمع. (مقدمه مسلم ٨/١) **عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: سيكون في آخر أمتي أناس يحدثونكم بما لم تسمعوا ولا آبائكم فإياكم وإياهم.** (مقدمه مسلم ٩/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آتش بازی

سوال: شبِ برأت کا چاند دیکھتے ہی ہماری قوم کے بچے، جوان، حتیٰ کہ بوڑھے بھی بعض بعض

آتش بازی میں ملوث ہوجاتے ہیں، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سارے شہر میں دھواں ہے، یہ آتش بازی کرنا کیسا ہے؟ کیا مسلم قوم کے لئے ایسا کرنا درست ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: آتش بازی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، یہ منحوس عمل برادرانِ وطن کے دیوالی کے تہوار سے مشابہ ہے اور جانی ومالی بربادی کا سبب ہے؛ لہٰذا کسی بھی مسلمان کے لئے آتش بازی کرنا اور اس میں حصہ لینا قطعاً حرام ہے، بالخصوص اپنے بچوں کو سختی کے ساتھ اس سے دور رہنے کی تاکید کرنا واجب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۴۷۷، الفضائل والاحکام للشہور والایام ۳۷)

وكل هٰذه بدع ومنكرات لا أصل لها في الدين ولا مستند لها من الكتاب والسنة ويجب على أهل العلم أن ينكروها وأن يبطلو هٰذه العادات ما استطاعوا. (معارف السنن ۲۶۶/۱) **عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم.** (مشكوٰة شريف ۳۷۵/۲، المعجم الاوسط ۱۵۱/۲، حديث: ۸۳۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مزارات کے درختوں سے تبرک

سوال: کسی بزرگ کے مزار کے اوپر جو درخت ہو تو کیا اس درخت کے پتے بطور تبرک استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: ایسے درخت کے پتے متبرک نہیں ہیں اور ان کو بطورِ تبرک استعمال کرنا بے اصل اور بے دلیل ہے، اصل برکت ان اعمالِ صالحہ کو اختیار کرنے میں ہیں جن پر عمل کرکے صاحبِ قبر کو بزرگی کا رُتبہ ملا ہے، اگر بزرگ سے عقیدت ہے تو ظاہری خرافات میں پڑنے کے بجائے ان کی زندگی کے مطابق اپنی زندگی بنانی چاہئے۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۱۸۸/۱۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سورج گرہن کے موقع پر بدشگونی

سوال: سورج گرہن کے سلسلہ سے ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ بڑے بوڑھے اس دن حاملہ

عورت کو گھر سے باہر نکلنے نہیں دیتے اور نہ ہی کوئی کام کرنے دیتے ہیں، مثلاً ان اوقات میں وہ عورت آٹا نہیں گوندھ سکتی، چھری سے سبزی نہیں کاٹ سکتی، اسی طرح قینچی نہیں چلا سکتی، کیوں بھئی؟ اس لئے کہ ایسا کرنے سے بچہ ہونٹ کٹا پیدا ہوگا، چمچہ سے کوئی چیز کھا پی نہیں سکتی؛ اس لئے کہ چمچ کے نشان سر پہ یا جسم پہ پڑ جائیں گے، وغیرہ وغیرہ۔ کیا سورج گرہن کے دن ایک حاملہ عورت کو ایسا ہی کرنا چاہئے، ایسے عمل کا تعلق شرعی اعتبار سے کیا ہے؟ کیا ایسے عمل میں بڑے بوڑھے کے قول کا اعتبار ہوگا یا کہ شریعت کا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سورج گرہن فلکی نظام خداوندی کے مطابق اپنے وقت پر پیش آتا ہے۔ اس موقع پر حاملہ عورت وغیرہ کے بارے میں سوال میں جو بدشگونیاں درج کی گئی ہیں وہ محض جہالت پر مبنی ہیں، شریعتِ اسلامی ایسی بے اصل اور بے سند باتوں کی سختی سے تردید کرتی ہے اور سورج گرہن کے موقع پر نماز پڑھنے اور توبہ واستغفار کرنے کا حکم دیتی ہے۔

قال: إن الشمس والقمر لاینکشفان لموت أحد ولا لحیاته ولکنهما آیتان من آیات اللّٰه عزوجلّ یخوّف بهما عباده فإذا کسف فافزعوا إلی الصلوٰة.

(أبوداؤد شریف ۱/۱٦٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن خوانی کے لئے دعوت

سوال: ایک بات یہ معلوم کرنی ہے کہ یہاں لندن میں ایک طریقہ یہ رائج ہے کہ اگر قرآن پاک ختم کروانا ہوتو (قرآن خوانی) کے لئے فون کے ذریعہ سب کو سپارہ پڑھنے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ آپ فلاں سپارہ پڑھ لیں، اس طرح سبھوں کو ٹیلی فون کے ذریعہ سپارہ تقسیم کردیتے ہیں اور ایک دو سپارے روک لیتے ہیں اور ایک دن دعا وطعام کے لئے مقرر کرلیتے ہیں، پھر مقررہ دن پر سب جمع ہوجاتے ہیں اور بقایا سپارے پڑھ کر دعا وفاتحہ ہوجاتی ہے اور کھانا کھا کر سب چلے جاتے ہیں، چاہے یٰسین شریف کا ختم ہو یا قرآنِ پاک کا، یہاں پر یہی طریقہ رائج ہے۔ کیا اس طرح قرآنِ پاک کا ختم کرنا پھر اس طرح وقتِ مقررہ پر جمع ہوکر دعا وفاتحہ کرنا درست ہے؟ اور اس کے

اندر دعوت طعام اس کھانے کا استعمال جائز ہے؟ قرآنِ خوانی کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: احباب سے الگ الگ قرآن پڑھنے کے لئے کہنا تو درست ہے؛ لیکن اس کے لئے کوئی دن متعین کرنا، تقریبات منانا اور دعوتِ طعام کا انتظار کرنا بے اصل ہے، اس سے اجتناب کرنا (بچنا) لازم ہے، قرآنِ کریم کا ختم بلا کسی التزام (کسی چیز کو لازم کر لینا) کے ہونا چاہئے۔ (مستفاد: فتاویٰ رحیمیہ ۶/۱۸۲، احسن الفتاویٰ ۱/۳۶۱، فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۹۷)

والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قرأة القرآن لأجل الأكل يكره الخ، وقال وهذهِ الأفعال كلها للسمعة والرياء فيتحرز عنها لأنّهم لايريدون بها وجه اللّٰه تعالىٰ. (ردالمحتار ۳/۱٤۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن خوانی کے موقع پر ناشتہ

سوال: قرآنِ کریم کی تلاوت، ختم قرآن کے سلسلے سے جو مہمانِ کرام آتے ہیں، تو کیا ختم کے بعد مہمانوں کو تواضع کے طور پر ناشتہ کرا سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن خوانی کے بعد مہمانوں کو ناشتہ کرانا درست نہیں ہے، جب کہ ایسی مجلس میں ایسے بھی مہمان ہوتے ہیں جو کہ خاص ایسے ہی موقع سے گھر آتے ہیں۔ کیا ایسے مہمانوں کی بھی ناشتہ کے ذریعہ تواضع نہیں کی جا سکتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: آج کل چونکہ ختم قرآن اور قرآن خوانی کے موقع پر ناشتہ پانی کا عام رواج ہے اور بظاہر اس نے معاوضہ کی شکل اختیار کر لی ہے، اس لئے ختم کے موقع پر بالخصوص ناشتہ وغیرہ سے احتراز لازم ہے، خواہ مہمان کسی طرح کے ہوں۔ (احسن الفتاویٰ ۷/۲۹۷)

وقال أيضا: ويكره اتخاذ الضيافة من طعام من أهل الميت لأنه شرع في السرور لا في الشرور وهي بدعة مستقبحة. (رد المحتار زكريا ۳/۱٤۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دودھ بخشوانے کی رسم

سوال: ایک مسئلہ دودھ بخشوانے کا بھی ہے کہ ماں سے اولاد دودھ بخشواتی ہے یا ماں اپنی طرف

سے ہی اولاد کو دودھ بخشتی ہے، تو کیا اس طرح دودھ بخشا جاتا ہے؟ دودھ کی بخشش ہوجاتی ہے؟ دودھ قدرت کی طرف سے ماں کے ذریعہ بچوں کو رزق کی شکل میں ملتا ہے جو کہ بچوں کے لئے اسی زمانہ میں مخصوص ہے جب کہ وہ دودھ پیتا ہے، اب جب کہ اولاد بڑی ہوگئی تو یہ بخشش کا کیا مطلب ہے؟ کیا بخشش کی یہ رسم صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: چھوٹے بچوں کو دودھ پلانا ماں کی ذمہ داری ہے؛ لہٰذا بڑے ہونے کے بعد اس کو بخشنا بخشوانا محض جہالت ہے اور اغلاط العوام میں سے ہے، شریعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اس طرح کی باتوں سے احتراز لازم ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۴۷)

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعة.

(البقرة: ۲۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خدمت معاف کرنا

سوال: بعض لوگ بڑے بوڑھے کی بیماری کی حالت میں تیمارداری اور خدمت وغیرہ کرتے ہیں، جب ان کا انتقال ہوجاتا ہے تو پھر خدمت کرنے والے حضرات اس خدمت کو میت کو معاف کردیتے ہیں کہ میں نے جو خدمت کی ہے اسے معاف کرتا ہوں/ کرتی ہوں، یہ بات رسمی طور پر معاشرے میں پائی جاتی ہے، تو کیا یہ خدمت کی بھی معافی ہوتی ہے؟ یا یہ کہ معافی کرنا میت کے لئے اس طرح ضروری ہے؟ اس قسم کی رسمیں اسلام میں کیا اہمیت رکھتی ہیں؟ ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بڑے بوڑھوں بالخصوص والدین کی خدمت چھوٹوں پر لازم ہے، اگر وہ خدمت نہ کریں تو گنہگار رہوں گے، اور خدمت کرنے پر انہیں اجر وثواب ملے گا؛ لہٰذا بعد میں اس خدمت کو معاف کرنے کی بات محض بے معنی اور جاہلانہ رسومات میں سے ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۴۷)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يؤقر كبيرنا ويأمر بالمعروف و ينه عن المنكر. (مشکوٰۃ شریف ۴۲۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

برتن پرٹھوکر لگنے پر اسے چومنے کا حکم

سوال: معاشرے میں رائج ایک عام رواج کے سلسلہ میں ہمیں ایک ضروری مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ عام طور پر چلتے پھرتے گھر میں کسی چیز میں ٹھوکر لگ جاتی ہے، مثلاً: گھر میں رکھی ہوئی چیزیں برتن وغیرہ میں رکھی ہوں، یا کام کے لحاظ سے کوئی کام رکھا ہو، یا گھر کا ہی کوئی انسان بیٹھا ہو، تو آتے جاتے انہیں اگر ٹھوکر لگ گئی تو اس چیز کو یا تو اس انسان کو ہاتھ کے اشارہ سے چومتے ہیں، یہ فعل کیسا ہے؟ کیا ٹھوکر لگنے کے بعد چومنا شرعاً اس کی اجازت ہے؟ عام طور پر اس رواج میں مرد اور عورتیں دونوں ہی ملوث ہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: ٹھوکر لگنے پر برتن چومنے کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

گردن کھجا کر انگوٹھے چومنا

سوال: اسی طرح معاشرے میں ایک اور بری رسم رواجی جڑیں مضبوط پکڑے ہوئے ہے، وہ یہ کہ عام طور پر کوئی بھی شخص اپنی گردن کو کھجاتے ہیں، چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں، خصوصاً عورتوں میں یہ بات زیادہ دیکھنے میں آئی ہے کہ وہ جب اپنی گردنوں کو کھجاتی ہیں تو کھجانے کے بعد اپنی انگلیوں کو منہ سے پھونکتی ہیں، کیا یہ ضروری ہے کہ جب ہم اپنی گردنوں کو کھجائیں تو اس کے بعد اپنی انگلیوں کو پھونکیں؟ یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟ کیا مذہبی اعتبار سے اس کی اجازت ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: گردن کھجانے کے بعد انگلیوں کو پھونکنا ضروری سمجھنا محض بے اصل اور جہالت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن خوانی برائے ایصالِ ثواب

سوال: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ ہمارے ایک عزیز کا انتقال ہوا تو ہم نے اپنے یہاں کے رسم ورواج کے مطابق ایصالِ ثواب کی نیت سے قرآن خوانی کرانی چاہی، تو ایک صاحب نے کہا کہ قرآن خوانی سے مردے کو ثواب نہیں پہنچتا؛ کیوں کہ قرآن میں تو دراصل دین کے احکام وآداب کا

ذکر ہے اور حلال وحرام کا بیان ہے، جس سے مردوں کو قطعی کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا، کیا یہ درست ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ گھروں اور دکانوں میں خیر وبرکت اور دیگر مقاصد سے قرآن خوانی کرانا کیسا ہے؟ اور اس کے بعد جو ناشتہ کا رواج ہے وہ کیسا ہے؟ اسی طرح یہ بھی بتائیں کہ مرنے کے بعد وعظ یا میلاد کرانا کیسا ہے؟ کیا اس سے مردے کو ثواب پہنچتا ہے یا خیر وبرکت کے لئے کرانا چاہیں تو ایسا کرنا درست ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: قرآنِ پاک کو بلاعوض پڑھ کر میت کو ایصالِ ثواب کرنا بلاشبہ درست ہے؛ لیکن ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کے بعد پڑھنے والوں کو روپیہ پیسہ ناشتہ وغیرہ کی شکل میں اجرت دینا درست نہیں ہے، گھر اور دکان میں خیر وبرکت کے لئے قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور بلا کسی اہتمام کے اس موقع پر حاضرین کی ضیافت (مہمان نوازی) کرنا بھی درست ہے، اور میت کے انتقال کے بعد میلاد اور دیگر بدعات کے بجائے وعظ کرانا زیادہ مفید ہے؛ تاکہ لوگوں کو نصیحت حاصل ہو اور آخرت بنانے کا جذبہ بیدار ہو۔

عن النبي ﷺ أنه قال: ما من مؤمن يعزي أخاه بمصيبة إلا كساه الله سبحانه من حلل الكرامة يوم القيامة. (سنن ابن ماجة قديم ١١٥) **ولا بأس بتعزية أهله وترغيبهم في الصبر.** (شامي زكريا ١٤٦/٣-١٤٧) **عن عبد الله بن شبل رضي الله عنه: إقرؤوا القرآن ولا تأكلوا به ولا تستكثروا به ولا تجفوا عنه ولا تغلوا فيه.**

(مصنف لابن أبي شيبة بيروت ٢٣٩/٥-٢٤٠، رقم: ٧٨٢٥، فتاویٰ رحیمیه کراچی ٢٤٥/٦، کفایت المفتی ١١٢/٤، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

سحری میں بیدار کرنے کے لئے صلوٰۃ وسلام

سوال: ہمارے یہاں سحری کے وقت مختلف انداز اور مختلف محلوں میں لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے مائک سے اعلان کیا جاتا ہے، گزشتہ سال کا واقعہ ہے کہ ’’الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ‘‘ پڑھ کر لوگوں کو بیدار کیا جانے لگا، جس سے معاشرے میں ایک اختلافی معاملہ چھڑ گیا، اعلان لگانے

والے نے کہا کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سحری کے وقت یہی اعلان کیا کرتے تھے، آپ بتائیں کہ کیا مائک سے لوگوں کو بیدار کرنا اور اس طرح کے جملوں سے اعلان کرنا درست ہے؟ صحابہ یا آپ ﷺ کے زمانے میں یہ دستور تھا؟ اور شریعت کی نگاہ میں اس کا کیا مقام ہے؟ نیز حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مستدل بنانا کیسا ہے؟ کیا یہ حضرت بلالؓ کا معمول تھا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سحری میں لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے ضرورت کے مطابق مائک سے اعلانات وغیرہ کئے جاسکتے ہیں؛ لیکن اس غرض سے ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' پڑھنا اور اس کو لازم بنالینا مختلف وجوہ سے بے محل اور ناجائز ہے۔

الف:- ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ'' کے معنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کے ہیں اور کسی سوئے ہوئے شخص کو بیدار کرنے کے لئے اس جملہ کا استعمال بجائے خود اس جملہ کی توہین ہے۔

ب:- حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمہم اللہ کسی سے اس موقع پر یہ الفاظ پڑھنا منقول اور ثابت نہیں ہے، اور سوال میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرف جو بات منسوب کی گئی ہے، وہ بھی بالکل غلط ہے، سحری کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیا کرتے تھے نہ کہ صلوٰۃ وسلام۔

ج:- ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللّٰہ'' کے الفاظ کو ہمارے یہاں کے اہل بدعت نے اپنا شعار بنالیا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اس پر نکیر کی جائے؛ تاکہ بدعت کی حوصلہ افزائی نہ ہو۔

لایغرن أحدکم نداء بلال من السحور ولا هذا البیاض حتی یستطیر. (مسلم شریف ۳۵۰/۱) **عن سالم عن أبیه أن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إن بلالاً یؤذن بلیل فکلوا واشربوا حتی تسمعوا تاذین ابن أم مکتوم.** (ترمذي شریف ۵۰/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قبروں کو پختہ بنانا منع ہے

سوال: قبریں آج کل پکی بنائے جانے پر علماء کرام منع کرتے ہیں جب کے کئی جگہوں پر یہ دیکھا

گیا ہے کہ بڑے بزرگوں اوراولیاء کرام کی قبریں پکی بنی ہوئی ہیں،تو کیا ان علماء کرام یا اولیاء کے قبروں کو پکی بنانا اررکھنا درست ہے،اور عام آدمی کے لئے کیوں منع ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبریں پکی بنانے سے منع فرمایا ہے،اس لئے چاہے کوئی عام آدمی ہو یا بزرگ ہو، کسی کی بھی قبر پختہ بنانا جائز نہیں ہے۔اور جولوگ بھی قبروں کو پختہ بنائیں گے وہ گنہگار رہوں گے۔

عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن يجصص القبور وأن يبنى عليه وأن يقعد عليه. (مشکوٰۃ شریف ۱۴۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پیغمبر علیہ السلام کے نام مبارک پر انگوٹھے چومنا

سوال: جب محبوبِ خدا انس وجن صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی آئے تو زبان سے درود بھیجنا چاہئے یا انگوٹھے چومنے چاہئیں؟ اور انگوٹھے چومنے کی وجہ کیا ہے؟ یہ کسی واقعہ یا تاریخی باب سے منسلک ہے یا محض رسم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سرورِ دوعالم ﷺ کا نام مبارک سن کر درود وسلام بھیجنے کا حکم قرآنِ کریم میں دیا گیا ہے۔اس وقت انگوٹھے چومنے کا عمل کسی سند یا روایت سے منقول نہیں؛ لہٰذا انگوٹھے چومنے کو سنت یا مستحب سمجھنا غلط ہے۔

قال اللّٰه تعالىٰ. ﴿إن اللّٰه وملائكته يصلون على النبي يأيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليماً. [الأحزاب: ٥٦]﴾ **وذكر ذلك الجراحى وأطال: ثم قال ولم يصح فى المرفوع في كل هذا شيءٌ.** (شامی زکریا ۶۸/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جائز و ناجائز اعمال

انگریزی امتحان کے لئے فوٹو کھنچوانا

سوال: امتحانات کے لئے عورتوں اور جوان لڑکیوں کو فوٹو کھنچوانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اسکول اور کالج کی تعلیم لڑکیوں کے لئے ضروری نہیں ہے اس لئے حتی الامکان اس کے لئے فوٹو کھنچوانے سے بچنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ فوٹو کے بغیر داخلہ ہوجائے؛ تاہم اگر تعلیم کی سخت ضرورت ہو اور فوٹو کے بغیر داخلہ نہ ہوسکے، تو ایسی سخت مجبوری میں بقدر ضرورت فوٹو کھنچوانے کی گنجائش ہوگی، جیسا کہ پاسپورٹ وغیرہ کے لئے فوٹو کی علماء نے اجازت دی ہے۔

ما أبيح للضرورة يتقدرها بقدرها. (الأشباه والنظائر قديم ۱۴۰، زکریا ۲۵۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فوٹو گرافی کا پیشہ کرنا

سوال: میرا کاروبار فوٹو گرافی ہے، اس کے متعلق مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ کاروبار کیسا ہے؟ شوقیہ نہیں کرتا؛ بلکہ ذریعۂ معاش کی غرض سے کرتا ہوں، اتنا سرمایہ میرے پاس نہیں ہے کہ دوسرا کاروبار کرسکوں، دل بہت چاہتا ہے کہ اس کاروبار کو چھوڑ کر کوئی دوسرا کاروبار شروع کرلوں، مگر سرمایہ کے بغیر کاروبار کرنا ممکن نہیں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: فوٹو گرافی سخت گناہ ہے، اس کی آمدنی بھی مکروہ ہے، آپ جلد از جلد اس پیشہ کو چھوڑ کر حلال پیشہ اختیار کرلیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت میں سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والے کو ہوگا۔

قال عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال النبي صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وآله وسلم: إن أشد الناس عذابا عند اللّٰه المصورون. (بخاری شریف ۲/ ۸۸۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

گھر میں ٹیلی ویژن

سوال: مسلم گھرانوں میں اکثر و بیشتر یہ دیکھا جا رہا ہے کہ وہ گھروں میں ٹیلی ویژن رکھنا گھر کی زینت سمجھتے ہیں، یعنی اگر گھر میں ٹیلی ویژن نہیں تو ایسا گھر خالی سمجھا جاتا ہے، مگر ساتھ ہی ایک اور ظلم عظیم یہ کہ ٹی وی پروگرام میں گھر کے افراد میں سے صاحبِ خانہ (والد) اور جوان بھائی اور جوان بہنیں سب ساتھ مل کر ایک ہی جگہ بیٹھ کر ٹی وی پروگرام کو دیکھتے ہیں اور کوئی عار نہیں سمجھا جاتا ہے، اور خوب مزہ لے کر پروگرام سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اگر کوئی بندۂ خدا منع کرے تو اسے جواب دیا جاتا ہے کہ ایک ہی شوق ہے، گھر میں ہی تو دیکھ رہے ہیں، لوگ تو باہر کیا کیا کر رہے ہیں؟ تو کیا گھر میں ٹی وی دیکھنا جائز ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: ٹیلی ویژن زینت نہیں؛ بلکہ نحوست ہے؛ اس لئے کہ:

(۱) رحمت کے فرشتے ایسی جگہ نہیں آتے جہاں تصویریں ہوتی ہیں۔ **عن أبي طلحة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: لا تدخل الملائکة بیتاً فیه کلب ولا صورة.** (مسلم شریف ۲/ ۲۰۰)

(۲) ٹیلی ویژن میں گانا بجانا ہوتا ہے، اور حدیث میں ہے کہ گانے بجانے سے دلوں میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔ **عن جابر رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: الغناء ینبت النفاق في القلب کما ینبت الماء الزرع.** (مشکوٰۃ شریف ۴۱۱)

(۳) ٹیلی ویژن کے فحش پروگراموں سے پورا گھرانہ بالخصوص نوخیز بچوں پر انتہائی غلط قسم کے اخلاقی اثرات پڑتے ہیں۔

(۴) ٹیلی ویژن کے حیا سوز پروگراموں کی وجہ سے دیکھنے والوں میں بدترین بے حیائیاں

رونما ہوتی ہیں اوران کی آنکھوں سے شرم وحیا کا جنازہ نکل جاتا ہے۔

(۵) ٹیلی ویژن اس دور میں شیطان لعین کا سب سے بڑا مہلک اور مؤثر ہتھیار ہے، اللہ تعالیٰ پوری امت کو بے حیائیوں سے محفوظ رکھیں، آمین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ٹیلی ویژن پر تراویح کا نظارہ

سوال: رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تراویح کی نماز ٹیلی ویژن پر ہوتے ہوئے دکھاتے ہیں، اور قرآنِ کریم کے پڑھنے کی آواز سنائی دیتی ہے۔ کیا ٹی وی پر اس چیز کو دیکھنا جائز ہے؟ کیا قرآنِ کریم کو ٹیلی ویژن پر اس طرح سن سکتے ہیں؟ ساتھ ہی نمازیوں کی وہ تصویریں دیکھ سکتے ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: تصاویر کے ذریعہ تراویح کا منظر دیکھنا شریعت میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا؛ لہٰذا اس مقصد کے لئے ٹیلی ویژن کا استعمال قطعاً مناسب نہیں، اگر قرآن ہی سننا مقصود ہو تو محض آواز سن لی جائے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۸/۱۹۹، فتاویٰ رحیمیہ ۶/۲۹۵، جواہر الفقہ ۳/۲۳۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ٹیپ ریکارڈ میں بیان سننا

سوال: آج کے نوجواں کو کان میں Walk Man ٹیپ لگا کر گانا سننے کی عادت ہے، کیا ان کی عادت چھڑانے کے لئے ان کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ بجائے گانے کی کیسٹ سننے کے تلاوت کلام اللہ یا تقریر وبیان کی کیسٹ سنیں؛ تاکہ اس بہانے سے فحش گانے کی کیسٹ سننے سے محفوظ ہو سکیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر محض تفریح اور وقت گزاری مقصود نہ ہو؛ بلکہ یکسوئی کے ساتھ عمل کے ارادے سے تقریر وبیان اور تلاوت کی کیسٹیں سنی جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں؛ بلکہ فضول گناہوں والی کیسٹوں کے بجائے، کیسٹوں میں ایسے ہی دینی مضامین سننے چاہئیں۔ (ایضاح المسائل ۱۴۸)

الأمور بمقاصدها. (الأشباه والنظائر قديم ٥٣، زكريا ١٠٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآنِ کریم کی تلاوت پر اجرت

سوال : اگر کوئی حافظ کسی کے گھر پر یا دکان پر قرآنِ کریم یا اس کا کوئی ''جز'' تلاوت کرنے کے لئے مقرر کیا جائے تو کیا؟ اس تلاوت کے بدلے کوئی معاوضہ یا رقم لینا درست ہے؟ پھر یہ کہ پہلے سے اس رقم کو طے کرلیا جائے تو یہ بات درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ایصالِ ثواب کے لئے قرآنِ کریم پڑھوانے پر اجرت اور معاوضہ کا لین دین ناجائز ہے، محض تلاوت کو روپیہ کمانے کا ذریعہ بنانا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۴۵، ۱۶/۳۰، ۷/۲۴۶، احسن الفتاویٰ ۷/۲۹۶، عزیز الفتاویٰ ۲۲، امداد الاحکام ۱/۴۴)

إن القرآن بالأجرة لايستحق الثواب لا للميت ولا للقارى، وقال العيني في شرح الهداية: ويمنع القارى للدنيا والآخذ والمعطي آثمان. (شامی زکریا ۹/۷۷، شامی کراچی ۶/۵۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

درس وتدریس پر تنخواہ لینا

سوال : امام، حافظ، مولوی حضرات اگر کسی بچہ کے درس وتدریس کے لئے گھر پر جاتے ہیں اور اس کے بدلے جو رقم بچے کے والدین ان کو دیتے ہیں کیا ان کے لئے یہ رقم لینا درست ہے؟ اگر درست ہے تو اجرت/ معاوضہ پہلے ہی طے کرلینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: قرآنِ کریم کی تعلیم دینے کے لئے پہلے سے طے کرکے اجرت لینا شرعاً درست ہے؛ کیوں کہ اگر اس کی اجازت نہ دی جائے تو تعلیم وتعلم کا سلسلہ بند ہونے کا اندیشہ ہے، اس کے برخلاف صرف قرآنِ کریم پڑھنے پر اجرت کا لین دین جائز نہیں۔ اسی بنا پر ایصالِ ثواب کے لئے کرائی جانے والی قرآن خوانی کے عوض پڑھنے والوں کو اجرت دینا ہرگز جائز نہیں اور اُجرت پر پڑھنے سے میت کو ثواب نہیں ملے گا۔

ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن الخ. (شامی زکریا ۹/۷۶، عالمگیری ۴/۴۴۸)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآنِ کریم کے ختم پر استاذ کو تحفے دینا

سوال: اگرکسی بچہ نے قرآنِ پاک ناظرہ یا حفظ مکمل کرلیا تو اس بچے کے والدین بخوشی پڑھانے والے کو جوڑا (لباس) رقم یا مٹھائی کے ڈبے وغیرہ دیتے ہیں، تو کیا پڑھانے والے کو یہ چیزیں لینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: قرآنِ کریم کی تکمیل کے موقع پر بچے کے والدین اپنی خوشی سے جو تحفے استاذ کو دیتے ہیں وہ دراصل استاذ کی طرف سے بچے پر کی گئی محنت کی قدردانی کا اظہار ہے، اس لئے اس موقع پر ان تحائف کا لین دین شرعاً درست ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے صاحبزادے حماد جب سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قابل ہوگئے تو امام صاحب نے ان کے استاذ کی خدمت میں بکمالِ شکریہ ایک خطیر رقم پیش کی، اور فرمایا کہ اگر ہمارے پاس اس وقت مزید گنجائش ہوتی تو ہم مزید عطا کرتے۔

إن أبا حنيفة حين حذق حماد ابنه سورة الحمد وهب للمعلم خمس مائة درهم، وفي رواية: ...... ألف درهم...... فقال المعلم: ماصنعتُ حتى أرسل إليّ هذا فأحضره واعتذر اليه فقال: لاتستحقر ما علمت ولدي والله لو كان معنا أكثر من ذلك لدفعناه إليك تعظيماً للقرآن. (عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ٢٣٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کن لوگوں کے یہاں کھانا جائز ہے؟

سوال: کھانے کے سلسلہ سے ان حضرات کے یہاں عام لوگوں کا کھانا کیسا ہے؟ جیسے نائی، دھوبی، یہودی اور عیسائی وغیرہ، ان کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسلمان نائی یا دھوبی کو من حیث القوم حقیر سمجھنا اور اس بنا پر ان کے یہاں کھانا نہ کھانا شرعاً سخت قابلِ مذمت ہے، شریعت میں مسلمانوں کے درمیان ایسی کوئی تفریق جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر نائی ڈاڑھی مونڈ کر پیسہ کماتا ہو تو اس کی کمائی مکروہ ہے، اور یہودی یا عیسائی کا کھانا اگر حلال ہونے کا یقین ہو تو اجازت ہے، ورنہ نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۱۲۳/۸، محمودیہ ۵۶/۱۴، ۲۱/۵، ۱۰۱۲)

ولابأس بالذهاب إلى ضيافة أهل الذمة وفي أضحية النوازل: المجوسي أو النصراني إذا دعا رجلاً إلى طعامه تكره الإجابة، وإن قال: اشتريت اللحم من السوق فإن كان الداعي نصرانياً فلابأس به. (عالمگیری ۳۴۷/۵) المسلمون إخوة لافضل لأحد على أحد إلا بالتقوى. (المعجم الكبير ۲۵/۴ حديث: ۳۵۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

داعی کی اجازت کے بغیر دعوت میں کسی کو ساتھ لے جانا

سوال : دعوت کے سلسلہ سے ایک ضروری بات یہ معلوم کرنی ہے کہ کسی شخص نے کسی کو انفرادی دعوت دی، وہ صاحب جب دعوت میں جانے لگے تو اپنے ساتھ اپنے بیٹے کو لے لیا، یہ سوچ کر کہ یہ تو میرا بیٹا ہے مجھ میں شامل ہے، یا گھر کے کسی اور فرد کو اپنے ساتھ لے لیا، یا اپنے قریبی اور رشتہ دار کو دعوت میں لے کر پہنچ گئے، یہ سوچ کر کہ یہ تو ہمارے اپنے ہی لوگ ہیں، انہیں ساتھ لے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں، تو کیا ایک آدمی کی دعوت ہو اور وہ اپنے ساتھ دوسرے احباب کو بھی ساتھ لے کر دعوت میں شامل ہو جائیں ایسا کرنا درست ہے؟ بغیر دعوت کے کسی بھی احباب کو مدعو شخص کے ساتھ دعوت میں شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اور مدعو افراد کو غیر مدعو فرد کو اپنے ہمراہ لے جانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق : جس شخص نے آپ کی دعوت کی ہے اگر اس سے آپ کی ایسی بے تکلفی ہے کہ اگر آپ اپنے ساتھ اپنے کسی عزیز کو لے جائیں تو اسے ناگواری کے بجائے مزید خوشی ہوگی، تو ایسے شخص کے یہاں دعوت میں اپنے کسی قریبی عزیز یا دوست کو ساتھ لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن داعی سے ایسی بے تکلفی نہیں ہے تو اس کی اجازت کے بغیر کسی اور کو اپنے ساتھ لے جانا دعوت میں قطعاً جائز نہیں ہے، احادیثِ شریفہ میں ایسے طفیلیوں کی سخت مذمت وارد ہوئی ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من دخل على غير دعوة دخل مغيراً وخرج سارقاً. (السنن الکبریٰ للبیھقی ۷۱/۱۱ حديث: ۱۹۱۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دینی کتابیں ڈاک سے بھیجنا

سوال: اکثر دیکھا گیا ہے کہ مذہبی رسائل میں ضرورت کے مطابق قرآنی آیات واحادیثِ طیبہ شائع ہوتی ہیں اور بسا اوقات یہ رسائل اور دیگر مذہبی اداروں سے شائع ہونے والی کتابیں ڈاک کے ذریعہ باہر بھیجی جاتی ہیں، اس طرح غیر مسلموں کے ناپاک ہاتھوں تک پہنچ کر بے حرمتی سے یہ کتب بچتی نہیں، تو کیا احکامِ شریعت میں اس سے بچنے کی کوئی شکل ہے؟ جس سے بے حرمتی و بے ادبی کی روک تھام ہو سکے، کیا کریں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اس طرح کے رسائل اور کتابوں کو محفوظ لفافوں اور پیکٹ میں رکھ کر ڈاک کے حوالے کرنا چاہئے، اوپر سے غیر مسلم اگر اس کو چھوئیں تو اس سے کتابوں کی بے حرمتی لازم نہ آئے گی۔ (مستفاد فتاویٰ محمودیہ ۱/۲۲)

وقراء ة قرآن ومسّه ولو مكتوبا بالفارسية في الأصح إلا بغلافه المنفصل كالجراب والخريطة دون المتصل كالجلد المشوز هو الصحيح وعليه الفتوى. (الدر المختار) (شامی زکریا ۱/۴۸۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مدرسہ میں غیر مسلم کا چندہ

سوال: ایک ضروری اور اہم مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کسی غیر مسلم کا پیسہ مدرسے میں چندے کے طور پر لینا کیسا ہے؟ اور ایسے ہی وہ مسلمان جو کہ غیر شرعی کام میں مصروف ہیں اور ان کی کمائی اسی ذریعہ سے ہے۔ مثلاً فلموں میں کام کرنے والے اداکار، تو ایسے مسلمان اداکار کا پیسہ مدرسے میں بطور چندہ لینا کیسا ہے؟ درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: دینی مدرسہ میں غیر مسلم کا چندہ لیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس چندہ سے مدرسہ کی تعلیمی اور انتظامی سرگرمیوں میں رخنہ نہ پڑتا ہو، اور فلموں میں کام کرنے والے مسلمان اداکار کا پیسہ ناجائز ہونے کی وجہ سے مدرسہ میں قبول نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۲۹۸، البحر الرائق ۵/۱۸۹)

وأما الإسلام فليس من شرطه، فصح وقف الذمي بشرط كونه قربة عندنا وعندهم. (عالمگیری ۵/۱۸۹، شامی زکریا ۶/۵۲٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مالی انجمنوں کا حکم

سوال : ایک ضروری بات یہ معلوم کرنی ہے کہ آج کل پرائیویٹ طور پر بینک کی شکل لئے ہوئے جو انجمنیں چل رہی ہیں اس کے اندر پیسہ جمع کرنا کیسا ہے؟ ساتھ ہی ساتھ اس کے ذریعہ ملے ہوئے انعام کو لینا کیسا ہے؟ ایک بات اور وہ یہ کہ کچھ انجمنیں ایسی بھی چل رہی ہیں جس میں چند قسط پیسے جمع کرنے کے بعد ہی ایک موٹی رقم کسی ایک کے نام نکل آتی ہے، اس رقم کا لینا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : اگر اس انجمن میں اپنی جمع شدہ رقم سے زائد رقم ملتی ہے تو یہ کھلا ہوا سود ہے اس معاملہ میں کسی بھی طرح حصہ لینا جائز نہیں، اور نہ ہی ایسی انجمن چلانا جائز ہے، اسی طرح جس انجمن میں چند قسطوں کے بعد قرعہ کے ذریعہ کسی ایک کے نام بڑی رقم نکل آتی ہے یہ سٹہ کی قسم ہے، جس کی قطعاً اجازت نہیں؛ البتہ کسی انجمن کا طریقۂ کار اگر سود اور جوئے سے خالی ہو تو اس میں حصہ لینے کی اجازت ہوسکتی ہے؛ لیکن اس کے طریقۂ کار کا پہلے جائزہ لینا ضروری ہے۔ (مستفاد: محمودیہ ۴/۲۴۲، ۱۱/۳۱۱)

یٰٓأَیّھا الذین اٰمنو إنما الخمر والمیسر والأزلام رجسٌ من عمل الشیطان، فاجتنبوہ لعلکم تفلحون. (المائدۃ: ۹۰) **أحل اللّٰہ البیع وحرم الربا.** (البقرۃ: ۲۷۵) **عن ابن مسعود** رضی اللہ عنہ **عن أبیہ لعن رسول اللّٰہ** صلی اللہ علیہ وسلم **آکل الربا وموکلہ وشاہدہ وکاتبہ.** (أبوداؤد شریف ۱/۴۷۳، مسلم شریف ۲/۲۷، مشکوٰۃ ۲۴۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سودی لین دین

سوال: ایک اہم بات وہ یہ ہے کہ خصوصاً اس دور میں لوگ سود کی رقم لینے کو جائز سمجھتے ہیں اور بہانہ یہ بناتے ہیں کہ بغیر اس کے تو کام ہی نہیں چلتا، کیا ہم مسلمان چاہے ایکسپورٹر ہوں یا غیر ایکسپورٹر، سود لینا جائز ہے؟ یا کسی بھی طرح سے سودی کاروبار کرنا مسلمانوں کے لئے درست ہے یا نہیں؟

سوال: سودی لین دین قطعاً حرام ہے، مصنوعی اور خودساختہ حیلے بہانوں سے ایک قطعی حرام چیز کو حلال قرار نہیں دیا جاسکتا۔ قرآن وحدیث میں سود لین دین پر سخت ترین وعیدیں وارد ہیں۔

﴿فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله. [البقرة: ۲۷۹]﴾ **عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء.** (مسلم شريف ۲۷/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جیون بیمہ

سوال: کیا مسلمانوں کو خواہ مرد ہوں یا عورت LIC کرانا درست ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مفتیانِ کرام کا اس پر متفقہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ اب مسلمان جیون بیمہ کراسکتے ہیں، اب کوئی قباحت نہیں ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ جب کہ اس میں بھی مکمل طور پر سودی لین دین ہوتا ہے اور کمپنی ایک طے شدہ مدت میں روپے بڑھا کر دیتی ہے، اوراس اضافہ شدہ رقم کے معاملے میں بھی لوگ کہتے ہیں کہ لینا درست ہے؛ کیونکہ میری رقم کے طفیل ہی تو کمپنی نے بڑھا کر دیا ہے، سود کی رقم کا اپنے اوپر یعنی اپنی ذات پر خرچ کرنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جیون بیمہ کی بالکل اجازت نہیں ہے، آج کے معتبر علماء مفتیان کا اس کے جائز نہ ہونے پر اتفاق ہے، جن علماء نے بعض شرائط کے ساتھ اجازت دے بھی دی تھی ان میں سے اکثر حضرات نے اپنی رائے سے رجوع کرلیا ہے، اوراب متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ جیون بیمہ اپنی مرضی سے کرانا قطعاً ناجائز ہے؛ کیونکہ یہ معاملہ سود اور جوئے پر مشتمل ہے۔ (جواہر الفقہ ۱۷۰/۲)

إن القمار الذي يزداد تارة وينقص أخرى وسمي القمار قماراً الأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. (شامي زكريا ۵۷۸/۹، معارف القرآن ۴۷٦/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جیون بیمہ سے آمدنی

سوال: عرض یہ ہے کہ ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ جس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں

چاہتا ہوں، سرکاری کارپوریشن کے تحت جیون بیمہ نگم میں (L.I.C) بیمہ دو نیت سے کیا جارہا ہے۔

(۱) کچھ لوگ اپنے پیسے کو طے شدہ رقم کی شکل میں ماہانہ یا سالانہ جمع کرتے ہیں جس سے ان کی رقم اکھٹی ہو جائے اور معیار کے بعد انہیں اس کی دوگنی یا اور زیادہ رقم ملتی ہے، ساتھ ہی جیون بیمہ کے تحت کوئی حادثہ ہونے پر پوری رقم جمع کئے بغیر بھی دوگنی یا اور زیادہ رقم ملنے کی امید رہتی ہے، جو وقت ضرورت پر کام آتی ہے۔

(۲) نیت یہ ہے کہ کاروباری لوگوں کو اپنی آمدنی کا ایک حصہ سالانہ ٹیکس میں دینا ہوتا ہے، جس میں بیمہ ہونے پر رقم کا حصہ کم (معاف) ہو جاتا ہے، کس نیت کے تحت جیون بیمہ درست ہے یا نیت کے تحت نہیں؟ ساتھ ہی یہ بھی بتانے کی مہربانی فرمائیں کہ کچھ لوگ بیمہ کی رقم کو اکھٹا کرنے یا بیمہ کرانے کے لئے روزگار سے ایجنٹ کی حیثیت سے لگے ہیں، جس پر انہیں کمیشن کے مطابق آمدنی ہوتی ہے، کیا اس طرح کی آمدنی جائز ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: جیون بیمہ سود اور جوئے پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے، اس کا کمیشن ایجنٹ بننا بھی درست نہیں اور اس کی آمدنی بھی حلال نہیں ہے۔ (جواہر الفقہ ۱۷۰/۲، معارف القرآن ۱/۶۷۴، دینی مسائل اور ان کا حل ۱۰۹)

إن القمار الذي يزداد تارة وينقص أخرىٰ وسمي القمار قماراً لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. (شامي زكريا ۵۷۷/۹-۵۷۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سودی بینک کی ملازمت

سوال: میں بینک ملازم ہوں اور ہرڈ پارٹمنٹ میں کام کرتا ہوں جہاں سودی کاروبار کا ہونا ضروری ہے، اور وہ تمام کام کرنے پڑتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ کیا بینک میں ملازمت کرنا اور اس طرح سودی معاملات میں حصہ لینا میرے لئے درست ہے؟ نیز سود کے پیسے جو بینک سے ملتے ہیں ان کا استعمال کرنا کہاں اور کیسے درست ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بینک کی آمدنی کا مدار سود پر ہے؛ لہٰذا اس کی ملازمت جائز نہیں ہے، جلد از جلد متبادل حلال ذریعۂ آمدنی اختیار کرنا چاہئے اور بینک کے سود کا مصرف (خرچ کرنے کی جگہ) غریب اور محتاج لوگ ہیں، بلا نیتِ ثواب ان پر خرچ کر دیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲۸۹/۹) **وأما إذا كان عند رجل مال خبيث ولا يمكنه أن يرده إلى مالكه ويريد أن يدفع مظلمته عن نفسه فليس له حيلة إلا أن يدفعه إلى الفقراء.** (بذل المجهود مصری ۱۴۸/۱، فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۴۹۱/۱۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بینک کی نوکری

سوال: جو لوگ سرکاری بینکوں میں نوکری کرتے ہیں جہاں سودی لین دین ہوتا ہے، خواہ وہ ہندوستان ہو یا اسلامی ممالک ہوں جیسے پاکستان، عراق، ملیشیا اور دوبئ وغیرہ، تو کیا ان بینکوں میں ان کا ملازمت کرنا ٹھیک ہے؟ جو بھی جواب ہو، وضاحت فرمائیں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سودی لین دین والے بینکوں کی ملازمت میں چوں کہ کسی نہ کسی وجہ سے سودی عمل میں شرکت ہوتی ہے، اس لئے یہ ملازمت گناہ ہے، جہاں تک ممکن ہو اس سے بچنا چاہئے؛ البتہ بینک کے کام کرنے پر جو اُجرت ملتی ہے وہ چوں کہ عمل کا معاوضہ ہے، اس لئے اسے بالکل حرام نہیں کہہ سکتے۔

لعن الله آكل الربواء مؤكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء. (مسلم شريف ۲۷/۲) **عن محمدؒ رجل استأجر رجلاً ليصور له صوراً أو تماثيل الرجال في بيت أو فسطاط فإنه أكره ذلك وأجعل له الأجرة، وقوله: وإن استاجره ليحنت له طنبورًا وبربطًا ففعل طاب له الأجر إلا أنه يأثم به.** (هنديه ۴۵۰/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ملازم کا کمیشن لینا

سوال: ایک شخص ایک کمپنی میں ملازمت پر نوکری کرتا ہے، کمپنی سے معقول تنخواہ اسے دی جاتی ہے، اب اگر کمپنی میں بننے والا سامان مثلاً ۷۰ رفیصد پر تیار ہوتا ہے، یہ ملازم اس ۷۰ رفیصد پر تیار

ہونے والے سامان کو دوسری جگہ ۶۰ ؍فیصد پر تیار کرالیتا ہے؛ لیکن اس میں اس کو ۳ ؍پرسنٹ کا فائدہ ہوجاتا ہے یعنی اپنے مالک سے ۶۰ ؍پرسنٹ پر کام کروانے کا وعدہ کیا اور تیار کروالیا ۵۶ ؍پرسنٹ پر، تو یہ ۴ ؍پرسنٹ اس ملازم کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

نوٹ: اگر یہ ملازم اس معاملہ میں نہ پڑتا تو یہ ۵۶ ؍پرسنٹ میں تیار شدہ سامان ۷۰ ؍پرسنٹ پر تیار ہوتا۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ملازم مالک کی طرف سے امین ہوتا ہے؛ لہٰذا مالک کے علم میں لائے بغیر اسے فرم کے لئے کسی بھی خریداری میں درمیان میں کمیشن کھانا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر مالک اجازت دے دے تو جائز ہوگا۔

أمنه أنه (الوكيل) أمين فيما في يده كالمودع فيضمن بما يضمن به المودع. (هندیه کوئٹه ۵۶۷/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سودی رقم سے غریب بچوں کی پڑھائی

سوال: بینک میں جمع شدہ رقم پر ملنے والے (Interest) (سود) کی رقم کسی غریب بچہ کی پڑھائی پر لگا سکتے ہیں، یا اپنے بچوں کو پاس کرانے کے لئے جو روپئے دیتے ہیں اس میں دے سکتے ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سودی رقم غریب بچہ کی پڑھائی پر خرچ کی جاسکتی ہے؛ لیکن اپنے بچوں کو پاس کرانے کے لئے رشوت کے طور پر رقم دینا قطعاً جائز نہیں ہے۔

لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد علىٰ صاحبه. (شامی زکریا ۵۵۳/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ڈاکٹروں کا ایکسرے والوں سے کمیشن لینا

سوال: ایک اہم مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ میں ایک ڈاکٹر ہوں، پرکٹس کررہا ہوں، میرے ایک دوست ہیں وہ الٹراساؤنڈ کے ذریعہ چیک (جانچ) کرتے ہیں، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارے پاس مریضوں کو بھیجو گے، تو تم کو ہر مریض کے الٹراساؤنڈ کے عوض 50 ؍روپے دیں گے۔

اورالٹراساؤنڈ کی فیس 300/ روپے ہے، غور طلب بات یہ ہے کہ جو مریض براہِ راست جا کر الٹراساؤنڈ کراتا ہے، اس سے بھی وہ 300/ روپے لیتے ہیں، اور جس کو میں بھیجتا ہوں اس سے بھی تین سو روپے لیتے ہیں، یعنی مریض سے دونوں صورتوں میں روپے اتنے ہی لیتے ہیں؛ لیکن جس مریض کو میں بھیجتا ہوں اس کے عوض پچاس روپے بطور انعام مجھ کو دیتے ہیں۔

لہٰذا جو روپے مجھے دیتے ہیں وہ میرے لئے انعام (ہدیہ) ہے یا کمیشن؟ اگر کمیشن ہے تو کیا اس طرح کمیشن لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر پہلے سے باقاعدہ معاملہ طے ہوجائے تو دلالی کی اجرت کے بطور اس معاملہ کی اجازت ہوسکتی ہے؛ لیکن یہ معاملہ نہ کرنا اولیٰ ہے؛ کیوں کہ بعض اکابر نے اسے ممنوع قرار دیا ہے۔

إجارة السمسار إلی قوله تجوز لما کان للناس به حاجة. (شامی زکریا ٦٤/٩، امداد الفتاویٰ ٣٦٣/٣)

وشرطها کون الأجرة والمنفعة معلومتین لأن جهالتها تفضي إلی المنازعة. (شامي زکریا ٧/٩) **أجرة السمسار والمنادي والحمام وما أشبه مما لا تقدیر فیه للوقت ولا مقدار لما استحق بالعقد وللناس فیه حاجة فکانت جائزة، وإن کان في الأصل فاسداً لحاجة الناس إلی ذٰلك.** (فتاویٰ الولوالجیة ٣٤٥/٣، امداد الفتاویٰ ٣٦٣/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

یہ بکرا مردار ہے

سوال: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ بعض لوگ مریض کے سرہانے بکرا باندھ دیتے ہیں، پھر اس کو ذبح کرکے غریبوں میں تقسیم کرتے ہیں، اس کی کیا اصلیت ہے؟ شرعاً اس کی کیا شکل ہے، صحیح طریقہ کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مذکورہ طریقہ پر بکرا باندھ کر ذبح کرنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ نعوذ باللہ

مریض کی بلا بکرے پر جا کر ختم ہوگئی قطعاً جائز نہیں ہے۔ اور اس عقیدہ کے ساتھ ذبح شدہ بکرا مردار کے حکم میں ہوتا ہے، اگرچہ اس پر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو؛ لہٰذا یہ عمل ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ صدقہ ہی دینا ہے تو روپیہ پیسہ کا صدقہ دے دیا جائے، اس میں بکرے کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (مستفاد: درمختار مع الشامی ۹؍۴۴۹، ایضاح المسائل ۱۳۹)

ذُبح لقدوم الأمير ونحوه كواحد من العظماء يحرم لأنه أهل به لغير الله ولو ذكر اسم الله تعالىٰ. (در مختار زكريا ٩/٤٤٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمان طالبہ کالج میں عبادت کیسے کرے؟

سوال: ایک ضروری اور اہم مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ ہندوستان کے بعض ادارے ایسے ہیں جہاں مسلم وغیر مسلم طلباء وطالبات دونوں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اقامتی اعتبار سے دار الاقامہ (ہوسٹل) میں الگ الگ انتظام کے ساتھ رہتے ہیں، ایسے ہی ادارے کہ جہاں مسلم وغیر مسلم لڑکیاں دونوں ایک ساتھ ہوسٹل میں رہ کر تعلیم حاصل کررہی ہیں اور ایک ہی کمرہ (روم) میں رہتی ہیں اور مذہبی لحاظ سے دونوں آزاد ہیں، یعنی مسلم طالبہ تو نماز پڑھتی ہیں اور غیر مسلم وہیں کمرے میں مورتی رکھ کر پوجا پاٹ کرتی ہیں، وہ چھوٹی چھوٹی مورتیاں ہوتی ہیں، جنہیں رکھ کر وہ پوجا کرتی ہیں، ایسی حالت میں مسلم طالبہ کے لئے عبادت میں پریشانی ہے، چونکہ کمرہ ایک ہی ہے اور مورتیاں کمرے میں سامنے ہی رکھی ہیں، تو ایسی صورت میں مسلم طالبہ کا اس کمرہ میں نماز پڑھنا درست ہوگا یا نہیں؟ جب کہ مجبوری یہ ہے کہ مورتیاں مسلم طالبہ کمرہ سے ہٹا نہیں سکتیں، فتنہ کا اندیشہ کا ہے، تو کیا سامنے مورتی ہوتے ہوئے مسلم طالبہ کی نماز ہوجائے گی؟ ایسی صورت میں مسلم طالبہ کیا کرے؟ کیا سامنے مورتی ہوتے ہوئے غیر اللہ کی پرستش لازم نہیں آئے گی؟ پھر ایسی جگہ میں مسلم طالبہ نماز کی ادائیگی کس طرح کرے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مذکورہ مسلم طالبہ پر لازم ہے کہ وہ جب بھی نماز پڑھے تو ایسی جگہ کا انتخاب کرے جہاں سامنے مورتیاں نہ رکھی ہوں، ورنہ وہ گنہ گار ہوگی۔ (عالمگیری ۱؍۱۰۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مسلم شخص کو سلام کرنا درست نہیں

سوال: سلام کے سلسلہ میں ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ ہمیں کوئی غیر مسلم شخص سلام کرے، جیسا کہ مسلمان بھائی اپنے ایک دوسرے بھائی کو سلام کرتے ہیں ''السلام علیکم''، اس طرح اگر کوئی غیر مسلم شخص مسلمان کو سلام کرے تو اس کا جواب کس طرح دینا چاہئے؟

کیا ہم کسی غیر مسلم شخص کو اسلامی طریقہ پر سلام کر سکتے ہیں؟ یا شرعی طور پر اس کا کوئی دوسرا طریقہ ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: غیر مسلم کو سلام کرنا درست نہیں ہے، اگر وہ ہمیں سلام کرے تو جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیں، ان سے ملاقات کے وقت ''آداب'' یا اس جیسے الفاظ کہیں، سلام نہ کریں؛ کیوں کہ سلام صرف مسلمانوں کے ساتھ خاص اور ان کا دینی شعار ہے۔

عن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا سلم عليكم أهل الكتاب فقولوا وعليكم. (مسلم شریف ۲۱۳/۲) **قال النووي: اتفقوا على الرد على أهل الكتاب إذا سلموا لكن لا يقال لهم وعليكم السلام، يعني ولا عليكم السلام ولا عليك السلام بقرينة قوله: بل يقال عليكم، فقط.** (مرقاۃ المفاتیح ۵۰/۹-۵۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میز کرسی پر کھانا

سوال: شادی بیاہ یا کسی اور تقریب میں آج کل اکثر یہ دیکھا جا رہا ہے کہ کھانا لوگ ٹیبل کرسی لگا کر کھا رہے ہیں، اور اس میں عام انسان سے لے کر خاص حضرات تک شامل ہیں، جب کہ اس میں کھانے کی بے حرمتی اور نعمت کے ساتھ مذاق جیسا معاملہ ہے۔ تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس طرح کرنا اور ایسے پروگراموں میں شامل ہونا درست ہے؟ جب کہ لوگ جوتے پہن کر ہی کھانا کھاتے ہیں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کھانے کا ادب یہ ہے کہ جوتا اتار کر اور فرش پر بیٹھ کر عاجزی کے ساتھ اللہ کی نعمت کا احترام کرتے ہوئے کھانا کھایا جائے، اس کے خلاف بلا عذر جو شخص بھی عمل

کرے گا وہ خلافِ اولیٰ کا مرتکب قرار دیا جائے گا؛ البتہ اگر میز کرسی کے علاوہ کوئی نظم نہیں ہے تو اس پر کھانے کی گنجائش ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص معذور ہے اور زمین پر بیٹھنے میں پریشانی ہوتی ہے تو کرسی پر کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

كان رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم إذا أُتِيَ بطعام وضعه على الأرض فهو أقرب إلى التواضع. (حاشية الترغيب والترهيب ۱۵۲/۳) **والحاصل أن الأكل عليه (الخوان) بحسب نفس ذاته لا يربو على ترك الأولوية فأما إذا ألزم فيه التشبه باليهود أو النصارىٰ كما في ديارنا كان مكروهاً تحريماً. قال المحشي: قال المناوي: يعتاد المتكبرون من العجم الأكل عليه لئلا تنخفض رؤوسهم فالأكل عليه بدعة؛ لكنه جائز إن خلا عن قصد التكبير.** (الكوكب الدري مع الحاشية ۱/۲، مكتبه يحيوية هند، مستفاد احسن الفتاوىٰ ۸/۱۱۱-۱۲۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ٹیلیفون پر ’’ہیلو‘‘ کہنا

سوال: آج کے دور میں ایک دوسرے سے گفتگو کے دوران ہیلو اور ہائے Hello&Hai کہنے کا رواج عام ہوتا جا رہا ہے، فون سے بھی بات کرتے وقت سلام نہ دعائیہ کلام؛ بلکہ پہلے ہیلو ہی کہا جا رہا ہے، تو کیا اس طرح کے الفاظ کا کہنا درست ہے؟ اسی طرح صبح سویرے ایک دوسرے سے ملنے پر (Good Morning) گڈ مارننگ کہنا کیسا ہے؟ اگر درست نہیں ہے تو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ بھی اس طرح کے کلمات کہتے تھے، فرق صرف اتنا ہے کہ آج کے لوگ انگریزی زبان میں کہتے ہیں اور اس دور میں عربی میں کہا کرتے تھے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: گفتگو میں ہیلو کے بجائے سلام سے ابتدا کرنا افضل ومسنون ہے، خواہ گفتگو آمنے سامنے ہو یا ٹیلی فون پر ہو، صبح سویرے ملاقات کے وقت بھی ابتدا سلام سے ہونی چاہئے، اس کے بعد صباح الخیر جیسے الفاظ کہے جا سکتے ہیں؛ لیکن انگریزی میں ’’گڈ مورننگ‘‘ کہنا غیر قوموں کا شعار ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے۔ (انوار رحمت ۱۱۵)

عن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم السلام قبل الکلام. (ترمذی ۹۹/۲) **وعن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من تشبه بقومٍ فهو منهم.** (أبوداؤد شریف ۵۵۹) **قال الطیبي: هٰذا عام في الخَلق والخُلق والشعار.** (مرقاۃ المفاتیح أشرفي ۲۵۵/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الکحل ملے ہوئے پرفیوم وغیرہ کا استعمال

سوال: خواتین اپنی آرائشِ حسن کے لئے جو اشیاء استعمال کرتی ہیں، مثلاً پرفیوم، ہیراسپرے، پاؤڈرز وغیرہ ان میں سے بعض میں الکحل شامل ہونے کا امکان ہوتا ہے، ایسی صورت میں خواتین کو کیا کرنا چاہئے؟ کیا وہ ان اشیاء آرائش کو استعمال کر کے نماز ادا کرسکتی ہیں؟ بعض خواتین مکمل میک اَپ کر کے اور لپ اسٹک لگا کر نماز ادا کرتی ہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر الکحل کھجور یا انگور کے علاوہ کسی اور چیز سے بنایا ہوا ہے، تو خارجی طور پر اس کے استعمال کی گنجائش ہے اور اس سے ملی ہوئی چیزوں کے لگانے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ اور لپ اسٹک کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اسے وضو کرنے کے بعد لگایا ہے تو نماز درست ہے اور اگر وضو سے پہلے لگائی اور وہ اتنی تہہ دار ہے کہ ہونٹوں کے نیچے تک پانی پہنچنے سے مانع ہے تو اس سے وضو درست نہ ہوگا۔

وأما سواها فیتخذ النبیذ من کل شيء من الحبوب والثمار والألبان وتسمی هذه الأقسام بالأنبذة، وحکمها ما ذکروا أن القلیل أی القود غیر المسکر منها حلال. (العرف الشذی ۸/۲ ایضاح الفواد ۱۲۶، دینی مسائل اور ان کا حل ۱۰۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کانٹے سے پھل کھانا

سوال: آج کل لوگ پھلوں کو کاٹنے کے بجائے کانٹے سے کھا رہے ہیں، جیسے پپیتہ، سیب اور امرود وغیرہ کو کاٹ کر کسی برتن یا پتے میں رکھ دیتے ہیں، اور کانٹے سے کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا کانٹوں سے پھلوں کا اس طرح کھانا شریعت کے خلاف نہیں ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: جو کانٹے مخصوص طور پر پھلوں کو کھانے کے لئے بنائے جاتے ہیں، وہ چمچوں کے حکم میں ہیں، اگر غیر قوموں سے مشابہت کی نیت نہ ہو تو ان کے استعمال کی گنجائش ہے، اور جہاں تشبہ (مشابہ) ظاہر ہو تو اس سے منع کیا جائے گا۔

من تشبه نفسه بالكفار مثلا في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار فهو منهم. (مرقاة المفاتيح ٢٥٥/٨) **عن عائشة لا تقطعوا اللحم بالسكين فإنه من صنيع الأعاجم.** (فتح الباری ٥٤٧/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رحمانی وغیرہ کی نسبت

سوال: آدمی اپنے نام کے ساتھ جس طرح قاسمی، شمسی، فریدی اور رحمانی وغیرہ لکھتا ہے تو کیا اسی طرح ربّی، شرعی لحاظ سے جوڑا جا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور عبدالرزاق رزاقی لکھنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: آیت قرآنی: ﴿وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبَّانِيِّيْنَ﴾ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ رب العالمین کی کسی صفت کے ساتھ انتساب شرعاً درست ہے؛ لہٰذا جس طرح ربانی کہنا جائز ہے اسی طرح رحمانی اور رزاقی کہنا بھی درست معلوم ہوتا ہے۔

والربانيون واحد هم رباني منسوب إلى الرب والرباني الذي يربي الناس بصغار العلم قبل كباره، وكأنه يقتدي بالرب سبحانهٗ في تيسير الأمدد دوى معناه عن ابن عباس. (الجامع لأحكام القرآن قرطبي ١١٥/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کمپیوٹر کا استعمال

سوال: دورِ حاضر میں کمپیوٹر کافی ترقی پر ہے، کمپیوٹر پر جہاں لوگ قرآن واحادیث دیکھتے اور لکھتے ہیں، وہیں تلاوت وتقاریر اور پند ونصیحت بھی سنتے ہیں اور بسا اوقات اسی کمپیوٹر کی اسکرین پر فحش تصویریں، ننگی اور برہنہ صورتیں، فلمیں، ڈرامے اور چٹکلے سنتے ہیں، اب مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا اس کمپیوٹر سے جہاں تلاوت وتقاریر سنے جاتے ہیں اُسی پر گندی چیزیں دیکھنا درست ہے؟ اور ایسی چیزوں کا گھروں میں رکھنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کمپیوٹر ایک ایسا آلہ ہے جس کو اچھے اور برے دونوں طرح کے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے؛ لہٰذا اچھے مقاصد (مثلاً: حدیث وسنت، تلاوت وتفسیر اور مختلف زبانوں میں مضامین کی تیاری) کے لئے کمپیوٹر کا استعمال درست ہے اور ناجائز مقاصد (مثلاً: فلمیں دیکھنا، گانا سننا، ننگی اور فحش تصاویر وغیرہ دیکھنا) کے لئے اس کا استعمال قطعاً جائز نہیں ہے، اگر اسے گھر میں رکھا جائے تو ناجائز امور سے بچنے کا اہتمام ضروری ہے۔ **الأمور بمقاصدها.**

(الاشباہ والنظائر ۹۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کی چٹائیاں وغیرہ عیدگاہ میں استعمال کرنا

سوال: ہمارے یہاں عید اور بقرعید کے موقع سے گاؤں کے لوگ مسجد کی چٹائی، لوٹا اور مائک وغیرہ عیدگاہ لے جاتے ہیں اور نماز کے بعد بحفاظت مسجد کا سامان مسجد میں رکھ آتے ہیں، تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس طرح مسجد کا سامان دوسری جگہ استعمال کرنا جائز ہے؟ اور ایک رواج یہ بھی ہے کہ شادی بیاہ یا میت وغیرہ کے موقع سے مسجد کا سلنڈر روشنی کے لئے استعمال کرتے ہیں، اگرچہ گیس اپنے پیسے سے بھرواتے ہیں؛ لیکن کیا اس طرح مسجد کا سلنڈر استعمال کرنا درست ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر وہ عیدگاہ مذکورہ مسجد کے تابع ہو یعنی دونوں کی انتظامیہ ایک ہو؟ اسی طرح مسجد کو چندہ دینے والے لوگوں کی طرف سے اس بات کی صراحتاً اور دلالۃً اجازت ہو کہ یہ اشیاء (سامان) ضرورت کے وقت عیدگاہ میں بھی استعمال کی جاسکیں گی، تو ایسی صورت میں مسجد کی چٹائیاں وغیرہ عیدگاہ میں لے جاسکتے ہیں؛ البتہ مسجد کا گیس سلنڈر معقول کرایہ کے بغیر ذاتی استعمال کے لئے لانا درست نہیں ہے۔

ویؤجر بأجر المثل فلایجوز بالأقل. (شامي زكريا ٦٠٨/٦) **أرض وقف على مسجد صارت بحال لا تزرع فجعلها رجل حوضاً للعامة لا يجوز للمسلمين انتفاع بماء ذٰلك الحوض.** (عالمگیری کوئٹه ٤٦٤/٢) **متولي الوقف إذا آجر داراً موقوفة على الفقراء والمساكين أكثر من سنة وهو المختار للفتوىٰ، وكذٰلك**

المزارعة والمعاملة. (عالمگیری کوئٹہ ۴۱۹/۲) **وإذا دفع أرض الوقف مزارعة يجوز إذا لم تكن فيه غباة قدر ما لا يتغابن الناس فيها.** (عالمگیری ۴۲۳/۲، مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۶۱۳/۱۴، فتاویٰ رحیمیہ ۱۱۰/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

صدقہ کے گوشت کا حکم

سوال: صدقہ کا گوشت بانٹنے کے بعد تھوڑا بہت استعمال میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ صدقہ کے جانور کی عمر کتنی ہو؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر یہ گوشت صدقۂ نافلہ کا ہے یعنی نذر یا منت یا زکوۃ وغیرہ کی رقم کا نہیں ہے، تو اس کو اپنے ذاتی استعمال میں لانا بھی درست ہے۔ **وإنما وجبت بالنذر فليس لصاحبها أن يأكل منها شيئاً ولا أن يطعم غيره من الأغنياء لأن سببها التصدق.**

(شامي کراچی ۳۱۷/۶)

مگر یہاں یہ واضح رہنا چاہئے کہ آج کل لوگوں نے بالخصوص بیماروں کی شفایابی کے لئے بکرے کے صدقہ کو ضروری سمجھ لیا ہے، حالاں کہ اس التزام کی شریعت میں کوئی اصل نہیں؛ بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ اگر اس عقیدہ سے بکرا وغیرہ ذبح کیا جائے کہ یہ مریض کی بیماری کو دور کرنے والا اور اس کی بلا کو ٹالنے کا ذریعہ ہوگا، تو ایسا بکرا مردار کے حکم میں ہے، جس کا کھانا امیر غریب کسی کے لئے جائز نہیں، بہرحال صدقہ میں بکرہ کا التزام محض جہالت ہے، بہتر یہ ہے کہ اس جاہلانہ رسم کو ختم کرنے کے لئے بکرے کے بجائے روپیے پیسے وغیرہ کا صدقہ کیا جائے۔ (مستفاد امداد الفتاویٰ ۳۰۸/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآنِ کریم ہاتھ سے گر گیا؟

سوال: ہم سے سہواً یعنی غلطی سے قرآنِ کریم زمین زد ہوگیا، تو ہم نے دو رکعت نفل پڑھ کر توبہ کرلی، تو کیا ہم نے ٹھیک کیا؟ اور اب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے یا اس کی تلافی کی کوئی اور صورت ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: غلطی سے قرآنِ کریم زمین زد ہو جانے پر توبہ واستغفار کر لینا چاہئے، اگر آپ نے توبہ استغفار کر لیا ہے تو کافی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۳/۵۴۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

''یا محمد'' کا استعمال

سوال: ابھی حال ہی میں معلوم ہوا ہے کہ محمدؐ سے پہلے ''یا'' کا استعمال صحیح نہیں ہے، تو بتایئے کہ وہ کیلنڈر وغیرہ جس میں ''یا محمد'' لکھا ہوتا ہے، گھر میں لگانا کیسا ہے؟ کیا ایسے کیلنڈر کو گھر وغیرہ میں لگانے سے گناہ ہوگا؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی محمدؐ سے پہلے ''یا'' استعمال کرنے سے یہ ایہام وہم ہوتا ہے کہ کہنے یا لکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں حاضر وناظر جان کر آپ ﷺ سے فریاد کر رہا ہے، حالاں کہ یہ عقیدہ شریعت کے خلاف ہے، اس لئے علماء حق روضۂ اقدس کے علاوہ دیگر جگہوں پر ''یا محمد'' کہنے یا لکھنے سے منع فرماتے ہیں؛ لہٰذا ایسے کلینڈروں کا استعمال جس میں ''یا محمد'' لکھا ہوا ہو، مناسب نہیں ہے۔ (مستفاد: امداد المفتین ۲۱۲، جواہر الفقہ ۲/۲۱۵، فتاویٰ رحیمیہ ۹/۴۰۹، عزیز الفتاویٰ ۸۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہندو کے پرشاد کا حکم

سوال: اگر ہندو پڑوسی ہو یا مالک ہو یا اس سے تجارتی تعلقات ہوں اور اس کے یہاں کوئی پروگرام ہو اور پرشاد دے تو اس کو کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کھائیں تو اس کی دل شکنی ہوگی، ایسی صورت میں کیا کریں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: ہندوؤں کا پرشاد لینا اور کھانا جائز نہیں، اس لئے خوش اسلوبی کے ساتھ اس کے لینے سے معذرت کر دینی چاہئے، اور صاف کہہ دینا چاہئے کہ اس کی ہمارے مذہب میں اجازت نہیں، اور اگر اتفاق سے لینا پڑ جائے تو اسے خود نہ کھائیں؛ بلکہ جانوروں کو کھلا دیں۔

(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۴۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سودی روپیہ ضرورت مند کو دینا

سوال: عرض یہ ہے کہ کسی ضرورت مند کو تعمیر کے لئے سود کا روپیہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جو شخص انتہائی نادار اور غریب ہو اس کو بلا نیت ثواب سود کا روپیہ دے سکتے ہیں، پھر وہ چاہے تو تعمیر یا دیگر ضروریات میں خرچ کرے اسے اختیار ہے۔

لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي ۹/ ۵۵۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رشوت خور سے قطع تعلق

سوال: اور اگر کوئی شخص رشوت خور ہے اور لالچی ہے اور خود دوسروں سے ناراض رہتا ہے، تو کیا اس سے قطع رحمی درست ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: قطع رحمی سے بہر حال بچنا ضروری ہے اور اس دور میں یہ طریقہ مفید نہیں ہے، اس سے اصلاح کی کوئی امید نہیں؛ لہٰذا حکمتِ عملی کے ساتھ ایسے شخص کو سمجھانے اور راہِ راست پر لانے کی کوشش کی جائے۔

عن عقبة بن عامر قال: لقيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لي يا عقبة بن عامر! صل من قطعك واعط من حرمك واعف عن من ظلمك. (مسند إمام أحمد ابن حنبل ۵/ ۱۵۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اجمیر بھیجنے کی منت

سوال: میرا جب یہ بچہ پیدا نہیں ہوا تھا تو میں نے ایک منت مانی تھی کہ میرے اگر لڑکا پیدا ہوگا تو میں اس کو اجمیر شریف بھیجوں گی؛ لیکن اب تک میں نے اس کو نہیں بھیجا، اب وہ پریشان کرتا ہے تو میں سوچتی ہوں کہ اس کو اجمیر شریف نہیں بھیجا اس لئے پریشان کرتا ہے، تو کیا میں اس کو اجمیر شریف سلام کرنے کے لئے بھیجوں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: لڑکے کی پیدائش پر اس کو اجمیر شریف بھیجنے کی نذر ماننا شرعاً معتبر نہیں ہے؛ کیوں کہ نذر کے صحیح ہونے کے لئے لازم ہے کہ جس بات کی نذر مانی گئی ہے وہ شریعت میں فرض یا واجب کی حیثیت رکھتا ہو، اور کسی مزار پر جانا شریعت میں فرض یا لازم نہیں؛ لہٰذا مزار پر بھیجنے کی منت منعقد نہ ہوگی اور اس کا پورا کرنا لازم نہ ہوگا۔ اور لڑکے کے شرارت کرنے کا اجمیر شریف بھیجنے یا نہ بھیجنے سے کوئی تعلق نہیں ہے، نہ تو اجمیر شریف بھیجنے سے اس کی شرارت بند ہوسکتی ہے اور نہ وہاں نہ بھیجنے سے اس کی شرارت بڑھ سکتی ہے۔

لم یلزم الناذر ما لیس من جنسہٖ فرض کعیادۃ المریض. (در مختار ۵/ ۵۱۸)

وما لا أصل لہ في الفروض فلا یلزم الناذر کعیادۃ المریض. (شامی زکریا، ۵/۵۱۸،

مستفاد از: أحسن الفتاویٰ ۵/ ۴۹۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بکرے کے صدقہ کی منت

سوال: کچھ لوگ منت مانگتے ہیں کہ فلاں کام ہوگیا تو ایک بکرے کا صدقہ کر کے اس کا کھانا پکا کر تقسیم کروں گا، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اسی طرح اگر کوئی شخص بیمار ہوا تو فوراً ایک بکرا اس کے سرہانے باندھ کر دوسرے دن ذبح کر کے غرباء میں تقسیم کیا جاتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بکرے کا صدقہ کرنے کی منت ماننا فی نفسہٖ جائز ہے؛ لیکن اس میں بکرے ہی کی تخصیص نہیں ہے؛ بلکہ اس کی قیمت وغیرہ بھی صدقہ کرسکتے ہیں، اور بیمار کے سرہانے باندھ کر بکرے کو اس عقیدہ سے ذبح کرنا کہ اس سے بیمار کی بلائیں جائیں گی کھلا ہوا شرک ہے، اور اس طرح ذبح کیا ہوا بکرا مردار کے حکم میں ہے، امیر یا غریب کسی کے لئے اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۲/ ۵۵۲، فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۰/ ۲۱۶، فتاویٰ رحیمیہ ۶/ ۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیع استصناع کی ایک شکل

سوال: ہمارے پاس کسی آدمی نے 100/ روپئے رکھ کر اپنا کام بتادیا کہ مہر بنادینا اور پیسے دینے

والا ہندو تھا؛ لیکن اب اس رقم کو ایک سال ہو جائے گا وہ آدمی لوٹ کر نہیں آیا، تو اب اس روپئے کو ہم کسی کام میں لے لیں یا کسی غریب کو دے دیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: یہ صورت بیع استصناع کی بن سکتی ہے، اور بیع استصناع میں پیشگی رقم لینا کاری گر کے لئے جائز ہے؛ لہٰذا آپ مذکورہ شخص کے لئے مہر بنا کر رکھ دیں اور اس کے جمع کردہ سو روپئے اپنے ذاتی استعمال میں لے آئیں، جب وہ شخص آئے گا تو اس کی مہر اس کے حوالے کر دیں، اگر مہر اس کی مرضی کے مطابق نہ ہو اور وہ اپنے سو روپئے واپس لینے کا مطالبہ کرے تو آپ اس معاملہ کو فسخ کر کے اس کے روپئے واپس بھی کر سکتے ہیں۔

الاستصناع جائز في كل ما جرىٰ التعامل فيه. (فتاویٰ عالمگیری ۲۰۷/۳) **وله أي للآمر أخذه وتركه بخيار الرؤية.** (الدر المختار مع الشامي ۴۷۶/۷ زكريا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کی بجلی کا بل ادا نہ کرنا

سوال: کیا نمازیں مسجد میں بجلی کے بل کا پیمنٹ کئے بغیر بھی ہو جاتی ہیں، اس مسجد میں تقریباً ہر نماز میں ۱۰۰؍ لوگ ہوتے ہیں، پانچوں وقت کی نماز ہوتی ہے امام صاحب بھی کچھ نہیں کہتے ہیں، گناہگار کون ہے؟ متولی کی کوئی توجہ نہیں ہے۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسجد کی بجلی کا بل صحیح وقت پر ادا کرنا متولی کی ذمہ داری ہے، اگر متولی اس ذمہ داری کو ادا نہ کرے تو امام صاحب اور نمازیوں کو اس جانب توجہ دلانی چاہئے؛ لیکن بجلی کا بل نہ دینے کی وجہ سے نمازیوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، آخرت میں مؤاخدہ متولی و ذمہ دار مسجد سے ہوگا۔ (مستفاد: مسائل مساجد ۱۳۹، بحوالہ: نظام الفتاویٰ ۳۰۴/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پھلوں کے آنے سے پہلے باغات کی بیع

سوال: آم کے باغات جو آج کل عام طور پر پھل آنے سے قبل (پہلے) ہی پتوں پر خرید لئے جاتے ہیں، ان باغات کے اس خرید و فروخت کے باعث ان کے عام آم کھانا جائز ہے یا نہیں؟ حرام ہیں یا مکروہ؟ نیز مکروہ میں بھی تنزیہی ہے یا تحریمی؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: پھل آنے سے قبل ہی پھلوں کی بیع کا رواج فاسد ہے؛ لیکن چوں کہ بیع فاسد میں قبضہ کے بعد ملکیت آجاتی ہے، اس لئے آگے کے خریداروں کے لئے اس کا استعمال ناجائز نہیں ہے۔

فإن باعه المشتري نفذ بيعه لأنه ملكه فملك التصرف فيه وسقط حق الاسترداد لتعلق حق العبد بالثاني ونقض الأول لحق الشرع وحق العبد مقدم لحاجته. (هدايه أشرفي ٦٥/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بہنوئی کو ہدیہ دینا

سوال: نکاح سے قبل (پہلے) بننے والے داماد یا بہنوئی کو اعلانیہ یا پوشیدہ (چھپے) طور پر رسماً کچھ رقم دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اگر بلا کسی مطالبہ اور دباؤ کے اپنی خوشی سے فریقین میں محبت اور تعلق کے اضافہ کی غرض سے ہونے والے داماد یا بہنوئی کو کوئی تحفہ دیا جائے تو شرعاً یہ منع نہیں؛ لیکن لڑکے کی طرف سے مطالبہ یا دباؤ نہیں ہونا چاہئے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تهادوا تحابوا. (جامع الأحاديث ١٣٣/٤، حديث: ١٠٦٣٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ٹوٹے ہوئے برتن کا استعمال

سوال: ٹوٹے یا سوراخ شدہ برتن میں کھانے پینے کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: ٹوٹے یا سوراخ شدہ برتن میں کھانا یا پینا مکروہ ہے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: نهى رسو ل الله صلى الله عليه وسلم عن الشرب من ثلمة القدح. (أبوداؤد شريف ٥٢٣/٢) **قال الخطابي: إنما نهىٰ عن الشرب من ثلمة القدح لأنها لا تتماسك عليها شفة الشارب؛ فإنه إذا شرب منها ينصب الماء ويسيل علىٰ وجهه وثوبه.** (مرقاة شرح مشكوٰة أشرفى ٢٢٤/٨، شعب الإيمان بيروت ١١٧/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمان مریض کو غیر مسلم کا خون چڑھانا

سوال: غیر مسلم کا خون مسلمان کے لئے جائز ہے خواہ کسی بھی طرح ہو یا غیر مسلم کو مسلمان کا خون دیا جاسکتا ہے یا اس کے برعکس ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ضرورت مند کے لئے خون لینے یا دینے کی اجازت کا تعلق انسانیت نوازی سے ہے، اور اس معاملہ میں کافر و مسلمان کے مابین کوئی فرق نہیں؛ لہٰذا اگر ضرورت مند مریض کافر ہو تو مسلمان کا خون اسے چڑھایا جاسکتا ہے، اور اگر ضرورت مند مسلمان ہو تو کافر کا خون بھی اسے دیا جاسکتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۳۴۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مردوں کے لئے داڑھی رکھنا واجب ہے

سوال: بعض لوگ جو موڈرنٹی سے متاثر ہیں اور نئی تہذیب کے شوقیہ ہیں، یا اپنے آپ کو دینی امور کا پابند سمجھتے ہوئے بعض شرعی امور میں اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ جیسے داڑھی کا رکھنا، اس سلسلہ میں بعض لوگوں کا خیال ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ داڑھی رکھنا ضروری نہیں ہے، حالانکہ یہ ایسی سنت ہے جس کو تمام انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ترک نہیں فرمایا، دلائل کے ساتھ جواب مطلوب ہے۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: داڑھی رکھنا ہر مسلمان مرد پر واجب ہے، اور کسی بھی نبی یا صحابی سے ایک مشت سے کم ہونے کی حالت میں اس کا منڈوانا یا کتروانا ثابت نہیں ہے؛ لہٰذا جو لوگ اس واجب عمل کو محض سنت یا مستحب کہہ کر ہلکا کرنا چاہتے ہیں وہ دراصل حکم شریعت میں من مانی کے مرتکب ہیں، جس کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: انهكوا الشوارب وأعفوا اللُّحىٰ. (بخاری شریف ۲/۸۷۵ حدیث: ۵۶٦٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کمپیوٹر پر گیم کھیلنا

سوال: میں ایک ایسا لڑکا ہوں جو ٹی وی، فلم، ناول، رسالے وغیرہ کا گناہ نہیں کرتا، مگر کمپیوٹر پر گیم

کھیلنا پسند کرتا ہوں، مگر میری امی منع کرتی ہیں کہ یہ گناہ ہے ٹائم کی بربادی ہے۔ وہ کہتی ہیں بھاگ دوڑ کا کھیل کھیلو، مگر مجھے پسند نہیں، آخر چھٹی کے دن کتنی ہی عبادت کرلوں، سکون سے کمپیوٹر پر بیٹھ کر گیم کھیلنے کو دل ضرور چاہتا ہے، تو میری امی کا کہنا صحیح ہے یا کمپیوٹر پر گیم کھیل سکتا ہوں؟ اس گیم کے کھیلنے میں گناہ ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: کمپیوٹر پر گیم کھیلنے سے آپ کی والدہ صاحبہ کا منع کرنا بالکل صحیح ہے، آپ کو اپنے قیمتی وقت کو ایسی بے فائدہ مشغولیت میں ہرگز نہیں لگانا چاہئے۔ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے: **من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه.** (شعب الايمان حديث: ٤٩٨٧)

یعنی اچھے مسلمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ آدمی لایعنی اور لغو باتوں سے پرہیز کرے۔ آپ کو چاہئے کہ فارغ اوقات میں دینی رسالے پڑھیں، انبیاء علیہم السلام اور اللہ کے نیک بندوں کے واقعات پڑھیں، یا اور کسی اچھے کام میں مشغول رہیں۔ (مستفاد: کتاب النفاوی ۶/۱۶۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وزن بڑھنے والی دواؤں کا استعمال

سوال: بعض دوائیں ایسی ہیں کہ اگر ان کو استعمال کیا جائے تو انسان کا وزن بڑھ جاتا ہے، تو کیا ایسی دوائیں استعمال کرکے اپنا وزن بڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: کسی جائز ضرورت سے اگر کوئی دوا استعمال کی جائے اور دوا سے وزن بڑھ جائے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔

ومباح وهو ما زاد على ذٰلك إلى الشبع لتزداد قوة البدن ولا أجر فيه ولا وزر. (هندية ٥/٣٣٦) **وإن الرجل مقدار حاجته أو أكثر لمصلحة بدنه لاباس به.**

(هندية ٥/٣٣٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیبت کی تلافی کیسے؟

سوال: حقوق العباد میں اگر کسی نے کسی شخص کی غیبت کردی تو اس سے معافی تلافی کرلے؛ لیکن کسی ایسے انسان کی غیبت کی ہے جسے موت آچکی ہے، تو اس کا کیا ہوگا؟ اس کی تلافی میں کیا کرنا پڑے گا؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مردہ کی غیبت کرنا اور اس کی برائی کرنا زندوں کی غیبت سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اس کی تلافی کی شکل یہ ہے کہ غیبت کرنے والا اپنے گناہ سے توبہ واستغفار کرے، اور جس کی غیبت کی ہے لوگوں میں اس کی خوبیاں بیان کرے، اس کے لئے دعاء مغفرت کرے اور صدقہ، خیرات، تلاوت وغیرہ کر کے اس کے لئے ایصالِ ثواب کردے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ کسی حد تک تلافی ہوجائے گی۔

وإذا لم تبلغه يكفيه الندم وإلا شرط بيان كل ما اغتابه به. وفي الشامي: فإن غاب أو مات فقد فات آمرهٗ ولا يدرك إلا بكثرة الحسنات لتوخذ عوضاً في القيامة. فإن مات الثاني قبل بلوغها إليه فتوبته صحيحة. (شامی زکریا ۵۸۸/۹، مستفاد: فتاوی محمودیہ ڈابھیل ۴۹۶/۱۸) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

ملازم کے ذریعہ کاروبار

سوال: زید نے کاروبار شروع کیا، اس نے اپنے کاروبار کو بڑھا کر لاکھوں تک پہنچا دیا، اب زیادہ مصروفیت کی وجہ سے مزید کام نہیں کرسکتا ہے؛ لہٰذا اس نے ایک شخص کو 50,000/ ہزار روپئے دے کر یہ کہا کہ میری جانب سے کاروبار کرو، اس نے کاروبار کیا، اس میں 20,000/ ہزار روپئے کا نفع ہوا، تو یہ روپیہ زید کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اس ملازم کی زید کی جانب سے تنخواہ مقرر ہے، گویا کہ وہ اس کا ملازم ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: زید نے جس شخص کو کاروبار کے لئے پیسے دیئے ہیں، اگر وہ اس کا محض ملازم ہے اور بماہ اپنی تنخواہ وصول کرتا ہے، تو اس رقم سے جتنا نفع ہوگا اس کا مالک زید ہی ہوگا، اور اگر وہ کاروبار کرنے والا شخص زید کا شریک اور پارٹنر ہے تو جس تناسب سے آپس میں نفع طے ہوا ہو اسی تناسب سے ہر ایک نفع کا مستحق ہوگا۔

ودفع المال إلى آخر مع شرط الربح كله للمالك بضاعة فيكون وكيلاً متبرعاً. (شامی زکریا ۴۳۲/۸) **ثم الأجرة تستحق بأحد معان ثلاثة: إما بشرط**

التعجيل أو بالتعجيل أو باستيفاء المعقود عليه فإذا وجد أحد هذه الأشياء الثلاثة فإنه يملكها. (هنديه ٤/٤١٣) فقط والله تعالىٰ اعلم

سالگرہ، عرس اور تعلیمی جشن کا حکم

سوال: سالگرہ منانا کیسا ہے؟ عرس کا کیا حکم ہے؟ اسکول یا مدرسہ میں کسی تعلیم کے مکمل ہونے پر جشن منانا کیسا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: سالگرہ خوشی کا موقع نہیں؛ بلکہ دراصل غم کا موقع ہے؛ اس لئے کہ عمر کا جتنا حصہ بھی گزرتا جاتا ہے، آدمی کی موت کا وقت قریب آتا جاتا ہے، اس لئے اس پر خوشی کے کیا معنی؟ نیز یہ غیروں کی رسم ہے، اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ جدید ۳/۱۷۹، فتاویٰ رحیمیہ ۷/۶۵)

اسی طرح اولیاء اللہ کے مزارات پر ہونے والے عرس بہت سے منکرات وبدعات پر مشتمل ہوتے ہیں، ایسی تقریبات کا اہتمام اِن اللہ کے مقرب بندوں کی توہین کے مترادف (برابر) ہے، اس کی بالکل اجازت نہیں دی جاسکتی۔ فيجب أن يحذر مما يفعلون على رأس السنة من موته ويسمونه حولاً، فيدعون الأكابر والأصاغر ويعدون ذٰلك قربة وهي بدعة ضلالة الخ. (تبليغ الحق ۸۹۷ بحواله: فتاوىٰ محموديه ڈابهيل ۳/۲۲٤، فتاوىٰ رحيميه ۷/٦٥) عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من تشبّه بقوم بهو منهم. (أبوداؤد شريف ۲/٥٥٩) قال الطيبي: هٰذا عام في الخلق والخُلُق والشعار ...... قلت: بل الشعار هو المراد بالتشبه. (مرقاة المفاتيح أشرفي ۸/۲٥٥)

البتہ اسکول اور مدرسہ میں تعلیمی پروگرام کرنا تاکہ اپنی محنت سامنے آئے اور دوسروں میں شوق ورغبت پیدا ہو، اس مقصد کے لئے اس طرح کے پروگرام کی گنجائش ہے؛ لیکن اگر نام ونمود مقصود ہو اور اس میں بے جا اسراف کیا جائے یا پروگرام ایسے ہوں جو شرعی اعتبار سے قابل اشکال ہوں، مثلاً تفریحی ڈرامے وغیرہ، تو شرعاً اس کی اجازت نہیں ہے۔

وكره كل لهو لقوله عليه السلام: كل لهو المسلم حرام الخ. (درمختتار مع

الشامي زكريا ٥٦٦/٩، فتاویٰ رحیمیه ٦١/١٠، أحسن الفتاویٰ ١٥٩/٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں سونا اور بات چیت کرنا

سوال: کیا مسجد میں سونا جائز ہے؟ اور کیا مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھ کر باتیں کر سکتے ہیں؟ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: محلّہ کے لوگوں کے لئے بالقصد جا کر سونے کا معمول بنا لینا، اسی طرح مسجد میں بیٹھ کر دنیاوی باتیں کرنا جائز نہیں ہے؛ البتہ مسافر یا معتکف کے لئے مسجد میں سونے کی گنجائش ہے، اسی طرح کسی کو عبادت کرتے ہوئے نیند آ جائے تو اس پر مؤاخذہ نہیں، بلاضرورت مسجد میں آرام اور بات چیت سے بہر حال سب کو احتراز کرنا چاہئے۔

ویکره النوم والأكل في المسجد لغير المعتكف، وإذا أراد أن يفعل ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف فيدخل فيه ويذكر اللّٰه تعالىٰ بقدر ما نوىٰ أو يصلي ثم يفعل مايشاء. (هنديه ٣٢١/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اصل قیمت سے زیادہ پر بیچنا

سوال: جھوٹ بولنا درست نہیں ہے؛ لیکن تاجر یا دوکان دار نے جتنی قیمت میں سامان کو خریدا ہے اتنی ہی قیمت میں اس کو فروخت کرنا چاہئے یا اس سے تھوڑا نفع کما سکتا ہے۔ اس کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: دوکان دار کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ سامان جتنے میں خریدے اتنے ہی میں فروخت کرے؛ بلکہ خرید کردہ سامان پر حسبِ ضرورت نفع لے سکتا ہے، نیز گاہک کو اصل قیمت بتانا ضروری نہیں ہے؛ لیکن اگر اصل قیمت بتانے کی ضرورت ہو تو جھوٹ نہ بولے؛ بلکہ صحیح صحیح قیمت بتائے کہ مثلاً میں نے آٹھ روپیہ کا خریدا ہے دس روپیہ میں بیچ رہا ہوں، مرضی میں آئے لو اور مرضی نہ ہو تو نہ لو۔

المرابحة بيع ما ملكه بما قام عليه وبفضل مؤنة. (درمختار مع الشامي زكريا ٤٩/٧، ٣٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کھانے کے دوران اذان کے جواب دینے کا حکم

سوال: اگر ہم کھانا کھا رہے ہیں اور درمیان میں اذان ہو جائے تو کیا کھانا کھانے کے درمیان میں اذان کا جواب دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کھانے کے دوران اذان ہونے کی صورت میں جواب دینا ضروری نہیں ہے؛ لیکن اگر کھاتے ہوئے جواب دے دیں تو کوئی حرج بھی نہیں۔

وکذا لا تجب الإجابة عند الأكل. (البحر الرائق کوئٹہ ۱/۲٦٠، مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۳۰/۴۱۸-۴۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مسلموں کو قرآنِ کریم دینا

سوال: میں کالج میں پڑھتی ہوں، وہاں غیر مسلم لڑکیاں بھی ہیں، جو ہمارے اسلام اور نماز کے بارے میں طرح طرح کے سوال کرتی ہیں، اور میں جواب نہیں دے پاتی کہ ہم نماز کیوں، کیسے اور کس کے لئے پڑھتے ہیں؟ تبلیغ دین بھی ضروری ہے، اب مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ میں نہیں بتا پا رہی ہوں، تو کیا کچھ غلط ہے؟ اس کے لئے کیا میں ان کو ہندی والا قرآن یا کوئی اور دینی کتاب پڑھنے کو دے سکتی ہوں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: نماز اس لئے پڑھی جاتی ہے؛ تاکہ انسان اپنے خالق و مالک اور منعم حقیقی کی احسان شناسی کرتے ہوئے اس کی بندگی بجا لائے، نماز اور دیگر عبادات کی یہی اصل روح ہے، غیر مسلم لوگ بھی عبادت کرتے ہیں، مگر وہ اصل معبود کی عبادت سے غافل ہیں، ان کو اس انداز میں سمجھانے کی ضرورت ہے کہ وہ خالق حقیقی کو پہچان کر اسی کی عبادت پر آمادہ ہو جائیں۔ آپ کو چاہئے کہ دینی کتابوں کا گہرائی سے مطالعہ کریں اور دین کی موٹی موٹی باتیں غیر مسلم سہیلیوں تک پہنچائیں، ان کی طرف سے اگر کوئی ایسی بات پیش ہو جس کا جواب آپ کو معلوم نہ ہو تو آپ اسے نوٹ کر لیں اور جانکار اہل علم سے معلوم کر کے اس کا انہیں جواب دے دیں، کوئی آسان سی دینی کتاب بھی انہیں مطالعہ کے لئے دی جا سکتی ہے؛ البتہ ابتدائی مرحلہ میں قرآنِ پاک غیر مسلموں کو دینا مناسب نہیں؛ کیوں کہ ان کے گھروں میں اس کی بے حرمتی کا اندیشہ رہتا ہے۔

﴿يـايها الناس اعبدوا ربكم الذي خلقكم والذين من قبلكم لعلكم تتقون. [البقرة: ٢١]﴾ إن العباد ة حق اللّٰه تعالىٰ على عباده؛ لأنه منعم عليهم مجاز لهم بالإرادة – إلى قوله – قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: حق اللّٰه تعالىٰ على العباد أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئاً الخ. (حجة اللّٰه البالغة ۲۰۱/۱–۲۰۲) قال في الملتقط: قال أبوحنيفة: أعلم النصراني الفقه والقرآن لعله يهتدي ولا يمس المصحف، وإن اغتسل ثم مس فلا بأس به انتهى. (الأشباه والنظائر زكريا ١٦٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آپریشن یا مانع حمل دوائی سے اسقاطِ حمل

سوال: ایک شادی شدہ عورت جب کہ اس کے بچے زیادہ ہوجاتے ہیں اور بچوں کی پرورش عورت کے لئے ایک مسئلہ بن جاتا ہے، کیا ایسی عورت آپریشن کے ذریعہ یا کسی دوائی کے ذریعہ حمل کو ضائع کرسکتی ہے؟ یا عورت مسلسل بیمار یا کمزور ہو یا بوڑھی ہوجائے، ان صورتوں میں حمل کو ضائع کرسکتی ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: اسقاطِ حمل عام حالات مں درست نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی معقول عذر ہو مثلاً عورت بہت کمزور ہو یا بیمار ہو یا بڑھاپے کی وجہ سے حمل نا قابل تحمل ہو یا دودھ پیتا بچہ گود میں ہو اور حمل کی وجہ سے اس کا دودھ خراب ہونے کا خطرہ ہو، تو ایسی صورت میں چار مہینہ سے قبل اسقاط کی گنجائش ہے اور اگر عورت کی جان کا خطرہ ہوجائے تو اضطراری حالت میں کسی معتبر مفتی سے حالات بیان کرکے رائے لی جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔

ويكره أن تسقى لإسقاط حملها. وجاز لعذر حيث لايتصور (تحته في الشامية) لا يتصور قيد لقوله: وجاز لعذر والتصور كما في القنية أن يظهر له شعر أو أصبع أو رجل أو نحو ذٰلك. (قال الشامي) وقدروا تلك المدة بمائة وعشرين يوماً، وجاز؛ لأنه ليس بآدمي وفيه صيانة الآدمي، خانية. (شامی زکریا ٦١٥/٩) ومن الأعذار أن ينقطع لبنها بعد ظهور الحمل وليس لأبي الصبي ما يستأجر بهالظئر ويخاف هلاكه. (شامی زکریا ٣٣٦/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قسطوں پر کاروبار کرنا

سوال: ہمارے یہاں لوگ قسطوں کا کاروبار کرتے ہیں، جیسے ٹی وی، فرتج، ٹیپ ریکارڈ وغیرہ قسطوں پر دیتے ہیں، اگر ٹیپ ریکارڈ کی مارکیٹ میں قیمت دو ہزار روپئے ہے تو یہ قسطوں میں ڈھائی ہزار کی دیں گے۔ برائے مہربانی ہم کو یہ بتائیں کہ یہ چیز سود کے زمرہ میں تو نہیں آتی؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اگر مجلس عقد میں یہ بات طے ہو جائے کہ قسطوں پر اتنی قیمت میں سامان خریدا جائے گا تو فی نفسہٖ یہ معاملہ جائز ہے، اگرچہ قسطوں پر مقررہ قیمت نقد قیمت سے زیادہ ہو؛ لیکن اگر مجلس عقد میں نقد یا ادھار کوئی بات حتمی طور پر طے نہیں ہوئی یا یہ طے کیا گیا کہ اگر کوئی قسط وقت پر ادا نہ ہوئی تو قیمت بڑھ جائے گی، تو یہ معاملہ فاسد ہوگا۔

سلعة يكون ثمنها مائة دينار نقداً وبمائة وخمسين إلى أجل أن هٰذا جائز. (كتاب الحجة على أهل المدينة ۶۹۴/۲) **البيع مع تأجيلالثمن ونقيطه صحيح.** (شرح المجلة بحواله: اسلامی فقه ۳۳۵/۲) **ولو لم يكن الأجل مشروطاً في العقد ولكنه منجم معتاد قيل لا بد من بيانه؛ لأن المعروف كالمشروط.** (هداية ۵۸/۳) **قوله: معتاد يعنى من عادات الناس إذا باعوا شيئاً غال من غير شرط الأجل في البيع يأخذون الثمن نجماً نجماً.** (حاشيه هداية ۵۸/۳) **ويزاد في الثمن لأجله إذا ذكر الأجل بمقابلة زيادة الثمن قصداً.** (جواهر الفقه ۱۵۱/۳، البحر الرائق ۱۱۵/۶، بدائع الصنائع ۳۵۸/۴، انوار رحمت ۲۲۹، فتاویٰ محمودیه میرٹھ ۲۲۰/۲۴) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

عورتوں کا نرس یا ٹیچر بننا؟

سوال: کیا عورتیں لیڈی ڈاکٹر یا نرس یا معلّمہ بن سکتی ہیں؟ اسلامی نقطہ نظر سے کیا عورتیں ان مشاغل کو اختیار کر سکتی ہیں یا پردہ میں رہ کر ہی انجام دینا ہوگا؟ یا ضرورۃً پردہ سے باہر بھی آ سکتی ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: ضرورت کی بنا پر عورتوں کے لئے لیڈی ڈاکٹر، نرس یا معلّمہ بننا فی نفسہٖ

جائز ہے؛ لیکن تعلیم کے دوران اور تعلیم کے بعد بہرحال شرعی حدود کی پابندی رکھنا ضروری ہے، اجنبی مردوں سے میل جول یا تنہائی یا بے پردگی جائز نہ ہوگی، اس لئے لیڈی ڈاکٹر صرف عورتوں کا علاج کرے اور نرس صرف مریض عورتوں کی خدمت پر مامور ہو اور معلّمہ صرف عورتوں کو پڑھائے، اگر اس کے خلاف کرے گی تو گنہگار ہوگی۔ (مستفاد: کفایت المفتی ۲/۳۴-۳۵-۳۶)

﴿وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن ويحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن إلا ما ظهر منها الخ. [النور: ۳۱] وإذا سألتموهن متاعاً فاسئلوهن من وراء حجاب، ذٰلكم أطهر لقلوبكم وقلوبهن. [الأحزاب: ۵۳]﴾ قال القرطبي: ويدخل في ذٰلك جميع النساء بالمعنى، وبما تضمنه أصول الشريعة من أن المرأة كلها عورة بدنها وصوتها، كما تقدم، فلا يجوز كشف ذٰلك إلا لحاجة كالشهادة عليها. (قرطبي ۱۲۰/۱٤) المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان، العينان زناهما النظر والأذنان زناهما الاستماع واللسان زناه النطق الخ. (فتاویٰ رحیمیه ۱۲۹/۳) وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة أي الفجور بها...... والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. قال عليه الصلاة والسلام: التسبيح للرجال والتصفيق للنساء فلا يحسن أن يسمعها الرجل الخ. وفي الكافي: ولا تلبي جهراً لأن صوتها عورة. (شامی زکریا ۷۸/۲-۷۹) وفي الأشباه: الخلوة بالأجنبية حرام. (شامی زکریا ۵۲۹/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جوان ملازم سے پردہ

سوال: آج کل گھروں میں لوگ کام کاج کے لئے جوان ملازم رکھ لیتے ہیں، اگر ان لوگوں سے کہا جائے کہ ان کے سامنے بے پردہ نہیں آنا چاہئے تو ان لوگوں کا یہ جواب ہوتا ہے کہ ہماری نیت صاف ہے، کیا ان کا یہ کہنا صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر ملازم جوان ہوتو گھر کی نامحرم عورتوں کواس کے سامنے آنا جائز نہیں، اور شریعت کے حکم کے خلاف یہ کہنا کہ ہماری نیت صاف ہے، یہ بڑی جسارت کی بات ہے؛ کیوں کہ نفسانی شرور میں مبتلا ہونے کا ہر وقت خطرہ موجود ہے۔

﴿وإذا سألتموهن متاعاً فاسئلوهن من وراء حجاب. [الأحزاب: ۵۳] يايها النبي قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن. [الأحزاب: ۵۹]﴾ في الأشباه: الخلوة بالأجنبية حرام. (شامی زکریا ۵۲۹/۹) تمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة ...... قال عليه الصلوٰة والسلام: التسبيح للرجال والتصفيق للنساء فلا يحسن أن يسمعها الرجل، وفي الكافي: ولا تلبي جهراً؛ لأن صوتها عورة. (شامي مع الدر المختار ۷۸/۲-۷۹) وينظر من الأجنبية ...... إلى وجهها وكفيها فقط للضرورة...... فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام الخ. (شامي زكريا ۵۳۰/۹-۵۳۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انٹرنیٹ پر بلا تصویر دینی پیغامات

سوال: آج کل ہر جگہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ جیسا دیگر مواصلاتی نظام قائم ہوگیا ہے، کیا اس ٹی وی کمپیوٹر پر انٹرنیٹ کے ذریعہ دینی پیغامات، مذہبی لٹریچر اور دعوت وتبلیغ کرنا اور ان جیسی دیگر تعلیمی خدمات کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں، یا یہ کہ اس سے دور رہنے کی ضرورت ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: انٹرنیٹ کے ذریعہ دینی پیغامات دعوت وتبلیغ اور ان جیسی تعلیمی خدمات کو فروغ دینا درست ہے، جبکہ اس میں جاندار کی تصویریں اور فحش پروگرام شامل نہ ہوں۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۱۹۰/۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا بیوی کے لئے شوہر کا نام لینا منع ہے؟

سوال: ایک ضروری مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ بہت سی جگہوں پر بیوی شوہر کا نام نہیں لیتی ہیں، اور نام لینا یا نام لے کر مخاطب کرنا معیوب سمجھتی ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟ بہت جگہوں میں تو شوہر کا نام لینا معیوب ہی نہیں؛

بلکہ بیوی یہ سمجھتی ہیں کہ اگر شوہر کا نام لیا تو نکاح فوراً ٹوٹ جائے گا، اس لئے نام نہیں لیتیں، کیا ایسا ہی ہے؟ صحیح صورت مسئلہ کیا ہے؟ ایک بیوی اپنے شوہر کا نام لے کر مخاطب کرسکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شوہر کا نام زبان پر آنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا، یہ خیال محض بے اصل ہے اور اگر کوئی ضرورت ہو تو بیوی اپنے شوہر کا نام بھی لے سکتی ہے؛ لیکن ادب کا تقاضا یہ ہے کہ عام بول چال اور گفتگو میں شوہر کا نام لے کر نہ پکارا کرے، اس طرح نام لینا خلافِ ادب اور مکروہ ہے۔

ویکره أن تدعو المرأة زوجها باسمه بلفظه بل لابد من لفظ يفيد التعظيم كيا سيدى ونحوه لمزيد حقهما على الولد والزوجة. (شامی زکریا ۵۹۹/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بچوں کے پیسے بنک میں سود پر رکھنا

سوال: میرے بچے کی پیدائش پر لوگوں نے ہدیے میں روپئے پیش کئے جن کی تعداد ہزاروں میں ہوگئی، ہم نے اس کو (Invest) (انویسٹ) کردیئے؛ تاکہ بڑے ہونے پر اس کی تعلیم میں کام آسکیں، کیا اس پر بھی ہمیں زکوٰۃ دینی ہوگی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بچہ جب تک بالغ نہ ہو اس کے ذاتی مال پر زکوٰۃ واجب نہیں خواہ وہ کتنا ہی زیادہ ہو اور اس مال کو بینک میں انویسٹ (Invest) کرنا؛ تاکہ بڑے ہونے کے بعد وہ کئی گنا ہو کر ملے، قطعاً حرام ہے؛ کیوں کہ یہ سودی معاملہ ہے اور بینک میں اس طرح رقم جمع کرنے والے والدین سخت گنہگار رہیں، اور بعد میں زائد ملنے والی رقم کو بچے پر صرف کرنا جائز نہیں؛ بلکہ یہ اس کے ساتھ کھلی ہوئی دشمنی اور بدخواہی ہے؛ کیوں کہ حرام مال سے پلنے والے بدن سے خیر کی کوئی امید نہیں رکھی جاسکتی ہے۔

وشرط إفتراضها عقل وبلوغ وليسا مخاطبين بها. (شامی زکریا ۱۷۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سودی رقم سے بیت الخلاء بنانا جائز نہیں

سوال: میں ایک ٹیچر ہوں ہر ماہ اپنی تنخواہ سے کچھ روپیہ بچا کر بینک میں جمع کردیتی ہوں، اب

اس پر کئی سال میں جا کر کچھ سود اکھٹا ہو گیا ہے، تو کیا میں اس سود کے روپئے سے اپنے گھر کا استنجاء خانہ یا بیت الخلاء اسی طرح نالی وغیرہ بنوا سکتی ہو؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سود کی رقم سے اپنے گھر کا بیت الخلاء یا استنجاء خانہ بنانا ہرگز جائز نہیں؛ بلکہ اس رقم کو فوری طور پر فقیروں کو بلانیت ثواب تقسیم کرنا لازم ہے۔

لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي زكريا ٩/ ٥٥٣، مستفاد: فتاویٰ محمودیه ٥/ ١٣٦ وغيره) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بینک میں روپیہ جمع کرنا

سوال: آج کل لوگ اپنے روپئے بینک وغیرہ میں رکھتے ہیں یا بینکوں سے قرض لیتے ہیں یا بینک سے لون لیتے ہیں، یہ انسان مجبوری میں کرتا ہے یا بغیر مجبوری کے، جیسے انسان بینک میں روپیوں کو (Sefty) کے لئے رکھتا ہے، اس کے بعد جب لینے جاتا ہے تو وہ روپیہ سودی ہوتا ہے؛ کیوں کہ جو روپیہ ہم جمع کرتے ہیں اس روپیہ سے بینک سود پر کاروبار کرتا ہے، پھر وہی روپیہ ہم کو دیتا ہے، تو وہ روپیہ ہمارے لئے جائز ہوا یا نہیں؟ کیوں کہ بینک وغیرہ میں سارا کاروبار سود ہی پر ہوتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بینک میں حفاظت کی خاطر جو روپیہ جمع کیا جاتا ہے، وہ شرعی طور پر امانت نہیں؛ بلکہ قرض ہے، گویا کہ ہم جو روپیہ بینک میں جمع کررہے ہیں وہ دراصل بینک کو قرض دے رہے ہیں، اور جب ہم بینک سے روپیہ نکالتے ہیں گویا کہ ہم اپنا دیا ہوا روپیہ واپس لیتے ہیں، اب اس پیسے کو بینک کہیں بھی استعمال کرے اس سے ہمیں غرض نہیں ہے، اور بینک جو پیسے بھی ہمیں واپس کرے گا وہ دراصل ہمارا ہی حق ہوگا، اس لئے بینک میں جمع شدہ اصل رقم بینک سے نکال کر اپنے خرچ میں بلاشبہ لائی جاسکتی ہے؛ البتہ اصل رقم سے زائد لینا سود ہوگا۔

عقد مخصوص يرد على دفع المال مثلي لآخر ليرد مثله. (تنوير الأبصار مع الشامي زكريا ٧/ ٣٨٨) **كل قرض جر نفعا فهو حرام.** (شامی زکریا ٧/ ٣٩٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کرنٹ والے بیڈ سے مچھر مارنا؟

سوال: آج کل ایک قسم کے ہاتھ والی مشین (مثل بیڈمنٹن) نکلی ہے، جس کا استعمال مچھر کو مارنے کے لئے کیا جاتا ہے، اس میں کرنٹ کا تار ہوتا ہے، مگر اس میں لگتے ہی جل کر مر جاتا ہے، تو کیا مچھر مارنے کے لئے ایسی مشین کا استعمال درست ہے؟ کیا یہ سراسر ظلم نہیں ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا تعذیب بالنار کے حکم میں نہیں آئے گا؟ جو بھی حکم شرعی ہو، مفصل ومدلل تحریر فرمائیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کرنٹ والے بلّے کو ہلا کر مچھروں کو جلانا مکروہ ہے؛ اس لئے کہ اس میں بلاضرورت جاندار کو آگ سے جلانا لازم آتا ہے، جس کی حدیث میں ممانعت ہے، اور مچھروں کو دفع کرنے کی اس کے علاوہ بھی بہت سی تدبیریں موجود اور مؤثر ہیں، انہیں استعمال میں لانا چاہئے، مثلاً مچھر دانی، کچھوا چھاپ یا آل آؤٹ وغیرہ؛ البتہ اگر کرنٹ والی مشین کسی جگہ رکھی رہے اور مچھر وہاں جاکر خود بخود مرتے رہیں تو اس میں حرج معلوم نہیں ہوتا؛ کیوں کہ یہاں جلانا نہیں پایا جارہا ہے؛ بلکہ خود جلنا پایا جارہا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کہیں آگ جل رہی ہو اور اس میں پروانے جاکر خود بخود جل جائیں۔

عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن النار ...... لا يعذب بها إلا الله. (مشکوٰۃ المصابیح ۳۰۷) **عن عبد الرحمن بن عبد الله عن أبيه قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر فانطلق لحاجته ...... ورأى قرية نمل قد حرقناها، فقال: من حرق هٰذه؟ قال نحن، قال: إنه لا ينبغي أن يعذب بالنار إلا رب النار.** (أبوداؤد شريف ۳٦۲-۳٦۳) **وإحراق القمل والعقرب بالنار مكروه.** (هندية ۳٦۱/۵) **يكره إحراق جراد وقمل وعقرب، ولا بأس بإحراق حطب ...... فيما نمل، وفي الشامي: يكره أي تحريماً ومثل القمل البرغوث ومثل العقرب الحية.** (شامي زكريا ۴۸۲/۱۰، المسائل المهمة ۲۵۰/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بچوں کا ممی پاپا کہنا؟

سوال: گھر کے ماحول کی وجہ سے بچے ممی پاپا کہتے ہیں، تو اگر گناہ نہ ہو تو ان سے یہی کہلواتے

رہیں یا پھر تبدیل کردیں، کیا صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بچوں کا اپنے والدین کو ممی پاپا کہنا ناجائز یا گناہ نہیں، انگریزی زبان میں ماں کو ممی اور باپ کو پاپا کہتے ہیں؛ تاہم اگر اس کے بجائے اردو زبان یعنی امی اور ابا کا لفظ استعمال کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

عن ابن عمر رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (أبوداؤد شريف: ٤٠٣٠، مسند أحمد بن حنبل ٥٠/٢) **وكراهة التشبه ...... لا مطلقاً؛ بل في المذموم وفيما قصد به التشبه بهم.** (شامي كراچى ٧٥٣/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

انٹرنیٹ پر تصویریں بھیجنا؟

سوال: انٹرنیٹ پر تصویر بھیجنا صحیح ہے، اگر گھر والے ضد کریں کہ فوٹو بھیج دو کسی کو نہیں دکھائیں گے، صرف ہم لوگ دیکھیں گے، تو کیا انٹرنیٹ کے ذریعہ تصویر بھیج سکتے ہیں، گناہ تو نہیں ہوگا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: انٹرنیٹ پر تصویر بھیجنا جائز نہیں، اگر کوئی بھیجے گا تو گنہگار ہوگا۔

عن نافع أن عبد اللّٰه بن عمر رضي اللّٰه تعالىٰ عنهما أخبره أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم قال: إن الذين يضعون هٰذه الصور يعذبون يوم القيامة يقال لهم أحيوا ما خلقتم. (بخاري شريف ٨٨٠/٢ رقم: ٥٧١٨ ف: ٥٩٥١) **عن مسلم قال: كنا مع مسروق في دار يسار بن نمير فرأى في صفته تماثيل، فقال: سمعت عبد اللّٰه رضي اللّٰه تعالىٰ عنه قال: سمعت النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذاباً عند اللّٰه المصورون.** (بخاري شريف ٨٨٠/٢ رقم: ٥٧١٧ ف: ٥٩٥٠) **عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب البغي ولعن ...... والمصور.** (بخاري شريف ٨٨٠/٢ رقم: ٥٧٢٨ ف: ٥٩٦٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نظر اُتارنا

سوال : ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ معاشرے میں عام طور پر یہ رواج عام ہے کہ عورتیں اور بعض لوگ چھ یا سات عدد مرچوں کو لے کر یا تھوڑا سا نمک لے کر اس پر الحمد شریف پڑھ کر نظر اُتارا کرتے ہیں، کیا اس طرح نظر کا اتارنا درست ہے؟ ایک عورت کسی غیر محرم مرد کی نظر مرچوں کے ذریعے اتار سکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : نظر کی تاثیر برحق ہے، اس کو اتارنے کے لئے کوئی بھی ایسا طریقہ اختیار کرنا جس میں غیر شرعی عمل یا کلمات شامل نہ ہوں درست اور جائز ہے۔ مرچوں پر الحمد شریف وغیرہ پڑھ کر نظر اُتارنا بھی درست ہے؛ لیکن غیر محرم عورت اجنبی مرد کی نظر خود نہ اتارے؛ کیونکہ اس میں اجنبی کے بدن پر اس کا ہاتھ لگے گا جو شرعاً جائز نہیں ہے، اس لئے یہ عمل دوسرے مرد یا محرم عورت ہی کے ذریعہ کرانا چاہئے۔

عن ابن عباس رضي اللّٰه تعالیٰ عنهما عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال: العین حق. (الحدیث، مشکوٰۃ شریف ۳۳۸/۲) **قال شهاب الدین: لا بأس بإحراق الغثاء الملتقط من الطریق وإدارته حول من أصابته عین.** (عالمگیری ۳۵٦/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تعویذات کا حکم

سوال: تعویذات وغیرہ لٹکانے اور باندھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ایسا تعویذ جس میں کوئی ناجائز کلمہ نہ ہو، اس کے استعمال کی شرعاً گنجائش ہے۔

وإنما تکره العوذة إذا کانت لغیر لسان العرب ولا یدری ما هو ولعلة یدخله سحرٌ أو کفرٌ أو غیر ذلك، وأما ما کان من القرآن أو شيء من الدعوات فلا بأس به. (شامی زکریا ۵۲۳/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسائلِ زیب وزینت

لپ اِسٹک لگانے کا حکم

سوال: آج کل ہونٹوں پرلپ اسٹک لگانے کا رواج بالکل ہی عام ہے بغیر اس کے زینت ادھوری ہے، تو کیا ہونٹوں پر لپ اسٹک لگانا جائز ہے؟ شریعت میں اس کی اجازت ہے یا نہیں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ خنزیر کی چربی کی بنی ہوتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورتوں کا لبوں میں سرخی یعنی لپ اسٹک لگانا جائز اور درست ہے؛ ہاں البتہ اگر لپ اسٹک تہہ دار ہے اور ہونٹوں تک پانی پہنچنے سے مانع ہے، تو اس کو صاف کئے بغیر وضو اور غسل درست نہیں، اور لپ اسٹک کے بارے میں یہ کہنا کہ ناپاک چربی سے بنائی جاتی ہے اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، محض کہنے کی وجہ سے وہ ناپاک نہ کہلائے گی۔

ولا یمنع الطهارة ونیم وحناء ودرن ...... وکذا دهن ودسومة وتراب في ظفر مطلقاً وما علی ظفر صباغ، وقیل: إن صُلبا منع وهو الأصح. (الدر المختار) أي إن کان ممضوغا مضغا متأکداً بحیث تداخلت أجزاؤه وصار لزوجة وعلاکة کالعجین لامتناع نفوذ الماء مع عدم الضرورة والحرج. (شامی زکریا ۱/۲۸۸-۲۸۹)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کالی مہندی لگانا

سوال: ''کالی مہندی'' جو سر کے بالوں میں لگائی جاتی ہے اس کا لگانا کیسا ہے؟ اس کے لگانے سے بال بالکل سیاہ ہوجاتے ہیں، تقریباً ایک ماہ تک اس کا اثر رہتا ہے، پھر صورتِ اولیٰ ہی پر آجاتا

ہے،اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟ یہ مہندی بالوں میں لگا سکتے ہیں یا نہیں، ساتھ ہی مردوں کو اس کا لگانا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: حدیث شریف میں کالے خضاب کی ممانعت آئی ہے؛ لہٰذا مردوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور عورتوں کے لئے کالی مہندی اور خضاب کی بعض فقہاء نے گنجائش دی ہے، بشرطیکہ وہ اپنے شوہروں کو خوش کرنے کے لئے یہ عمل کریں۔ (کفایت المفتی ۹/۱۷۱وغیرہ)

قال الحافظ في الفتح: أن المأذون في الصبغ مقيد بغير السواد لما أخرجه مسلم من حديث جابرؓ وغيره "واجتنبوا السواد" الخ، وعن الحليمي أن الكراهة خاصة بالرجال دون النساء فيجوز ذلك للمرأة لأجل زوجها. (أوجز المسالك ٦/٣٣٥) **عن جابر رضي الله عنه قال: أتي بأبي قحافة يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كالثغامة بياضاً فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: غيروا هذا بشئ واجتنبوا السواد.** (مسلم شريف ٢/١٩٩) **عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يكون قوم يخضبون في آخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام لايُريحون رائحة الجنة.** (أبوداؤد ٢/٥٧٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے تار باندھنا

سوال: اگر دانت ٹیڑھے میڑھے ہوں تو دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے تار لگانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے تار لگانا درست ہے۔(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ میرٹھ ۲۸/۶۵)

لو تحركت سن رجل وخاف سقوطها فشدها بالذهب أو بالفضة لم يكن به بأس. (عالمگیری ٥/٣٣٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سونے چاندی کے علاوہ دھات کی انگوٹھی کا حکم

سوال: سونے چاندی کی انگوٹھی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ یعنی

اسے پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز بلیک میٹل چوڑیاں پہن کر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی مرد یا عورت کسی کے لئے بھی پہننا جائز نہیں ہے، احادیثِ طیبہ میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے؛ تاہم چونکہ یہ ممانعت ایک خارجی علت کی وجہ سے ہے، اس لئے اس کے پہننے کے باوجود نماز درست ہوتی ہے، اور انگوٹھی کے علاوہ دیگر زیورات عورتوں کے لئے دیگر دھاتوں کے پہننا مطلقاً درست ہے، ان کو پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۸/۷۰)

ولا یختتم بغیرها کحجر وذهب وحدید وصفر ورصاص وزجاج وغیرها لما مر أي من قوله ولا یختتم إلا بالفضة. (شامی زکریا ۹/۵۱۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خواتین کے جسم پر رُواں

سوال: عورتوں کے (ہاتھوں) کلائیوں اور ٹانگوں پر بہت موٹا رواں ہوتا ہے، کیا وہ شوہر کی خوشنودی کے لئے ایسے رُواں کو صاف کرسکتی ہیں یا نہیں؟ تاکہ ان کے شوہروں کی نگاہ نہ جھٹکے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: یہ رُواں بھی شوہر کی خوشنودی کے لئے صاف کرانا درست ہے۔

ولا باس أن تعری المرأة عن الشعر. (شامی زکریا ۹/۵۳۶، فتاویٰ محمودیه ۱۵/۳۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں کا پیروں میں چھلے پہننا

سوال: عموماً شادی کے بعد عورتیں پیروں کی انگلیوں میں چھلّے یا چٹکی پہنتی ہیں، تو کیا پیروں کی انگلیوں میں چھلّے یا چٹکی پہننا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: ہمارے علاقہ میں چھلے اور چٹکی پہننا غیر مسلم عورتوں کا شیوہ ہے؛ لہٰذا مسلمان عورتوں کو اس سے احتراز کرنا چاہئے؛ تاکہ غیروں سے مشابہت لازم نہ آئے۔

من تشبه بقوم أي من تشبه بالكفار مثلا فی اللباس وغیره فهو منهم أي فی

الإثم. (بذل المجهود ٣٥٦/١٦) **عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم.** (أبوداؤد شريف ٥٥٩/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شوہر کا بیوی کے میک اَپ پر اصرار کرنا

سوال: ایک مسئلہ خاص طور پر یہ معلوم کرنا ہے کہ کسی عورت کا شوہر اس کو سامانِ آرائش (میک اَپ) استعمال کرنے اور بننے سنورنے کے لئے کہے یا اس سے کسی خاص انداز میں بال سنوارنے کے لئے کہے، تو کیا اس عورت کے لئے یہ جائز ہوگا کہ وہ شوہر کی اِن خواہشات کی تکمیل کرنے سے انکار کردے؟ یا کہ حسبِ خواہش شوہر کی باتوں پر عمل کرے؟ اس سلسلے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو جائز حدود میں رہ کر آراستہ ہونے کو کہے تو بیوی کو ضرور اس کے حکم کی تعمیل کرنی چاہئے؛ لیکن اگر مرد ناجائز فیشن اختیار کرنے پر زور دیتا ہے تو اس کی بات نہیں مانی جائے گی؛ بلکہ شریعت کی پابندی لازم ہوگی۔

باب لا تستطيع المرأة زوجها في معصية. (بخاری شریف ٧٨٤/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں کے لئے کالا خضاب

سوال: ایک ضروری مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا عورتوں کو خضاب لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس قسم کا خضاب لگا سکتے ہیں؟ کیا لڑکیاں بھی خضاب لگا سکتی ہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورت اگر اپنے شوہر کی خوشنودی کے لئے اس کے کہنے پر کالا خضاب استعمال کرے تو بعض علماء نے اس کی اجازت دی ہے۔ **ومنهم من فرق في ذلك بين الرجل والمرأة فأجازه لها دون الرجل.** (مرقاة شرح مشكوٰة ٣٠٤/٨، فتح الباري ٣٥٥/١٠)

الكراهة خاصة بالرجال دون النساء فيجوز ذٰلك للمرأة لأجل زوجها (أوجز المسالك ٣٣٥/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شوہر کی خوشنودی کے لئے زیبائش کا حکم

سوال: عرض یہ ہے کہ کیا کسی عورت کا شوہر اس کو سامانِ آرائش (میک اَپ) استعمال کرنے کے

لئے دے اور بننے سنورنے کے لئے کہے یا اس سے کسی خاص انداز میں بال سنوارنے کے لئے کہے، تو کیا اس عورت کے لئے یہ جائز ہوگا کہ وہ شوہر کی اِن خواہشات کی تکمیل کرنے سے انکار کردے؟

نیز کیا کوئی شخص جب کہ اس کی منگنی یا جواب یا رشتے کی بات پکی ہوچکی ہو اور اس کا ہونے والا شوہر اس کو کوئی سامان بھجواتا ہے، تو کیا اس سامان کا استعمال اس لڑکی کے لئے جائز ہوگا؟ اور اس وقت ہونے والے شوہر کی خواہشات کی تکمیل ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بیوی کا اپنے شوہر کے لئے زینت اختیار کرنا جائز؛ بلکہ مستحسن ہے، بریں بنا شوہر اگر اپنی بیوی کو سامانِ آرائش دے کر شرعی حدود میں بننے سنورنے کو کہے تو بلا کسی عذر شرعی کے بیوی کے لئے انکار درست نہ ہوگا۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۶۸/۸، کفایت المفتی ۱۷۱/۹)

جس شخص سے منگنی ہوچکی ہے اس کے سامنے نکاح سے پہلے بن سنور کر اور میک اَپ کر کے آنے کی اجازت نہیں ہے؛ البتہ اگر وہ کوئی ہدیہ بھیجے جس کا تعلق آرائش وزیبائش سے نہیں ہے تو اس کے استعمال میں حرج نہیں، اور نکاح سے پہلے شوہر کا اپنی ہونے والی بیوی کو زیبائش پر مجبور کرنا درست نہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿ولا یبدین زینتهن إلا لبعولتهن﴾ [النور: ۳۱] **یحزر المولیٰ عبده والزوج زوجته علی ترك الزینة الشرعیة.** (شامي زکریا ۱۲۸/۶، مستفاد: فتاویٰ رحیمیه ۳۲۰/۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرد کے لئے سونے کی چیز پہننا؟

سوال: مرد کے لئے سونے کی چیز پہننا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو ایسا کیوں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مرد کے لئے سونا پہننا ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے مردوں کو سونا پہننے سے منع فرمایا ہے، اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا میں سونے کا زیور استعمال کرے گا وہ جنت میں اس سے محروم رہے گا۔

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضی اللہ عنہ عن النبي ﷺ قال: من مات من أمتي وهو يشرب الخمر حرم اللّٰه عليه شربها في الجنة، ومن مات من أمتي وهو يتحلى الذهب حرم اللّٰه عليه لباسه في الجنة. (مسند إمام أحمد بن حنبل ۲۰۹/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجبوری میں عورت کا بال کٹوانا

سوال: میرے بال بہت زیادہ گھنے ہیں نہانے کے بعد میرے بال بہت دکھتے ہیں، جس کی وجہ سے سر میں تکلیف بھی ہو جاتی ہے اور دل گھبرانے لگتا ہے، ایسی حالت میں کیا میں اپنے بال کاٹ سکتی ہوں یا دومنہ بال ہو رہے ہیں ان دومنہ بالوں کو کاٹ سکتی ہوں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورت کے لئے عام حالات میں مردوں کی طرح بال کاٹنے کی اجازت نہیں ہے؛ البتہ اگر کوئی بال دومنہ والا ہو جائے اور اس کو اس غرض سے کاٹا جائے کہ دوبارہ بال صحیح طرح نکلے، تو ایسے بالوں کو نوک سے کاٹنے کی اجازت ہے۔

ولو حلقت المرأة رأسها فإن فعلت لوجع أصابها لابأس به، وإن فعلت ذلك تشبها بالرجل فهو مكروه. (عالمگیری ۳۵۸/۵)

فیشنی زیورات کا حکم

سوال: چاندی سونے کے علاوہ کسی اور دھات کی بنی ہوئی انگوٹھی یا چین اسی طرح گلے کا ہار یا پائل وغیرہ پہنی جا سکتی ہیں یا نہیں؟ ایک غریب عورت سونا چاندی نہیں خرید سکتی، تو کیا وہ سونے یا چاندی کی حسرت دل میں رکھ کر اس کا انتظار کرے۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورتوں کے لئے ہر طرح کا زیور پہننا جائز ہے؛ البتہ انگوٹھی کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہنی تو ممنوع ہوگا؛ لیکن اگر دھات پر سونے یا چاندی کی پالش کی گئی ہے تو جب تک وہ پالش برقرار رہے، تو اسے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے، جب پالش اتر جائے تو اس انگوٹھی کا پہننا مکروہ ہوگا، اور باقی زیورات میں یہ تفصیل نہیں، اس کو مطلقاً پہننا جائز ہے خواہ وہ کسی دھات کے ہوں۔

ويجوز للنساء لبس أنواع الحلي كلها. (إعلاء السنن ۲۹۳/۱۷) **وفي الشامية: لا بأس بأن يتخذ خاتم حديد قد لوى عليه فضة و ألبس بفضة حتى لا يرىٰ.** (شامي زکریا ۵۱۹/۹، عالمگیری ۳۳۵/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زیب وزینت والا برقع

سوال: اگر عورت کو بدرجۂ مجبوری باہر نکلنا پڑے تو پردہ کیسا ہونا چاہئے؟ عام طور پر استعمال کئے جانے والے برقعے بجائے پردہ کے ایک مستقل فتنہ ہے جو نہ دیکھنا چاہے اس کی بھی نظر اٹھ ہی جاتی ہے، اور آج کل استعمال ہونے والے برقعے نقش ونگار سے مزین ہوتے ہیں، کیا ان کو استعمال کر سکتے ہیں یا اس کے علاوہ پردہ کی کوئی دوسری شکل بھی ہے؟ آخر اس پرفتن دور میں گناہوں و بے پردگی سے کیسے بچا جائے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: برقع کا مقصد یہ ہے کہ عورت ہوس ناک نگاہوں سے محفوظ رہے، اور یہ مقصد اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب کہ برقع زیب وزینت سے ہٹ کر سادہ بنایا جائے۔ آج کل جو ڈیزائن دار اور منقش برقعے چل پڑے ہیں، ان سے برقع کا اصل مقصد ہی فوت ہوتا جارہا ہے، اس لئے خواتین کو چاہئے کہ وہ شرعی حکم کی پاس داری کرتے ہوئے صرف سادہ غیر منقش برقع ہی استعمال کریں۔

لا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلىٰ سائر بدنها إلا الوجه والكفين. (بدائع الصنائع زكريا ۲۹۱/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کے لئے بجنے والا زیور ممنوع ہے

سوال: کیا عورت کو ایسے زیورات پہننا ممنوع ہے جو بجنے والے ہوں یا نقش وغیرہ کے بنے ہوئے کپڑے جیسے آج کل کڑھے ہوئے ہوتے ہیں، اور زیور میں پایل، جھومر وغیرہ ان کو پہننے کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورت کے لئے ایسا زیور یا کپڑا پہننا جس سے چلتے ہوئے جھنکار کی آواز آتی ہو، ممنوع ہے۔

عن ابن الزبير أن مولاة لهم ذهبت بابنة الزبير إلىٰ عمر بن الخطاب رضي اللّٰه تعالىٰ عنه وفي رجلها أجراسٌ فقطعها عمر وقال: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: مع كل جرسٍ شيطانٌ. (مشكوٰة شريف ۳۷۹/۲، مستفاد: فتاوىٰ محموديه ۱٤۳/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ریشم والے رومال کا استعمال

سوال: جو لوگ رومال استعمال کرتے ہیں یا اپنے سر پر باندھتے ہیں، ان میں سے بعض میں ریشم لگا ہوا ہوتا ہے، حالانکہ مردوں کے لئے ریشم استعمال کرنے کی ممانعت ہے، تو کیا ریشم کا رومال جائز ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: خالص ریشم کا استعمال مرد کے لئے منع ہے؛ لیکن اگر کپڑا ایسا ہو جس کا تانا یا بانا ریشم کے علاوہ ہو تو ایسے کپڑے کے استعمال کی اجازت ہے، اسی طرح اگر خالص ریشم ایک دو انگل پٹی کے طور پر لگا ہو تو اس کی بھی گنجائش ہے، اب جیسا رومال استعمال کیا جائے گا ویسا ہی حکم ہوگا۔

ويحل لبس ما سداه إبريسم ولحمته غيره ككتان وقطن وخز. (درمختار مع الشامي ۵۱۳/۹) **لا بأس بالعلم من الحرير في الثوب إذا كان أربعة أصابع أو دونها ولم يحك فيه خلافاً.** (عالمگيري ۳۳۱/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کے لئے خوشبو کا استعمال

سوال: کیا عورت کو پرفیوم استعمال کرنا چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ایسا پرفیوم جس کی خوشبو دور تک پھیلے عورت کے لئے استعمال کرنا پسندیدہ نہیں ہے، عورت کو ایسی خوشبو استعمال کرنی چاہئے، جو اگرچہ رنگ آمیز ہو؛ لیکن اس کی خوشبو دور تک نہ جائے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طيب الرجال ما ظهر ريحه وخفي لونه، وطيب النساء ما ظهر لونه وخفي ريحه.

(ترمذی شریف: ۱۰۷/۲، مشکوٰۃ شریف: ۳۸۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مون اِسٹار مہندی

سوال: مون اِسٹار مہندی لگانا درست ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کو ناخونوں پر لگائے ہوئے دیکھا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورتوں کے لئے مون اسٹار مہندی لگانا جائز ہے؛ لیکن مردوں کے لئے ہاتھ میں یا ناخونوں پر مہندی لگانا جائز نہیں ہے۔

ولا ينبغي أن يخضب يدي الصبي الذكر ورجله إلا عند الحاجة ويجوز ذلك للنساء. (عالمگیری ۳۵۹/۵)

عورت کا بیمار بالوں کی نوک کاٹنا

سوال: اگر سر کے بالوں کی پونچھ خراب ہوجائے یعنی پھٹ جائے تو اس کو کاٹ سکتی ہوں؟ اس کے کاٹنے کی اجازت ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورت کے لئے بال بڑھانے کی غرض سے پھٹے ہوئے بالوں کو کاٹنے کی اجازت ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

عن أبي سلمة بن عبد الرحمٰن وكان أزواج النبي صلى الله عليه وسلم يأخذن من رؤسهن حتى تكون كالوفرة. وفي شرح النووي: وفيه دليل على جواز تخفيف شعور للنساء. (مسلم شریف ۱۴۸/۱) **ولو حلقت المرأة رأسها فإن فعلت لوجع أصابها لا بأس به وإن فعلت ذٰلك تشبهاً بالرجل فهو مكروه.** (هنديه ۳۵۸/۵)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کا ''آئی برو'' کرانا

سوال: کیا عورت کے لئے ''آئی برو'' بنوانا جائز ہے؟ اسی طرح اکثر عورتیں اور لڑکیاں تقریبات

میں میک اَپ کرنے کے بعد ہی شرکت کرتی ہیں اور غیرمحرم کی نظریں بھی ان پر پڑتی ہیں، تو کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: احادیثِ شریفہ میں عورتوں کے لئے ''آئی برو'' بنوانے کی ممانعت آئی ہے اور غیرمحرموں کے سامنے عورتوں اور لڑکیوں کا میک اَپ کے ساتھ آنا قطعاً حرام اور سخت گناہ ہے، خواتین کو ایسی غلط باتوں سے احتراز کرنا لازم ہے۔

عن عبد اللّٰه ابن مسعود رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: لعن اللّٰه الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق اللّٰه الحديث وأكثر ما تفعله النساء فى الحواجب وأطراف الوجه ابتغاء للحسن والزينة وهو حرام بنص هذا الحديث. (تکملہ فتح الملهم ١٩٥/٤) **عن أبي هريرة رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالیٰ عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما. ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤسهن كأسنمة البخت المائلة لايدخلن الجنة ولايجدن ريحها وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا.** (مسلم شريف ٢٠٥/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خواتین کی داڑھی مونچھ

سوال: کچھ عورتوں کے مونچھ اور داڑھی کی جگہ سخت کالے اور بڑے بال نکل آتے ہیں اور کئی لڑکیوں کی صرف اس وجہ سے شادی میں بھی رکاوٹ آتی ہے اور شادی شدہ کو بھی شوہر کی ناپسندیدگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اگر ایسے میں عورت اپنی مونچھ داڑھی کے بال صاف کرائے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورت کے لئے داڑھی مونچھ کے بال صاف کرنا، نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ مستحب ہے۔

إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب. (شامی ٥٣٦/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کالا کیش تیل لگانا؟

سوال: کالا کیش تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ کیوں کہ اس کو بال کالے کرنے کے لئے لگایا جاتا ہے، اس وجہ سے تردد ہوتا ہے کہ نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کالا کیش تیل لگانے سے نماز درست ہوجاتی ہے، اور بعض علماء نے عورت کے لئے بال کالا کرنے والے کیمیکل کی مطلق اجازت دی ہے۔

أخرج الطبراني وابن أبي عاصم أبي الدرداء رفعه من خضب بالسواد سود اللّٰه وجهه يوم القيامة، ومنهم من فرق في ذٰلك بين الرجل والمرأة فأجازه لها دون الرجل. (فتح الباري ١٠/٣٥٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پردہ کے مسائل

عورت کے پردہ کی حد

سوال: عورت کو نماز کی حالت میں یا غیر نماز کی حالت میں کس قسم کا لباس پہننا چاہئے اور کتنے ستر کے کھل جانے سے نماز نہیں ہوتی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عورت کو اپنے لباس میں تین باتوں کا خیال رکھنا چاہئے: (۱) لباس سر سے لے کر پیر تک ساتر ہو (۲) اتنا باریک نہ ہو کہ اندر کا بدن جھلکے (۳) ایسا چست نہ ہو کہ اعضاء کی ہیئت ابھر کر سامنے آجائے۔ اور نماز میں عورت کے لئے چہرہ ہتھیلیاں اور قدمین کے علاوہ پورے بدن کو چھپانا فرض ہے، اگر کسی عضو کا چوتھائی حصہ کھلا رہا تو نماز درست نہ ہوگی۔

عن عائشة رضي الله عنها أن أسماء بنت أبي بكر دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليها ثياب رقاق فأعرض عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال: يا أسماء إن المرأة إذا بلغت المحيض لم يصلح لها أن يرى منها إلا هذا وأشار إلى وجهه وكفيه. (أبوداؤد شريف ۲/٥٦٧)

قال مالك بلغني أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه نهى النساء أن يلبسن القباطى، قال و إن كانت لا تشف فإنها تصف، قال مالك: معنى تصف أي تلصق بالجلد. (أوجز المسالك ٦/٢٠٥)

قال النووي: قيل معناه كاسيات من نعمة الله عاريات من شكرها، وقيل معناه تستر بعض بدنها وتكشف بعضه إظهاراً لجمالها ونحوه، وقيل: معناه تلبس ثوباً رقيقاً يصف لون بدنها. (شرح نووي على مسلم ۲/۲۰٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

برقع کا ثبوت

سوال: بعض مغرب زدہ خواتین برقع کا ثبوت مانگتی ہیں اور کہتی ہیں کہ برقع کا ذکر نہ قرآنِ پاک میں ہے اور نہ حدیث شریف میں، نہ فقہ میں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: پردہ سے اصل مقصود پورے بدن کو چھپانا ہے، اس کے لئے برقع کی کوئی خاص ہیئت لازم نہیں؛ بلکہ جس کپڑے سے پردہ کا مقصود حاصل ہو جائے وہی مشروع ہوگا۔ قرآنِ کریم میں عورتوں کو جلباب پہن کر گھروں سے نکلنے کا حکم ہے، ''جلباب'' کی تفسیر، مفسرین نے ایسی طویل وعریض چادر سے کی ہے جو سر سے پیر تک پورے بدن کو ڈھانپ لے۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ حضراتِ صحابیات ''مروط'' میں لپٹ کر مسجد میں حاضر ہوتی تھیں، یہ ''مرط'' اور ''جلباب'' ہی اس زمانہ کا برقع اور پردہ کی علامت تھا، اور اس زمانہ کے عرف میں پردہ کے لئے باقاعدہ برقع رائج ہے، اس کا حکم بھی ''جلباب'' ہی سے ماخوذ ہے، یہ کوئی الگ چیز نہیں ہے۔

قال أخبرني عروة أن عائشة رضي اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: لقد كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يصلي الفجر فيشهد معه نساء من المؤمنات متلففات في مروطهن ثم يرجعن إلى بيوتهن ما يعرفهن أحد. (فتح الباری ۱/۴۸۲)

الجلاليب جمع جلباب وهو ثوب أكبر من الخمار، وروي عن ابن عباس و ابن مسعود رضي اللّٰه عنهما أنه الرداء، وقد قيل: إنه القناع، والصحيح أنه الثوب الذي يستر جميع البدن. (تفسير قرطبي بيروت ١٤/١٥٦) فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

گھر میں بے پردگی

سوال: کیا گھر میں بے پردہ رہنا درست ہے؟ جب کہ گھر میں والد محترم اور جوان بھائی موجود ہوتے ہیں، اور بسا اوقات رشتہ داروں میں چچا کے لڑکے، ماموں کے لڑکے، پھوپی کے لڑکے، جو کہ شریعت میں غیر محرم شمار کئے جاتے ہیں، ان کے سامنے بھی خواتین بغیر دوپٹہ کے بے پردہ رہتی

ہیں، اوران کے پاس بیٹھ کر بات چیت اور کھانا پینا سبھی کچھ کرتی ہیں، کیا یہ درست ہے؟ شریعت میں اس کی گنجائش ہے کہ خواتین اس طرح اپنے گھروں میں سب کے سامنے بے پردہ رہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : اپنے محرم والد اور سگے بھائی وغیرہ کے سامنے اگر بال اور ہاتھ کھل جائیں تو حرج نہیں؛ لیکن ماموں زاد اور چچا زاد بھائیوں اور دیگر غیر محرموں کے سامنے دوپٹہ کے بغیر آنا اوران سے بے تکلفی سے بات چیت اور ہنسی مذاق وغیرہ بالکل جائز نہیں ہے، اس سے پوری طرح احتراز لازم ہے۔

فيحل للرجل النظر عن ذوات محارمه إلى رأسها وشعرها وأذنيها وصدرها وعضدها وثديها وقدمها بقوله تعالىٰ: ﴿ولايبدين زينتهن إلا لبعولتهن﴾ فلا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين. لقوله تعالىٰ: ﴿قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم﴾ إلا أن النظر إلى مواقع الزينة الظاهرة وهي الوجه والكفان رخص بقوله تعالىٰ: ﴿ولا يبدين زينتهن إلاما ظهر منها﴾ (بدائع الصنائع زکریا ۹۳/۴-۲۹۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بے پردگی والی تقریبات میں جانا

سوال : شادیوں اور تقریبات میں آج کل عام طور سے بے پردگی ہوتی ہے، اگر شرکت نہ کریں تو اعزاء سے قطع رحمی ہے، اور شرکت کریں تو بہت بے پردگی ہوتی ہے، کیا یہ بے پردگی معاف ہوجائے گی؟ نیز میرے شوہر کہتے ہیں کہ تمہاری بے پردگی کا گناہ میرے اوپر، تم چلو اگر شوہر کا حکم نہ مانوں تب بھی گھر میں رہنا دوبھر کر دیتے ہیں، کیا کریں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : جہاں بے پردگی یقینی ہو وہاں عورت کو جانے پر مجبور کرنا شوہر کے لئے قطعاً جائز نہیں ہے، اور یہ کہنا کہ تمہارا گناہ میرے سر ہوگا، بڑی جسارت اور خطرہ کی بات ہے، اس جملہ پر توبہ استغفار لازم ہے اور تقریبات میں جانا جب ناگزیر ہو تو مکمل پردہ کے ساتھ جانا چاہئے، اور شادی کے مقام پر بھی پردہ کا حتی الامکان خیال رکھنا چاہئے، مثلاً مردوں سے آڑ میں بیٹھیں یا

زیادہ بے پردگی ہوتو وہاں بھی برقع اوڑھے رہیں، اس طرح شرکت بھی ہوجائے گی، اور بے پردگی کا گناہ بھی نہ ہوگا اور شوہر کی منشاء بھی پوری ہوجائے گی۔

فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام وهذا في زمانهم وأما في زمانا فمنع من الشابة. (شامی زکریا ۵۳۲/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شوہر کا دوستوں سے بے پردگی پر مجبور کرنا

سوال: شادی کے بعد شوہر چاہتا ہے کہ اس کی بیوی اس کے دوستوں سے پردہ نہ کرے، بات کرے؛ کیوں کہ اس کا کھلا ماحول ہے؛ لیکن بیوی نہیں چاہتی، اس کے منع کرنے پر شوہر ناراض ہوتا ہے، تو بیوی کیا کرے؟ کیا اس طرح بات کرنا شریعت میں جائز ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: اس فتنہ کے دور میں شوہر کا اپنی بیوی کو دوستوں کے سامنے بے پردہ لانے پر مجبور کرنا بہت بڑی بے غیرتی کی بات ہے، بیوی کے لئے اس معاملہ میں شوہر کی اطاعت کرنا جائز نہیں، بیوی کو چاہئے کہ وہ شوہر کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرے؛ بلکہ شریعت کی پابندی کرتے ہوئے مکمل پردہ کا اہتمام رکھے، اس پر وہ عنداللہ اجر وثواب کی مستحق ہوگی۔

لا طاعة لمخلوق في معصية الله عزوجل. (مسند أحمد ۱۳۱/۱) **وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. قال عليه السلام: التسبيح للرجال والتصفيق للنساء، فلا يحسن أن يسمعها الرجل الخ. وفي الكافي: ولا تلبي جهراً؛ لأن صوتها عورة.** (درمختار مع الشامي زكريا ۷۸/۲-۷۹) **ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزاً – إلى قوله – وينظر من الأجنبية إلى وجهها وكفيها فقط للضرورة. فإن خاف الشهوة أو شك امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام، وهٰذا في زمانهم، وأما في زماننا فمنع من الشابة. قهستاني.** (شامی زکریا ۳۰/۹-۳۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پردہ میں چھوٹ ہونا

سوال: دیور، نندوئی اور بہنوئی وغیرہ گھروں میں آتے ہیں، اور آج کل گھر تنگ ہوتے ہیں، پردہ شرعی ان لوگوں سے کرنا دشوار (مشکل) ہے، کیا اس میں کچھ چھوٹ ہوسکتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: دیور، نندوئی اور بہنوئی سب غیر محرم ہیں، ان کے ساتھ تنہائی میں رہنا حرام ہے اور حتی الامکان مکمل پردہ بھی لازم ہے؛ لیکن اگر ان کی بار بار آمد ورفت سے تنگی ہو اور بظاہر کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، تو ان کے سامنے زیب وزینت کے بغیر صرف چہرہ اور ہتھیلی کھولنے کی اجازت ہے، سر کے بال یا بدن کا کوئی اور حصہ ان کے سامنے کھولنا بہر حال ناجائز ہے، خواتین کو خاص طور پر اس مسئلہ کا خیال رکھنا چاہئے۔

وأما النظر إلى الأجنبيات فنقول: يجوز النظر إلى مواضع الزينة الظاهرة منهن وذلك الوجه والكف في ظاهر الرواية كذا في الذخيرة، وإن غلب على ظنه أنه يشتهي فهو حرام. (عالمگیری ۳۲۹/۵)

لا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين. (بدائع الصنائع زكريا ۲۹۱/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محرم کون

سوال: محرم کون کون کہلاتے ہیں اور غیر محرم کون؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جن مردوں وعورتوں کے درمیان ہمیشہ ہمیش کے لئے نکاح حرام ہے ان کو محرم کہتے ہیں، جیسے ماں، باپ، بہن، بھائی وغیرہ اور جن سے ہمیشہ ہمیش کے لئے نکاح حرام نہیں وہ تمام غیر محرم ہیں، جیسے چچازاد بھائی بہن، دیور، سالے، وغیرہ۔

وفي الاصطلاح: المحرم من لايجوز له مناكحتها على التابيد بقرابة أو رضاع أو صهرية. (القاموس المحيط ولسان العرب، الموسوعة الفقهية ۲۰۰/۳٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آدھے چہرے کا پردہ؟

سوال: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ اگر ضرورت کے پیشِ نظر عورت کو مجبوری کے تحت گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت پیش آئے تو پردہ کیسا ہونا چاہئے؟ پورا چہرہ ڈھکا ہوا ہونا ضروری ہے، یا آدھا چہرہ؟ جیسا کہ آج کل یہ سلسلہ پورے زور شور کے ساتھ جاری ہے، اور یہ رواج عام ہے کہ عورتیں پردہ کے نام پر اپنے آدھے چہرے کو ہی ڈھکتی ہیں اور آنکھیں مکمل طور پر کھلی رہتی ہیں، کیا آنکھوں کا پردہ اسلام میں نہیں ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اس فتنہ کے دور میں عورت کے لئے اجنبی مردوں کے سامنے پورا چہرہ ڈھکنا لازم ہے، آدھے چہرے کو ڈھانپنا اور آنکھیں کھلی رکھنا جیسا کہ آج کل رواج ہورہا ہے، یہ محض فیشن ہے، شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے۔ آنکھیں بھی چھپانا ضروری ہیں، ان کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: بہشتی زیور ۳/۶۳)

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة، والمعنى تمنع من الكشف لخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (شامي زكريا ۲/۷۹) **وقوله تعالىٰ:**

﴿**وقل للمومنٰت يغضضن من أبصارِهنّ.** [النور: ۳۱]﴾ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اجنبیہ عورت سے سلام کرنا

سوال: اگر کسی اجنبیہ عورت کو بغرضِ ضرورت فون کیا جائے اور فون پر بات کرنے سے پہلے رابطہ ہوتے ہی پہلے سلام کیا جائے، تو یہ کیسا ہے؟ فون پر کسی بھی اجنبیہ کو سلام کر سکتے ہیں یا نہیں؟ مردوں کو عورت کو سلام کرنا درست ہے یا نہیں، ایسے ہی عورتوں کو بھی مرد کو سلام کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو اجنبیہ عورت سے سلام نہ کیا جائے اور نہ اس کے سلام کا زبان سے جواب دیا جائے؛ بلکہ دل دل سے جواب دیدے، اور اگر فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے، مثلاً عورت بوڑھی ہے تو سلام کرنے کی گنجائش ہے، فون پر سلام کرنے میں

بھی یہی تفصیل ہے۔ (مستفاد: احسن الفتاویٰ ۸/۴۱)

ولا يكلم الأجنبية إلا عجوزاً عطست أو سلمت وكذا الرجل إذا سلّم على امرأة أجنبية إن كانت عجوزاً، رد الرجل عليها السلام بلسانه بصوت تسمع وإن كانت شابة رد عليها في نفسه. (شامی زکریا ۹/۵۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اجنبی عورت سے ضروری بات چیت

سوال: ایک اہم مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ، عورت کی آواز بھی عورت ہے، تو عورتوں سے کوئی غیر مرد ٹیلیفون کے ذریعہ روزمرہ کی ضرورت کے لئے بات چیت کرے تو یہ کیسا ہے؟ جیسے کسی کام کی نوعیت سے وہ ملازم ہے اور اپنے اس کام کے تحت ان سے بات چیت کرنی ضروری ہے، تو کیا اس طرح شریعت مطہرہ کی روشنی میں اجازت ہے، وہ غیر مرد بات کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو غیر محرم عورتوں سے بقدر ضرورت بات کرنا جائز ہے، اس لئے ملازم کے لئے اپنی غیر محرم مالکہ سے فون پر بقدر ضرورت بات کرنے کی گنجائش ہے؛ البتہ بلا ضرورت بات کرنے سے احتراز کیا جائے۔

ويجوز الكلام المباح مع امرأة أجنبية. (شامی زکریا ۹/۵۳۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جالی دار دوپٹہ اوڑھنا

سوال: بعض معلّمہ خواتین کو میں نے جالی کے دوپٹے اوڑھے دیکھا ہے، جب کہ اسلام میں جالی کا دوپٹہ اوڑھنا عورت کے لئے ہرگز جائز نہیں، اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جالی کا باریک دوپٹہ اوڑھنا اور نہ اوڑھنا برابر ہے؛ اس لئے کہ اس سے پردے کا مقصد حاصل نہیں ہوتا؛ لہٰذا ہمیشہ دبیز دوپٹہ ہی استعمال کرنا چاہئے۔ (مستفاد احسن الفتاویٰ ۴۰۳/۳)

عن جرير رضي اللّٰه عنه قال: إن الرجل ليكتسي وهو عار يعنى الثياب الرقاق. (معجم کبیر طبرانی ۲/۲۹۲ حدیث: ۲۲۱۵) **وفيه ذم هذين الصنفين، قيل معناه**

تلبس ثوباً رقيقاً يصف لون بدنها. (نووی علی المسلم ۲۰۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نامحرم عورتوں سے مصافحہ جائز نہیں

سوال: مصافحہ کے سلسلہ سے میں یہ مسئلہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میں ایک بالغ پڑھالکھا نوجوان ہوں، میرے رشتہ داروں میں میری پھوپھی زاد، خالہ زاد، چچازاد بہنیں ہیں، جن کی عمر مجھ سے بھی زیادہ ہے، کیا شرعی رو سے میں ان مذکورہ بہنوں سے مصافحہ کرسکتا ہوں یا نہیں؟ کیا ایک بالغ مرد کا اسلام میں عورتوں سے مصافحہ کرنا جائز ہے؟ شرعی رو سے کن کن عورتوں سے مرد مصافحہ کرسکتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: جوعورتیں نامحرم ہوں جیسے پھوپھی زاد، خالہ زاد، چچازاد بہنیں وغیرہ، ان سے آپ کے لئے مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ ان کی عمر آپ سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو؛ البتہ جوعورتیں محرم ہیں جیسے ماں دادی، نانی پھوپھی، خالہ، اسی طرح بیٹی نواسی پوتی وغیرہ سے مصافحہ کرنے کی اجازت ہے۔اسی طرح ۶۵-۷۰ر سالہ نامحرم بوڑھی عورت سے بھی مصافحہ کرنے یا اس سے سر پر ہاتھ پھروانے کی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳۲۶/۱۷)

فلا بأس بمصافحتها ومس يدها إذا أمن ومتى جاز المس جاز سفره بها ولا يكون إلا في المحارم وأمة الغير. (شامی زکریا ۵۲۹/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خواتین کا مرد دھوبی سے کپڑے دُھلوانا

سوال: عورتیں اپنے کپڑے دھوبی سے دھلوا سکتی ہیں یا پریس کرانے کے لئے بھیج سکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: بہتر یہ ہے کہ عورتیں اپنے کپڑے گھر میں دھویا کریں، باہر مرد دھوبیوں سے دھلوانا اور پریس کروانا بہتر نہیں ہے، اگر ضرورت ہو تو دھوبن سے دھلوالیں۔

النظر إلى ملاءة الأجنبية بشهوة حرام. (الدر المختار زکریا ۵۳۵/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرنے کے بعد شوہر کو بیوی کا چہرہ دیکھنا

سوال: بیوی کی موت کے بعد شوہر اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مرنے کے بعد شوہر بیوی کا چہرہ دیکھ سکتا ہے۔

ویمنع زوجها من غسلها ومسها لا من النظر إليها على الأصح. (شامی زکریا ۹۰/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دوسروں کے سامنے نیکر پہن کر غسل کرنا

سوال: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ زید نیکر (کچھا) پہن کر ایسی جگہ غسل کرتا ہے جہاں پر چند مرد عورتیں جمع ہیں، محرم ابدیہ وغیر ابدیہ اوراس کے ستر پر ان افراد کی نگاہ بھی پڑتی ہے، زید کا یہ غسل، غسلِ جنابت ہے، تو اس طرح سے غسل کرنا زید کا شریعتِ مطہرہ میں جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو زید کا غسل ہوا یا نہیں؟ اور زید نے اس طرح غسل کر کے جتنی نمازیں پڑھی ہیں وہ نمازیں ادا ہوئی یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: صرف نیکر پہن کر کھلی جگہ زید کا غسل کرنا محض بے حیائی اور بے شرمی کی بات ہے، ایسا شخص خود بھی گنہگار ہے اور دوسرے دیکھنے والوں کو بھی گناہ میں مبتلا کرنے والا ہے، تاہم اس طرح غسل کرنے سے غسلِ جنابت صحیح ہوجاتا ہے، اوراس غسل سے پڑھی گئی نمازیں درست قرار پاتی ہیں۔ (مستفاد محمودیہ ۳۶۰/۱۲، ۲۹۹/۸)

وينظر الرجل من الرجل سوى مابين سُرّته إلى ما تحت ركبته، وحكم العورة فى الركبة أخف منه فى الفخذ وفى الفخذ أخف منه فى السوأة حتى أن كاشف الركبة ينكر عليه برفق وكاشف الفخذ يعنف عليه وكاشف السوأة يؤدب عليه. (شامی زکریا ۵۲۶/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک بستر پر دو شخصوں کا لیٹنا

سوال: ایک بستر پر دو مردوں یا دو عورتوں کو سونا منع ہے، تو کیا یہ حکم بالغ ونابالغ سب کے لئے ہے یا صرف بڑوں کے لئے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: جب عمر دس سال کی ہوجائے تو بچوں کو الگ الگ بستر پر لٹانے کا حکم

ہے، خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں؛ اس لئے کہ اس سے طرح طرح کے اخلاقی مفاسد پیدا ہوتے ہیں؛ البتہ میاں بیوی کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۱۷۱)

لایجوز للرجل مضاجعة الرجل أی في ثوب واحد لاحاجز بینهما. (شامی زکریا ۹/۵٤۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورت کے لئے سر ڈھانپنے کی تاکید

سوال: ایک سوال یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا قرآن پاک اور حدیث نبویؐ میں کوئی ایسی واضح ہدایت موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان خواتین کو اپنے روزمرہ کے افعال انجام دیتے ہوئے اپنے سروں کو ڈھانپ کر رکھنا ضروری ہے؟ کیا سر کا ڈھانپنا محرم کے سامنے بھی ضروری ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: گھر میں عورت کے ننگے سر رہنے کو شریعت اور دین دار گھرانوں میں انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے اور یہ عورتوں میں بے پردگی اور آزادی پھیلنے کا ذریعہ ہے، علاوہ ازیں محرموں کے سامنے بھی سینے کا ابھار ظاہر کرنا بہت بڑی بے حیائی ہے، اس لئے محرموں کے سامنے بھی اپنے سروں کو ڈھانپنا ضروری ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۸/۵۲)

قال اللّٰہ تبارك وتعالیٰ: ﴿وقل للمؤمنات یغضضن من أبصارهن ویحفظن فروجهن ولا یبدین زینتهن إلا ما ظهر منها ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن الخ. [النور: ۲۱]﴾ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں کو سر ڈھانکنے کا حکم

سوال: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا قرآن پاک اور حدیث نبوی میں کوئی ایسی واضح ہدایت موجود ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان خواتین کو اپنے روزمرہ کے افعال انجام دیتے ہوئے اپنے سر کو ڈھانپ کر رکھنا چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: قرآن وحدیث کی تعلیم یہ ہے کہ عورت کو اجنبی مردوں کے سامنے سر اور زیب وزینت کے مواقع نہیں کھولنے چاہئیں، اور روزمرہ کے کام کرتے وقت اگر غیر محرم کے

سامنے آنے کا خطرہ نہ ہو تو کوئی سختی نہیں؛ لیکن اگر ایسی جگہ کام کر رہی ہو جہاں نامحرم آتے جاتے ہوں تو سر ڈھکنے اور دیگر اعضاء چھپانے کا اہتمام کرنا لازم ہے۔

فلا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدنها إلا الوجه والكفين لقوله تعالىٰ: ﴿قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم﴾ (بدائع الصنائع ۲۹۳/٤)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بوڑھی خواتین پر بھی پردہ ضروری ہے

سوال: عرض یہ ہے کہ میری والدہ کا خیال ہے کہ اب چوں کہ ان کی اتنی عمر ہو چکی ہے کہ ان کو مزید اولاد نہیں ہو سکتی، تو کیا خواتین کے لئے اسلام نے لباس اور پردہ کے جو ضوابط مقرر کئے ہیں، ان سب کی پابندی کرنا ان کے لئے ضروری نہیں رہا؟ خاص طور پر وہ محسوس کرتی ہیں کہ انہیں اب اپنے بالوں کو چھپانے کی ضرورت نہیں ہے؟ کیا ان کا خیال درست ہے؟ کیا پردہ کرنے کی کوئی حد مقرر ہے؟ اگر کوئی حد مقرر ہو تو وضاحت فرمائیں کہ کتنی عمر سے کتنی عمر تک پردہ کرنا چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: پردہ کرنا ہر عمر کی عورت کے لئے ضروری ہے، ہاں! اگر کوئی عورت اتنی بوڑھی ہو جائے کہ اس کا چہرہ دیکھنے سے فتنہ کا بظاہر اندیشہ نہ ہو تو اس کے لئے چہرہ کھولنے کی گنجائش ہو سکتی ہے؛ لیکن بال اور دیگر اعضاء کو چھپانا بہر صورت ضروری ہوگا۔

المرأة عورة إذا خرجت استشر فها الشيطن. (ترمذی شریف ۲۲۲/۱) **فحلُّ النظر مقيدٌ بعدم الشهوة وإلا فحرام......، وأما في زماننا فمنع من الشابة.** (شامي زكريا ۵۳۲/۹، فتاویٰ محمودیه ۱۶۹/۱۹-۱۷۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مشاعرہ اور نمائش میں جانا

سوال: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے نمائش دیکھنے کا شوق ہے اور میرے شوہر کو مشاعرہ کا، جب میں ان سے نمائش میں جانے کے لئے کہتی ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے، اور جب میں اُن سے کہتی ہوں کہ آپ جو مشاعرہ میں جا کر اشعار پڑھتے ہیں یا سنتے ہیں یہ بھی تو ناجائز ہے، تو

وہ جواباً کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے؛ کیوں کہ اس میں اردو کی بقاء ہے، اور نئی نئی تاویلیں پیش کرتے ہیں۔ گزارش ہے کہ مشاعرہ اور نمائش دونوں کی حقیقت کو سمجھائیں، جائز اور ناجائز کے اعتبار سے دونوں میں کیا فرق ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: آج کل مشاعروں میں مرد شاعروں کے ساتھ شاعرات عورتیں بھی پوری زیب وزینت کے ساتھ شرکت کرتی ہیں اور ترنم کے ساتھ غزلیں گاتی ہیں، اور پھر ان غزلوں کے ایک ایک مصرعہ پر اَوباش حاضرین کی طرف سے فحش فقرے کسے جاتے ہیں، اور مشاعرہ ہلڑ بازی میں تبدیل ہوجاتا ہے، اور اردو کی بقاء کے جھوٹے عنوان سے برسر عام بدتہذیبی؛ بلکہ بدتمیزی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے، تو شریعت ایسی مجلسوں میں شرکت کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتی۔ اسی طرح موجودہ دور کی نمائش اور میلے ہر طرح کے گناہوں اور معاصی سے بھرپور ہوتے ہیں، وہاں جاکر آدمی شیطانی اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا، اس لئے ان میں تفریح کے لئے جانے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

﴿**وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولىٰ.** [الأحزاب: ۲۲]﴾ **ليس للنساء نصيب في الخروج إلا مضطرةً.** (كنز العمال بيروت ۳۹۱/۱٦، رقم: ٤٥٠٦۲) **المرأة عورة فإذا خرجت استشرفها الشيطان.** (ترمذي شريف ۲۲۲/۱ رقم: ۱۱۷۳) ﴿**فلا تخضعن بالقول فيطمع الذي في قلبه مرض.** [الأحزاب: ۳۲]﴾ **رب نساء كاسياتٍ عارياتٍ مميلاتٍ ومائلاتٍ، لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا.** (مسلم شريف ۳۹۷/۱، رقم: ۲۱۳۱) **فلعل هٰذا الشاعر كان ممن قد عرف من حاله أنه قد اتخذ الشعر طريقاً للتكسب، فيفرط في المدح إذا أعطى، وفي الهجو والذم إذا منع، فيؤذي الناس في أموالهم وأعراضهم ولا خلاف في أن من كان على مثل هٰذه الحالة فكل ما يكتسبه بالشعر حرام، وكل ما يقوله من ذٰلك حرام عليه، ولا يحل الإصغاء إليه.** (قرطبي ۱٥۰/۱۳) **إستماع الملاهي معصية والجلوس عليهافسق والتلذُّذُ بها كفرٌ أى بالنعمة.**

(شامي زكريا ٥۰٤/۹، مستفاد كفايت المفتى ۹٥/٦ ، محموديه ۲۰۸/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لڑکے لڑکیوں کی مخلوط تعلیم حرام ہے

سوال: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا مسلمان لڑکیوں کا تعلیم حاصل کرنے کے لئے کسی غیر مسلم مما لک جانا جائز ہے یا نہیں؟ کیا مسلمان لڑکیاں کسی ایسے ادارے میں تعلیم حاصل کرسکتی ہیں جہاں مخلوط تعلیم دی جاتی ہے؟ کیا آج کل جو کالجوں، یونیورسٹیوں میں تعلیم ہورہی ہے وہاں مخلوط تعلیم (لڑکے، لڑکیوں کا ایک ساتھ تعلیم حاصل کرنا) ہے، تو ایسی صورت میں کیا صرف لڑکیاں ہی گناہگار رہوں گی یا لڑکے بھی اس زمرے میں شامل ہوں گے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِيْق: تعلیم کی غرض سے مسلمان لڑکی کا غیر مسلموں کے ماحول میں جانا اسی طرح ایسے اداروں میں تعلیم حاصل کرنا جہاں مخلوط تعلیم ہوتی ہے قطعاً جائز نہیں ہے، اور سخت فتنہ کا موجب ہے، مخلوط تعلیم گاہوں میں تعلیم حاصل کرنے سے جس طرح لڑکیاں گنہگار ہوتی ہیں، اسی طرح ایسے ماحول میں پڑھنے والے لڑکے بھی سخت گنہگار قرار پاتے ہیں۔

ولا تسكنوهن الغرف ولا تعلموهن الكتابة وعلموهن الغزل وسورة النور، من حديث عائشة ومن حديث ابن عباس بلفظ لاتعلموا نساء كم الكتابة ولاتسكنوهن العلالى. (تنزيه الشريعة المرفوعة ۲۰۸/۲، بحواله: فتاویٰ محموديه ڈابهيل ۳۸۴/۳) **قال الشيخ في بذل المجهود وأما حديث لا تعلموهن الكتابة محمول على من يخشى عليها الفساد.** (بذل المجهود کراچی ۸۰/۵) **واعلم أن النهي من تعليم النساء لكتابة لا ينافي طلب تعلمهن القرآن والعلوم والآداب؛ لأن في هٰذه مصالح عامة من غير خشية مفاسد تتولد عليها بخلاف الكتابة فإنه وإن كان فيها مصالح إلا أن فيها خشية مفسد ودرء المفاسد مقدم على جلب المصالح.** (الفتاویٰ الحديثية ۱۱۹، بحواله: فتاویٰ محموديه ڈابهيل ۳۸۴/۳) **عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الدنيا حلوة خضرة وإن الله مستخلفكم فيها فينظر كيف تعملون، ألا فاتقوا الدنيا واتقوا النساء**(ترمذي شريف ۴۲/۲) **فإن**

أول فتنة بني إسرائيل كانت في النساء. (رواه مسلم) **قال العلامة علي القاري: وقد جاء في رواية الديلمي عن معاذ: اتقوا الدنيا واتقوا النساء فإن إبليس طلاع رصاد وما هو بشيء من فتحونه بأوثق صيده في الانقياد من النساء.** (مرقاة المفاتيح ۲۶۷/۶، كتاب النكاح الفصل الأول) **وقال اللّٰه تعالىٰ: ﴿وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية.** [الأحزاب: ۳۳] ﴾ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۲۸۵/۳، رحیمیہ ۲۱/۱، امداد الاحکام ۲۱۵/۱، کفایت المفتی ۳۷/۲، دعوت فکر وعمل ۴۰۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

برقع کا رنگ کیسا ہو؟

سوال: برقع کا رنگ کیسا ہونا چاہئے؟ ایک خاتون کہہ رہی تھیں کہ برقع کا رنگ کالا ہونا مستحب ہے، میں نے کافی تلاش کیا مگر کوئی روایت یا قول اس سلسلے میں نہیں مل سکا کہ برقع کا رنگ کالا ہونا مستحب ہے۔ آپ وضاحت سے بتائیں کہ برقع کس رنگ کا ہو؟ اور شرعی حیثیت سے برقع کی اہمیت کیا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ دورِ نبوت میں حضراتِ صحابیات رضی اللہ عنہن پردہ کے لئے کالی رنگ کی چادریں استعمال کرتی تھیں، اس لئے برقع میں کالے رنگ کا کپڑا لگانا یقیناً پسندیدہ ہے، نیز کالے رنگ کو بھی سادہ رکھنے کی ضرورت ہے، آج کل جو پھول بوٹے اور چمک دمک والے برقعے رائج ہوگئے ہیں جو دیکھنے والوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا سبب بنتے ہیں، وہ شرعاً پسندیدہ نہیں ہے، خواتین کو ایسے مزین برقعوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

عن أم سلمة قالت: لما نزلت: ﴿يدنين عليهن من جلابيبهن﴾ خرج نساء الأنصار كان على روؤسهن الغربان من الأكسية. (أبوداؤد شريف ۵۶۷/۲) **وأخرج عبد الرزاق وجماعة عن أم سلمة قالت: لما نزلت هذه الآية: ﴿يدنين عليهن من جلابيبهن﴾ خرج نساء الأنصار كان على رؤسهن الغربان من السكينة وعليهن أكسية سود يلبسنها.** (روح المعاني زكريا ۱۲۸/۲۲) **والمرط من أكسية سود.** (مسند أحمد ۱۹۹/۶) **ولكن ليخرجن وهن تفلات.** (أبوداؤد ۸۴/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اجنبی سے پردہ لازم ہے

سوال: ہمارے پڑوس میں ایک صاحب کافی عرصہ سے رہتے ہیں، ہمارے گھر میں ان کا آنا جانا بھی ہے ہم ان سے پردہ نہیں کرتے ہیں؛ کیوں کہ بچپن سے تعلقات ہیں تو کیا پردہ کرنا چاہئے؟ حتی الامکان کرتے ہیں؛ لیکن مکمل نہیں ہو پاتا ہے، تو کیا ہمارے اوپر اس کا گناہ ہوگا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر وہ پڑوسی اجنبی ہیں تو ان سے پردہ کرنا لازم ہے بچپن سے تعلقات ہونے کی وجہ سے پردہ کا حکم ساقط نہیں ہوتا ہے، اس لئے بہرحال ان سے پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے، بالخصوص تنہائی اور بے تکلفی کی بات چیت میں سخت احتیاط کی جائے۔

وكذا تنظر المرأة من الرجل كنظر الرجل للرجل إن أمنت شهوتها فلو لم تأمن أو خافت أو شكت حرم استحساناً كالرجل هو الصحيح. (شامی زکریا ۹/۵۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں کا میت مرد کو دیکھنا

سوال: آج کل یہ وبا کچھ زیادہ ہی پھیل رہی ہے کہ عورتیں میت کو دیکھنے ضرور جاتی ہیں، چاہے میت محرمات میں سے ہوں یا غیر محرمات میں سے، منع کرنے پر بتاتی ہیں کہ مردہ سے کیسا پردہ؟ پھر یہ بھی کہتی ہیں کے زندہ میں آنا جانا، بات چیت، گفتگو اور لین دین کا معاملہ ہوتا تھا، اس لئے میت کی حالت میں دیدار کرلیا تو کونسا مضائقہ؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اجنبی عورتوں کے لئے نامحرم میت کو دیکھنے کی رسم قابلِ ترک ہے، پردہ کا حکم زندگی میں بھی ہے اور مرنے کے بعد بھی ہے۔ جس طرح میت عورت کو اجنبی مردوں کا دیکھنا ناجائز ہے، اسی طرح میت مرد کو اجنبی عورتوں کا بامقصد دیکھنا بھی منع ہے۔

فأما إذا علمت أنه يقع في قلبها شهوة أو شكت الخ، فأحب إلي أن تغض بصرها. (شامی زکریا ۹/۵۳۳، اصلاح الرسوم ۵۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بارات میں لڑکے لڑکیوں کا اختلاط

سوال: ہمارے یہاں جب بھی شادی ہوتی ہے اس میں ایک عجیب معاملہ ہوتا ہے، وہ یہ کہ عورتیں،

نوجوان لڑکیاں بارات میں جاتی ہیں، اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ایک سواری میں سوار ہوکر جاتی ہیں، ہنسی مذاق، فضول باتیں اور بے ہودہ اشارات تک استعمال ہوتی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا عورتوں کا اس طرح بارات میں جانا یا الگ سواری میں سوار ہوکر جانا درست ہے؟ شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بارات یا کسی بھی موقع پر لڑکے لڑکیوں کا بے پردہ ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ہنسی مذاق اور بے ہودگی کرنا قطعاً حرام ہے، اور چوں کہ آج کل تقریبات میں ایسی بے حیائیوں سے بچنا بہت دشوار ہے، اس لئے بارات میں مستورات بالخصوص نوجوان لڑکیوں کو ہرگز نہیں بھیجنا چاہئے۔

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة كمسه وإن أمن الشهوة ؛ لأنه أغلظ. (شامی زکریا ۷۹/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بوڑھی عورت کا بہن، بہنوئی کے ساتھ سفر کرنا

سوال: میری خالہ اور خالو آئندہ سال حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، میں حج کر چکا ہوں اور میرے والد بھی چند سال قبل حج کر چکے ہیں، اب میں والدہ کو حج کرانا چاہتا ہوں، اتنی استطاعت نہیں کہ دونوں کو بلاسکوں، تو کیا میری والدہ آنٹی وانکل (والدہ اپنی بہن بہنوئی) کے ساتھ حج ادا کرسکتی ہیں؟ والدہ انکل سے پردہ نہیں کرتی ہیں، نیز میں سعودی عرب میں سروس کرتا ہوں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر آپ کی والدہ کی عمر ۶۰-۶۵ر سال سے زائد ہے اور کوئی فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے، تو ان کے لئے سعودی عرب، مذکورہ رشتہ داروں کے ساتھ جانے کی گنجائش ہے؛ لیکن حج میں خود آپ کو ساتھ رہ کر ان کے ارکان ادا کرانے چاہئے؛ کیوں کہ سفر حج میں قدم قدم پر سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ (انوار مناسک ۱۷۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں کا اسکوٹر چلانا

سوال: آج کل ایک وبا بڑے شہروں میں کچھ زیادہ ہی ترقی پر ہے، وہ یہ ہے کہ آج کل خواتین شہروں میں اسکوٹر یا اسکوٹی یا دوسری گاڑیاں خود سے چلاتی ہیں اور بعض مسلم بچیوں اور خواتین کو دیکھا گیا ہے کہ مکمل احتیاط اور برقع کے ساتھ گاڑیاں چلاتی ہیں۔ تو سوال یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا اس

طرح کی حرکت اسلام کے اندر جائز ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: خواتین کا اسکوٹر یا گاڑی چلانا شرعاً پسندیدہ نہیں؛ اس لئے کہ اس میں مردوں کی مشابہت لازم آتی ہے، اگر مکمل احتیاط اور برقع کے ساتھ چلائیں پھر بھی فتنہ سے خالی نہیں ہے، اس لئے اس سے بہرحال اجتناب (بچنا) کرنا چاہئے۔ **لا تركب مسلمة على سرج.** (شامی زکریا ۶۰۶/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ڈاکٹرنی کا کان میں آلہ لگانا

سوال: ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ میں ڈاکٹرنی ہوں ضرورت پر آلہ کان پر لگانا پڑتا ہے، جس سے کان کا پردہ نہیں ہو پاتا ہے، ایسی شکل میں میں کیا کروں جب کہ ڈاکٹریٹ میرا پیشہ ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر آلات لگاتے وقت اتفاق سے کان کھل جائے تو ضرورۃً اس کی گنجائش ہے، نیز ڈاکٹرنی کو چاہئے کہ وہ صرف خواتین کا علاج کرے اور بلاشدید (بغیر سخت ضرورت) اور ناگزیر ضرورت کے اجنبی مردوں کا علاج نہ کرے؛ تاکہ بے پردگی نہ ہو۔

كنا مع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نسقي ونداوي الجرحىٰ. (بخاری ۴۰۳/۱) **فيه جواز معالجة المرأة الأجنبية للرجل الأجنبي للضرورة.** (حاشیہ بخاری ۴۰۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

داماد محرم ہے

سوال: داماد محرم ہے یا نہیں، کیا داماد سے پردہ کرنا چاہئے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: خوش دامن کے لئے داماد محرم ہے؛ کیوں کہ اس کا داماد سے کبھی بھی نکاح حلال نہیں ہوسکتا، اور اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو داماد سے پردہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

وحرم على المتزوج أصله وفرعه وبنت زوجته الموطؤة وأم زوجته وإن لم توطأ الزوجة. (شامی زکریا ۱۰۴/۴) **وينظر الرجل من محرمه هي من لا يحل له نكاحها أبدًا بنسب أو سبب إلى الرأس والوجه والصدر والساق والعضدان أمن**

الشهوة وشهوتها أيضا. (شامی زکریا ۵۲۴/۹-۵۲۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اسقاطِ حمل

سوال: کیا حمل کا ساقط کرانا درست ہے؟ صرف اس ڈر سے کہ ماں کمزور ہے، اور ابھی پچھلے سال ہی ایک بچہ ہوا ہے، کیسے پرورش کریں گی؟ یا یہ کہ مالی حالت کمزور ہے، صرف اس وجہ سے اسقاطِ حمل درست ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: رزق کی تنگی کے خطرہ سے اسقاطِ حمل کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے؛ بلکہ اس مقصد سے اسقاط قطعاً حرام ہے، قرآنِ کریم میں تنگ دستی کے اندیشہ سے اولاد کو قتل کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے، اور اگر ماں کی بیماری سخت کمزوری یا دودھ پیتے بچے کی پرورش میں خلل پڑنے کا خطرہ ہو تو ایک سو بیس (۱۲۰) دن کے اندر اندر مجبوری میں اس کی گنجائش ہے، اس مدت کے بعد اجازت نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۳۴۸/۸)

إمرأة مرضعة ظهر بها حبل وانقطع لبنها وتخاف على ولدها الهلاك وليس لأب هذا الولد سعة حتى يستأجر الظئر يباح لها أن تعالج في استنزال الدم مادام نطفة أو مضغة أو علقة لم يخلق له عضو وخلقه لايستبين إلا بعد مأة وعشرين يوماً أربعون نطفة وأربعون علقة وأربعون مضغة، كذا في خزانة المفتيين. (الفتاوى العالمگيرية ۳۵٦/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آپریشن سے ولادت

سوال: میں ایک عمر رسیدہ خاتون ہوں میری تین اولادیں ہیں اور میری ہر اولاد آپریشن سے ہوئی ہے اور آپریشن کراتے وقت دل میں یہ خیال ضرور تھا کہ اولاد کم ہوں گی اور تین سے زیادہ ممکن ہی نہیں؛ اس لئے کہ آپریشن تین ہی مرتبہ ہوسکتا ہے، تو پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس طرح کے خیالات غلط ہیں اور ایسا کرنا نسل کشی ہے؟ اور اگر صرف اس ڈر سے آپریشن کرائے کہ تکلیف نہیں ہوگی، بدن

کے حصے اور قوت برقرار رہے گی تو آپریشن کرانا کیسا ہے؟ اور آپریشن سے ولادت جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: آپریشن کا طریقہ فطری طریقۂ ولادت (قدرتی طریقہ) کے خلاف ہے، اس لئے آپریشن صرف اس صورت میں کرانا چاہئے جب کہ ماہر مسلمان ڈاکٹرنی یہ کہہ دے کہ آپریشن نہ کرانے میں ماں یا بچہ کی جان کو خطرہ ہے، بلا ضرورت محض اس غرض سے آپریشن کرانا کہ اس طریقہ سے بچے کم پیدا ہوں گے یا اس سے تکلیف کم ہوگی، منشاء شریعت سے اعراض (نفرت) ہے؛ کیونکہ احادیثِ شریفہ میں اولاد کی کثرت کی ترغیب دی گئی۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: تزوجوا الولود الودود فإني مكاثر بكم الأمم. (مشكوٰة شريف عن معقل بن يسار ۲۶۷/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اسلام اور فیملی پلاننگ

سوال: اسلام میں فیملی پلاننگ (برتھ کنٹرول) کیوں ناجائز ہے؟ جب کہ زیادہ اولاد کی صورت میں کافی پریشانیاں سامنے آتی ہیں، نہ بچے کی تعلیم وتربیت صحیح ڈھنگ سے ہوتی ہے اور نہ ہی سماج ومعاشرہ مہذب ہوتا ہے، اور یہ بھی بتائیے کہ حمل سے رکنے کے لئے دواؤں کا استعمال کیوں ممنوع ہے؟ جب کہ یہ وقوعِ حمل سے پہلے کا قصہ ہوتا ہے، نیز کنڈوم کا یا دوسری دواؤں کا استعمال کیوں ناجائز ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: فیملی پلاننگ کی دو صورتیں ہیں: (۱) یہ کہ اجتماعی طور پر قومی انداز میں آبادی روکنے کی کوشش کی جائے اور اضافۂ آبادی (آبادی بڑھنے کو) کو ملکی اور قومی معیشت کے لئے ضرر رساں (نقصان دہ) سمجھا جائے، تو یہ قطعاً جائز نہیں ہے؛ بلکہ یہ نظامِ خداوندی کے ساتھ کھلی بغاوت کے مرادف ہے۔ دوسری صورت انفرادی طور پر ضبطِ تولید (ولادت نہ ہونا، کنٹرول کرنا) کی ہے، تو اس میں حالات کے اعتبار سے احکام مختلف ہیں، اگر جسمانی اور تربیتی اعتبار سے کوئی عذر نہ ہو تو بلا وجہ ضبطِ تولید شرعاً جائز نہیں ہے اور اگر کوئی عذر ہو، مثلاً: عورت بیمار ہو یا اتنی کمزور ہو کہ بار بار ولادت کا تحمل (برداشت) نہ کر سکے یا پہلا بچہ اتنا کم عمر ہو کہ نئے استقرارِ حمل (حمل ٹھہرنے)

سے اس بچہ کی نشو ونما (پرورش وصحت) پر اثر پڑ سکتا ہو، تو ایسی صورت میں عارضی موانع حمل (حمل سے روکنے والی وقتی دوائیں) مثلاً گولیاں یا دیگر ذرائع سے ضبطِ تولید کی فی الجملہ گنجائش ہے؛ البتہ کسی بھی صورت میں ایسا طریقہ اپنانا جائز نہیں ہے، جس سے تولید کی صلاحیت زندگی بھر کے لئے معدوم (ختم) ہو جائے، مثلاً: نسبندی کرانا، یا بچہ دانی نکلوانے کی اجازت نہیں ہے، الا یہ کہ اضطراری حالت ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۲/۲۳۴، علاج ومعالجہ کے شرعی احکام ۱۲۷-۱۲۹)

وأول مراتب الوجود إن تقع النطفة في الرحم وتخلط بماء المرءة وتسعد لقبول الحيٰوة وإفساد ذٰلك جناية. (احياء العلوم ۲/۵۲، بحوالہ: علاج ومعالجہ کے شرعی احکام ۱۲۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نسبندی جائز نہیں

سوال: میری بیٹی کے سات بچے زندہ ہیں، باقی تین انتقال کر چکے ہیں، بہت زیادہ کمزور ہے، ڈاکٹر کہتے ہیں کہ بچے بند کروادو، ورنہ جان کا خطرہ ہے، ایسی صورت میں مسئلہ بتائیں کہ ہم بچے بند کرائیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کوئی بھی ایسا عمل جس سے بچوں کی پیدائش پر ہمیشہ کے لئے روک لگ جائے، جیسے نسبندی وغیرہ، اس کی شریعت میں ہرگز اجازت نہیں ہے؛ لیکن اگر معقول عذر ہو (مثلاً ماں بہت کمزور ہو یا بچہ بہت چھوٹا ہو) تو عارضی مانع حمل تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں؛ تاکہ استقرار حمل نہ ہو۔

والحجة فيه أنهم اتفقوا على منع الجب والخصاء فيلحق بذلك ما في معناه من التداوى بالقطع أصل. (فتح الباري بيروت ۹/۱۱۱) **وقال ابن وهبان: إباحة الاسقاط محمولة على حالة العذر.** (شامي ۴/۳۳۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل سے متعلق مسائل

موبائل کا غلط استعمال

''موبائل'' آج کل جزؤ زندگی بن گیا ہے، کیا امیر کیا غریب، کیا مرد کیا عورتیں، کیا جوان کیا بچے سب کے ہاتھ میں ''موبائل'' ہے، نیز موبائل کمپنیاں نت نئی اسکیموں سے اپنے گراہکوں کو لبھانے میں مصروف ہیں، نئی نئی اضافی سہولیات میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے والے موبائل سیٹ روزانہ بازار میں پیش (لانچ) کیئے جارہے ہیں تا آنکہ اب موبائل محض ضرورت تک محدود نہیں رہا بلکہ بلا مبالغہ بہت سی لغویات کا مجموعہ بن گیا ہے، چنانچہ جدید موبائل صرف ٹیلی فون ہی نہیں بلکہ ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ، ویڈیو، کیمرہ، ٹیلی ویزن اور انٹرنیٹ کی تمام سہولتوں پر مشتمل ہے، اور قیمتی اوقات کو برباد کرنے اور معاصی ومنکرات میں مبتلا ہونے کے پرکشش اسباب اس چھوٹے سے آلہ میں ہمہ وقت دستیاب ہیں۔ مال دار اور متوسط گھرانوں کے بے خبر اور ناواقف نوجوانوں کو بگاڑنے میں موبائل کا بھی بڑا اہم کردار ہے، فوٹو اور ویڈیو گرافی، فلم بینی، چلتے پھرتے گانوں کی سماعت، انٹرنیٹ پر معصیت آمیز تفریحات اور لغو اور بے فائدہ کھیلوں میں مشغولی؛ یہ سب منکرات موبائل پر ہورہے ہیں۔

علاوہ ازیں جو لوگ ضرورۃً موبائل استعمال کرتے ہیں وہ بھی بعض چیزوں میں شرعی حدود پر قائم نہیں رہ پاتے اور انہیں احساس بھی نہیں ہو پاتا کہ ہم سے کیا غلطی ہورہی ہے؟ مثلاً

موبائل کی گھنٹی (Bell) کے بارے میں بہت سے لوگ غیر محتاط ہیں اور میوزک والی بیل بے تکلف موبائل میں لگا لیتے ہیں، کافی دنوں سے ارادہ تھا کہ اس موضوع پر شرعی رہنمائی کرنی چاہیئے ہم برادر مکرم جناب مولانا مفتی ارتضاء الحسن صاحب رضی کاندھلوی زید فضلہ سابق استاذ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے مشکور ہیں کہ آں موصوف کے توسط سے مولوی محمد سلمان مدراسی متعلّم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کا ایک استفتاء دارالافتاء مدرسہ شاہی میں موصول ہوا، جس میں موبائل سے متعلق ۲۶/ اہم سوالات تھے، چنانچہ ان کے جو جوابات فتوی کے بطور دارالافتاء سے جاری کے گئے وہ برائے افادہ قارئین کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں۔ امید ہے کہ قارئین ان باتوں کو اپنے بھائیوں تک پہنچانے کی سعی کریں گے۔ (مرتب)

نماز میں موبائل بند کرنا

سوال : اگر نمازی موبائل کی گھنٹی بند کئے بغیر اپنے پاس رکھ لے اور حالت نماز میں گھنٹی بجنے لگے تو اسے کیا کرنا چاہیئے؟ کیا نماز توڑ کر موبائل بند کرے؟ یا حالت نماز ہی میں عمل قلیل کے ذریعہ موبائل بند کرسکتا ہے؟ یا بغیر بند کئے گھنٹی کو بجتے ہی رہنے دے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ضروری ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے موبائل کی گھنٹی بند کردی جائے اور اس کا خاص اہتمام رکھنے کی عادت ڈالی جائے؛ لیکن اگر اتفاق سے گھنٹی بند کرنا بھول گیا اور دورانِ نماز گھنٹی بجنے لگی تو عمل قلیل کے ذریعہ (ایک ہاتھ سے جیب میں رکھے رکھے) موبائل بند کردینا چاہیئے، اس سے نماز میں کوئی خرابی نہ آئے گی۔ موبائل بند کرنے کے لئے نماز کو توڑنے کی ضرورت نہیں ہے، اگر موبائل بند نہیں کیا اور گھنٹی بجتی رہی تو نماز تو درست ہوجائے گی؛ لیکن مسلسل گھنٹی بجتے رہنے دینا دوسرے نمازیوں کے لئے سخت ناگواری اور خود اپنی نماز کے خشوع وخضوع میں خلل آنے کا باعث ہے۔

واشار بالاکل والشرب الیٰ ان کل عمل کثیر فھو مفسد واتفقوا علی ان الکثیر مفسد والقلیل لا، لامکان التحرز عن الکثیر دون القلیل الخ. ثم اختلفوا

فيمايعين الكثرة والقلة علىٰ اقوال: احدها ما اختاره العامة كما في الخلاصة والخانية ان كل عمل لايشك الناظر انه ليس في الصلاة فهو كثير وكل عمل يشتبه على الناظر انه ليس في الصلاة فهو قليل. قال في البدائع: وهٰذا اصح وتابعه الشارح والوالجي وقال في المحيط انه الاحسن. وقال صدر الشهيد: انه الصواب. (البحر الرائق كراچی ۱۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل میں گھنٹی کی جگہ اذان یا قرآنی آیات وغیرہ فیڈ کرنا

سوال: کسی شخص کا اپنے موبائل کی رنگ ٹون میں اذان یا آیت قرآنی یا نعت وغیرہ کو لگانا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : رنگ ٹون کا مقصد اس بات کی اطلاع دینا ہے کہ کوئی شخص آپ سے بات کرنے کا متمنی ہے، گویا یہ دروازہ پر دستک دینے کے حکم میں ہے، اس اطلاعی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے قرآنِ پاک کی آیات یا اذان کی آواز کو استعمال کرنا بے محل ہے، بلکہ ایک درجہ میں اس سے ان مقدس کلمات کی توہین کا پہلو بھی نکلتا ہے، اسی بناء پر حضرات فقہاء نے اس طرح کے مقاصد میں کلماتِ ذکر کا استعمال ناجائز قرار دیا ہے، لہٰذا موبائل کی رنگ ٹون میں اذان، آیاتِ قرآنی اور نعت وغیرہ فیڈ کرنا درست نہیں، علاوہ ازیں بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی استنجاء خانہ میں موبائل لے کر جاتا ہے اور وہیں کال آنے پر قرآن کی آیت کی آواز آنی شروع ہو جاتی ہے، اس میں بھی اہانت کا پہلو نکلتا ہے، اس سے بہر حال احتراز لازم ہے، موبائل میں صرف سادہ گھنٹی کی آواز ہی لگانی چاہئے۔

ويكره ان يقرأ في الحمام لانه موضع النجاسات ولا يقرأ في بيت الخلاء كذا في فتاوىٰ قاضي خان. (هنديه ۳۱٦/۵) **وكذا قولهم بكفرهٖ إذا قرأ القرآن في معرض كلام الناس كما اذا اجتمعوا فقرأ "جمعنا هم جمعاً". وله نظائر كثيرة في الفاظ التكفير، كلها ترجع الى قصد الاستخفاف بهٖ قال قاضي خان: الفقاعي اذا**

قال عند فتح الفقاع صل علی محمد قالوا یکون اثماً. (الاشباه والنظائر ٥٣ مکتبه دارالعلوم دیوبند، مستفاد: امداد الفتاویٰ ٢٤٩/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کی ٹون میں گانے وغیرہ بھرنا

سوال: کسی شخص کا اپنے موبائل کی رنگ ٹون میں گانے، باجے اور میوزک کو لگائے رکھنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل کی رنگ ٹون میں گانے بجانے اور میوزک لگانا ہرگز جائز نہیں؛ بلکہ سخت گناہ ہے۔

فی الحدیث الشریف: صوتان ملعونان فی الدنیا والاٰخرة مزمار عند نعمة، ورنّة عند مصیبة. (الترغیب والترهیب ١٨٤/٤) **واستماع ضرب الدف والمزمار وغیر ذلك حرام.** (شامی زکریا ٥٦٦/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل سے گانا سننا

سوال: بذریعہ موبائل بغیر تصویر کے گانا سننا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: گانا سننا بہرحال گناہ ہے خواہ تصویر کے ساتھ ہو یا بلا تصویر، موبائل سے ہو یا کسی اور آلہ سے۔

فی الحدیث: "من جلس الی قینة یسمع منها صبّ فی اذنه الاٰنك یوم القیامة". (قرطبی ٥٠/٧ پ ٢١) **واستماع ضرب الدف والمزمار وغیر ذلك حرام.** (شامی زکریا ٥٦٦/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کی جوابی رنگ ٹون میں گانا فیڈ کرنا

سوال: اگر زید بذریعہ موبائل رابطہ قائم کرے؛ لیکن درمیانِ رابطہ عمر کے موبائل کی گھنٹی بجتے ہی زید کے موبائل میں گانے کی آواز سنائی دینے لگے تو کیا ایسی صورت میں زید کے لئے جائز ہے کہ وہ عمر سے رابطہ کو برقرار رکھے اور خود گناہ میں مبتلا ہو، اور کیا عمر کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے موبائل

میں اس طور پر گانے کو سیٹ کرے کہ جس کے ذریعہ دوسرے لوگ گناہ میں مبتلا ہوں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل میں ایسا پروگرام فیڈ کرنا کہ رابطہ کرنے والے کو گھنٹی کے بجائے گانا سنائی دے قطعاً جائز نہیں، یہ نہ صرف گناہ بلکہ گناہ کی تبلیغ ہے، البتہ اگر کسی شخص کو ایسے آدمی سے رابطہ کی ضرورت پڑے جس نے موبائل میں گانا فیڈ کر رکھا ہو اور اس بنا پر رابطہ کرنے والا بلا ارادہ مجبوراً گانے کی آواز سن لے تو وہ گنہگار نہ ہوگا۔

عن ابی امامة عن النبي ﷺ قال: ان اللّٰه عز وجل بعثني رحمة وهدیً للعٰلمين. امرني ان امحق المزامير والكفاء ات يعني البرابط والمعازف والأوثان التي كانت تعبد في الجاهلية. (مسند امام احمد بن حنبل ۲۵۷/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل پر فلم دیکھنا؟

سوال: بذریعہ موبائل فلم دیکھنا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: فلم دیکھنا بہر حال ناجائز اور حرام ہے خواہ موبائل پر دیکھے یا کسی اور جگہ۔

قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ﴾ (الانعام، فتاویٰ محمودیہ ۱۲۶/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل پر کرکٹ میچ دیکھنا

سوال: بذریعہ موبائل کرکٹ میچ دیکھنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بذریعہ موبائل وغیرہ کرکٹ میچ دیکھنا تضیع وقت اور لغو کام ہے، بسا اوقات اس میں گناہ بھی شامل ہو جاتا ہے؛ کیوں کہ میچ کے درمیان فحش تصاویر اور اشتہارات بھی دکھائے جاتے ہیں جن سے نظر بچانا نہایت مشکل ہے، لہٰذا اس سے حتیٰ الامکان احتراز لازم ہے۔

عن ابی هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من

حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه. (شعب الإیمان حدیث : ٤٩٨٧، مستفاد : امداد الفتاویٰ ٢٥٧/٤، فتاویٰ رحیمیه ٣٢٦/١٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل پر گیم کھیلنا

سوال: بذریعہ موبائل گیم کھیلنا کیسا ہے ؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل کے ذریعہ گیم کھیلنا اپنے قیمتی وقت کوضائع کرنا اورلایعنی کام ہےاس سے احتراز لازم ہے۔

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ **قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه".** (شعب الإیمان حدیث : ٤٩٨٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل سے دینی بیانات وغیرہ سننا

سوال: بذریعہ موبائل دینی بیانات یانعت شریف وغیرہ کاتصویر کے ساتھ یابغیرتصویر کے سننا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بذریعہ موبائل دینی بیانات اورنعتیہ نظموں وغیرہ کا سننا جائز ہے بشرطیکہ اس میں تصاویر، میوزک اورعورتوں کی آواز نہ ہو۔ نیز قوالیوں کا سننا بھی جائز نہیں ہے۔

(مستفاد: امدادالفتاویٰ ۲۴۹/۵، کفایت المفتی ۲۰۷/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کی اسکرین پر اللہ اور رسول کا نام لکھنا؟

سوال: کسی شخص کا اپنے موبائل کی اسکرین میں اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کوقرآن کی آیتوں کو یا کعبہ ومدینہ وغیرہ مقاماتِ مقدسہ کی تصویر کورکھنا شرعاً کیسا ہے، اوراس کو لے کراستنجاء وبیت الخلاء میں جانا یاپائجامہ کی جیب میں رکھنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل کی اسکرین پر اللہ اورپیغمبروں کا نام یاقرآنی آیات وغیرہ لکھنا فی نفسہٖ درست ہے؛ لیکن ان آیات وغیرہ کے ظاہر ہونے کی حالت میں اسے استنجاء میں لے جانا

درست نہیں، ایسی جگہوں پر جانے سے پہلے موبائل کو بند کر دینا چاہئے؛ تاکہ ان مقدس کلمات کی بے ادبی نہ ہو، اسی طرح جس موبائل کی اسکرین پر اللہ اور پیغمبر علیہ السلام کا نام واضح ہو اس کو پاجامہ یا پینٹ کی جیب میں رکھنا بھی بے ادبی ہے۔

فلو نقش اسمه تعالىٰ أو اسم نبيه ﷺ استحب ان يجعل الفص فی كمه إذا دخل الخلاء. (شامی زکریا ۵۱۹/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل میں قرآنِ کریم اور احادیثِ شریفہ وغیرہ محفوظ کرنا

سوال: کسی شخص کا اپنے موبائل میں قرآن وحدیث یا ادعیہ ماثورہ کو تحریری شکل میں محفوظ کرنا کیسا ہے؟ اور اس کو لے کر استنجاء و بیت الخلاء اور دیگر مقاماتِ نجسہ وخبیثہ جیسے رقص کے اڈے اور فلم تھیٹر وغیرہ میں جانا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل میں قرآن وحدیث اور ادعیہ ماثورہ وغیرہ محفوظ کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ اگر انہیں کھول کر چلایا جا رہا ہو تو اس حالت میں بیت الخلاء اور استنجاء وغیرہ میں اس موبائل کو لے جانا سخت بے ادبی شمار ہوگا؛ تاہم موبائل اگر بند ہے یا وہ پروگرام بند ہے جس میں آیت وغیرہ محفوظ ہیں تو بند ہونے کی حالت میں موبائل کو استنجاء وغیرہ میں لے جانا منع نہیں۔

فلو نقش اسمه تعالىٰ او اسم نبيه صلى الله عليه وسلم استحب ان يجعل الفص فی كمه إذا دخل الخلاء. (شامی زکریا ۵۱۹/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کے ذریعہ تصویر کشی

سوال: بذریعہ موبائل کسی جاندار کی تصویر لینا شرعاً کیسا ہے؟ اور مزید یہ کہ اس کو اپنے موبائل میں محفوظ کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟ اور جاندار کی تصویر کو محفوظ کر کے حالت نماز میں اپنے پاس رکھنے سے اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل کے ذریعہ تصویر کھینچنا اور محفوظ کرنا اکثر علماء کے نزدیک ناجائز ہے، لیکن چوں کہ یہ تصاویر موبائل میں اس طرح محفوظ ہوتی ہیں کہ پروگرام کھولے بغیر وہ نظر نہیں

آتیں، اوراگرانہیں اسکرین پرظاہرکیا جائے تو وہ بہت چھوٹی اور بسااوقات غیر واضح ہوتی ہیں اور موبائل کے جیب وغیرہ میں ہونے کی وجہ سے ڈھکی رہتی ہیں، اس لئے ایسے موبائل کو رکھنے کے باوجودنماز درست ہوجائے گی۔

لاتمثال انسان او طیر لحرمة تصویر ذی روح. (شامی زکریا ۵۱۹/۹) **لو کان علی خاتم فضة تماثیل لایکره ولیس کتماثیل فی الثیاب فی البیوت لانه صغیر.**

(شامی زکریا ۵۲۰/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیمرے والاموبائل خریدنا

سوال : ایسے موبائل کاخریدنا جس میں کیمرہ ہوکیاحکم رکھتاہے؟ جب کہ بغیر کیمرہ والے موبائل سے بھی مقصود موبائل حاصل ہوسکتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : کیمرے والے موبائل سے چوں کہ ایسے مناظر کی تصویرکشی بھی کی جاسکتی ہے جہاں کوئی جاندارنہ ہو، اس لئے کیمرے والے موبائل کوخریدنا مطلقاً ناجائزنہیں کہا جائے گا؛ بلکہ اس کا ناجائز استعمال ہی ناجائز ہوگا،یعنی موبائل سے جاندار کی تصویر کھینچنا ہی منع ہوگا۔

الأمور بمقاصدها. (الاشباہ والنظائر ۵۳ دارالعلوم دیوبند، امداد الفتاویٰ ۲۴۹/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسافرکامسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنا

سوال : مسافرمثلاًکسی مدرسہ کاسفیریامبلغ وغیرہ اگربضرورت مسجد میں ٹھہریں توان لوگوں کامسجد کی بتی سے اپنے موبائل کوچارج کرنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : مسجد کی بجلی سے موبائل کوچارج کرنے کے بعدکچھ رقم مسجد کے فنڈ میں جمع کردینی چاہئے کیوں کہ مسجد کی بجلی سے ایک زائد ذاتی ضرورت پوری کی گئی ہے اس لئے اس کامعاوضہ مسجد میں جمع کرنا چاہئے۔

وتجب القيمة فی القيمی يوم غصبه اجماعاً. (در مختار مع الشامی ۵۶۷/۹)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایئرپورٹ وغیرہ پر موبائل چارج کرنا

سوال: اگر کوئی شخص کسی مسافر کو لینے کے لئے یا رخصت کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن یا ایر پورٹ یا بس اڈے وغیرہ پہنچے، درانحالیکہ اس کا ارادہ سفر کرنا نہیں ہے تو ایسے شخص کا ریلوے اسٹیشن یا ایر پورٹ یا بس اڈے وغیرہ کی بجلی سے فائدہ اٹھا کر اپنے موبائل کو چارج کرنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: ریلوے اسٹیشن، ایر پورٹ وغیرہ کی بجلی سے موبائل چارج کرنے میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ یہاں جو لوگ بھی آتے ہیں خواہ سفر کے ارادے سے آئیں یا مسافر کو رخصت کرنے یا ان کا استقبال کرنے کے ارادے سے آئیں سب کو بلاامتیاز وہاں کی بجلی سے انتفاع کی اجازت ہے۔

مستفاد: ولكل سقى ارضه من بحر اونهر عظيم كدجلة والفرات ونحوهما لان الملك بالاحراز ولا احراز لان قهر الماء يمنع قهر غيره. (در مختار ۱۳/۱۰) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محلّہ والوں کا مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنا

سوال: مقیم شخص کا مسجد کی بجلی سے اپنے موبائل کو چارج کرنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مقیم شخص کا مسجد کی بجلی سے موبائل چارج کرنا درست نہیں ہے اگر چارج کیا تو عوض ادا کرنا ضروری ہے۔

ولا يحمل الرجل سراج المسجد الى بيته. (هنديه ۱۱۰/۱) **وتجب القيمة فی القيمی يوم غصبه اجماعاً.** (در مختار مع الشامی زكريا ۵۶۷/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

معتکف کا مسجد میں موبائل چارج کرنا

سوال: معتکف کا مسجد کی بجلی سے اپنے موبائل کو جارج کرنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: معتکف شخص مسجد کی بجلی سے ضرورۃً موبائل چارج کرسکتا ہے؛ لیکن احتیاطاً اس کو بجلی کا عوض مسجد میں داخل کرنا چاہئے۔

مستفاد: ان اراد انسان ان یدرس الکتاب بسراج المسجد ان کان سراج المسجد موضوعاً فی المسجد للصلاۃ قیل لابأس به وان کان موضوعاً لا للصلاۃ بان فرغ القوم من صلاتهم وذهبوا الی بیوتهم وبقی السراج فی المسجد قالوا لابأس بان یدرس به الی ثلث اللیل وفیما زاد لایکون له حق التدریس کما فی فتاویٰ قاضی خان. (هندیه ۲/۴۵۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل میں بلا اجازت گفتگو ٹیپ کرنا

سوال: بذریعہ موبائل بلا اجازت کسی کی گفتگو کو ٹیپ کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عام حالات میں بلا اجازت موبائل میں کسی کی گفتگو ٹیپ کرنا جائز نہیں؛ کیوں کہ پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ''مجلسوں میں کہی گئی بات امانت ہے'' اور ٹیپ کرنے کی وجہ سے یہ امانت محدود نہ رہ سکے گی؛ بلکہ اس کے دوسروں تک پہنچنے کا عین امکان ہے۔

عن جابر بن عبد اللّٰه عن النبی ﷺ قال: اذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فهی امانة. (ترمذی ۲/۱۷) **وقال محشیه: قوله ثم التفت: یعنی اذا حدث احد عنده حدیثا ثم غاب صار حدیثه امانة عندك لایجوز اضاعتها والخیانة فیها بافشائها.** (حاشیه الترمذی ٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کے میسج ذریعہ طلاق؟

سوال: اگر کوئی شخص بذریعہ موبائل میسج اپنی بیوی کو طلاق دے تو اس کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل کے ذریعہ طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے، جب کہ شوہر اس کا اقرار کرے کہ موبائل میں میں نے ہی طلاق بھیجی ہے۔

مستفاد: ولو كتب على وجه الرسالة والخطاب كأن يكتب يافلانة إذا اتاكِ كتابى هٰذا فانت طالق، طلقت بوصول الكتاب. (الدر مع الشامی زکریا ٤/٤٥٦)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

معتکف کا موبائل کے ذریعہ تجارتی معاملہ کرنا

سوال: کسی معتکف کا حالت اعتکاف میں بذریعہ موبائل تجارت کرنا کیسا ہے؟ آیا اس کی یہ تجارت منعقد ہوجائے گی یانہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: حالت اعتکاف میں بذریعہ موبائل تجارت کرنے سے بیع تو منعقد ہوجائے گی؛ لیکن بہتر یہی ہے کہ مسجد میں ایسے دنیوی امور سے احتراز رکھا جائے اوراسے ہر وقت کا مشغلہ نہ بنایا جائے۔

قوله: اكله وشربه ونومه ومبايعته فيه يعنى يفعل المعتكف هٰذهٖ الاشياء فى المسجد. واراد بالمبايعة البيع والشراء وهو الايجاب والقبول واما إذا اراد ان يتخذ ذلك متجراً فإنه مكروه وان لم يحضر السلعة واختاره قاضى خان فى فتاواه، ورجحه الشارح لإنه ينقطع إلى اللّٰه تعالىٰ فلا ينبغى له ان يشتغل بامور الدنيا. (البحر الرائق کراچی ٢/٣٠٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرض خواہ کے تقاضے سے بچنے کے لئے موبائل کو خاص طریقہ سے بند کرنا

سوال: اگرکوئی قرض دار، قرض خواہ کے تقاضہ سے بچنے کے لئے قرض خواہ کے نمبر کے ساتھ اپنے موبائل کواس طور پر بند کردے کہ اگرقرض خواہ قرض دار سے رابطہ قائم کرنا چاہے تو اسے قرض دار کے موبائل کا بند ہونا یا آؤٹ آف کوریج ہونا یا نمبر کا بزی ہونا سنائی دے، حالاں کہ حقیقت میں موبائل نہ بند ہونہ آؤٹ آف کوریج میں ہونہ نمبر بزی ہوتو ایسا کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے یانہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا شرعاً ظلم ہے، اس کے لئے جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے گا وہ درست نہ ہوگا، لہٰذا قرض خواہ کو پریشان کرنے کی غرض سے موبائل کو اس طرح سیٹ کرنا کہ قرض خواہ کا رابطہ نہ ہوسکے درست نہیں ہے، اگر مہلت کی ضرورت ہو تو صاحب معاملہ سے پوری بات کر کے مہلت لے لے۔

عن ابن عمر رضي الله عنه **قال: قال رسول الله** صلى الله عليه وسلم: **مطل الغني ظلم.** (مسلم شريف ۱۸/۲، مسند احمد ۷۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل پر بیجا بات کرنا

سوال: اگر ایک ہی کمپنی کے دو موبائل دو الگ الگ آدمیوں کے پاس ہوں اور یہ دونوں اپنے ایک ہی کمپنی کے موبائل سے جتنی دیر چاہے مفت بات کر سکتے ہیں، تو ایسی صورت میں یہ دونوں کتنی دیر تک بات کر سکتے ہیں؟ آیا بقدر ضرورت پر اکتفاء کریں یا ضرورت سے زائد بے جا گفتگو بھی کر سکتے ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: جب کمپنی نے یہ سہولت دے رکھی ہے کہ اس کے موبائل پر جتنی دیر تک چاہیں باتیں کر سکتے ہیں تو شرعاً معاملے کے اعتبار سے باتیں کرنے میں وقت کی کوئی تحدید نہیں کی جائے گی، البتہ گپ شپ اور بلا ضرورت جھک بازی کسی بھی حال میں درست نہیں، خواہ موبائل پر ہو یا موبائل کے بغیر۔

عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه **قال: نهىٰ رسول الله** صلى الله عليه وسلم: **عن قيل وقال وكثرة السؤال واضاعة المال.** (بخاري شريف حديث: ٦٤٧٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کے ذریعہ گھنٹی بجا کر پریشان کرنا

سوال: اگر زید عمرو کے موبائل سے رابطہ قائم کرنے کے لئے ڈائل کرے پھر فوراً ایک دو گھنٹی بجنے کے بعد بند کردے تاکہ اس کو پریشان کرے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل کی گھنٹیاں بجا کر کسی کو پریشان کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده. (بخاری شریف ۱/۶، مستفاد: معارف القرآن ۶/۳۸۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل پر مس کال کرنا

سوال: کسی کے موبائل پر اس لئے مس کال کرنا کہ وہ فون ملائے اور مس کال کرنے والے کا خرچہ نہ ہو کیسا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مس کال کرنے کے سلسلہ میں قدرے تفصیل ہے، اگر وہ شخص جس کو مس کال کی جارہی ہے اس سے بے تکلفی ہے یا یہ علم ہے کہ وہ جب خود کال ملائے گا تو اسے کوئی ناگواری نہیں ہوگی تو ایسے شخص کو مس کال کرنے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگر کسی اجنبی شخص یا ایسے شخص کو مس کال کی جائے جسے خود کال کرنے میں ناگواری ہو تو یہ عمل درست نہیں۔

قوله تعالیٰ: اوصدیقکم. (الآیه) ثم ان نفی الحرج فی الاکل المذکور مشروط بما اذا علم الأکل رضا صاحب المال باذن صریح او قرینة لانه تخیص هؤلاء لاعتیاد البسط بینهم. (روح المعانی ۱۰/۳۲۳ زکریا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کے ذریعہ دوستی گانٹھنا

سوال: موبائل کی بعض کمپنیاں (Ekcall-ایک کال) کے نام سے میسیج بھیجتی رہتی ہیں جس میں وہ اپنے کسٹومروں کو ایک مخصوص نمبر فراہم کرتی ہیں تاکہ وہ اس نمبر پر ڈائل کر کے کچھ نئے دوستوں سے اپنی جان پہچان کرالیں، جس میں کبھی مردوں سے جان پہچان ہوتی ہے تو کبھی عورتوں سے، تو کیا کسی کے لئے جائز ہے کہ وہ اس مخصوص نمبر پر ڈائل کر کے نئے دوستوں مثلاً مردوں یا عورتوں سے اپنی جان پہچان کرائے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْق: اجنبی مردوں سے بلاوجہ دوستی قائم کرنا وقت کی بربادی اور لایعنی مشغلہ ہے اور اجنبی لڑکیوں سے موبائل وغیرہ کے ذریعہ دوستی کرنا شرعاً حرام ہے اور بدترین معصیت تک پہنچانے والا ہے۔

قوله: إن صوتها عورة هو ما في النوازل وجرىٰ عليه ما في المحيط والكافي حيث عللا عدم جهرها بالتلبية بأن صوتها عورة. (طحطاوی علی المراقی اشرفی ۲۴۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کی خرید وفروخت اور ''ڈاؤن لوڈنگ'' کا حکم

سوال: آج کل موبائل کی خرید وفروخت، اس کی Ripearing (رپیرنگ) اور Doun Loding (پروگرام ادھر سے ادھر بھیجنا) بہت تیزی سے پھیل رہا ہے، اس میں کیمرہ موبائل بھی ہوتے ہیں اور ''اسکرین سیور'' پر کبھی خوبصورت مناظر، کبھی فلمی اداکاروں کی نیم عریاں تصویریں، اسی طرح ٹون (ساؤنڈ) میں مختلف گانے اور میوزک وغیرہ ہوتی ہیں، گاہک فرمائش کرتے ہیں کہ ہمارے موبائل پر فلاں تصویر بھیج دیں اور فلاں گانے کی میوزک لوڈ کردیں۔ اس مسئلہ میں دریافت یہ ہے کہ اس صورت میں موبائل کی Ripearing (رپیرنگ) اور خرید وفروخت نیز اس کی دوکان لگانا اور اجرت کے عوض یہ سب کام کرنا شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْق: موبائل کی خرید وفروخت اور اس کی مرمت اور اس میں ایسے پروگرام ڈالنا جو مفید ہوں نیز ان میں شرعی کوئی قباحت نہ ہو تو فی نفسہ درست ہے، اور اس طرح کے عمل پر نفع اور اجرت لینا بھی جائز ہے؛ لیکن موبائل میں گانے کی آوازوں، اسی طرح فحش تصاویر کی ڈاؤن لوڈنگ کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے، اور اس طرح کی ڈاؤن لوڈنگ پر اجرت لینا بھی ناجائز ہے، اور اس کی آمدنی ناجائز ہے۔

ولایجوز الاستیجار علی الغناء والنوح وکذا سائر الملاهی، لانه استیجار علی المعصیة والمعصیة لاتستحق بالعقد. (هدایه ۳/۳۰۳) **ولا لاجل المعاصي مثل**

الغناء والنوح والملاهی. (شامی زکریا ۷۵/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کے ذریعہ تصویری میسج بھیجنا

سوال: کسی شخص کا دوسرے کو اس کی طلب پر یا اس کے طلب کئے بغیر ہی تصویر والے میسج کا بھیجنا کیسا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: جانداروں کی تصویر والے میسج کا بھیجنا ناجائز ہے۔

قلت: وقدمنا ثمه معزیا للنهر ان ما قامت المعصیة بعینهٖ یکره بعه تحریماً والا فتنزیهاً. (شامی زکریا ۵۶۱/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اجنبی لڑکے لڑکی کا میسج کے ذریعہ گفتگو کرنا

سوال: کسی لڑکے کا اجنبی لڑکی سے بذریعہ میسج گفتگو کرنا کیسا ہے؟

الجواب وَبـاللّٰـهِ التَّوْفِیْق: میسج پر گفتگو بھی آمنے سامنے گفتگو کی مانند ہے، اس لئے جس طرح اجنبی لڑکی سے بالمشافہہ گفتگو منع ہے، اسی طرح میسج کے ذریعہ بھی گفتگو جائز نہیں۔

ولا یکلم الاجنبیة الا عجوزاً او سلمت. (شامی زکریا ۵۰۳/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حالت طواف وسعی کے درمیان موبائل پر بات چیت کرنا

سوال: کسی شخص کا حالت طواف یا صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے بذریعہ موبائل گفتگو کرنا یا کسی کے کال کا جواب دینا کیسا ہے؟

الجواب وَبـاللّٰـهِ التَّوْفِیْق: موبائل پر ضروری گفتگو کرنے سے طواف یا سعی میں کوئی خرابی نہیں آتی، البتہ بہتر یہ ہے کہ بلاضرورت کسی طرح کی گفتگو نہ کی جائے، اور طواف وسعی کے درمیان ذکر واذکار میں مشغول رہا جائے۔

واما کراهة الکلام فالمراد منه فضوله الا ما یحتاج الیه بقدر الحاجة. (فتح القدیر ۲۹۵/۲، مستفاد از: انوار مناسک ۴۴۱ و ۵۷۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کے ذریعہ فلم یا گانا بھیجنا

سوال : کسی شخص کا اپنے موبائل سے دوسرے کے موبائل میں (Tooth Blue) یا (Infrared) کے ذریعہ فلم یا گانا بھیجنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : ایک موبائل سے دوسرے موبائل میں فلم یا گانا بھیجنا شرعاً ناجائز اور سخت گناہ ہے۔

استماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام. (شامی زکریا ۵٦٦/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کے ریچارج میں غلطی

سوال : اگر کسی نے اپنے موبائل میں پیسے ریچارج کرائے (ڈلوائے) لیکن نمبر غلط مل جانے کی وجہ سے وہ پیسہ کسی دوسرے کے موبائل میں چلے گئے، تو ایسی صورت میں ریچارج کروانے والے کے لئے حق مطالبہ حاصل ہے یا نہیں؟ اور جس کے موبائل میں غلطی سے پیسے آگئے ہیں ایسا شخص کیا کرے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : جو پیسے غلطی سے دوسرے کے موبائل میں چلے جائیں تو ریچارج کرانے والے کو اس کی واپسی کے مطالبہ کا حق حاصل ہے، اور موبائل والے پر لازم ہے کہ یا تو وہ اتنے زائد پیسے جو اس کی طرف آئے ہیں اسے واپس کرے، یا کم از کم کمپنی کے ذریعہ زائد رقم اپنے موبائل سے نکل وادے۔

ومنها لو ابتلعت دجاجة لؤلؤة ينظر إلى اكثرهما قيمة فيضمن صاحب الاكثر قيمة الاقل. (الاشباہ والنظائر ١٤٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز سے قبل موبائل بند کرنے کا اعلان کرنا

سوال : بعض مساجد میں ائمۂ کرام اقامت اور نماز کے درمیان صفوں کو درست کرنے کے اعلان کے ساتھ ساتھ موبائل بند کرنے کا بھی اعلان کرتے ہیں، یہ شرعی نقطہ نظر سے کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : چوں کہ موبائل کا استعمال اب بہت عام ہوگیا ہے اس لئے ضرورت کی بناء پر جماعت شروع ہونے سے پہلے موبائل بند کرنے کا اعلان نہ صرف جائز بلکہ مناسب ہے، تاکہ دورانِ نماز موبائل کی گھنٹی بجنے سے نماز میں خلل واقع نہ ہو۔

تتمة: بقی من المکروهات اشیاء اٰخر ذکرها فی المنیة وغیرها منها الصلاة بحضره ما یشغل البال ویخل بالخشوع. (شامی زکریا ۴۲۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عمل قلیل اور عمل کثیر کی تعریف

سوال : عمل قلیل اور عمل کثیر کیا ہے؟ اس کی وضاحت فرمائیں، اور مزید یہ کہ نمازی اگر نماز کے دوران بیل بجنے پر جیب سے موبائل نکال کر بند کرے، پھر اس کو جیب میں رکھے تو یہ عمل عملِ قلیل میں شمار ہوگا یا عمل کثیر میں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : عمل قلیل اور عمل کثیر کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ راجح یہ ہے کہ اس عمل کو کرنے سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ آدمی نماز میں نہیں ہے، وہ عمل کثیر ہے۔ اور جو اس سے کم درجہ کا عمل ہو، وہ عمل قلیل ہے۔ لہٰذا اگر جیب میں رکھے رکھے بند کردیا تو یہ عمل قلیل کہلائے گا اور اگر جیب سے نکال کر بٹن وغیرہ دیکھ کر بند کیا تو یہ عمل کثیر کہلائے گا۔

ان کل عمل لایشك الناظر انه لیس فی الصلاة فهو کثر و کل عمل یشتبه علی الناظر انه لیس فی الصلاة فهو قلیل. (البحر الرائق کراچی ۱۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خواص کے لئے کیمرے والے موبائل کا استعمال

سوال : خواص مثلاً علماء، طلبہ، اساتذہ، مفتیان، ائمہ، مؤذنین اور حفاظ کے لئے کیمرے والے موبائل کا رکھنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : اصل حکم تو یہی ہے کہ کیمرے والے فون سے گفتگو کرنا حرام نہیں ہے؛ بلکہ اس کا غلط استعمال ہی ناجائز ہے، لیکن علماء، ائمہ اور مقتدایانِ دین کے لئے تہمت سے بچنے کی غرض سے احتیاط اسی میں ہے کہ وہ کیمرے والے موبائل کے بجائے سادہ موبائل استعمال کریں۔

الامور بمقاصدها. (الاشباہ والنظائر ۵۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میوزک والے موبائل کی خرید وفروخت

سوال : کسی شخص کے لئے اپنے موبائل کا خریدنا یا بیچنا یا استعمال کرنا جس کی گھنٹیاں خالص میوزک ہی میوزک ہوں اور مزید یہ کہ اس میں سادی گھنٹی سیٹ کرنا بھی ممکن نہ ہو، شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جس موبائل میں صرف میوزک والی ہی گھنٹی سیٹ ہو اس کی خرید وفروخت مکروہ ہے، اور اس سے میوزک والی گھنٹیاں سننا یا سنانا ناجائز ہے۔

قال ومن كسر بربطاً او طبلاً او مزماراً او دفاً او اراق له سكراً او منصفاً فهو ضامن وبيع هٰذه الاشياء جائز وهٰذا عند ابی حنيفة، وقال ابو يوسف ومحمد لايضمن ولايجوز بيعها. (هدايه ۳۸۸/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآنِ کریم والے موبائل کو بلا وضوء چھونا

سوال : بغیر وضوء کے اپنے موبائل کا چھونا جس میں قرآن کریم یا احادیث شریفہ وغیرہ کو چلایا جارہا ہو کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر موبائل کی اسکرین پر قرآن یا احادیث شریفہ کے حروف دکھائی دے رہے ہوں تو ان حروف پر بلا وضوء ہاتھ رکھنا درست نہیں؛ لیکن اگر یہ پروگرام بند ہو تو ایسے موبائل کو بلا وضوء چھونا منع نہیں۔

يمنع دخول مسجد (الی قوله) ومسه ای القرآن ولو فی لوح او درهم او حائط. (شامی زكريا ۴۸۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل پر ہیلو سے گفتگو کا آغاز

سوال: موبائل یا ٹیلی فون پر ہیلو (Helli) سے کلام کا آغاز کرنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : موبائل یا ٹیلی فون پر گفتگو کا آغاز السلام علیکم سے کرنا چاہئے اگر ہیلو وغیرہ کے ذریعہ گفتگو کا آغاز کیا گیا تو یہ سنت کے خلاف ہوگا۔

عن جابر رضی اللہ عنہ **قال: قال رسول الله** صلی اللہ علیہ وسلم**: السلام قبل الكلام.** (ترمذی شریف ۹۰/۲، مستفاد: انوار رحمت ۱۰۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دورانِ درس موبائل پر گفتگو

سوال: زید ایک مدرسہ میں استاذ ہے، دورانِ درس اس کا موبائل بج رہا ہے تو کیا وہ درس روک کر اس کا جواب دے سکتا ہے؟ کیا اس سے اوقاتِ مدرسہ کے تحفظ میں کوتاہی تو نہیں ہے؟ جب کہ موبائل کا جواب دئے بغیر یہ تعیین مشکل ہے کہ فون ضروری ہے یا غیر ضروری؟

اسی طرح زید ایک حفظ کا مدرس ہے، طالب علم کا قرآن سن رہا ہے، درمیان میں موبائل کی گھنٹی بجی تو قرآن سنانے والے طالب علم کی تلاوت روک کر موبائل کا جواب دیا یا تلاوت جاری ہے اور یہ اپنے موبائل میں بات کرے؟ کیا اس سے منع عن ذکر اللہ والی بات لازم آئے گی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : موبائل پر گفتگو کرنا بھی آمنے سامنے گفتگو کرنے کے مانند ہے، بہتر یہ ہے کہ مدرسہ کے اوقات میں بالخصوص درس کے دوران موبائل پر گفتگو نہ کی جائے، اور موبائل کو بند رکھا جائے؛ البتہ اگر کوئی نہایت ضروری گفتگو کرنی ہو تو اس میں حد درجہ اختصار سے کام لیا جائے، خاص کر مدرسین حفظ کو اس کا زیادہ اہتمام رکھنا چاہئے، اور جب بچے سبق سنا رہے ہوں تو مدرسین کو موبائل پر یا کسی دوسرے شخص سے بات میں مشغول نہیں رہنا چاہئے، اس لئے کہ قرآن پاک میں تلاوت کے وقت خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ.﴾

(الاعراف ۲۰۴، معارف القرآن ۱۶۱/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کی رنگ ٹون میں چڑیا کی آواز

سوال: موبائل کی رنگ ٹون کسی چڑیا یا جانور کی آواز ہے تو کیا یہ بھی میوزک میں داخل ہے؟ اور

موبائل کی سادہ (جو میوزک میں شمار نہ ہو) رنگ ٹون کی تعیین کیسے کی جائے؟ کیا لینڈ لائن فون کی رنگ سادہ ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: چڑیا یا جانور کی آواز میوزک میں داخل نہیں ہے، سادہ رنگ ٹون وہ کہلاتی ہیں جن میں گانا، ساز یا میوزک وغیرہ جیسی چیزوں کا استعمال نہ ہو، لینڈ لائن فون کی بھی رنگ سادہ کہلاتی ہے جس میں ساز وغیرہ نہ ہو۔

تنبیہ: عرّف القهستانی الغناء بانه ترديد الصوت بالالحان فی الشعر مع انضمام التصفيق المناسب لها. (شامی ۹/۵۰۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نمازی کا بجتا ہوا موبائل بلا اجازت بند کرنا

سوال: زید اپنا موبائل سامنے رکھ کر نماز پڑھ رہا ہے، دورانِ نماز موبائل کی رنگ ہو رہی ہے، تو کیا پاس بیٹھا آدمی (جو نماز نہیں پڑھ رہا ہے) اس موبائل کو بند کر سکتا ہے؟ کیا اس صورت میں بلا اجازت غیر کی ملکیت کو استعمال کرنے کا جرم ہوگا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل کی گھنٹی بجنے سے چوں کہ زید کی نماز میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے اس لئے پاس میں بیٹھے ہوئے شخص کو موبائل بند کر دینا بلا شبہ جائز ہے، یہ غیر کی ملکیت میں تصرف نہیں؛ بلکہ ایک طرح سے اس کے ساتھ ہمدردی اور تعاون ہے؛ تاکہ اس کی نماز میں خلل نہ پڑے۔

مستفاد: واذا ذبح اضحية الغير ناوياً مالكها بغير امره جاز ولا ضمان عليه و هٰذا استحسان لوجود الاذن دلالة كما فى البدائع. (شامی زکریا ۹/ ۴۷۸)

وبقی من المكروهات اشياء اٰخر ذكرها فى المنية، ونور الايضاح وغيرهما منها الصلاة بحضرة ما يشغل البال ويخل بالخشوع. (شامی زکریا ۲/ ۴۲۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تصویر والا موبائل سامنے رکھ کر نماز پڑھنا

سوال: زید اپنا موبائل سامنے رکھ کر نماز پڑھ رہا ہے، موبائل کا اسکرین سیور کوئی تصویر ہے،

دورانِ نماز وہ اسکرین والی تصویر موبائل پر آ گئی، تو کیا اسے تصویر کے سامنے نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے گا؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل کی اسکرین پر اگر ذی روح کی تصویر نمایاں ہے تو اس موبائل کو سامنے رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، مگر نماز درست ہو جائے گی۔

ولبس ثوب فيه تماثيل ذی روح وان يكون فوق رأسه او بين يديه او بحذائه يمنة ويسرة او محل سجوده. (شامی زکریا ۲/۴۱۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کے ذریعہ چاند کی گواہی

سوال: چاند کی گواہی کسی معتبر آدمی کے موبائل سے بطور میسج (Message) یا آواز سے مل رہی ہے تو کیا اس کو معتبر سمجھا جائے گا؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: بذریعہ موبائل یا فون گواہی تو معتبر نہیں ہو سکتی؛ البتہ موبائل یا فون کے ذریعہ آمدہ خبریں اور اطلاعات اگر استفاضہ کے درجہ تک پہنچ جائیں یعنی ان کا جھٹلانا ممکن نہ ہو تو ایسی خبروں کا اعتبار کیا جائے گا۔ (مستفاد از: جواہر الفقہ ۱/۴۰۲، انوار رحمت ۵۴۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل پر آیت سجدہ سننا

سوال: زید عمرو سے موبائل سے گفتگو کر رہا ہے، زید کے پاس میں بیٹھا آدمی سجدہ کی آیت تلاوت کر رہا ہے جو عمرو کو سنائی دے رہی ہے، تو کیا عمرو پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا؟ موبائل سے آنے والی آواز کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: صورتِ مسئولہ میں عمر پر سجدۂ تلاوت واجب ہے، کیوں کہ موبائل سے آنے والی آواز کا حکم لاؤڈ اسپیکر کی آواز کے مانند ہے۔

والسماع شرط فی حق غير التالی. (شامی زکریا ۲/۵۷۷، احسن الفتاویٰ ۴/۶۶)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل پر اجنبی عورت سے گفتگو کرنا

سوال : موبائل آفس (CustomerCare) کوفون کرنے پر وہاں ایک عورت فون پر موجود ہے تو کیا اس سے گفتگو کرنے میں کوئی حرج ہے؟ جب کہ بات کوئی اہم نہیں، اس کے بغیر بھی معاملہ حل ہو جائے گا۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : بلا کسی ضرورت کے اجنبی عورت سے بات چیت کی اجازت نہیں؛ لیکن اگر کوئی ضرورت درپیش ہو تو اجنبی عورت سے بقدر ضرورت بات چیت کی گنجائش ہے۔

وصوتها على الراجح عبارة البحر عن الحلية انه الاشبه وفى النهر وهو الذى ينبغى اعتماده. (در مع الشامی ۷۷/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اسکرین پر قرآنی آیت کو بلا وضو چھونا

سوال: موبائل کی اسکرین پر قرآنی آیت ہے، تو کیا بلا وضو اس اسکرین کو چھو سکتے ہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : جس اسکرین پر قرآن کی آیت نمایاں ہو تو اس اسکرین کو بلا وضو چھونا احتیاط کے خلاف ہے۔

ومسه أي القران ولو في لوح أو درهم أو حائط. (شامی زکریا ۴۸۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کو وقت مقررہ سے زائد استعمال کرنا

سوال : تکنیکی غلطی سے ہمارا موبائل وقت سے زائد چل رہا ہے، کمپنی کے قانون کے لحاظ سے ہمارا فون بند ہو جانا چاہیے تھا، مثلاً 15 اکتوبر تک کا اس کا وقت ہے، اس کے بعد اسے بند ہو جانا ہے، مگر اس کے بعد بھی یہ چالو ہے، تو کیا اس کے ذریعہ کال کرنا یا کال کا جواب دینا جائز ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جب آپ کو پہلے سے یہ معلوم ہے کہ فلاں تاریخ تک آپ کی مدت ختم ہو جائے گی، پھر بھی مذکورہ تاریخ پر موبائل فون کی سروس منقطع نہیں ہوئی تو دیانت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ فوراً موبائل کمپنی سے رابطہ کر کے اس تکنیکی غلطی پر اسے مطلع کریں اور مدت کے بعد جس قدر

بھی آپ نے موبائل کا استعمال کیا ہے،اس کی اجرت کمپنی کے کھاتے میں جمع کرادیں۔

عن أبي حرة الرقّاشي عن عمهٖ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: ألا لاتظلموا ألا لایحل مال امرئٍ إلا بطیب نفس منه. (مشکوٰۃ شریف ۲۵۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل میں کسی شخص کی تصویر فیڈ کرنا

سوال: موبائل میں اس طریقہ پر کسی شخص کی تصویر فیڈ کرنا کہ فون آتے ہی بجائے نمبر کے اس شخص کی تصویر آئے، کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل میں اس طرح تصویر فیڈ کرنا کہ فون آتے ہی بجائے نمبر کے اس شخص کی تصویر آئے، درست نہیں ہے۔

لا تمثال انسان او طیر لحرمة تصویر ذی روح. (شامی زکریا ۵۱۹/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل میں کال ویٹنگ سسٹم کرنا

سوال: کال ویٹنگ یعنی اپنے موبائل میں اس طرح سسٹم کردینا کہ باتیں کرتے ہوئے اگر کوئی دوسرا شخص کال ملائے تو اس کو گھنٹی سنائی دے گی؛ لیکن وہ حقیقت میں انتظار کرنے والوں کی صف میں ہوگا، اور اس کو پتہ نہیں ہوگا، تو ایسا کرنے میں یہ کہیں ایذاء رسانی میں تو داخل نہیں ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کال ویٹنگ سسٹم میں کوئی حرج نہیں ہے،اس میں قصداً ایذاء مسلم کا پہلو نہیں پایا جاتا، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص گھر میں کسی کام میں مشغول ہو اور باہر سے آنے والا شخص گھنٹی بجا کر واپس چلا جائے۔

مستفاد: وان اتی دار غیرہ لیستأذن للدخول ثلاثاً، فاذا اذن له دخل والا رجع سالماً عن الحقد والعداوة. (شامی زکریا ۵۹۲/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل میں باتصویر گیم کا ڈاؤن لوڈ کرنا

سوال: بعض وقت موبائل میں گیم کو ڈاؤن لوڈ کیا جاتا ہے اور ان گیموں میں جاندار کی تصویریں

بھی ہوتی ہیں، جیسے کرکٹ گیم وغیرہ، تو ان گیموں کو ڈاؤن لوڈ کر کے کھیلنا کیسا ہے اور اگر گیم میں تصویر کی گنجائش ہے تو کتنے قد تک کے تصویر کی گنجائش ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: موبائل میں مطلق گیم کھیلنا ضیاع وقت ہے، بالخصوص اگر اس میں تصاویر بھی شامل ہوں تو اس کی برائی اور بڑھ جاتی ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔

عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: من حسن اسلام المرء ترکه مالا يعنيه. (شعب الايمان للبيهقى حديث: ٤٩٨٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فون اٹھاتے وقت کیا لفظ استعمال کیا جائے؟

سوال: بعض وقت موبائل میں غلط نمبر والے فون بھی آتے ہیں اور غیر مسلموں کے فون بھی آتے ہیں تو کیا فون اٹھاتے ہی سلام کرنا چاہئے یا پہلے کوئی اشاریہ استعمال کرے جیسے کہے: جی فرمائیے! اور جب جانب آخر کچھ کہے تو سمجھ کر پھر سلام کرے یا جواب دے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: فون پر گفتگو کی ابتداء السلام علیکم سے کرنا بہتر ہے اور اگر فون اٹھاتے وقت یہ معلوم نہ ہو کہ فون کرنے والا مسلمان ہے یا غیر مسلم؟ اور فون اٹھانے والے نے بے خبری میں سلام کر دیا تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ غیر مسلم کو جان بوجھ کر سلام کرنا ممنوع ہے۔

(مستفاد: انوار رحمت ۱۰۹)

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه أن رجلاً سأل النبی صلی اللّٰه عليه وسلم أی الاسلام خير؟ قال: تطعم الطعام وتقرء السلام علىٰ من عرفت ومن لم تعرف. (بخاری شريف ٨/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں موبائل کو کھلا رکھ کر آنا

سوال: موبائل کھلا رکھ کر مسجد میں آنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: مسجد میں موبائل کھلا رکھ کر آنا مسجد کے احترام کے خلاف ہے کیوں کہ اگر اچانک موبائل کی گھنٹی بجنی شروع ہو جائے تو شور وغل ہوگا جو کہ ممنوع ہے۔

والسادس ان لایرفع فیه الصوت من غیر ذکر اللّٰہ تعالیٰ. (فتاویٰ عالمگیری ۳۲۱/۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کوکھلا رکھ کرنماز پڑھنا

سوال: موبائل کھلا رکھ کرنماز پڑھنا کیسا ہے؟ تنہا نہ کہ جماعت کے وقت میں۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل کی گھنٹی کھلی رکھ کرنماز پڑھنے سے دورانِ نماز گھنٹی بجنے کی صورت میں خلل آنے کا قوی اندیشہ ہے، اس لئے نماز پڑھنے سے پہلے موبائل کو یا کم ازکم اس کی گھنٹی کو بند کردینا چاہئے، خواہ اکیلے نماز پڑھ رہا ہو یا جماعت سے۔

بقی من المکروهات شئ اٰخر، منها الصلاۃ بحضرۃ ما یشغل البال ویخل بالخشوع کزینۃٍ ولهوٍ ولعبٍ. (شامی زکریا ۴۲۵/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں موبائل سے باتیں کرنا

سوال: مسجد کے اندر موبائل میں باتیں کرنا کیسا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسجد کے اندر موبائل سے غیر ضروری بات کرنا منع ہے اور اگر کوئی ضروری بات کی جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

لابأس بالحدیث فی المسجد اذا کان قلیلاً. (شامی زکریا ۴۴۲/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل کے ذریعہ مسجد میں دینی باتیں کرنا

سوال: دینی خدمت کی غرض سے یا دینی باتیں و نصیحتیں مسجد میں موبائل کے ذریعہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسجد میں رہتے ہوئے موبائل پر یا موبائل کے علاوہ دینی بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وکرہ تکلم الا تکلماً بخیر. (شامی زکریا ۴۴۱/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل اور گھڑیوں میں الارم کی جگہ اذان فیڈ کرنا

سوال: صبح کے وقت میں نماز وغیرہ کے اٹھنے کے لئے موبائل میں الارم گھنٹی کی جگہ میں اذان کا فیڈ کرنا کیسا ہے؛ تاکہ صبح اٹھتے ہی پہلی آواز جو کان میں آئے وہ خدا اور رسول کا نام ہی ہو؟ نیز وہ گھڑیاں جن کے الارم میں اذانیں ہیں ان کا استعمال کرنا کیسا ہے ؟۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: نماز وغیرہ کے لئے الارم لگانا تذکیر میں داخل ہے اور تذکیر کی جگہ پر اگر اذان کے کلمات فیڈ کردئے جائیں تو اس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا؛ البتہ اگر موبائل کی عام گھنٹی میں اذان کے کلمات فیڈ کئے جائیں گے تو یہ اذان کا بے جا استعمال ہوگا، اور اسے بے ادبی سمجھا جائے گا، یہی حکم گھڑیوں کا بھی ہے۔

مستفاد: ثم التثویب فی کل بلدة علی ما یتعارفونه اما بالتنحنح او بقوله "الصلاة الصلاة أو قامت قامت"، لانه الإعلام، والاعلام انما یحصله بما یتعارفونه. (بدائع الصنائع زکریا ۳۶۸/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

موبائل حوائج اصلیہ میں ہے یا نہیں؟

سوال: اس زمانہ میں لوگوں کے لئے موبائل حوائج اصلیہ میں سے ہے یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: موبائل ایک استعمالی چیز ہے، جس سے آدمی اپنی ضرورت کے تحت فائدہ اٹھاتا ہے اور اس طرح کی تمام چیزوں کو شریعت نے حوائج اصلیہ میں شامل کیا ہے، جن کی قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی ہے، جیسے گاڑی، گھریلو ضروریات کی مشینیں، برتن وغیرہ۔

وهی ما یدفع الهلاك عن الانسان تحقیقاً کالنفقة ودور السکنیٰ، او تقدیراً کالدین، وکالات الحرفة واثاث المنزل ودواب الرکوب. (شامی زکریا ۱۷۸/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زیادہ قیمت والے موبائل سے آدمی صاحبِ نصاب ہوگا یا نہیں؟

سوال: اگر کسی شخص کے پاس ایک یا چند موبائل ہوں اور وہ اتنی قیمت کے ہیں کہ اتنی قیمت پر آدمی صاحب نصاب ہوجاتا ہے، تو اتنے قیمتی موبائل رکھنے کی وجہ سے اس پر زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب ہوگا یا نہیں، جب کہ اس سے کم قیمت کے موبائل سے بھی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: جو موبائل ذاتی ضرورت کے لئے خریدے گئے ہیں خواہ وہ کتنے ہی قیمتی ہوں ان کی مالیت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیوں کہ یہ اموال تجارت میں شامل نہیں ہیں؛ البتہ اگر کوئی شخص موبائل کی خرید وفروخت کا کاروبار کرتا ہے تو اس پر موبائلوں کی مالیت کے اعتبار سے زکوٰۃ کے وجوب کا حکم ہوگا۔

ولیس فی دور السکنیٰ وثیاب البدن واثاث المنازل ودواب الرکوب وعبید الخدمة وسلاح الاستعمال زکاة، لانها مشغولة بحاجته الاصلیة ولیست بنامیة ایضاً. (شامی زکریا ۳/۱۷۸) **وما اشتراه لها ای للتجارة کان لها المقارنة النیة لعقد التجارة.** (شامی زکریا ۳/۱۹۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

متفرق معلومات

دوسرے کو قسم دلانے کا حکم

سوال: قسم کے بارے میں ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ کوئی شخص کسی کو راز داری کی کوئی بات بتائے اور یوں کہے کہ یہ بات کسی کو مت بتانا، تم کو میری طرف سے قسم ہے، یعنی میں تمہیں قسم دیتا ہوں، تو کیا اس طرح قسم مؤکد ہو جاتی ہے؟ کسی کے قسم دینے سے دوسرا شخص قسم کا حامل ہو جاتا ہے؟ اس نے اگر راز داری کی اس بات کو کسی سے کہہ دیا تو دوسرے شخص کی دی ہوئی قسم کے ذریعہ کیا وہ شخص حانث ہوگا؟ اس کی اصل شکل کیا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: محض دوسرے کو قسم دلانے سے اس کی طرف سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور نہ اس کا پورا کرنا لازم ہوتا ہے؛ لیکن اگر جس کو قسم کھلائی گئی وہ اس قسم کو قبول کرے اور اس کی تصدیق کر دے تو پھر قسم اس پر لازم ہو جائے گی، اور اس کی خلاف ورزی اس کے لئے جائز نہ ہوگی اگر خلاف ورزی کرے گا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ (کفایت المفتی ۲/۱۹۰، شامی زکریا ۵/۵۷۹)

وهذه المسألة تشير إلى أنَّ الرجل إذا عرض على غيره يميناً من الأيمان فيقول ذلك الغير نعم، أنه يكفي ويصير حالفاً بتلك اليمين التي عرضت عليه.

(شامی زکریا ۵/۵۷۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مدحِ صحابہؓ کے جلسے

سوال: بہت سی جگہ ان ایام (عشرۂ محرم) میں مدح صحابہ کا اجلاس پوری آب وتاب کے ساتھ منعقد کیا جاتا ہے، اور ساری ساری رات تقریریں ہوتی ہیں، یہ اجلاس کرنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگران جلسوں کا مقصد یہ ہے کہ لوگ دشمنانِ صحابہؓ کی مجلسوں میں نہ جائیں اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت سے آگاہ ہوکر ان سے محبت کریں اور ان کے طریقوں پر چلیں، تو ان جلسوں کی گنجائش ہے؛ بلکہ یہ مجلسیں معتبر ہیں، مگر انہیں محرم کے ساتھ خاص نہ سمجھا جائے، دیگر ایام میں بھی ایسے جلسے جاری رہنے چاہئیں۔ (احسن الفتاویٰ ۱/۳۹۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کنگھا کرنے کا سنت طریقہ

سوال: کنگھا کرنے کا سنت طریقہ کیا ہے؟ کیا یہ بات صحیح ہے کہ بالوں میں روزانہ ایک بار ہی کنگھا کرنا چاہئے؟ ایک سے زائد کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے؟ ایسی کوئی روایت حدیث کی کتابوں میں موجود ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: سر پر شرعی بالوں میں کنگھا دائیں جانب سے کرنا مستحب ہے، اور کسی بھی وقت بالوں کی درستگی کے لئے کنگھا کرنا؛ تاکہ سر میں جوئیں نہ پڑ جائیں مسنون ہے، اور بلا ناغہ خواہ مخواہ کنگھا کرنے کی عادت بنا لینا بالخصوص مردوں کے لئے مکروہ اور ممنوع ہے؛ کیونکہ ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہر دن کنگھا کرنے سے ممانعت کی گئی ہے۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ ۱۱/۱۸۰)

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يمتشط أحدنا كل يوم. (الحديث)

(أبو داؤد شريف نعيمى ١/ ٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مسلموں کے ساتھ کھانا پینا

سوال: بہت سے لوگ خصوصاً مرادآباد کے ایکسپورٹرز حضرات کاروباری سلسلے سے مغربی ممالک کا دورہ کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ تمام ضروریات زندگی وہاں رہتے ہوئے پوری کرنی پڑتی ہیں، جیسے غیر مسلموں کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ، تو کیا ان کے ساتھ کھانا پینا شرعی اعتبار سے جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ ہمیں یہ نہیں معلوم کہ جو چیز ہم کھا پی رہے ہیں وہ حلال ہے یا حرام، ایسے پیچیدہ موقع پر کیا کرنا چاہئے، ہمارے لئے کیا صورت ہوگی، جب کہ تجارتی رشتہ کی وجہ سے ان کے ساتھ کھانا پینا بسا اوقات ضروری اور لازم ہوجاتا ہے، کیا کریں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اولاً کوشش کرنی چاہئے کہ غیر مسلموں کے ساتھ بیٹھ کر ان کی تیار کردہ اشیاء استعمال نہ کی جائیں؛ تاہم اگر مجبوری ہو تو اتفاقاً غیر مسلموں کے ساتھ بیٹھ کر ایسی چیزیں کھانے کی گنجائش ہے جو حلال ہیں، اور جن میں حرام کی ملاوٹ کا شائبہ نہیں ہے، مثلاً سبزیاں، دال، فروٹ وغیرہ؛ لیکن جن چیزوں میں حرمت کا شبہ ہو جیسے گوشت وغیرہ، تو ان کا استعمال جائز نہیں ہے؛ لہٰذا اگر غیر مسلموں کے ساتھ کھانے کی ضرورت پیش آئے تو صرف حلال ہی اشیاء استعمال کریں اور امکانی حد تک احتیاط سے کام لیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۱۸/۳۱-۳۷، میرٹھ ۲۷/۵۷-۴۷، فتاویٰ رحیمیہ کراچی ۱۰/۲۴۱)

ولا بأس بطعام المجوس كله إلا الذبيحة ...... وحكى عن الحاكم الإمام عبد الرحمن الكاتب أنه إن ابتلى به المسلم مرةً أو مرتين فلا بأس به وأمّا الدوام عليه فيكره كذا في المحيط. (عالمگیری زکریا ۵/۳۴۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مسلموں پر دنیوی فراوانی کیوں؟

سوال: یہ کیا بات ہے کہ کافر لوگ دنیا میں اللہ پر ایمان بھی نہیں رکھتے اور مختلف خداؤں کو مانتے ہیں، اور اسلام کے مطابق کوئی کام بھی نہیں کرتے، مگر پھر بھی اس دنیا کے اندر ا سے بہت ہی آرام ہے۔ اکثر دیکھا جارہا ہے کہ یہ لوگ عیش کی زندگی گذارتے ہیں، ایسا کیوں؟ اس کی وجہ کیا ہوسکتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا مدار دنیوی مال ودولت کی زیادتی پر ہرگز نہیں ہے، اور چونکہ اللہ کی نظر میں تمام دنیا کی دولتیں کوڑیوں کے برابر بھی نہیں ہیں، اس لئے وہ اپنے دشمنوں کو بھی ان سے فیض یاب کرانے میں کوئی روکاوٹ نہیں ڈالتا۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’اگر دنیا اور اس کی دولت اللہ کی نظر میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی حیثیت رکھتی تو روئے زمین پر رہنے والے کسی کافر کو اللہ تعالیٰ ایک گھونٹ پانی بھی نصیب نہ فرماتا‘‘؛ لہٰذا یہ نہ سمجھا جائے کہ کافروں کی مالی فراوانی میں ان کے لئے کوئی اعزاز ہے؛ بلکہ یہ تو چند روزہ ڈھیل ہے، آخرت میں جب انہیں عذاب دیا جائے گا تو ساری دنیوی نعمتیں سکنڈوں میں

بھول جائیں گے، اس کے برخلاف اہلِ ایمان اگرچہ دنیا میں تنگی کے ساتھ گزارا کریں؛ لیکن آخرت میں انہیں وہ عزت ورحمت نصیب ہوگی کہ دنیا کی ساری کلفتیں فوراً بھول جائیں گے۔

عن سهل بن سعد رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقىٰ كافراً منها شربةَ ماءٍ.

(ترمذی شریف قدیم ۵۸/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بائیں ہاتھ سے کھانا کھالیا

سوال: اگر غلطی سے بائیں ہاتھ سے کھانا کھالیا تو اب اسے الٹی کے ذریعے نکالا جائے یا توبہ کرلے اور آئندہ سیدھے ہاتھ سے کھانے کا دھیان رکھے، کیا کرے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر بھول سے بائیں ہاتھ سے کھانا کھالے تو قے کرنے کا حکم نہیں ہے، بس آئندہ احتیاط رکھیں؛ اس لئے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا مکروہ اور شیطان کا طریقہ ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ کراچی ۱۳۷/۱۰ وغیرہ)

أنَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يأكلنَّ أحدٌ منكم بشماله ولايشربنّ بها فإن الشيطان يأكل بشمالهٖ ويشرب بها. (مسلم شریف قدیم ۱۷۲/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سنتوں پر عمل

سوال: سنتوں پر عمل کے سلسلہ سے ہمیں یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ اگر ہم سنتوں پر عامل نہیں ہیں، سنتوں کا ہم سے اہتمام نہیں ہورہا ہے، تو کیا کسی ایک سنت پر عمل ہم اس لئے نہ کریں کہ ہم سے کئی سنتوں پر عمل نہیں ہورہا ہے، یہ سوچ کر کہ ہٹاؤ جب ایک پر ہم سے عمل نہیں ہورہا ہے تو دیگر سنتوں پر ہم کیا عمل کریں، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ یا یہ کہ جس قدر بھی اللہ کی توفیق عمل کے سلسلے سے مل جائے ایک یا ایک سے زائد اس پر عمل کرنا چاہئے، صحیح کیا ہے؟ ہمیں اس سلسلہ سے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: ہر مومن پر سنتوں پر حتی الامکان عمل کرنا ضروری ہے اور یہ انتظار بالکل نہ کرے کہ سب سنتوں پر ایک ساتھ عمل کریں گے؛ بلکہ جتنے پر بھی عمل کی توفیق ہوجائے اس کو

شروع کر دینا چاہئے اور بقیہ کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند زکریا ۴/۲۰۶، الموسوعۃ الفقہیہ ۲۵/۲۶۵)

عن يحيىٰ بن أبى المطاع قال: سمعت العرباض بن سارية يقول: قام فينا رسول الله ﷺ ذات يوم فوعظنا موعظة بليغة وفي أخره فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ. (الحديث ابن ماجه ٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وسعت رزق کے لئے عمل

سوال: حضرت مفتی صاحب آپ سے ایک بار کاروباری ترقی کے لئے دُعا معلوم کی تھی، آپ نے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ دُعا بتائی تھی، اس دُعا کو پڑھنے سے کاروبار میں ترقی ہوئی؛ لیکن عرصہ سے کاروبار نہیں چل رہا ہے اور نوبت قرض تک پہنچ گئی ہے، جب کہ ہم دُعا برابر پڑھ رہے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ کاروبار بند کرنے کے لئے کسی نے کچھ کرا دیا ہے۔ براہِ کرم قرآن وحدیث کی کوئی ایسی دُعا یا عمل بتا دیجئے جس سے ہمارا کاروبار ترقی پکڑ جائے۔

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل روزانہ ۵۰۰؍ مرتبہ پابندی سے پڑھتے رہیں، اور ہر نماز کے بعد ۴۱؍ مرتبہ یاوَهَّابُ پڑھ کر دُعا کریں، نیز روزانہ سونے سے قبل یا مغرب کے بعد سورۂ واقعہ پڑھا کریں۔

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من قرأ سورة الواقعة في كل ليلة لم تصبه فاقة أبداً. (عمل اليوم والليلة ٢٨٥، الترغيب والترهيب ٢/٤٤٠، شعب الإيمان رقم: ٢٤٩٨)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا وقعتم في الأمر العظيم فقولوا حسبنا الله ونعم الوكيل. (أخرجه السيوطي في الدر ٢/١٨١، بحواله: تفسير ابن كثير زكريا ٢/١٥٢، السنن الكبرىٰ للنسائي ٦/١٥٤ رقم: ١٠٤٣٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عشاء سے قبل سونا

سوال: ہمارے گھر کی عورتوں کی یہ عادت ہے کہ مغرب کی نماز پڑھ کر برتن وغیرہ دھو کر جلدی

سوجاتی ہیں، اور عشاء کی نماز اکثر بیشتر تہجد میں پڑھتی ہیں؛ کیونکہ مرد لوگ اسی وقت اپنی ڈیوٹی پر جاتے ہیں، تو نماز عشاء اس وقت پڑھنے سے ادا ہوگی یا قضاء؟ اور افضل ہوگی یا غیر افضل؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: عشاء سے پہلے سونے سے حدیث شریف میں ممانعت وارد ہوئی ہے؛ لہٰذا اگر سونا ہے تو اول وقت عشاء پڑھ کر سوجائیں اور تہجد کے وقت عشاء کی نماز پڑھنے کا معمول نہ بنائیں؛ اس لئے کہ اس وقت تک اگرچہ نماز عشاء قضاء نہیں ہوتی؛ لیکن عشاء کا افضل وقت باقی نہیں رہتا۔

ویکره النوم قبلها والحديث بعدها لنهي النبي صلى الله عليه وسلم عنهما. (شامی زکریا ۲/۲۶) **عن أبي برزة قال: كان النبی صلى الله عليه وسلم يكره النوم قبل صلوٰة العشاء والحديث بعدها.** (ترمذی شریف ۱/۴۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خوابوں کی شرعی حیثیت

سوال: خوابوں پر یقین کرنا کیسا ہے، کس قسم کا خواب معتبر ہوتا ہے، اور دیکھنے والوں کے ساتھ کیا کوئی قید بھی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: خواب سے کوئی یقینی علم حاصل نہیں ہوتا اس کی مختلف قسمیں ہیں، جن میں امتیاز ہر ایک نہیں کرسکتا، اگر کوئی خواب دیکھے تو فنِ تعبیر سے مناسبت رکھنے والے مستند عالم سے اس کی تعبیر معلوم کرلیا کریں۔

عن أبي رزين العقيلي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رؤيا المؤمن جزءٌ من أربعين جزءً من النبوة وهي على رِجْلِ طائرٍ ما لم يتحدث بها فإذا تحدث بها سقطت، قال: وأحسبه، قال: ولا تحدث بها إلَّا لبيباً أو حبيباً. (ترمذی شریف ۲/۵۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نذر کا کئی بار تذکرہ

سوال: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ میں نے اپنی حاجت کے پیشِ نظر ۴۰ر رکعت نفل نمازیں نذر

مانی کہ یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہوجائے تو میں یہ رکعتیں نفل نماز پڑھوں گی، ابھی میرا وہ کام ہوا نہیں؛ لیکن مذکورہ الفاظ کئی دفعہ دہرایا تو کیا نذر پوری ہوجانے پر ہمیں صرف ۴۰؍ رکعتیں ہی پڑھنی ہوں گی یا کہ جتنی دفعہ میں نے الفاظ دوہرائے ہیں ہر دفعہ ۴۰؍ رکعتیں بڑھتی جائیں گی، کیا شکل ہوگی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کام ہوجانے کے بعد آپ کو صرف ۴۰؍ رکعتیں نذر کی پڑھنی ہوں گی، اس سے زیادہ پڑھنا لازم نہیں ہے؛ کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ آپ نے بعد میں جو الفاظ دہرائے ہیں وہ پہلی نذر کی ہی خبر دینے کے لئے ہیں۔ (مستفاد شامی ۵؍۵۱۹)

وتتعدد الكفارة لتعدد اليمين والمجلس والمجالس سواءٌ، ولو قال: عنيت بالثاني الأوّل ففي حلف بالله لايقبل وحجة أو عمرة يقبل. (الدر المختار ٥/٤٨٦) **إن فعلت كذا فعلي حجة ثم حلف ثانياً كذالك يحتمل أن يكون الثاني أخباراً من الأول.** (شامي زكريا ٥/٤٨٧) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآنِ کریم کو نگاہوں سے پڑھنا

سوال: قرآن کریم کو صرف نگاہوں سے پڑھنا کیسا ہے؟ ظاہر ہے بغیر ہونٹ ہلے قرآنِ پاک جلدی پڑھا جاتا ہے، کیا زبان سے الفاظ کی ادائیگی کے بغیر صرف نگاہوں سے ہی قرآنِ کریم پڑھنا درست ہے؟ کیا اس طرح قرآنِ پاک کے پڑھنے کا حق ادا ہوجائے گا اور پڑھنے والا ثواب کا مستحق ہوگا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: قرآنِ کریم کی تلاوت اسی وقت متحقق ہوسکتی ہے جب کہ زبان سے الفاظِ قرآن ادا کئے جائیں؛ لہٰذا قرآنِ کریم پر صرف نگاہوں کے دوڑانے سے قرآنِ کریم کو دیکھنے کا ثواب مل سکتا ہے۔

وأما حد القراءة فنقول: تصحيح الحروف أمر لا بد منه، فإن صحح الحروف بلسانه ولم يسمع نفسه لا يجوز، وبه أخذ عامة المشائخ. (هندية ١/٦٩، شامي زكريا ٢/٢٥٢-٣٥٣، فتاویٰ محموديه ڈابھيل ٧/٤٧) **ولو قرأ بقلبه ولم يحرك لسانه فإنه لا يجوز.** (منحة الخالق على هامش البحر الرائق ١/٥٨٨، البحر الرائق رشيديه ١/٦٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تحفظِ عصمت کے لئے خودکشی

سوال : فساد کے دوران فسادیوں سے بچنے کے لئے کوئی مسلم لڑکی خودکشی کرلے، تو کیا وہ گنہگار ہوگی یا اپنی عفت کی حفاظت کے لئے اپنی جان دے دینے کی وجہ سے وہ شہید کہلائے گی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : خودکشی کسی حال میں بھی حلال نہیں؛ لہٰذا مسئو لہ صورت میں خودکشی کرنے والی لڑکی شہید نہیں کہلائے گی۔

﴿ولا تلقوا بايديكم إلى التهلكة، وأحسنوا إن الله يحب المحسنين.﴾ [البقرة: ١٩٥] **قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قتل نفسه بشيء عذب به يوم القيامة.** (مسلم شریف ٧٢/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

افضل ترین مہینہ

سوال : مہینوں کے سلسلہ سے ایک بات یہ معلوم کرنی ہے کہ پورے سال میں کونسا مہینہ افضل ہے؟ اس سلسلہ سے بعض کا یہ کہنا ہے کہ پورے سال کے مہینوں میں ماہِ ذی الحجہ افضل ہے، اور بعض یہ کہتے ہیں کہ نہیں رمضان شریف کا مہینہ افضل ہے، صحیح کیا ہے؟ وہ کونسا مہینہ ہے جو کہ افضل گردانا جاتا ہے، اور کیوں گردانا جاتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق : مہینوں میں سب سے سے افضل مہینہ رمضان المبارک ہے، اس لئے کہ اس میں شبِ قدر نہایت متبرک رات ہے، اور قرآنِ کریم کا نزول بھی اسی مہینہ میں ہوا ہے، خود قرآنِ کریم میں اس مہینہ کی عظمت بیان ہوئی ہے۔

وعن سلمان الفارسي رضي الله تعالىٰ عنه قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في آخر يوم من شعبان، فقال: يأيّها الناس قد أظلكم شهرٌ عظيمٌ شهر مباركٌ شهر فيه ليلة خيرٌ من ألف شهرٍ. (الحديث، مشكوٰة شريف ١٧٣/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آنحضرت ﷺ کی خدمتِ مبارکہ میں ایصالِ ثواب

سوال : کیا ہم قرآنِ کریم اور دیگر عبادات کا ثواب اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں پیش کر سکتے ہیں؟ ہمارا پیش کردہ ثواب کیا آپ کے دربار میں پہنچ سکتا ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: قرآنِ کریم اور دیگراذکار عبادات کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے، اور یہ عمل دربارِ نبوت میں تقرب کا باعث اور آپ سے دلی محبت کی علامت ہے۔ سلف سے ثابت ہے کہ انہوں نے بہت سی نفلی عبادات پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ادا فرمائی ہیں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ثواب پہنچنے کے بارے میں کوئی اشتباہ نہیں رہنا چاہئے۔

وهذا الحديث أصل عظيم لمن يدعو عقب قراء ته فيقول : إجعل ثواب ذلك لسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم. (الفتاوىٰ الحديثية للعلامة ابن حجر الهيثمى ۲۸) وفي الشامي: مطلب في إهداء ثواب القراء ة للنبي صلى الله عليه وسلم تتمة: ذكر ابن حجر في الفتاوىٰ الفقهية أن الحافظ ابن تيمية زعم منع إهداء ثواب القراء ة للنبي صلى اللّٰه عليه وسلم لأن جنابه الرفيع لايتجرأ عليه إلّا بما أذن فيه وهو الصلوٰة عليه وسئوال الوسيلة له. قال: وبالغ السبكى وغيره في الرد عليه بأن مثل ذلك لايحتاج لإذن خاص، ألاترى أن ابن عمرؓ كان يعتمر عنه صلى الله عليه وسلم عمراً بعد موته من غير وصية، وحج ابن الموفق وهو في طبقة الجنيد عنه سبعين حجة: وختم ابن السراج عنه صلى الله عليه وسلم أكثر في من عشرة آلاف ختمة، وضحى عنه مثل ذلك، اه، قلت : رأيت نحوذلك بخط مفتى الحنيقة الشهاب أحمد بن الشلبي شيخ صاحب البحر عن شرح الطيبة للنويري ومن جملة مانقله أن ابن عقيل من الحنابلة، قال: يستحب إهدافها له صلى الله عليه وسلم قلت: وقول علماء نا به أن يجعل ثواب عمله لغيره يدخل فيه النبي صلى الله عليه

وسلم فإنه أحق بذلك حيث أنقذنا من الضلالة ففي ذلك نوع شكر واسداء جميل له والكامل قابل لزيادة الكمال (شامي بيروت ۱٤۳/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا ایصال ثواب کرتے وقت آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی شامل کرنا ضروری ہے؟

سوال: ایصالِ ثواب کرتے وقت کیا اولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب میں شریک کرنا، یا آپ کے طفیل میں دیگر مشائخ وغیرہ کو ثواب پہنچانا لازم ہے؟ کیا اس کے بغیر ایصالِ ثواب نہیں ہوسکتا؟ شریعت میں ایصالِ ثواب کا کیا کوئی طریقہ متعین ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: شریعت میں ایصالِ ثواب کا کوئی خاص طریقہ متعین نہیں ہے؛ بلکہ جس طرح چاہے اور جن حضرات کو چاہے ان کا نام لے کر ثواب پہنچایا جاسکتا ہے، اگر ایصالِ ثواب میں دیگر حضرات کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شریک کرلیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں، مگر اس طریقہ کو لازم نہ سمجھا جائے اور یہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کئے بغیر دوسروں کو ثواب ہی نہ پہنچے گا (جیسا کہ بعض ناواقف لوگ سمجھتے ہیں) بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کئے بغیر بھی دوسروں کو ثواب پہنچ سکتا ہے۔ (مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱/۳۷۷، فتاویٰ شیخ الاسلام ۱۷۶)

صرح علماء نا في باب الحج عن الغير بأن للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة أوصوماً أو صدقة أو غيرها. (شامي زكريا ۱٥۱/۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بچہ کی پیدائش پر اذان اور تحنیک

سوال: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ جب بچہ کی پیدائش ہوتو کہتے ہیں کہ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر (اقامت) کہنا چاہئے، کیا یہ ضروری ہے؟ اگر ضروری ہے تو کیوں؟ کیا بچہ کے کانوں میں اذان واقامت کہتے ہوئے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح اور قد قامت الصلوٰۃ پوری اذان وتکبیر کہیں گے؟ اور اس کے بعد کھجور یا شہد یا کوئی میٹھی چیز جو آگ پر نہ پکی ہو، کوئی بڑا

اپنے منہ میں چبا کر بچہ کے تالو پر لگائے کیا یہ مسنون ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: پیدائش کے بعد نومولود کے کان میں اذان وتکبیر کہنا مستحب اور مسنون ہے مگر واجب اور فرض نہیں، اسی طرح کسی نیک شخص سے تحنیک (کوئی میٹھی چیز منہ میں لے کر بچہ کے منہ میں ڈالنا) بھی مسنون ہے، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نومولود بچے لائے جاتے تھے اور آپ ان کی تحنیک فرماتے تھے۔

عن أبي موسیٰ قال: ولد لي غلام فأتی به النبي صلی اللّٰه علیه وسلم فسماه إبراهیم فحنکه بتمرة ودعا له بالبرکة الخ. (بخاری شریف ۸۲۱/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نذر کی شرط نہیں پائی گئی

سوال: عرض خدمت ہے کہ میرا بچہ صحت مند پیدا ہوا تھا بعد میں اس کی طبعیت بہت خراب ہوگئی تو میں نے اس کے لئے شکرانہ نوافل اور ایک ماہ کے روزے کی نذر مانی تھی؛ لیکن میرے بچے کا انتقال ہوگیا، اب میں یہ سب پورا کروں یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر بچہ صحت یابی سے پہلے ہی انتقال کر گیا تو آپ پر مذکورہ نذر کا پورا کرنا لازم نہیں ہوا؛ کیوں کہ وجوب کی شرط نہیں پائی گئی۔

لأن المعلق علی شرط لاینعقد سیبا للحال مل عند وجود الشرط – إلی قوله – ولو قال مریض: للّٰه علي أن أصوم شهراً فمات قبل أن یصح لاشيء علیه.

(شامي زکریا ۴۲۴/۳، عالمگیری کوئٹه ۲۱۰/۱، اتحاد دیوبند ۲۷۳/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قسم کا کفارہ

سوال: آپسی اختلاف کی بنا پر دو بھائیوں میں لڑائی ہوئی، انہوں نے اپنے بال بچوں سمیت ترکِ کلام کی قرآنِ مقدس کی قسم کھائی، بعد میں دونوں میں میل جول ہوگیا، اب آپ سے گذارش ہے کہ شریعت کے دائرہ میں اس قسم کا کفارہ کیا ہوگا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اس صورت میں چوں کہ قسم کھانے کے بعد اسے توڑ دیا گیا ہے اس لئے قسم کا کفارہ دینا لازم ہے، مثلاً دس مسکینوں کو صبح وشام کھانا کھلائے۔

وكفارته إطعام عشرة مساكين. (شامي زكريا ٥٠٣/٥، إمداد المفتيين كراچی ٧٣٤)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

گری پڑی چیز اُٹھا کر کیا کریں؟

سوال: کوئی چیز کسی صاحب کو ملی اور باوجود پوری کوشش کے اس کے اصل مالک کا پتہ نہ چلے تو اب وہ آدمی کیا کرے؟ ایسے مال کا کیا حکم ہے؟ کیا اس مال کو پانے والا اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا کسی کو دے دے، کیا کرے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: لاوارث چیزوں کے اُٹھا لینے کے بعد اس کا اعلان لازم ہے، مالک کے ملنے پر مالک تک پہنچانا ضروری ہے؛ لیکن اگر کافی کوشش کے باوجود مالک کا پتہ نہ چل سکے تو صدقہ کردے یا مسکین ہو تو خود بھی استعمال کرسکتا ہے، بعد میں اگر مالک مل جائے تو اس کو اختیار ہے یا تو اپنی طرف سے صدقہ مان لے یا لینے والے کو ضامن بنادے۔

فينتفع الرافع بها لو فقيراً وإلا تصدق بها على فقير فإن جاء مالكها خير بين إجازة فعله أو تضمينه. (درمختار على الشامی زكريا ٤٣٧/٦-٤٣٨) **فإن جاء صاحبها وإلا تصدق بها إيصالًا للحق المستحق.** (هداية ٥٩٧/٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امانت کی رقم کو قرض پر لینا

سوال: اگر کسی مرنے والے کی کچھ رقم یا زکوٰۃ کی رقم رکھی ہوئی ہے تو کیا بطور قرض کے اس رقم کو استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مذکورہ رقم امانت ہے اس لئے اسے قرض کے طور پر استعمال کرنا جائز نہیں ہے؛ بلکہ فوری طور پر مستحقین تک پہنچا دینی چاہئے۔

قال أبوبكر: ما أوتمن عليه الإنسان فهو أمانة فعلى المؤتمن عليها ردها

إلى صاحبها. (أحكام القرآن للجصاص پاكستان ۲/ ۲۰۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کھانے اور وضو کے دوران سلام کا جواب دینا

سوال: معلوم یہ کرنا ہے کہ کھانا کھانے کے دوران اگر کوئی سلام کرتا ہے تو اس کے سلام کا جواب دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اسی طرح اگر کوئی شخص غسل کر رہا ہے یا وضو کرنے کے دوران؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کھانے، پینے، وضو اور غسل کے وقت اگر کوئی سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔

رد السلام واجب إلا علىٰ من في الصلاة أو بأكل شغلا أو كان في الحمام أو مجنونا. (شامي زكريا ۲/ ۳۷٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

معافی کے بعد گناہوں کی پوچھ نہ ہوگی

سوال: اگر کسی شخص سے دنیا میں کوئی گناہ ہو جائے اور وہ شخص گناہ سے توبہ کر لے اور آئندہ اس گناہ سے بچتا رہے؛ لیکن جب حق تعالیٰ شانہ قیامت میں ذرہ ذرہ کا حساب لیں گے، تو جو گناہ اس نے معاف فرما دیا ہے، کیا اس کا بھی حساب لیا جائے گا؟ اور اللہ تعالیٰ تو دنیا میں انسان کے گناہ کی پردہ پوشی فرماتے ہیں، تو کیا قیامت میں پردہ فاش کر دیا جائے گا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو لوگ سچی توبہ کریں اور ایمان اور عمل صالح پر قائم رہیں ان کے گناہوں کو نہ صرف بخش دیا جائے گا؛ بلکہ گناہوں کے بدلے میں نیکیاں لکھ دی جائیں گی؛ لہٰذا معاف شدہ گناہوں پر آخرت میں گرفت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

﴿إلا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا فأولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات وكان الله غفورا رحيما. [الفرقان: ۷۱] **﴾ في الروح بأن يمحو سوابق معاصيهم بالتوبة ويثبت مكانها طاعاتهم كما يشير إلى ذلك كلام كثير من السلف.** (روح المعاني زكريا ۱۱/ ۷٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا بلی پالنا سنت ہے؟

سوال: سنا ہے کہ بلی پالنا سنت ہے اگر ہے تو کیوں؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا باقاعدہ اپنے گھر میں بلی پالنے کا ثبوت تو کہیں نظر سے نہیں گذرا؛ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کے منہ ڈالے ہوئے برتن کی نجاست کے حکم میں تخفیف کرتے ہوئے یہ علت بیان کی ہے کہ یہ جانور ایسا ہے جو تمہارے گھروں میں کثرت سے آنے جانے والا ہوتا ہے۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دورِ صحابہ میں گھروں میں بلیاں رہا کرتی تھیں۔اور فی نفسہٖ بلی پالنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، خاص کر اس لئے بھی کہ اس کی وجہ سے چوہوں کی شرارت سے حفاظت رہتی ہے۔

فقال: إن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم قال: إنها ليست بنجس إنما هي من الطوافين عليكم أو الطوافات. (ترمذي شريف ۲۷/۱) **وفي المرقاة: لأن نفعه صيد الفارة.** (مرقاة المفاتيح أشرفيه ٤١/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کھانا کھاتے وقت گفتگو کرنا

سوال: کھانا کھاتے وقت باتیں کرنا چاہئے یا خاموش رہ کر کھانا کھانا چاہئے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: خاموش رہ کر کھانا کوئی شرعاً ضروری نہیں یہ صرف آداب میں سے ہے ، اس لئے اگر کھانا کھاتے ہوئے ضروری اور ہلکی پھلکی بات کر لی جائے، تو اس میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں۔خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے کے دوران گفتگو فرمانا ثابت ہے۔

ثم قال: يا عكراش! كل من موضع واحد فإنه طعام واحد الخ. (ترمذي شريف ۷/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

برائیوں سے بچنے کا طریقہ

سوال: معاشرہ میں پھیلی برائیوں سے بچنے یا بچانے کے لئے کونسا طریقۂ کار اپنایا جاسکتا ہے؟ ایک انسان یہ چاہتا ہے کہ ہم سے بدنظری نہ ہو؛ لیکن جب وہ گھر سے باہر نکلتا ہے، سڑک پر آتا ہے بازار میں جاتا ہے، تو وہ بدنظری سے محفوظ نہیں رہتا ہے اس کا کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟ کوئی دعا وغیرہ ہو تو اس کو تحریر فرمادیں یا کوئی اور مجرب علاج تجویز فرمادیں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: برائی سے بچنے کے لئے پختہ ارادہ ضروری ہے، اگر کسی جگہ غلط نظر پڑ جائے تو دوبارہ بالقصد اسے نہ دیکھے، جب اس کی عادت ڈال لیں گے تو انشاء اللہ بدنظری سے حفاظت رہے گی۔ صبح وشام تیسرے کلمہ کی ایک ایک تسبیح پڑھے اور استغفار کی کثرت رکھے، انشاء اللہ، اللہ کی مدد ہوگی۔

عن بريدة رضي الله عنه قال: قال ﷺ لِعَلِيٍّ رضي الله عنه يا علي! لا تتبع النظرة النظرة؛ فإن لك الأولىٰ أي جاز لك النظرة الأولىٰ إذا كان بغير قصد وليست لك الآخرة. (مشکوٰۃ شریف قدیم ۲۶۹) **وفي المرقاة تحت قوله فإن لك الاولىٰ: أي النظرة الأولىٰ إذا كانت من غير قصد، (وليست لك الآخرة) لأنها باختيارك فتكون عليك.** (مرقاة المفاتيح زكريا ۱۹۹/۶، اللہ سے شرم کیجئے ۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا عورت مفتیہ بن سکتی ہے؟

سوال: کیا فتویٰ کا کام مرد کے بجائے عورت بھی کرسکتی ہے؟ موجودہ دور میں فتاویٰ نویسی کا کام سب مردوں کے ذریعہ ہو رہا ہے، اگر کوئی عورت محنت وکوشش کر کے فتویٰ کا کام کرنا چاہئے تو کرسکتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ جب کہ ہماری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اکیلی فتویٰ دیتی تھیں۔

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کوئی عورت علمی اور فقہی مہارت تامہ حاصل کرلے اور اسے مسائل پر عبور حاصل ہو جائے تو وہ بھی دینی مسئلے بتا سکتی ہے، شرعاً اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، اصل چیز صلاحیت ہے۔

وقال الشعبي عن مسروق: كانت ستة من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يفتون الناس: [أراد الرجال وإلا فقد كانت عائشة رضي الله عنها تفتى النساء، وكذا أم سلمة رضي الله عنها.] (إعلاء السنن كراچی ۳۵/۱۵) **وشرط بعضهم يتقظه لاحريته وذكورته ونطقه، فيصح افتاء الأخرس لاقضاء ٥.** (شامی زكريا ۱۸/ ۳۰-۳۱، كتاب القضاء، مقدمه فتاوىٰ دارالعلوم زكريا ۱۱۵/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ملازم پر تاوان ڈالنا

سوال: ایک آدمی کسی کے یہاں نوکری کرتا ہے اور اس کے اس کام کرنے میں کبھی کبھی کچھ گڑ بڑ ہو جاتی ہے، اب اس پر اس کی تنخواہ کٹ جاتی ہے، تو کیا یہ جائز ہے؟

دوسری بات اگر مالک اگر کوئی بہانہ بنا کر اس کو کوئی چیز دیتا ہے یا زبردستی کہتا ہے یہ سامان لو اور اس کی قیمت وہ ۱۰/ دس روپئے کے بجائے پچاس روپئے اس کی تنخواہ سے یا اس سے وصول کر لیتا ہے، تو کیا یہ بھی جائز ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسئولہ صورت میں اگر ملازم کے کسی عمل سے مالک کا کوئی نقصان ہوتا ہے اور اس نقصان میں ملازم کا قصور ثابت ہوتا ہے تو مالک ملازم سے اپنے نقصان کا تاوان لے سکتا ہے؛ لیکن اگر ملازم کے عمل سے مالک کا کوئی نقصان نہیں ہوا، اور نہ اس نے اپنی ڈیوٹی میں کوئی کمی کی ہے تو محض کسی ناگواری کی بات پر ملازم کی تنخواہ کاٹنا جائز نہ ہوگا، اسی طرح ملازم کے ہاتھ زبردستی کوئی چیز مہنگی فروخت کرنا بھی درست نہیں ہے، ملازم کو حق ہے کہ وہ اس چیز کو واپس کر دے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: المسلمون علی شروطهم إلا شرطا حرم حلالاً أو أحل حراما. (ترمذی شریف ۱/ ۲۵۱) **لایحل مال إمرئ إلا بطیب نفس منه.** (مشکوٰۃ شریف قدیم ۲۵۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

’’خدا‘‘ اللہ کا ذاتی نام ہے یا صفاتی؟

سوال: ’’خدا‘‘ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذاتی نام ہے یا صفاتی؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: خدا عربی کا لفظ نہیں ہے؛ بلکہ فارسی کا لفظ ہے جو آقا کے معنی میں ہے، پھر اس کا استعمال فارسی میں اللہ کے لئے خاص ہوگیا ہے، اس لئے یہ اللہ کا اسم ذاتی تو نہیں ہے؛ لیکن اسم ذاتی کے مشابہ ضرور ہے؛ لہٰذا غیر اللہ کے لئے یہ لفظ استعمال کرنا منع ہے۔ (مستفاد فیروز اللغات ۵۸۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وسیلہ کا حکم

سوال: وسیلے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: ایسے لوگوں کے وسیلہ سے جو اللہ کے محبوب بندے ہوں، اسی طرح اعمالِ صالحہ کے وسیلہ سے دعا کرنا شرعاً جائز ہے؛ بلکہ فقہاء نے اس کو آدابِ دعاء میں شمار کیا ہے۔

أو یراد بالحق الحرمة والعظمة فیکون من باب الوسیلة، وقد قال تعالیٰ: ﴿**وابتغوا إلیه الوسیلة.** [المائدة: ۳۵]﴾ **وقد عدّ من آداب الدعاء التوسل.** (شامی زکریا ۹/۵۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دوسرے کے گناہ اپنے سر لینا

سوال: زید کے ماموں زاد بھائی کا انتقال ہوا، اور زید کو خطرہ ہے کہ ماموں زاد بھائی کے اوپر گناہوں کا ڈھیر ہے، اور گناہوں کی معافی تلافی نہ کر سکے تو ماموں زاد بھائی زید نے دعا کرتے وقت اللہ رب العالمین سے یوں کہا کہ اے اللہ! میرے بھائی جو دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں، ان کے سارے گناہ مجھے دیدے، اور انہیں معاف فرمادے، اس کے بعد یوں کہتا ہے کہ اے اللہ! ان کے گناہ جو مجھے ملے ہیں، میں اب توبہ کرتا ہوں اور حقیقت میں توبہ بھی کی، تو کیا اس صورت میں دونوں شخص کی معافی ہو جائے گی؟ کیا اس طرح کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: کسی گنہگار مسلمان کے لئے دعاء مغفرت تو کی جاسکتی ہے؛ لیکن یہ کہنا کہ اس کا گناہ میں اپنے سر لیتا ہوں، قطعاً لغو اور فضول ہے، اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے۔ **ولا تزر وازرة وزر أخریٰ**۔ یعنی آخرت میں کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اس لئے سوال میں ذکر کردہ زید کا اپنے ماموں زاد بھائی کے لئے اس کے گناہ اپنے سر لینے کی دعاء کرنا محض جہالت ہے، اس طریقہ سے اس کے بھائی کی معافی نہیں ہوسکتی۔ (بنی اسرائیل: ۱۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آپ ﷺ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی؟

سوال: ایک ضروری مسئلہ ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات احمد مجتبیٰ محمد عربی ﷺ

کی جنازے کی نماز کس نے پڑھائی؟ اور کس وقت تک پڑھی گئی؟ کیا آپ ﷺ کی جنازے کی نماز عورتوں نے بھی ادا کی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: آپ ﷺ کی جنازے کی نماز سب نے الگ الگ پڑھی ہے، کسی نے امامت نہیں کی، پہلے مردوں نے نماز ادا کی اس کے بعد عورتوں نے، اور آخیر میں بچوں نے نماز ادا کی۔ پیر کے دن صبح آپ ﷺ کی وفات ہوئی، منگل کی صبح کو غسل دیا گیا، اس کے بعد انفرادی طور پر جنازے کی نماز کا سلسلہ شروع ہوا جو پورے دن اور پھر رات گئے تک جاری رہا، بدھ کی رات میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

ویخرجون ویدخل آخرون حتی وصل الرجال ثم النساء ثم الصبیان وقد قیل إنهم صلوا علیه من بعد الزوال یوم الاثنین إلی مثله من یوم الثلاثاء، وقیل: إنهم مکثوا ثلاثة أیام یصلون علیه الخ. (الروض الأنف ٤/٤٥٢، البدایة والنهایة بیروت ٥/١٨٧)

فکرِ آخرت لازم ہے

سوال: اگر کوئی انسان دین کی تبلیغ کرتا ہے اور کسی شخص سے کہتا ہے کہ بھائی نماز پڑھو نماز ہی میں کامیابی کا دارومدار ہے، اور اس کو آخرت میں ہونے والے عذاب سے آگاہ کرتا ہے، اب وہ شخص کہتا ہے: ارے جی! پہلے سامنے دیکھو وہ تو بعد کی بات ہے، وہاں جو کچھ ہوگا اس کو نمٹ لیا جائے گا، تو ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے، ایسا کہنا کیسا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: آخرت کی فکر اور اس کی تیاری اسلام کا ایک اہم عقیدہ اور حکم ہے، کسی مسلمان کا یہ کہنا کہ آخرت میں جو کچھ ہوگا اس سے نمٹ لیا جائے گا، بہت بڑی جسارت اور گستاخی کی بات ہے، ایسے شخص پر توبہ اور استغفار لازم ہے۔

یٰٓأیها الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰه ولتنظر نفس ما قدمت لغد. (الحشر: ١٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ٹیلر کی اجرت ادا نہیں کی جاسکی؟

سوال: کسی ٹیلر سے کپڑا سلوایا یا گڑھوایا، قیمت کی ادائیگی کا وعدہ کرکے کپڑے لے کر چلے گئے،

جب قیمت کی ادائیگی کا وقت آیا تو اس جگہ سے ٹیلر کسی دوسری جگہ منتقل ہو گیا، اور یہ بھی پتہ نہیں کہ انہوں نے دوسری دوکان کہاں کھولی ہے تو اس کی قیمت کا کیا کریں؟ اس کی ادائیگی کیسے ہو گی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مذکورہ ٹیلر کو تا حد امکان تلاش کرنا ضروری ہے اور اس کا انتظار کیا جائے، اور جب اس کی آمد سے بالکل مایوسی ہو جائے تو اس کی طرف سے ان پیسوں کو مساکین پر صدقہ کر دیا جائے؛ لیکن اگر وہ کسی وقت آ گیا تو اس کو یہ اختیار ہو گا کہ صدقہ پر راضی ہو جائے اور چاہے تو اپنے پیسے وصول کرے۔

فإن جاء صاحبها وإلا تصدق بها إيصالاً للحق إلىٰ المستحق وهو واجبٌ بقدر الإمكان، وذلك بإيصال عينها عند الظفر بصاحبها، وإيصال العوض وهو الثواب علىٰ اعتبار إجازة التصدق بها، وإن شاء أمسكها رجاء الظفر بصاحبها، فإن جاء صاحبها بعد ما تصدق بها فهو بالخيار إن شاء أمضى الصدقة، وإن شاء ضمن الخ. (هدايه مع الفتح زكريا ٦/١١٥، مستفاد: أحسن الفتاوىٰ ٦/٣٩٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا حد جاری ہونے سے آخرت کی معافی ہو جاتی ہے

سوال: جب کوئی شخص کوئی جرم مثلاً قتل کرتا ہے تو اس کو بھی اس قتل کرنے کے باعث شریعت کے مطابق قتل کی سزا دی جاتی ہے، یعنی قتل کا بدلہ قتل، کل قیامت کے دن کیا اس شخص کو پھر بھی کوئی سزا دی جائے گی یا اسے دنیا میں شریعتِ خداوندی کے مطابق سزا ملنے پر چھوڑ دیا جائے گا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اس مسئلہ کے بارے میں ائمہ کا اختلاف رہا ہے، حنفیہ کے نزدیک محض حد یا قصاص جاری ہونے سے گناہ کی معافی نہیں ہوتی؛ بلکہ اس کے لئے توبہ واستغفار لازم ہے، بریں بنا اگر کسی شخص کو توبہ کے بغیر قصاصاً قتل کر دیا جائے تو آخرت میں اس سے مؤاخذہ ختم نہیں ہو گا؛ بلکہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں رہے گا، وہ چاہے تو سزا دے اور وہ چاہے تو معاف کر دے، مگر ہندوستان جیسے ممالک میں حد جاری کرنے کی شرائط موجود نہیں ہیں؛ لہٰذا یہاں کسی کو حد قائم کرنے کی اجازت نہ ہو گی۔

ولیس مطهراً عندنا؛ بل المطهر التوبة فإذا حد ولم یتب یبقیٰ علیه إثم المعصیة. (شامی زکریا ٤/٦) **وقال رسول اللّٰه صلی اللّٰة علیه وسلم: ومن أتیٰ منکم حداً فأقیم علیه فهو کفارته، ومن ستره اللّٰه علیه فأمره إلیٰ اللّٰه إن شاء عذبه وإن شاء غفرله.** (مسلم شریف ۷۳/۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بچہ کے کان میں اذان نہیں دی جاسکی

سوال: ایک بچہ کی پیدائش ہوئی جو کہ ہاسپٹل میں پیدا ہوا اور وہ زندہ تھا؛ لیکن اس کی حالت اتنی خراب تھی کہ فوراً مشین میں رکھ دیا گیا۔ غرض یہ کہ یہاں سے لاعلاج ہوگیا تو دہلی لے جایا گیا، اور وہاں پر اس کا انتقال ہوگیا؛ لیکن اس بھاگا دوڑی میں اس کے کان میں اذان نہیں دی جاسکی، حالانکہ اس کا نام رکھا گیا اور اس کے جنازہ کی نماز بھی پڑھی گئی، اور اس کو غسل بھی دیا گیا، تو صرف اذان نہ دینے کی بنا پر اس بچے کے مسلم ہونے پر کوئی اثر تو نہیں پڑا، یا کسی قسم کی قباحت تو نہیں آئی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بچے کے مسلمان ہونے کا مدار اس کے کان میں اذان دینے پر نہیں ہے؛ بلکہ یہ عمل محض مستحب ہے، اور جو بچہ مسلمان والدین کے یہاں پیدا ہو وہ یقیناً مسلمان ہی ہوتا ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے۔

لایسنّ لغیرها أي من الصلوات وإلا فیندب للمولود. (شامی زکریا ۵۰/۲)

عن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ما من مولود إلا یولد علی الفطرة الخ. (مشکوٰۃ شریف ۲۱/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نذر کا کفارہ

سوال: ایک شخص نے ایک چیز کے پورا ہونے کی نذر مانی، مثلاً یہ کہا کہ اگر ہمارا فلاں کام ہوگیا تو میں گیارہ روزے رکھوں گا، یا بیس رکعت نماز پڑھوں گا، اب اس کا وہ کام پورا ہوگیا۔ سوال یہ ہے کہ اس انسان میں نذر مانتے وقت اس نذر کو پورا کرنے کی ہمت تھی بعد میں وہ کمزور ہوگیا، اور بیمار ہوگیا تو اس کا کفارہ دینا پڑے گا، یا کوئی دوسری شکل ہے، یا اس کے ذمہ سے معاف ہوجائے گا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسؤلہ صورت میں نماز کی نذر تو پوری کرنی بہر حال لازم ہے، خواہ اشارہ سے پڑھے۔ اور روزہ کی نذر کا حکم یہ ہے کہ اگر اس قدر کمزور ہو گیا کہ سال کے چھوٹے دنوں میں بھی روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو نذر کے روزوں کے بدلے میں فدیہ دے سکتا ہے، اور ایک روزہ کا فدیہ ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہے۔

ثم الوفاء بالمنذور به نفسه حقيقة إنما يجب عند الإمكان، فأما عند التعذر فإنما يجب الوفاء به تقديراً بخلفه لأن الخلف يقوم مقام الأصل إلىٰ قوله حتى لو نذر الشيخ الفاني بالصوم يصح نذره وتلزمه الفدية الخ. (بدائع الصنائع زكريا ٤/٢٤٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قسم کا کفارہ

سوال: قسم کا کفارہ کیا ہوتا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کوئی شخص اپنی قسم میں حانث ہو جائے تو کفارہ کے طور پر اس کے ذمہ ضروری ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کپڑا پہنائے یا دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلائے، اور اگر اس کی گنجائش بالکل نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔

فكفارته إطعام عشره مساكين من أوسط ما تطعمون أهليكم أو كسوتهم أو تحرير رقبة. فمن لم يجد فصيام ثلاثة أيام، الآية. (المائدة: ٨٩، عالمگيري ٢/٦١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ہندو مسلم مشترک برتنوں کا استعمال

سوال: ایسا اسکول جہاں ہندو اور مسلمان دونوں قسم کے مرد اور عورتیں ٹیچر ہیں، کھانے اور پینے میں جو برتن استعمال ہوتے ہیں وہ سب کے ایک ہی ہیں۔ ایک مسلم خاتون کا کہنا ہے کہ میری طبیعت یہ گوارہ نہیں کرتی کہ کسی غیر مسلم کے مستعمل شدہ برتن کو استعمال کروں؛ لیکن ساتھ یہ مجبوری بھی ہے کہ اسکول میں 5/6 گھنٹے بھوکا پیاسا رہا تو نہیں جا سکتا، تو اس سلسلہ میں کیا شریعت اس

بات کی اجازت دیتی ہے کہ غیر مسلم کا استعمال ہوا برتن استعمال کرلیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر برتن میں کوئی نجس چیز نہ لگی ہو تو جس برتن کو غیر مسلم نے کھانے میں استعمال کیا ہو اس برتن کو دھو کر مذکورہ خاتون کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔

فسور اٰدمي مطلقاً ولو جنباً أو كافراً إلىٰ قوله طاهرٌ طهورٌ بلا كراهة.

(درمختار مع الشامي زكريا ۱/۳۸۱-۳۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ملازم کی غلطی پر تاوان

سوال: ایک شخص ایک جگہ نوکری اور ملازمت کرتا ہے، اپنے مالک کے بتائے ہوئے ہر کام کو انجام دیتا ہے؛ بلکہ اس کی کوشش یہ رہتی ہے کہ اپنی ذات سے ہر ممکن فائدہ پہنچائے؛ لیکن انسانی فطرت کے باعث اگر اس سے چوک یا غلطی ہو جائے تو کیا مالک اس غلطی کی رقم وصول کرسکتا ہے، حالاں کہ اس غلطی سے مالک کی ملکیت کا کوئی نقصان نہیں ہے یعنی مالی نقصان نہیں؛ لیکن مالک مالی قیمت وصول کررہا ہے، تو یہ اس کے لئے جائز اور درست ہے؟ اسی طرح اخلاقی اعتبار سے اس کے لئے نازیبا الفاظ استعمال کرنے کے باعث اس کا مؤاخذہ قیامت میں ہوگا یا نہیں؟ اور ان سخت اور سست الفاظ سن کر فرد مخالف کا صبر کرنا اس پر اس کو اجر ملے گا یا نہیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کسی انجانی غلطی پر مالی تاوان لینا شرعاً درست نہیں ہے، اور جو شخص مالک کی ڈانٹ ڈپٹ سن کر صبر کرے گا، تو انشاء اللہ اس کو آخرت میں اجر وثواب ملے گا۔

لا يجوز لأحدٍ من المسلمين أخذ مال أحدٍ بغير سبب شرعي. (شامی زکریا ۶/۱۰۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تکبر اور حسد کا علاج

سوال: تکبر اور حسد کا شکار ہوں، دل میں طرح طرح کے وساوس آتے ہیں، دوسروں کے بارے میں نہ جانے کیا کیا غلط خیال آتے ہیں؟ ایسے وقت میں ان چیزوں سے بچنے کا کیا طریقہ

اورراستہ ہے، جس سے دل سے یہ سب باتیں نکل جائیں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: انسان کو ہمیشہ اپنی خوبیوں کے بجائے کمزوریوں پر نظر رکھنی چاہئے، اور کوئی بھی انسان کمزوریوں سے خالی نہیں ہے، بے عیب ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، جو شخص اپنے کو بڑا سمجھے اور دوسروں کو اپنے سے کمتر سمجھے، وہ سب سے بڑا احمق اور خود فریبی میں مبتلا ہے، انسان کی عظمت اس کی فنائیت میں ہے اور اس کی ذلت اس کی برتری میں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے لئے اپنے کو مخلوق سے کمتر سمجھے، اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی نظر میں عزت عطا فرماتے ہیں، اس کے برخلاف جو شخص لوگوں پر اپنی بڑائی جتائے تو اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی نظروں میں ذلیل جانوروں سے بھی زیادہ ذلیل فرمادیتے ہیں۔ اب آدمی خود ہی فیصلہ کرلے کہ تکبر کس قدر بری چیز ہے؟ اور حسد کی بیماری بھی عموماً تکبر ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، اگر آدمی اپنے کو سب سے کمتر سمجھے تو دوسرے سے حسد ہو ہی نہیں سکتا، اور حسد ایسی نحوست ہے جس کی وجہ سے حاسد کبھی بھی سکون سے نہیں رہ سکتا۔ اسی وجہ سے قرآنِ پاک میں حاسد کے شر سے پناہ چاہی گئی ہے۔ آپ کو چاہئے کہ کسی شیخ کامل سے اصلاحی تعلق قائم کر کے امراض باطنی کا علاج کرائیں، اور کثرت سے استغفار اور توبہ میں مشغول رہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی بری عادتوں سے محفوظ رکھے۔

عن عمر رضي الله عنه قال وهو علىٰ المنبر: يأيها الناس تواضعوا فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول: من تواضع لله رفعه الله فهو في نفسه صغير وفي أعين الناس عظيم، ومن تكبر وضعه الله فهو في أعين الناس صغير وفي نفسه كبير، حتى لهو أهون عليهم من كلب أو خنزير. (مشكوة شريف ٤٣٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نبی اکرم ﷺ کے مبارک کپڑوں کا رنگ

سوال: پیارے پیغمبر ﷺ نے اپنی مبارک زندگی میں کون سے کپڑے اور کس رنگ کے استعمال فرمایا ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سفید رنگ زیادہ پسند تھا؛ لیکن اس کے علاوہ

بعض موقعوں پر آپ نے دوسرے رنگ بھی استعمال فرمائیں ہیں، مثلاً سرخ دھاری دار چادر، کالا عمامہ وغیرہ۔

عن البراء رضي الله عنه قال: ما رأيت من ذي لمة في حلة حمراء أحسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم. (ترمذي شريف ۱/ ۳۰۲) **عن عائشة رضي الله عنها قالت: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات غداةٍ وعليه مرط من شعر أسود.** (شمائل ترمذی ٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں دینی مقاصد سے چندہ کا اعلان

سوال: کسی دینی ادارے یا اسکول سے جو دینی رسالے نکلتے ہیں، ان کے لئے کیا مسجد وغیرہ میں تحریک کے بڑھانے یا ممبر سازی کرنے کے لئے اعلان کر سکتے ہیں؟ جس میں دینی فائدہ بھی ہے اور لوگوں کی دینی معلومات میں اضافہ کا سبب بھی ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ جو مسئلہ ہو اس کو واضح فرمائیں؟ نیز مدرسہ کے چندہ کے لئے اعلان کرنا بھی کیا صحیح ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسجد میں دینی مقصد سے چندے کے اعلانات، اسی طرح دینی اصلاحی رسائل کی توسیع اشاعت کا اعلان کرنا درست ہے، اس میں شرعاً کوئی برائی نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی مسجدِ نبوی میں چندے کی اپیلیں فرمائی ہیں، اور بنفس نفیس چندہ بھی جمع فرمایا ہے۔

(مستفاد: مکارم الاخلاق ۲٦٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مساجد میں بلند آواز سے قرآن

سوال: بعض مسجدوں میں نماز دعا وغیرہ فل مائیک میں ادا کی جاتی ہے، نماز میں قرآنِ پاک باآواز بلند پڑھا جاتا ہے، جس سے اس کی آواز گھروں، گلیوں اور سڑکوں پر جاتی ہے، نیز مسلمان غیر مسلم سب سنتے ہیں، جب کہ گھروں میں انسان کوئی باتیں کر رہا ہے، کوئی بیت الخلاء میں بیٹھا ہے، کوئی عورت حالتِ ناپاکی میں ہے، جس میں قرآن کا سننا پڑھنا سب ممنوع ہے، اس حالت میں باآواز بلند نماز میں قرآن پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: مساجد میں نماز دعا وغیرہ کی آواز بس اس قدر رکھنی چاہئے کہ مسجد میں موجود نمازی سن سکیں یا جہاں تک مجمع ہو وہاں تک آواز پہنچ سکے۔ ضرورت سے زائد آواز رکھنا بے ادبی ہے اور ناپاکی والی عورت کے لئے قرآن پڑھنا ممنوع ہے؛ لیکن سننا ممنوع نہیں۔

وجهر الإمام بالتكبير بقدر حاجته لإعلام بالدخول و الانتقال إلى قوله والزائد على قدر الحاجة كما هو مكروه للإمام يكره للمبلّغ. (شامی زکریا ۲/۱۷۱-۱۷۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

وظیفہ میں تعوذ وتسمیہ کا حکم

سوال: اگر کوئی انسان کسی آیت کا وظیفہ پڑھتا ہے یا سورت کو وظیفہ کے طور پر پڑھتا ہے تو کیا اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر اس آیت یا سورت کے شروع میں اعوذ باللہ یا بسم اللہ پڑھے یا صرف ایک مرتبہ شروع میں پڑھ لینا کافی ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر سورت کا وظیفہ ہے تو شروع میں ایک مرتبہ اعوذ باللہ پڑھی جائے گی اور پھر ہر مرتبہ بسم اللہ پڑھنی چاہئے، ''اعوذ باللہ'' کی ضرورت نہیں، اور اگر آیت کا وظیفہ ہے تو صرف شروع میں ایک مرتبہ اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھی جائے گی، ہر مرتبہ اعوذ باللہ بسم اللہ کی ضرورت نہیں۔ (مستفاد: مقدمہ ابن کثیر ۲۰/۲۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زندہ شخص کے لئے ایصالِ ثواب

سوال: کیا انسان اپنی زندگی میں زندہ آدمی کے لئے ایصالِ ثواب کرسکتا ہے یا اپنے بوڑھے والدین کے لئے اگر کوئی ایصالِ ثواب کرنا چاہے تو ہوجائے گا؟ اسی طرح وہ قرآنِ پاک نہیں پڑھ سکتے تو ان کے لئے قرآن پڑھنا درست ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: زندہ آدمی کے لئے بھی ایصالِ ثواب کرنا درست ہے۔

اختلف في إهداء الثواب إلى الحي فقيل يصح لإطلاق قول أحمد يفصل الخير ويجعل نصفه لأبيه وأمّه. (شامی زکریا ۳/۱۵۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسلمان کی بے عزتی

سوال: کوئی مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کی عزت سے کھلواڑ کرتا ہے یا اس کے مال کو برباد کرتا ہے ناجائز طریقہ سے صرف کرتا ہے، تو کیا یہ اس انسان کے لئے جائز ہے؟ ایسے انسان کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے، اور اس کو کیا کہا جائے گا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کسی مسلمان کی عزت سے کھلواڑ کرنا یا اس کی مالی حق تلفی کرنا قطعاً حرام ہے، اور ایسا شخص شریعت کی نظر میں سخت گنہگار ہے، اس پر توبہ استغفار کے ساتھ متعلقہ شخص کے حقوق کی ادائیگی کرنا لازم ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم أخوا المسلم، لايظلمه ولا يخذله ولا يحقره، التقوىٰ هٰهنا ويشير إلىٰ صدرهٖ بحسب إمرئ من الشر أن يحقر آخاه المسلم، كل المسلم على المسلم حرام دمه وعرضه وماله. (رواه مسلم ٢٥٦٤، الترغيب والترهيب ٦٢٠) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مرتد کی توبہ قبول ہے

سوال: اگر کوئی شخص مرتد ہوا ہو کسی نبی کو گالی دے کر اور اس کا مرتد ہونا لوگوں پر ظاہر ہو گیا ہو کہ وہ کسی نبی کو گالی دے کر مرتد ہوا ہے، پھر اس نے توبہ کر لی ہو، تو اس کی توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ اور اس کی سزا کیا متعین کی جائے گی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: نبی اکرم ﷺ کی شانِ والا شان میں گستاخی کرنے والا شخص ایمان سے خارج مرتد اور اسلامی حکومت میں واجب القتل ہے؛ لیکن اگر وہ اپنی اس خبیث حرکت پر سچے دل سے برملا اظہار ندامت کرے اور واقعی توبہ کر لے، تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔

فظهر قطعًا من كلامه أن قبول التوبة بمعنى أنه لا تقتل هو قول أبي حنيفة وأصحابه والثوري وأهل الكوفة. (رسائل ابن عابدين ٣٢٢/١) **فهذا كلام الشفاء صريح في أن مذهب أبي حنيفة وأصحابه القول بقبول التوبة كما هو رواية**

الوليد عن مالك. (شامي زكريا ٣٧١/٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بلند آواز سے درود شریف پڑھنا

سوال: عرض یہ ہے کہ بآواز بلند سے درود شریف کا پڑھنا کیسا ہے؟ میں نے دیکھا ہے کہ آج کل لوگ حلقہ بنا کر زور زور سے درود شریف پڑھتے ہیں، وہ کیسا ہے؟ اگر درست ہے تو مجلس میں بآواز بلند درود شریف پڑھا جائے اور میری طبیعت آہستہ پڑھنے کو چاہ رہی ہو، تو کیا اس کی گنجائش ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: اگر درود شریف آدمی تنہا پڑھ رہا ہو تو آہستہ آواز سے پڑھے یا بلند آواز سے، دونوں میں کوئی حرج نہیں، اور حلقہ بنا کر اور آواز ملا کر درود شریف پڑھنا سلف سے ثابت نہیں ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

وحمل ما في فتاویٰ قاضي خان على الجهر المفرط، وقال: إن هناك أحاديث. اقتضت طلب الجهر وأحاديث طلب الأسرار والجمع بينهما بأن ذلك يختلف باختلاف الأشخاص والأحوال فالإسرار أفضل حيث خيف الرياء أو تأذى المصلين والنيام والجهر أفضل حيث خلا مما ذكر لأنه أكثر عملاً الخ.

(شامي زكريا ٥٧٠/٩، مستفاد: فتاویٰ محمودیه ١١٨/٣) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک جاہلانہ رسم

سوال: جب شوہر کا انتقال ہوتا ہے اور اس کا جنازہ قبرستان جانے کے فوراً بعد اس کی بیوی کو نہلایا جاتا ہے، کیا شوہر کے جنازہ جانے کے بعد عورت کو غسل کرنا چاہئے؟ یہ شریعت کا حکم ہے یا صرف ڈھونگ ہے؟ یا صرف من مانی رسم ہے؟

الجواب وَبـاللّٰهِ التَّوْفِيْق: شوہر کا جنازہ قبرستان لے جانے کے بعد معتدہ بیوہ کو نہلانے کی رسم محض جہالت ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مسلم شريف ٧٧/٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

زانی کی سزا

سوال: حدیث پاک کے مطابق اور شرعی حکم کے رو سے زانی کو ''اگر شادی شدہ ہے تو رجم اور شادی شدہ نہیں ہے تو سو کوڑے'' اب ہندوستان میں احکامات شرعی لاگو نہیں ہیں۔ تو یہاں ان کی سزا کیا ہوگی؟ اور اس جرم عظیم سے چھٹکارے کا کیا طریقہ ہوگا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اسلامی حکومت میں شرعی ثبوت (چار مردوں کی واضح گواہی یا اقرار) پائے جانے پر زانی پر حد جاری ہوتی ہے؛ لیکن جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے وہاں انفرادی طور پر یہ سزا جاری کرنے کا کسی کو حق نہیں، ایسے جرائم کو روکنے کے لئے برادری والے علماء کے مشورہ سے مناسب لائحۂ عمل اپنا سکتے ہیں۔ نیز ملکی قانون کا بھی سہارا لیا جاسکتا ہے، اور بہرحال مجرمین کو اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرنا لازم ہے۔

ویثبت بشهادة أربعة رجال ویثبت أیضاً بإقراره صریحًا صاحیًا. (شامی زکریا ۶/۸-۱۱) **فیشترط الإمام لاستیفاء الحدود. وکل مرتکب معصیة لا حد فیها، فیها التعزیر.** (شامی زکریا ۶/۱۱۳) **واتفقوا علی أن التوبة من جمیع المعاصي واجبة إنها واجبة علی الفور لا یجوز تاخیرها سواء کانت المعصیة صغیرة أو کبیرة.** (شرح النووي علی صحیح مسلم ۲/۳۵۴، کفایت المفتي ۲/۱۷۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

گناہ کی نذر معتبر نہیں

سوال: اگر کسی انسان نے کسی کام کی نذر مانی؛ لیکن وہ کام نہیں ہوا، تو کیا وہ اپنی نذر پوری کرے گا؟ اسی طرح کسی نے ناجائز چیز کی نذر مانی تو اس کا پورا کرنا کیسا ہے؟ کیا کفارہ بھی واجب ہوگا؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جس کام کی نذر مانی گئی ہے جب وہ ہوا ہی نہیں تو نذر پوری کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، اور ناجائز کام کی نذر چوں کہ منعقد نہیں ہوتی اس لئے اس کا پورا کرنا نہ ضروری ہے نہ جائز۔

ومن نذر نذراً مطلقاً أو معلقًا بشرط ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر أي لزمه الوفاء به. (شامی زکریا ۵/۵۱۵-۵۱۶) **ومنها أن یکون قربة فلا یصح النذر بما**

لیس بقربة رأسا كالنذر بالمعاصي بأن يقول لله علي أن أشرب الخمر أو أقتل فلانا أو أضربه. (بدائع الصنائع بيروت ٦/ ٣٣٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نفلی عبادات کا ثواب کس کو پہنچائیں؟

سوال: اگر ہم کوئی ہدیہ (مالی یا بدنی عبادت کے روپ میں) کرنا چاہیں تو پہلا حق والدین کا یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِيْق: اپنی نفلی عبادات کا ثواب پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنا یقیناً بڑی سعادت کی بات ہے؛ لیکن ہمارے والدین ایصالِ ثواب کے زیادہ محتاج ہیں، اس لئے بلاترجیح حسبِ سہولت والدین اور پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں ایصالِ ثواب کرتے رہیں، ترجیح کی فکر میں نہ پڑیں۔

وقول علمائنا له أن يجعل ثواب عمله لغيره يدخل فيه النبي صلى الله عليه وسلم فإنه أحق به حيث أنقذنا من الضلالة ففي ذلك نوع شكر واسداء جميل له. (شامی زکریا ٣/ ١٥٣) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة إلا من صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له. (مسلم شریف ٢/ ٤١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک عبادت کا ثواب متعدد لوگوں کو پہنچانا

سوال: کیا ہم ایک نفلی عبادت کا ثواب دو لوگوں کے لئے ہدیہ کر سکتے ہیں؟ وہ نفلی عبادت خواہ کسی بھی قبیل سے ہو، جیسے نفل نماز، کلمہ، عمرہ، طواف، حج، روپیہ اور کھانا وغیرہ؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِيْق: ایک نفلی عبادت کا ثواب متعدد لوگوں کو بھی پہنچایا جا سکتا ہے اور وہ نفلی عبادت کسی بھی قبیل سے ہو سکتی ہیں، اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے۔

ويصح إهداء نصف الثواب أو ربعه كما نص عليه أحمد ولا مانع منه ويوضحه أنه لو أهدى الكل إلى أربعة يحصل لكل منهم ربعه. (شامی زکریا ٣/ ١٥٢)

لو أهل بحج عن أبويه أو غيرهما من الأجانب حال كونه متبرعًا فعين بعد ذلك

جاز؛ **لأنه متبرع بالثواب فله جعله لأحدهما أولهما.** (شامی زکریا ٤/٢٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں غیر مسلم کا عطیہ

سوال: ہمارے علاقے میں ایک مسجد تعمیر ہو رہی ہے، اس سلسلہ میں متولی مسجد نے فنڈ جمع کیا، تو اس میں لوگ روپئے جمع کر کے حصہ لے رہے ہیں، جن میں مسلم اور غیر مسلم بھی ہیں، کتاب وسنت کی روشنی میں مطلع فرمائیں کہ مساجد کی تعمیر میں غیر مسلم کی مالی اعانت کا کیا حکم ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر آئندہ کسی فتنہ وغیرہ کا اندیشہ نہ ہو تو غیر مسلم کا عطیہ مسجد میں لگانا درست ہے۔

فإن كان الموصى به شيئا هو قربة عندنا، وعندهم بأن أوصى بثلث ماله أن يتصدق على الفقراء أوبعمارة المسجد الأقصى ونحو ذلك، جاز في قولهم جميعاً؛ لأن هذا مما يقرب به المسلمون وأهل الذمة. (بدائع الصنائع بیروت ١٠/٥٠٠، فتاویٰ محمودیه ڈابھیل ١٥/١٣٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قرآن کی سات منزلیں

سوال: قرآنِ پاک میں جو منازل ہیں، ان کے بارے میں لوگ بتاتے ہیں کہ مرادیں پوری ہونے کے لئے منازل پڑھی جاتی ہیں، اور لوگ منت و مراد کی پوری کے لئے اس کو پڑھتے بھی ہیں، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایک منزل کا پڑھنا گویا مکمل قرآن کو ایک مرتبہ پڑھنا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا مراد کی تکمیل کے لئے منازل کا پڑھنا درست ہے؟ اور منازل کا پڑھنا کس لئے ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: قرآنِ پاک میں سات منزلیں اس لئے متعین کی گئی ہیں؛ تاکہ جو لوگ سات دن میں قرآنِ پاک ختم کرنا چاہیں تو وہ ایک منزل روز پڑھ لیا کریں، ایک منزل پڑھنے سے حقیقی طور پر پورا قرآن پڑھنے کا ثواب نہیں ملتا، مکمل ثواب تو اس وقت ملے گا جب کہ مکمل قرآنِ کریم پڑھا جائے اور قرآنِ پاک پڑھ کر دعائیں قبول ہوتی ہیں، اس لئے اس کے پڑھنے کے بعد دنیا یا دین کسی بھی ضرورت کے متعلق دعائیں کی جاسکتی ہیں؛ لیکن خاص مرادوں کی تکمیل ہی کی نیت

سے قرآنِ کریم پڑھنا مناسب نہیں ہے، قرآن پڑھتے وقت اصل نیت عبادت کی ہونی چاہئے۔

عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عيه وسلم يقول: من قرأ القرآن فليسائل الله به فإنه سيجيئ أقوام يقرء ون القرآن يسئلون به الناس. (ترمذي شريف ۱۱۹/۲) **عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا ختم جمع أهله ودعا.** (كنز العمال ۱۵۲/۲)

قال عمر رضي الله عنه: اقرء وا القرآن وسلوا الله به قبل أن يقرأه قوم يسألون الناس به. (مصنف ابن أبي شيبة جديد ۲۴۰/۵ رقم: ۷۸۲۶) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

کاروباری نقصان کے لئے عمل؟

سوال: میرے بھائی جو بھی کام کرتے ہیں ہر کام میں گھاٹا اور نقصان لگ کر بند ہو جاتا ہے، اس سلسلہ میں اگر احادیث یا قرآنی آیات میں کوئی مخصوص عمل وارد ہوا ہو تو اس کے بارے میں مشورہ عنایت فرمائیں یا اس کو تحریر فرمائیں، نیز اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مذکورہ شخص کو چاہئے کہ گناہوں سے توبہ اور استغفار کرے؛ کیوں کہ بسا اوقات گناہوں کی نحوست سے روزی کی تنگی آجاتی ہے، اسی طرح نماز پنجگانہ کی پابندی کرے اور روزانہ سونے سے قبل سورۂ واقعہ کی تلاوت کر کے دعا کیا کرے۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم: من قرأ سورة الواقعة كل ليلة لم تصبه فافة أبداً. (ابن كثير ۲۸۱/۴، ومثل هذا في تفسير القرطبي عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم ۱۹۴/۱۷، معارف القرآن ۲۶۸/۸) **فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

ڈاکٹرنی کا ولادت کی خبر دینا

سوال: میں ایک لیڈی ڈاکٹر ہوں، مریضوں سے اکثر کہا کرتی ہوں کہ آپ کی مریض نارمل ہے (ڈلیوری نارمل ہے) بعد میں ایسا ہوتا ہے کہ آپریشن کرنا پڑتا ہے، تو یہ میرا کہنا کہانت میں داخل تو نہیں ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مریضہ کے آثار وعلامات دیکھ کر یہ بتانا کہ پیدائش نارمل ہوگی، کہانت

میں داخل نہیں ہے؛ اس لئے کہ جو چیز اسبابِ ظاہری کے ذریعہ معلوم ہو وہ غیب کی بات نہیں سمجھی جاتی۔

الكهانة: وهي تعاطي الخبر عن الكائنات فى المستقبل، وادعاء معرفة الأسرار. (شامی زکریا ۱/۱۳۵) **الكهانة فى اللغة من كهن يكهن كهانة قضى له بالغيب، والكاهن هو الذي يتعاطى الخبر عن الكائنات في مستقبل الزمان، ويدعى معرفة الأسرار ومطالعة الغيب.** (الموسوعة الفقهية ۳۵/۱۷۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا روحوں کو گھومنے کی آزادی ہوتی ہے؟

سوال: کیا نیک روحوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے گھومنے پھرنے کی آزادی ہوتی ہے، وہ اپنی قبروں سے جب دل چاہے نکل کر اپنے گھر میں جا کر دیکھ سکتے ہیں، اور پھر بذریعہ خواب اپنے گھر والوں کو تنبیہ یا فرمائش کر سکتے ہیں؟ اس کے ذیل میں بطور دلیل آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی حدیثیں بتاتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: نیک ارواح کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں گھومنے پھرنے کی آزادی کی بات بے اصل اور غیر معتبر ہے، قرآن سے ثابت ہے کہ نیک روحوں کا مستقر علیین ہے، اور خواب میں کسی میت کا نظر آنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس کی روح اپنے مستقر سے باہر ہے، اور اس بارے میں پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ کی کن حدیثوں کی طرف اشارہ ہے؟ ان کی وضاحت مطلوب ہے۔

إن مقر أرواح المؤمنين في عليين أو فى السماء السابعة ونحو ذلك كما مر، ومقر أرواح الكفار في سجين الخ. (تفسير مظهري زكريا ۱۰/۱۹۵، بهشتي زيور قديم ۶/۵۴، فتاویٰ محمودیه جدید ۱/۶۱۸-۶۱۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کسی کو بھائی کہہ کر پکارنا

سوال: بغیر کسی قصد وارادہ کے اہلیہ یا بچوں کو بھائی کے لفظ سے پکارا جائے، تو کیا اس میں کوئی گناہ ہے، جب کہ یہ آدمی کا تکیہ کلام بن جائے؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: دینی اعتبار سے سب مسلمان مرد و عورت آپس میں بھائی بھائی ہیں،

اس لئے دینی اخوت کا لحاظ رکھتے ہوئے اگر کوئی ایک مرد دوسرے کو بھائی کہے، تو اس میں شرعاً حرج نہیں، اس سے نسبی اخوت یا رشتہ ثابت نہیں ہوتا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: ﴿إنما المؤمنون إخوة الآية﴾ وإطلاق الأخوة على المؤمنين من باب التشبيه البليغ وشبهوا بالأخوة من حيث انتسابهم إلى أصل واحد وهو الإيمان الموجب للحياة إلا بدية. (روح المعاني زكريا ٢٢٨/٢٦) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجلس کے اختتام پر دعا

سوال: آج کل عام طور پر یہ بات دیکھی گئی ہے کہ دینی مجلس کے اختتام پر التزاماً دعاء کی جاتی ہے، اور اس کو ضروری سمجھا جاتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا جائز ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: کسی بھی مجلس کے اختتام پر دعاء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ بعض احادیث میں مجلس کے ختم ہونے پر کلماتِ حمد پڑھنے کی تلقین وارد ہے؛ تاہم یہ کوئی لازمی اور واجبی حکم نہیں ہے، اگر دعاء نہ بھی کی جائے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

عن أبي برزة الأسلمي رضي الله عنه قال: كان رسول الله ﷺ يقول بآخره إذا أراد أن يقوم من المجلس: سبحانك اللّٰهم وبحمدك أشهد ألا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك. (أبوداؤد شريف نعيميه ٦٦٧/١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خودکشی کرنے والے کا انجام

سوال: کوئی مسلمان خودکشی کرے تو اس کا آخرت میں کیا انجام ہوگا؟ یعنی کیا اس کے لئے عذاب ہے؟ نیز جو عورت بار بار سمجھانے کے باوجود خودکشی کرنے کی کوشش کرتی ہو، کیا ایسی عورت کے ساتھ ازدواجی زندگی گذارنا جائز ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: حدیث میں آیا ہے کہ خودکشی کرنے والے کو وہی عذاب دیا جاتا رہے گا جس کے ذریعہ سے اس نے خودکشی کی ہے، مثلاً اگر زہر پیا ہے تو زہر پلایا جاتا رہے گا، خنجر مارا ہے تو خنجر مارا جاتا رہے گا وغیرہ، اور خودکشی کی کوشش کرنے والی بیوی کے ساتھ زندگی گذارنا شرعاً

منع نہیں ہے؛ لیکن اس کے ساتھ ایسا اچھا معاملہ کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ مطمئن ہوکر خودکشی کا ارادہ ترک کردے۔

عن أبی هریرة رضي اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: من تحسی سما فقتل نفسه فسمه في یده یتحاة في نار جهنم خالدًا مخلداً فیها ابداً. (مسلم شریف ۷۲/۱) **ومن شرب سمًّا فقتل نفسه فهو یتحساه في نار جهنم خالداً مخلداً فیها أبداً.** (مسلم شریف ۷۲/۱) **لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة.** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

استخارہ کیسے کریں؟

سوال: اگر نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو استخارہ کیسے کریں؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: اگر کسی وجہ سے نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو صرف دعا کے ذریعہ بھی استخارہ ہوسکتا ہے، یعنی پوری توجہ کے ساتھ دعاء استخارہ پڑھ لی جائے۔

ولو تعذرت علیه الصلوٰة استخار بالدعاء. (شامی زکریا ۴۷۱/۲، عمدة القاري ۲۲۵/۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

استخارہ کے بعد رجحان

سوال: استخارہ کے بعد رجحان کا پتہ کیسے چلے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ استخارہ کی دعا پڑھ کر قبلہ رخ باوضو سوجائے، اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو سمجھ لے کہ اس کام میں خیر ہے، اور اگر کالی یا سرخ چیز دکھائی دے تو سمجھ لے کہ یہ کام بہتر نہیں ہے اس سے بچنا چاہئے؛ لیکن یہ محض تخمینی (اندازہ کی) چیز ہے، اصل مدار دل کے رجحان پر ہے۔ استخارہ کے بعد آدمی اپنے دلی رجحان کو دیکھے، جس جانب دل مائل ہو ان شاء اللہ اسی میں خیر ہوگی، خوابوں پر اصل مدار نہیں؛ بلکہ خواب قلبی رجحان کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ چناں چہ ابن السنیؒ نے روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **يـا أنـس! إذا هممت بأمر فاستخر ربك فيه سبع مـرات، ثـم انـظـر إلـى الـذي سبـق إلـى قلبك فإن الخير فيـه.** (شـامـي زكريـا ۲/ ٤٧٠- ٤٧١) یعنی اے انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اپنے پروردگار سے سات مرتبہ استخارہ کیا کرو، پھر اس رجحان کو دیکھو جو تمہارے دل میں ہے؛ کیوں کہ اسی میں خیر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا استخارہ کے بعد کسی ایک طرف عمل ضروری ہے؟

سوال: کیا استخارہ کے بعد کسی ایک جانب عمل ضروری ہو جاتا ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: استخارہ کرنے کے بعد جس جانب دلی رجحان ہو اس پر عمل بہتر اور خیر ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے اس کے خلاف پر عمل کرلے تو شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے؛ اس لئے کہ دلی رجحان کوئی شرعی دلیل نہیں ہے؛ البتہ بہرصورت اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب رہنا چاہئے۔

(مستفاد: امداد الفتاویٰ ۱/ ۵۹۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

التحیات ہی سلام ہے

سوال: عرض ہے کہ صلوٰۃ کا طریقہ تو درود شریف ہے؛ لیکن سلام کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: قعدہ میں جو التحیات پڑھی جاتی ہے یہی الفاظ سلام ہیں۔

عن كعب بن حجرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قلنا يا رسول الله: أمرتنا أن نصلي عليك وأن نسلم عليك فأما السلام فقد عرفناه. وفى البذل: أي فى التشهد وهـو السـلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاتهٗ. (بذل المجهود بيروت ٤/ ٥٢٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تکیوں پر اشعار لکھنا

سوال: استعمال شدہ تکیوں پر اشعار لکھواتے ہیں، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

الجواب وَبـالـلّٰهِ التَّوْفِيْق: تکیوں پر اشعار لکھوانے میں کوئی ممانعت نظر سے نہیں گذری؛ البتہ

اگر ایسے اشعار ہوں جن میں اللہ کا یا پیغمبر علیہ السلام کا نام آتا ہو تو یہ بے ادبی کہلائے گی، اس سے احتراز لازم ہے۔

متعلم معه خريطة فيها كتب من أخبار النبي صلى الله عليه وسلم أو كتب أبي حنيفة أوغيره فتوسد بالخريطة إن قصد الحفظ لايكره وإن لم يقصد الحفظ يكره، التوسد بالكتاب الذي فيه الأخبار لايجوز إلا على نية الحفظ له. (هندية ٣٢٢/٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا

سوال: مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئے یا ایک ہاتھ سے؟ دونوں ہاتھوں سے کرنے کا ثبوت کہاں سے ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مصافحہ کرنا دونوں ہاتھوں سے مسنون اور افضل ہے، اور اس کا ثبوت بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتا ہے، اور جن روایتوں میں صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کا تذکرہ ہے، ان میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا احتمال موجود ہے؛ اس لئے بہتر یہی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا اہتمام کیا جائے۔

حدثني عبد الله بن سخبرة أبومعمر قال: سمع ابن مسعود رضي الله عنه يقول: علمني النبي صلى الله عليه وسلم وكفي بين كفيه التشهد كما يعلمني السورة من القرآن التحيات لله تعالىٰ. (بخاري شريف ٩٢٦/٢) **عن أمامة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا تصافح المسلمان لم تفرق أكفهما حتى يغفر لهما.** (المعجم الكبير للطبراني ٢٨١/٨ رقم: ٨٠٧٦) **صافح حماد بن زيد ابن المبارك بيديه.** (بخاري شريف ٩٢٦/٢) **السنة في المصافحة بكلتا يديه.** (شامي زكريا ٥٤٨/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد میں درسِ قرآن کا اہتمام

سوال: حدیث وقرآن کے حوالے سے جواب عنایت فرمائیں کہ اکثر دیکھا جارہا ہے کہ قرآن کی تعلیم اور تفسیر کے وقت جماعت (تبلیغی حضرات) اٹھ کر چلے جاتے ہیں، اور ساتھ میں اپنے ساتھیوں کو بھی لے جاتے ہیں، اکثر ''یہ عنوان'' آج کل روزنامہ راشٹریہ سہارا اخبار میں آرہا ہے، براہِ کرم آپ ہمیں قرآن وحدیث سے کوئی ایسا حوالہ دے دیں جس سے مسجد میں آج کل جو نا راضی ہورہی ہے وہ دور ہوجائے، اور آپس کا انتشار ختم اور اتحاد پیدا ہوجائے۔

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: کسی معتبر عالم کے ذریعہ درسِ قرآن بھی تبلیغ ہی کی ایک شکل ہے، اس لئے اسے جماعت تبلیغ کی دعوتی محنت سے الگ نہیں سمجھنا چاہئے اور اس سلسلہ کو عام کرنے کے لئے اس میں خوش دلی کے ساتھ شریک ہونا چاہئے اور مناسب ہے کہ پانچوں نمازوں میں کسی ایک نماز کے بعد تفسیر کا سلسلہ جاری رکھا جائے اور سب لوگ اس میں شرکت کریں، اور کسی دوسرے وقت فضائل وغیرہ کی کتاب پڑھ کر سنائی جائے اس میں سب شریک ہوں، اور ایک دوسرے کے مخالف بننے کے بجائے معاون (مددگار) بنیں۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱/۲۲۶، ۱۶/۳۶۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چھری پھیرنے کے عوض میں کھال لینا

سوال: چرم قربانی کے سلسلہ سے ایک اہم ضروری مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ بعض جگہ ایک سلسلہ یہ چلا ہوا ہے کہ قربانی متعین حضرات ہی کرتے ہیں، اور وہ علماء حضرات میں سے ہوتے ہیں یا پھر امام صاحبان ہوتے ہیں، جن سے وہاں کے لوگ قربانی کرایا کرتے ہیں۔ تو کیا قربانی کرنے والے حضرات کے لئے بھی اس جانور میں کوئی حصہ ہوتا ہے؟ مثلاً وہ حضرات اندرونی طور پر کچھ شرائط یہ رکھتے ہیں کہ میں قربانی کروں گا تو چرم قربانی میرے یہاں پہنچانی ہوگی۔ بعض یہ شرط لگاتے ہیں کہ میں قربانی کروں گا تو چرم قربانی اور سر میرے پاس گھر تک بھیجنا لازمی ہے، تو کیا اس طرح شرط مشروط کرکے چرم قربانی اور جانور کے سر پہ قبضہ جمانا صرف دعا پڑھ کر چھری پھیرنے والے حضرات کے لئے درست ہے؟ کیا اس طرح سات حصوں والے جانور میں آٹھواں حصہ اور ایک حصہ والے

جانور میں دوسرا حصہ پیدا کرنا نہیں ہوا؟ کیا اس طرح چرم قربانی اور جانور کے سر والے حصہ کو صاحبِ قربانی کے لئے صرف چھری پھیرنے والے کو دینا لازم ملزوم ہے؟ کیا اس طرح ائمۂ کرام اور صرف ذبح کرنے والوں کے لئے چرم قربانی کو فروخت کر کے اپنے مصرف میں لانا جائز اور درست ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: چھری پھیرنے کے عوض قربانی کی کھال یا سر لینے کی شرط لگانا شرعاً جائز نہیں ہے؛ اس لئے کہ قربانی کا کوئی جزو اجرت میں نہیں دیا جاسکتا، اگر اجرت ہی لینی ہے تو روپیہ پیسہ کی اجرت مقرر کی جائے، اور جو قربانی کی کھالیں اس فاسد شرط پر لے لی ہیں، انہیں فروخت کر کے اپنے استعمال میں نہ لائیں؛ بلکہ قیمت غریبوں پر صدقہ کر دیں۔

ولا يعطى أجر الجزار منها لأنه كبيع. (شامی زکریا ۹/۴۷۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا صرف گھر کے بڑے شخص کی طرف سے قربانی کافی ہے؟

سوال: ایک مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ بعض افراد ایسا کرتے ہیں کہ گھر میں اگر ۵/ افراد ہیں اور سبھی سرمایہ دار اور مالکِ نصاب ہیں، تو ایسا کرتے ہیں کہ گھر میں جو بڑے ہیں صرف انہیں کی قربانی دیدیتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ بڑے کی طرف سے قربانی ہوگئی بس کافی ہے، کیا ایک فرد جو کہ گھر کے مالک ہیں اگر ان کی طرف سے قربانی ہوگئی تو کیا وہ سبھوں کے لئے کافی ہوگی؟ یا مالی حیثیت کا اعتبار کرتے ہوئے سبھوں کو الگ الگ اپنی طرف سے قربانی دینی ہوگی، جب ہی وجوب کی ادائیگی ہوگی، چاہے وہ سب جوائنٹ ایک ساتھ ہی مل کر رہتے ہوں، یا کیا شکل ہوگی؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: گھر میں جتنے عاقل بالغ صاحبِ نصاب لوگ ہیں، سب کی طرف سے الگ الگ قربانی کرنا واجب ہے، محض ایک شخص کی طرف سے قربانی کرنے سے بقیہ لوگوں کی طرف سے واجب ادا نہ ہوگا۔ (شامی زکریا ۹/۳۸۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میاں بیوی میں سے ایک کی قربانی دوسرے کی طرف سے کافی نہیں

سوال: ایک اور مسئلہ قربانی کے سلسلہ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ گھر میں میاں بیوی دونوں ہی سرمایہ

دار ہیں، یعنی مال کے اعتبار سے دونوں اہلِ نصاب ہیں، دونوں الگ الگ اپنا مال مالکانہ حیثیت سے رکھتے ہیں اور کار پرداز میاں ہیں اور دونوں ایک ہی ساتھ مالی حیثیت سے بھی رہتے ہیں، اور اس طرح قربانی تو دونوں پر واجب ہے، مگر ہوتا یہ ہے کہ کسی سال میاں اپنی طرف سے قربانی دیتے ہیں تو کسی سال بیوی کی طرف سے دیدیتے ہیں، یعنی ایک سال بیوی کی طرف سے دے دیا تو دوسرے سال اپنی طرف سے، تو کیا اس طرح ہر سال ایک قربانی دے دینے سے دونوں کے وجوب کی ادائیگی ہوجائے گی؟ کیا ایک ہی قربانی دونوں کے لئے کافی ہے؟ صحیح مسئلہ کیا ہے؟

الجواب وَباللّٰهِ التَّوْفِيْق: جب کہ شوہر اور بیوی دونوں سرمایہ دار اور صاحبِ نصاب ہیں، تو ہر ایک کی طرف سے الگ الگ قربانی واجب ہے، ایک کی طرف سے قربانی دوسرے کی طرف سے کافی نہ ہوگی۔

وشرائطها الإسلام والإقامة واليسار الذي يتعلق به وجوب صدقة الفطر (درمختار) وفي الشامي: والمرأة موسرة بالمعجل لو الزوج مليا وبالمؤجل لا، وبدار تسكنها مع الزوج إن قدر على الإسكان. (درمختار مع الشامی زکریا ۴۵۳/۹) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اپنی قربانی کے بجائے مرحومین کی طرف سے قربانی؟

سوال: قربانی کے سلسلہ سے ایک ضروری مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ آج کل معلومات نہ ہونے کی وجہ سے عموماً ایسی غلطی ہورہی ہے کہ بعض لوگ اپنی قربانی تو دیتے نہیں مگر میت کی طرف سے ضرور دے دیتے ہیں، مثلاً: والد والدہ، دادا دادی، نانا نانی، یا وہ اولاد جو اس دنیا سے جاچکی ہے، صرف میت کی طرف سے ہی دے دیتے ہیں اور اپنی طرف سے نہیں دیتے، تو کیا اس صورت میں ان کے ذمہ جو قربانی ہے وہ ادا ہوجائے گی؟ صرف میت کی طرف سے ہی قربانی کافی ہے؟ آیا قربانی صرف زندوں پر ہی واجب ہے یا مردوں پر بھی؟

الجواب وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق: جو شخص صاحبِ نصاب ہو اس پر خود اپنی قربانی کرنا واجب ہے، مرحومین کی طرف سے قربانی کرنے سے اس کی اپنی واجب قربانی ادا نہیں ہوگی، اس لئے اولاً اپنی

قربانی ضرور کرنی چاہئے، اس کے بعد اگر گنجائش ہو تو مرحومین کی طرف سے نفلی قربانی کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔

الأصل أن ما وجب كذٰلك بتعين الجزء الذي أدى فيه للوجوب أو آخر الوقف كما في الصلاة وهو الصحيح، وعليه يتخرج ما إذا صار أهلاً للوجوب الخ. (شامي زكريا ٤٥٨/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عقیقہ میں بکرے کے بجائے بڑے جانور میں حصہ

سوال: میرا لڑکا جس کی عمر اس وقت بیس سال ہے جب وہ پیدا ہوا تھا، تو اس وقت اس کی دادی نے عقیقہ کی نیت سے 800/ روپے دو بکروں کے لئے دیئے تھے مگر میں نے وہ گھر کے کاموں میں خرچ کر لئے اور اس کی جگہ بھینس میں دو حصے دیدیئے اور آٹھ سو روپے ہی کے دو حصے تھے، مگر میں نے ان کی دادی کو یہ راز نہیں بتایا، اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا عقیقہ صحیح ہوگیا؟ اور اس طرح یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ کیا قربانی کے حصے میں عقیقہ کا حصہ صحیح ہے؟ اور دادی کو بے خبر رکھنا کیسا ہے؟ اور آج ان کی دادی اس دنیا سے جا چکی ہیں، ان سے تلافی (معافی) کی کیا شکل ہوسکتی ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: جب کہ آپ نے دادی کے دیئے ہوئے آٹھ سو روپے مکمل مذکورہ بچہ کے عقیقہ کے لئے بھینس کے دو حصوں میں لگا دیئے تو عقیقہ درست ہوگیا اور دادی کا منشا بھی پورا ہوگیا، اب کسی تلافی کی ضرورت نہیں ہے۔

وكذا لو أراد بعضهم العقيقة من ولد قد ولد له. (شامی ٤٧٢/٩) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا دادا کی میراث میں پوتے کا حق ہے؟

سوال: میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے اور مجھے صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے اور میرا سسر بھی زندہ ہیں، میرے شوہر نے کافی جائیداد اور روپے جمع کئے ہیں اور کافی جائیداد باپ سے ملی ہے، تو کیا باپ کے حصہ کو بیٹا دادا سے لے سکتا ہے؟ اور مجھے باپ کی ملی ہوئی جائیداد سے کیا ملے گا؟ اور جو

روپے انہوں (شوہر) نے جمع کئے ہیں اس کا حقیقی وارث کون ہوگا؟ جب کہ میرے شوہر کے ابو بھی طلب گار ہیں، اور ان کا کہنا ہے کہ اگر اپنے شوہر کے مال میں حصہ نہیں دوگی تو میں بھی اپنی جائیداد سے تمہیں یا تمہاری اولاد کو کچھ نہیں دوں گا؟ تو کیا اس طرح کرنا اور یہ شرط لگانا میرے خسر کے لئے جائز ہے؟

الجواب وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق: مسئولہ صورت میں آپ کو اپنے شوہر کے ذاتی مال میں سے آٹھواں حصہ ملے گا، شوہر کے باپ کو چھٹا حصہ ملے گا، اور بقیہ مال اولاد کو ملے گا، لڑکے کو دوگنا حصہ اور لڑکی کو ایک گنا حصہ، اور شوہر کا باپ چونکہ زندہ ہے اس لئے شوہر کا ابھی باپ کے مال میں سے کوئی حق نہ ہوگا، مگر یہ کہ باپ کوئی چیز اسے ہبہ کر کے قبضہ دے چکا ہو تو وہ چیز بھی شوہر کے ذاتی ترکہ میں شمار ہوگی، اور رہ گئی پوتوں کی دادا کے مال میں حصہ داری تو اس کا فیصلہ ابھی نہیں ہوگا؛ بلکہ دادا کے انتقال کے وقت دیکھا جائے گا کہ دادا کا کوئی حقیقی وارث بیٹا زندہ ہے یا نہیں؟ اگر زندہ ہوگا تو پوتے محروم ہوں گے اور اگر زندہ نہ ہوں تو پوتوں کو شرعی حصوں کے مطابق حق ملے گا۔

أما للزوجات، الثمن مع الولد أو ولد الإبن وإن سفل. (سراجي ١١-١٢) **أما الأب...... وهو السدس، وذٰلك مع الإبن أو ابن الإبن وإن سفل.** (سراجی ٩) **ومع الإبن للذكر مثل حظ الأنثيين وهو يُعَصِّبُهُنَّ.** (سراجي ١٢) **الأقرب فالأقرب يحجون بقرب الدرجة أعني أولٰهم بالميراث جزء الميت أى البنون ثم بنوهم وإن سفلوا.** (سراجي ٢٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حقیقی لڑکوں کی موجودگی میں پوتے محروم

سوال: ایک شخص کے چار لڑکے ہیں، انہوں نے اپنی زندگی ہی میں جائیداد چاروں کے نام تقسیم کردی؛ لیکن اس جائیداد میں سے کچھ اپنے پاس انہوں نے روک لی، اچانک کچھ دنوں بعد ان کے بڑے لڑکے کا انتقال ہو جاتا ہے، باپ ابھی زندہ ہیں، بڑے لڑکے جو کہ مر چکے ہیں، ان کی اولاد میں لڑکا لڑکی دونوں موجود ہیں، بعد اس کے باپ کا بھی انتقال ہو جاتا ہے، تو باقی جائیداد جو اس

شخص نے اپنے پاس روکی تھی، اس جائیداد میں سے بڑے لڑکے کی اولاد یعنی دادا کی بچی ہوئی جائیداد میں پوتے اور پوتیوں کو حق ملے گا یا نہیں؟ یا باقی تینوں لڑکے ہی اس جائیداد کے حقدار ہیں؟ واضح مسئلہ کیا ہے؟

الجواب وَباللّٰہِ التَّوْفِیْق: بشرطِ صحتِ سوال باپ کا بقیہ ترکہ صرف انہی لڑکوں کو ملے گا جو باپ کے انتقال کے وقت موجود تھے، اور باپ کی زندگی میں وفات پا جانے والے لڑکے کی اولاد، دادا کے ترکہ میں سے کسی بھی حصہ کا مستحق نہیں ہے؛ بلکہ دادا کا ترکہ صرف اپنی حقیقی اولاد ہی میں تقسیم ہوگا؛ ہاں البتہ اگر دادا اپنی زندگی میں پوتوں کو بطور ہبہ کچھ دے دیتا تو وہ مل سکتا ہے۔

یرجحون بقرب الدرجة أعنی أولٰهم بالمیراث جزءُ المیت أی البنون ثم بنوهم وإن سفلوا. (سراجي فی المیراث ۲۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

لے پالک وراثت کا مستحق نہیں ہے

سوال: مسئلہ معلوم یہ کرنا ہے کہ محمد ندیم گودلیا ہوا لڑکا ہے، اس لڑکے کا نام ولدیت میں جن صاحب نے گودلیا ہے، لکھوایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ یا وراثت میں، نیز یہ بچہ ندیم گود لئے ہوئے باپ کی وراثت کا حق دار شرعاً ہوگا یا نہیں؟

الجواب وَبـاللّٰـہِ التَّوْفِیْق: گود لینے والا شخص محمد ندیم کا حقیقی باپ نہیں ہے؛ لہٰذا یہ نہ تو اس کی وراثت میں حصہ دار ہوگا اور نہ ہی اپنی ولدیت اس کی طرف منسوب کرے گا؛ بلکہ اس کا جو حقیقی باپ ہے اسی کی طرف اس کی نسبت ہوگی، اور اس کے انتقال کے بعد وہ حسبِ ضابطہ اس کا شرعی وارث بنے گا۔

إن الدعی والمتبنی لایلحق فی الأحکام بالابن فلا یستحق المیراث ولایرث عنه. (أحکام القرآن للتهانوي ۵/۱۸۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم